

نعت بہ

ادبیات



مقام سنانی الامامة للعالمین



اکادمی ادبیات پاکستان



**PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani**

**Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081**



پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور وائس ایپ گروپ «کتاب کارنز»  
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے وائس ایپ پر رابطہ کیجیے۔ شکریہ

احمد انور

شمارے کا مصور



احمد انور نے 1980ء میں کراچی سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف آرٹ اینڈ کرافٹ سے فائن آرٹ میں ڈپلوما کی سند حاصل کی۔ سہ ماہیہ سے پندرہ سال ڈیزائننگ کا کورس بھی کیا۔ 1983ء میں ماہیاب آرٹس انسٹیٹیوٹ لاہور میں ان کی سواو چھٹنگز جو زیادہ کیلی گرافی پر مشتمل تھیں کی نمائش ہوئی۔ دوسری نمائش 1983ء ہی میں کراچی میں پاکستان امریکن گیلری میں گل جی کے ہاتھوں انکسار کے بعد منعقد ہوئی۔ حال ہی میں احمد انور اپنی مختلف اقسام کی پیشنگز کی نمائش ترکی، ایران، الجزائر، تائیوان میں کر کے واپس چلے اور انہوں نے لیگور بھی اپنے مستقل قریب میں فرانس، تونس، الجزائر، ترکی، تائیوان میں نمائش کر کے کارادور رکھے ہیں۔

احمد انور نے اپنی کیلی گرافک پیشنگز میں انہماکی مہارت کے ساتھ محرابیں (Arches) دائرے، بال، کعبہ، کارور، دست، دوا، اسے، سورج، گنبد، کی اشکالی کو ایک استعارے کی صورت استعمال کر کے اپنی پیشنگز کو معنوی طاقت سے ایک انفرادیت بخشنے کا کامیاب کوشش کی اس کے ساتھ ساتھ درگوں کے انہماکی مناسب برداشت استعمال نے اس کے ظاہری تاثر کو پرتائیر کر دیا جو دیکھنے والے کی نظریہ پارٹیکس گنبد، بالک، نور، صورت، تاثر چھوڑتا ہوا گنبد، جاتا ہے۔ احمد انور کی کیلی گرافک کا زیادہ تر کام انہماکی میں کیا گیا ہے۔

احمد انور نے بھارت کے مصور ہاتھکار (HATKAR) سے مجسمہ سازی (Sculpture) سیمینار تمام اسلامی ماحول کی جد سے اسے ایک خاص دائرے تک محدود رکھا۔ احمد انور "میدان رحمان چٹائی" "انٹیلی" "خلیہ" اور "دین احمد" سے متاثر ہیں مگر خوش کن بات یہ ہے کہ ان کی پیشنگز میں ان سے متاثر ہونے کا مثل نظر نہیں آتا۔ احمد انور نے اپنے تخلیقی میدان سے اپنی پیشنگز کے گنبد بھارت سے جڑا رہی ان کی کامیابی اور بین الاقوامی آہستہ ہونے کی جلی ریل ہے۔

(ایچ)

# ادبیات<sup>سہ ماہی</sup>

شمارہ نمبر 101، جنوری تا جون 2014

نعت نمبر

محرران: شیراز لطیف

مشاور: محمد اقبال عباسی

مدیر: محمد عاصم بٹ  
مدیر معاون: اختر رضا سلیمی

اکادمی ادبیات پاکستان

پطرس بخاری روڈ، H-8/1، اسلام آباد



## ضروری گزارشات

- ☆ مجلے میں غیر مطبوعہ تحریریں شامل کی جاتی ہیں جن کی اشاعت پر شکریے کے ساتھ اعزازیہ بھی دہل قلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔
- ☆ شامل اشاعت نگارشات کے نمبریں مضمون کی تمام ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے۔ ان کی آراء کو کاوی ادبیات پاکستان کی آراء نہ سمجھا جائے۔
- ☆ نگارشات ان ایچ فارمیٹ میں بذریعہ ای میل اس ایڈریس پر بھیجی جاسکتی ہیں:  
adabiyaat@pal.gov.pk

## مجلس مشاورت: ڈاکٹر تو صیف تبسم، احمد جاوید

قیمت فی شمارہ: -/100 روپے (اندرون ملک) 40 امریکی ڈالر (بیرون ملک)  
 سالانہ (4 شماروں کے لیے) -/400 روپے (اندرون ملک) 160 امریکی ڈالر (بیرون ملک)  
 (در سالہ اندرون ملک بذریعہ رجسٹری اور بیرون ملک بذریعہ قافلی ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ ڈاک خرچہ ادارہ ٹھکانا کرتا ہے)

قیمت مجموعی شمارہ: -/200 روپے

طاعت: طارق شاہد 051-9250585  
 ترسیل: میر نواز سولگی 051-9250578  
 مطبع: پاکستان پوسٹ فاؤنڈیشن پریس، اسلام آباد۔

ناشر: اکادمی ادبیات پاکستان، H-8/1، اسلام آباد

website: pal.gov.pk

## فہرست

### انتخاب

#### عربی نعت (انتخاب)

15	اوصیک یا عبد مناف بعدی	سیدنا حضرت عبدالعظیمؑ
17	الم لربی من بعدہم ہمتہ	سیدنا حضرت ابو طالبؑ
20	وقال النبی ولم یزل یقرنی	سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ
23	الم تر ان اللہ اظهر دینہ	سیدنا حضرت عمر فاروقؓ
24	فما عینی ابکی ولا تسامی	سیدنا حضرت عثمان غنیؓ
25	امن بعد تکلمن النبی ودفعہ	سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ
27	متی یبد فی الداجی الیہیم جینہ	سیدنا حضرت عمارؓ صدیق
28	الا یا رسول اللہ کنت رجائنا	سیدنا حضرت صفیہؓ بن عبدالعظیمؑ
30	انا فقد ناک فقد الارض وابلہا	سیدنا حضرت فاطمہ الزہراءؑ
31	سائل قریشا غداۃ السخ من أحد	سیدنا حضرت کعب بن مالکؓ
33	أغر علیہ للنبوة عظام	سیدنا حضرت حسان بن ثابتؓ
35	نعمی الرشاة بحبیہا وقولہم	سیدنا حضرت کعب بن زہیرؓ
37	الا باہی من کان ملکنا و سیکنا	ابو بکر عی الدین ابن ابی العریجی
38	محمد مہد الکونین والنقلین	شرف الدین یومرئی

#### فارسی نعت (انتخاب)

39	زہے روشن ز رویت چشم بینش	امیر خسرو دہلوی
40	سید ہر و رگہ نور جاں	جلال الدین رومی
41	عرش است کہیں پایہ زایان محمدؐ	شیخ سعدی شیرازی
42	السلام کے قیمتی ترکویر دیا نے جو	عبدالرحمن چاچی

43	دل شکار تو یا رسول اللہ	عبدالغفار بیدل
44	یا صاحب الجہاں دیا سید البشر	حافظ شمس الدین محمد شیرازی
45	خواہی کہ شو دور و جہانت بہود	خواجه میر درد دہلوی
46	حق جلو گر، زطر زبیاں محمد آست	مرزا اسد اللہ خاں غالب

## اردو نعت

### گلِ زقیام پاکستان (انتخاب)

47	واہ کیا تو دو کرم ہے حق بظاہر	احمد رضا خان بریلوی
49	دل شام مصطفیٰ، ہاں پارساں مصطفیٰ	اصغر کھڑوی
50	بے ہیں مدحت سلطان دو جہاں کے لیے	الطاف حسین حالی
51	آپ کی فرقت نے ماما کی نبی؟	امداد اللہ مہاجر کی
52	لے جائے اعلیٰ جان کی پر وائیں مجھ کو	امیر بیتابی
53	فرقت میں جاں بردار ہے آج سب آنکھوں میں دم	امجد حیدر آبادی
54	تعمیر حب فیہ شہستان محمد	بابا زین شاہ جاتی
55	مدینے دل و روح وہاں لے کے جاؤں	بہزاد نکستی
56	بھر لے حرم سے ملاقات ہوتی	حمید صدیقی نکستی
57	پوری یار رب یہ دعا کر، ہم درویشی پہ جا کر	خواجه محمد اکبر خاں میرٹھی
58	کر و غم سے آزادیاں مصطفیٰ	داغ دہلوی
59	سوائے جاں میں چھلکے کیا کیسی طرح	سراج الدین ظفر
61	رسول محمد اسید المرسلین	سراج اورنگ آبادی
62	نام محمد قسمل علی، نور محمد قسمل علی	سید سلیمان ندوی
63	دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو	ظفر علی خان
64	کوئی گل باقی رہے گا، نے چمن رہ جائے گا	کافی شہید مراد آبادی
65	نعتیہ رباعیات	محسن کاکوروی
67	ہو امید خدا میں دل جو صرف رقم میرا	محمد امیر اجیم ذوق
68	نعتیہ رباعیات	مرزا سلامت علی دہر
69	دلادیا نے رحمت قلم ہے آپ محمد تمکا	مرزا محمد رفیع سوات
70	نہ کیونکر مطلع دیواں وہ مطلع مہر وحدت کا	مومن خان مومن

71	میر انیس	معاذ میں باسٹ افلاک نئی ہیں
73	میر تقی میر	جلو نہیں ہے علم میں جس قول کا
74	میر حسن دہلوی	نئی کون یعنی رسول کریم
75	میر کرامت علی خان شہیدی	ہے سورۃ الفتح اگر روئے محمدؐ
76	نظیر اکبر آبادی	تم ظہیر راویں ہو یا محمد مصطفیٰؐ

### پاکستانی نعت (اختیار)

77	محمد اقبال علامہ	روح بھی ٹو، قلم بھی ٹو، تیرا وجودا کتب
78	احسان دانش	افضل ہے سہ سلوں میں رسالت حضورؐ کی
79	احمد رازی	راہم کردہ کو منزل کا پتا دے شاہا
80	احمد فراز	نہ ہوا مجھ و حق کا ظہیر آپؐ کے بعد
81	احمد مدیم قاسمی	کچھ نہیں مانگا شاہوں سے یہ شہدا تیرا
83	اختر شیرانی	لٹائے سجدے نہ کیوں آسمان مدینے میں
84	ازہر دہلوی	جو فردوس تصور ہیں وہ مضر یاد آتے ہیں
85	اسد متکلی	چکے ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے
86	اقبال عظیم	مدینے کا سفر ہے اور میں غم دے، غم دے
87	بشیر حسین ماعلم	مجھ کو صیفِ حیدر پہ مقرر رکھا
89	حامی بدایونی	خدا کرتا ہے ہمازل رحمتیں ان مدح خاںوں پر
90	حافظہ صبا لوی	دل کی دھڑکن میں ہے مقامِ ہزا
91	حافظہ محمد افضل فقیر	مولائے کائنات کی بے کسوانیاں
92	حافظہ مظہر الدین	آؤ ذکرِ تجسّس ہے تجرہ بر کریں
93	حبیب جالب	یہ کس عذاب میں جاں ہے محمدؐ عربی
94	حسرت موہانی	ظہیرِ شانِ کبریا صلی علی محمدؐ
95	حلیف نائب	دے تبسم کی خیرات ماحولی کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نئی
96	حلیف جالندھری	سلام اے امت کے لالائے محبوب سبحانی
97	حنیف اسدی	سارے احکامِ خدا جن کی نیاں میں آئے
98	خاطر غزنوی	جو نام صفتِ پاک رسولان میں ملتی ہے
99	خالد احمد	تو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی
100	راغ عارفانی	امیرِ ظلم کا اعجاز دیکھیں
101	راقب مراد آبادی	پتھری جاگیں گے اک دن کسی قریب سے



102	بتالی ذات ہے نور محمد عربی	رئیس امر وہوی
103	ہر مومن سجانے کے لیے آپ آئے	سماغر صدیقی
104	محفل کی ہوئی ہے مدد و سلام کی	سید سلمان رضوی
105	محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم محبوب ربانی	سید محمد خیر جعفری
106	پیام لائی جہاد صبا دینے سے	سیما اکبر آبادی
107	مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے	شان الحق حق
108	خود سب دو جہاں ہے خیر و مصطفیٰ	شورش کاظمی
109	زمانہ تیرے لیے ہے ازل و آخرت	عارف عبدالحق
110	رہبر ہستی نے واضح کر دیا خط گنج کر	عاصی کرمانی
111	محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں	عبدالستار خان نیازی
112	خدا کے بعد صاحب سب زمانوں سب جہانوں کا	عبدالعزیز خالد
113	مردلوں میں کوئی بھی خیر و بشر آیت تھا	عزیز محمد صیاد لوی
114	جہاں بیچہ غفلت بن گئے روزن کانون کے	غلام محمد قاسم
115	حضور آقدس زمانے بھر سے گئے تھے جو تیرگی مٹا کر	فارغ بخاری
116	جودل کو جین دے وہ کسک چاہتا ہوں میں	قتیل شفا علی
117	برزخ کا نکات کا گراں ہے اس لیے	قیوم نظر
118	ہو جو حق فقی تو بس نعت پیغمبر نکلوں	کلیم عثمانی
119	آدمیت کی علامت ہے ولایت مصطفیٰ	کوثر نیازی
120	رسول مجتبیٰ کیسے محمد مصطفیٰ کیسے	ماہر القادری
121	کاش وہ خاک مجھ کو مل جائے	مجید امجد
123	جب میرے دل کا درد الم تک پہنچ گیا	محبوب عزیزی
124	شفاعتوں کے قلق پر عجب سحاب کھلے	محسن احسان
125	آپ کی مدد ہے کس کما کان میں	محمدرضا یوسفی
126	شعور عشق مدینے کی سرزمین سے ملا	محمدرضا رسول گری
127	سمجھا نہیں ہو زمر عاشق بے شہادت	محمد اعظم ہاشمی
128	خوابوں میں مدینے کی فضا دیکھنے والا	مسرور کسفی
129	خیر حرم جہیں جھک کر سلام کرتے ہیں	ناصر کاظمی
130	چاغتار سے ہی کیا دیکھتے رہ گئے	نصیر الدین نصیر
131	پر کیف کس قدر غم پہاں ہے اے حضور	نعیم صدیقی
132	کو وہاں پہ خورشید عار ورا	یزدانی چاندھری

## پاکستانی نعت (کلام تازہ)

133	جو کسی عطا نے خطا کے داغ تمام عمر کے دھو دیے	آصف اکبر
134	صدائیں ستارہ ستارہ کروں	آصف بقب
135	دل میں اگر خُدا ہے وسطیٰ خدا بھی ہے	آفتاب نیا
136	وہ آپ کی محفل میں ادب دیکھا گیا ہے	ابرار حسین باری
137	جو حرف و خبر سارے زمانوں کو ملے ہیں	ابصار عبدالحی
138	ستارہ جاسخارہ	احسان اکبر، ڈاکٹر
140	ترکی پناہ میں روز جزا کا خوف نہیں	احمد اوریس
141	نقروں میں کسی ہے کسی مہتاب کی صورت	احمد سبط صدیقی
142	یہاں تمام اندھیروں کے رو میں رکھا گیا	اختر عثمان
144	نعت گوئی سے مجھے گر چہ بہت رغبت رہی	اخلاق عاطف
145	بے کسوں کو بھلا اور کیا چاہیے	ارشاد محمود ارشد
146	ہے ہرے سینے میں شوق وصال سب سے الگ	اسد حوان
147	نظر آ رہا ہے وہ خدا اللہ	اسلم مای
148	سکون قلب ہے غلبہ فکر مدینہ ہے	اسلم لڑخی، ڈاکٹر
149	اے ہوا	اعجاز نسوی
150	میں: کہ ہر صلابت ایمان کے قدموں کی خاک	اعجاز کتورداہ
151	یہ بھی سفر عجیب تھا کہی شعاع دی گئی	افضل خان
152	دنیا کو بد لئے آپ آئے	انیمال الحق امتیاز
153	کبھے گا کون، کیا ہے یہ رمز جہان شوق	امین راحت چغتائی
154	زمانے میں پھیلا ہے نور آپ سے	انور سدید، ڈاکٹر
155	یہ اتھاس ہے بارب! حضور سے اپنے	انور شہر
156	میری خدی ذات نبی تھی	بشری اعجاز
158	روپ رہتا ہوا آیا ہے یہ شیدا تیرا	پرتو روہیلہ
159	کاش ہوتا مدینے میں گھرا نبی	تاج الدین تاج
160	آئینہ جمال الہی کی بات ہے	تبسم نواز وزائج
161	بے زنجیر شعلہ بخارے کہاں ہوتے	جلیل عافی
162	اے کاش! شاعر میں اظہار میں آئے	حافظ نور احمد قادری
163	اک تمنا ہے، کہ وہ خواب تنہا دیکھوں	حسن عباس رضا

164	نعتیہ رو ہے	حیدر اللہ افسر
165	بتالی حق سے ہوئے فو ابدال ان کا	خاونا گلزار
166	لب پہ جب نعت آگئی ہے	خورشید ربانی
167	پادشاہتر کے روز ہے آپ آیا ہے فقیر	خورشید رضوی
168	ہے ذمہ داری سبکی برآں یا ثر الوری	راہبہ بھری
169	رہنمائے دین فطرت آپ ہیں	راحت خیر راحت
170	کلید فطر ایک آہوں کو رسائی مل جائے	رانا سعید دوستی
171	میں نعت نبی کے باب میں تھا	رجوان حفیظ
172	تو اس کے قصیدوں میں جنت نہیں	رحیم بانی
173	معراج بشرؐ کو رضا ہیں مرے آقا	رشید ساقی
175	یا رحمتہ للعالمین	رباض مدیم نیازی
176	حرمِ جاں میں یہ کس کا ذکر قرار اور	زہد مسعود
177	آق کچھ اور نظر آتی ہے چھب رحمت کی	سائل نظامی
178	ڈر عشق سے سینوں میں اضطراب رہے	سجاد بلوچی
179	فدا نے جب سچائی نہ ہم مکن صدق محمدؐ کا	سحر فارابی
180	دے کے روئے پہ ماضی میں نے	سرفراز شاہد
181	کچھ بھی ہو، خوئے دار سے بچے کی خون ہو	سعود عثمانی
182	مجھ سے کیا ہو بیاں حضورؐ کی شان	سلطان سکون
184	ہر طرف شور تھا روشنی روشنی	سید انوار حسین انجم فتوی
185	نمرور سے دل لہک رہا ہے دروہ سے روح کھل اٹھی ہے	سیدہ بش الوری
186	زباں کو لڈھیا نکھار کا مزہ آئے	سید ریاض حسین زیدی
187	یہ غارتہ ہستی ہے، یہاں زر نہال ہے	سید قیام الدین نعیم
188	حضورؐ آپ کی مدحت کروں رقم کیسے	سید عارف
190	دوہرہ کو نمین نڈر تر پہ قلب ہے	سید نصر علی زیدی
191	چاند سورج کی بھلا اس کو نہ درک کیا ہے	سیدہ در نجف زیدی
192	نم نکا ہوں سے دھوکا ہوں میں	شا کر کنڈان
193	نعت رسولؐ میرا انا شتا رہے	شاہد کوثری
194	نظمِ بزاں سے ملا ماؤں کا تیر سے ملا	شاہد حسن
196	مدینہ منورہ ماضی کی پر	شاپن عباس
197	روشنی خواب ہے تعمیر ترے دم سے ہے	شفیق احمد خان

198	ہر کے چاند میں آفتاب روشن ہیں	کلیل اختر
199	پروردگار ذکر محمد تعصب کر	شیدا چشتی
200	وڈو را آسانی جب کیا اس نے زمینی	ضیا الحسن ڈاکٹر
201	یہ ہے دیا رب یہ جسکی خبر جائیں	طالب انصاری
202	اذن صراحت مل گیا ہے	طاہر شیرازی
203	گرا جازت ہو گئی تو میں نعت کہوں	عازن مسعود ملک
204	آغا زفت ہم نے کیا اس دعا کے ساتھ	عباس ریسوی
205	مدحت کی ہے توفیق، صلہ نہ نبی کا	عرش باقی
206	سند میری تلائی کی رقم کر دیجیے آقا	عرفان الحق صائم
207	ہزار پیش کروں تجھ کو میں سلام ہوا	عرفان صادق
208	ذرا کرے خود شہد کی مدحت تو مجھ کیا	عقلم عباس جعفری
209	صدقے میں آپ ہی کے نبی کا کلمہ ہے	علی اکبر عباس
210	بارگاہِ مدحت میں	علی دانا
211	ایسا کرم کیا گیا غلت فکرتہ مال ہے	علی داسر
212	محببتوں کا اجالا اگر کہیں ہے	غلام رسول زبیر
213	خزاں رتوں میں کھلے ہیں کجیہ کے پتے	قاسم یعقوب
214	زندگی کا ہے سارا لمسوں آپ سے	قائم نقوی
215	مادوائے فکر انسان ہے ثنائے مصطفیٰ	کرامت بخاری
216	جامِ لہدی	ماجد صدیقی
218	تہنات کر جب کیلئے کمال ہو گیا	مجتبیٰ حیدر شیرازی
219	رب نے فرمایا کوئی نثار کر دیا	محسن شیخ
220	آپ کی بات کیا کہ ہیں دونوں جہاں کباب و شاہ	محمد ضیف
221	مخل فین ہے نہ پاتھ کی خوشبو	محمد بطین شاہ جہانی، پروفیسر
223	میرے فہم کی دنیا میں مریم نہیں	محمد سلیم احسن
224	بولے سوختہ جاں و ملت جاں ہے کہ نہیں	محمد عبدالقادر شاہ
225	آنکھیں حضور سے میں ملاؤں گا کس طرح	مرآت علی برلاس
226	نوری نور کی برسات ہوئی جاتی ہے	مہر نقوی
227	سیرت کروں بیان، صفات نبی تکمیل	ناصر بشیر
228	نہ مال و زر کی ہوں اور نہ خوگدائی کی	ناصر زیدی
229	تجھ پہ پورے کبھی اترے نہیں معیار مرے	نثار مسک



230	ٹوٹے دو دیا جلا دیا ہے	نجیب احمد
231	ہادی درویشا آپ کا نقش پا	نسیم سحر
233	دلوں سے ہو گئے تڑپتا ہوا دینے کو	نصرت صدیقی
234	اسے نکال چوق کھل کر دیکھ لے دکھائیاں	نصیر احمد
235	زرد پتے جتنے رہے تھے حضور کے پیچھے	نویس حیدر باغی
236	نوشوں میں سلیقہ عدا کے رکھے ہیں	نورین طلعت عروپ
237	نہی کی یاد میں مجھے مہن آہتا بہتہ	نوشا بھٹان
238	سیا و خزاں کیسے سوا ہو	وفا چشتی

## شعر

239	پاکستان میں اردو نعت (نصف صدی کا سفر)	عزیز احسن، ڈاکٹر
314	برصغیر اور زبان اردو تک سیرت نگاری کا سفر	احسان اکبر، ڈاکٹر
317	نعت: ایک روحانی تجربہ	اقبال آغا، ڈاکٹر
322	آطاس و قلم کی روشنیاں	چاؤب قلی
327	مہر ویت کا نعت	ارشاد شا کریم خان، پروفیسر ڈاکٹر
351	کتابیات پاکستانی نعت	شا کریم خان
380	غزل پر نعت کے اثرات	ثار رزاقی، ڈاکٹر
384	اردو نعت پر غزل کے اثرات	عارف منصور
390	مولانا تقی علی خان کی نعتوں میں سستی کی جھلک	زبد شیر عامر، ڈاکٹر
398	احمد نوری کی اسلامی خطاطی	انجم چاؤب

## پاکستانی زبانوں میں نعت گوئی

401	براہوی ادب میں نعت نگاری	عبداللطیف بھٹو
408	بلوچی شاعری میں نعت گوئی	واحد بخش بزار
414	پشتو نعت: ایک جائزہ	چاؤب احساس
425	پشتو میں نعت گوئی	سلطان قلی
429	ہجائی شاعری میں نعت گوئی	صفیر وفاق
452	سرائیکی نعت گوئی کی تاریخ	وفا چشتی
466	سرائیکی نعت کا ارتقاء: ابتدائی آثار	خورشید ربانی

479	سید گل محمد شاہ بخاری	سندھی میں نقیہ شاعری
482	عبدالجبار عابد بخاری، ڈاکٹر	سندھی زبان میں نعت گوئی و نقیہ شاعری
492	ش شوکت	بزرگ نعت

## تراجم

	برہمہوی	
499	عبدالعزیز قلیدرہانی	حضرت محمد مصطفیٰ سستی نے کبھی عید اہولی اور
499	عبد اللہ چان در خانی	حضرت محمد کو بغداد دہلی ہیں
500	جوہر مرادہوی و افضل مراد	محبوب دارا ہیں صل علی محمدؐ
501	عبدالرزاق صابر و افضل مراد	مقلوبوں ہے بسوں کے دور کی دعا
501	عبد الرحمن کریم و افضل مراد	صد سلام اے گل زمیں کے کبود شاہ
502	غلام قادر بزم دار و غلام قادر بزم دار	محمدؐ ہے خالق کا محبوب بیانا
503	نور احمد گلگامی ملتان و محبوب احمد فاتح	مجھے علوم ہے پختہ نہیں ہے

	بلوچی	
505	ملا بیدار	اے نور پاکؐ میں حیر سے زبر سایہ آگیا ہوں
506	قاضی عبدالرحیم صابر و فاضل بزم دار	میر انگستاں جو آبا دیا مصطفیٰؐ
507	منصور بلوچ و فاضل بزم دار	رنج و الم کی تسبیح جو دعا پار رسول اللہؐ
508	محمد زہیر افغانی و فاضل بزم دار	رہلت عکب و جاں ہے جام محمدؐ
509	محمد اسحاق ساجد بزم دار و فاضل بزم دار	تیری شان تیرا لام تھا خدا

	پنجابی	
510	خوشحال خان خٹک و سلطان فیہی	کھلا ہم پر پناہ خواہ محمدؐ سے
511	رحمان بابا و پروفسر داؤد خان داؤد	صور سے محمدؐ گر نہ ہوئی جلوہ نما
512	حزرت خان شتواری و پروفسر داؤد خان داؤد	یہ اک سلام لے جا
513	ممتاز محمد امیر ایم خان فیہی	ہے ہدایت آپ کی گویا عطا کی ہو شفی
514	محمد ہمایوں غما	دو حیر اور خیر ہے
516	محمود یازد و پروفسر اسیر سنگاں	استغاثہ دار شرب و بلحا!
517	استاد عبد اللہ نوخار و پروفسر اسیر سنگاں	عید وہاں ہوتی ہے جہاں محبوب کبریا ہوتا ہے
518	محمد جان عاظمہ و محمد جان عاظمہ	میں اگر چاہیے خطا کا مادہ گنہگار انسان ہوں

519	حسینہ گل دھجھ کا مران خان	میں نے بہت ساری جہتیں کی ہیں
520	قمر راہی رسیدنی خیال مومند	حضور میری تھی تو فتن نہیں
521	غازی سیال رجاویہ احساس	علم و علم کی حکومت تھی

### پنجابی

522	دارت شاہ	پھر رسول مقبول کی نعت کہیے
523	میاں محمد بخش رزید حسن	واہ کریم امت کا دانی، پھر شفاعت کنا
523	سلطان باہو رزید حسن	ممن اندر از تباری اک جانیت کرتے ہیں
524	اختر شاہ علی پسر	جیسے لفظ خدا کے کلام حق، فرمان اس کا قرآن
525	زید نواز رزید حسن	مہکتا ہے مقدس بھی محمد کے کلاموں کا

### سرائیکی

526	خولچہ غلام لاریہ	میں قسمت کی ماری بھر دُراق میں جاں بسا ہوں
527	حمید الفت مطلقانی رسوا خان صادق	آئی
528	سید حسن رضا گردیزی	کون و مکان کی تخلیق کا لوح
530	محمد اعظم خان چانڈی	میرے نبی کا تنہا دیکھ کر چاند اور سویت شرمائیں
531	عبداللہ بن دانی حقیر حسن شیخ	جب آپ کی یاد کا چاند طلوع ہوتا ہے
532	ڈاکٹر گل عباس اموان	چلا ہے باجق ذرا، دل کو بھی سنہال کے گل
533	ڈاکٹر سید قاسم جلالی رٹا کنڈل عباس اموان	ہے ہر نبی کے لب پہ بتا رہے حضور کی
534	امان اللہ کاظم رٹا کنڈل عباس اموان	جہان سارا بھاسنور، جو اب سران المیر آئے

### سندھی

535	شاہد عبداللطیف بھٹائی	مجھے اللہ سے امید ہے کہ سید میری خبر گیری کریں گے
536	محمد دوم غلام محمد بگٹی	مجھ لاچار پر دست شفقت رکھیے یا رسول اللہ
537	احمد خان مدہوش دہریہ سندھی	خوش نصیبی کھنوا سویت طلوع
538	مانی مراد خان چانڈیو رفیم شناس کاظمی	اے خدا تو رب نے کہا تم کو رحیم
540	دارلن فتحیہ دہریہ سندھی	میری ہو جائے مدد دینے مصطفیٰ
541	سید مقبول حسین مقبول علیہری	دل فائدے میں ہے یہ نظر فائدے میں ہے
542	محمد عرس گل رفیم شناس کاظمی	توئی مرثیہ بھٹائی
543	مرزا فتح علی یکس رفیم شناس کاظمی	کس وجہ یہ پیشا رہیں زندانِ محمد

### گتھی

- 544 رانا غلام سرور رانا غلام سرور  
545 رانا فضل حسین رانا فضل حسین  
546 شاہ شہباز شاہ شہباز  
547 منیر حسین چوہدری منیر حسین

### بچہ کو

- 548 احمد علی سائیں  
549 احمد حسین مجاہد احمد حسین مجاہد  
550 ارشد شاہ کراخوان ارشد شاہ کراخوان  
551 بشیر احمد سوز  
552 سلطان سکون راجم جاوید  
☆ ☆ ☆ ☆



خالی

## سیدنا حضرت عبدالمطلبؐ

اوصیک یا عبد مناف بعدی  
 بموحد بعد ایسہ فرد  
 فارقہ وهو ضجیع المهد  
 رکت کالام لہ فی الوجد  
 تلبیہ من احشائہا والکبد  
 حتی اذا خلفت مدادا الرعد  
 ارمیت ارجی اہلنا للوفد  
 یابن الذی غینہ فی اللحد  
 بالکمرہ منی ثم لا بالعمد  
 فقال لی والقول ذو مرد  
 ما ابن اخی ما عشت فی معد  
 الا کادنی ولدی فی العود  
 عندی اری ذلک باب الرشید  
 بل احمد قد یرتجی للرشید  
 وکل امر فی الامور ود  
 قد علمت علام اہل المہد  
 ان ابنی مہد اہل النجد  
 یملو علی ذی البدن الاشد

ترجمہ:

- ۱۔ اے عبد مناف (ابوطالب) میں اپنے بعد اس موحد کے بارے میں تمہیں وصیت کرنا ہوں جو اپنے باپ کی وفات کے بعد اکیلا رہ گیا ہے۔
- ۲۔ اس کا باپ اس حال میں اسے داغ مفارقت دے گیا کہ وہ ابھی گوارے میں سونے والا تھا اور میں نے اس حالت میں اس کی سرپرستی کی کہ میں اس کے لیے بھڑا ہاں رکھا۔

- ۳۔ جو اپنے جسم و جان سے زیادہ پیے کو عزیز رکھتی ہے یہاں تک کہ میں اجل کے دھڑ کی سیاحی سے خائف اور بے بس ہو گیا۔
- ۴۔ اور میں نے اس بار میں اپنے اہل بیت کو وصیت کی اس بیٹے کی وجہ سے جو مجھ سے قبل ہی قبر میں چھپ گیا ہے۔
- ۵۔ میں نے ایسا عہد انہیں کیا بلکہ مجبوری کی بنا پر کیا ہے۔ عہد مناف نے اس وصیت کو قبول کیا اور قول و قرار پختہ ہی ہوا کرتا ہے۔
- ۶۔ اس نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں میرے بھائی کے بیٹے کو کوئی اچک کر نہیں لے جائے گا بلکہ میں اس کے ساتھ بیٹے کی طرح محبت کروں گا۔
- ۷۔ میں اسے اپنے پاس رشد و ہدایت کا دروازہ کھلتا ہوں بلکہ ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لیے احمد سے امیدیں وابستہ کی جائیں گی۔
- ۸۔ عہد و پیمان کرنے والے جانتے ہیں کہ محبت تو سب امور میں سے بہترین ہے۔
- ۹۔ چٹک۔ میرا بیٹا اہل شجر کا سردار ہے وہ بہادر و جوانوں پر غلبہ حاصل کرے گا۔

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت ابوطالبؑ

الم ترني من بعدهم همته  
بفرقة حر الدين كرام  
يا محمد لما ان شئت مطيتي  
برحلي وقد دعتني بسلام  
بكي حزنا والعيس قد فصلت بنا  
واخذت بالكفين فضل زمام  
ذكرت ابياء ثم فرقت عمرة  
تجود من العين ذات سجام  
فقلت تروح راشداً في عمرة  
موامين في البساء غير لئام  
فرحنا مع الميراثي راح اهلها  
شامى الهوى والاصل غير شامى  
فلما هبطنا ارض مصرى تشرقوا  
لنا فوق نور ينظرون جسام  
فجاء بحيرا عند ذلك حاشنا  
لنا بثراب طيب و طمام  
فقال اجمعوا اصحابكم لطماننا  
فقلنا جمعنا القوم غير غلام  
بتيم، فقال ادعوه ان طماننا  
كثير، عليه اليوم غير حرام  
فلما رآه مقبلا نحو داره  
بوقيه حر الشمس ظل غمام  
حناراه شبه السجود و ضمه  
الى تحره والصدراى ضمام



وَاَقْبَلْ رُكْبَ يَطْلُبُونَ الَّذِي رَأَى  
 بِحَيْرٍ مِنَ الْاَعْلَامِ وَمِطْ خِيَامِ  
 فَتَارَ إِلَيْهِمْ خَشِيَةَ الْعَرَامِهِمْ  
 وَكَانُوا ذَوِي دَهَى مَعَادِ عَرَامِ  
 دَرِيَسَا وَتَمَامَا وَقَدْ كَانَ فِيهِمْ  
 زَبِيرًا وَكُلَّ الْقَوْمِ غَيْرِ نَامِ  
 فَجَاؤُوا وَقَدْ هَمُّوا بِقَتْلِ مُحَمَّدٍ  
 فَرَدَّهُمْ عَنْهُ بِحَسَنِ خِيَامِ  
 بِنَاوِيلِهِ التَّوْرَةِ حَتَّى تَفْرُقُوا  
 وَقَالَ لَهُمْ مَا أَنْتُمْ بِطُغَمَامِ  
 لِذَلِكَ مِنْ أَعْلَامِهِ وَيَسَانِهِ  
 وَلَيْسَ نَهَارٌ وَاضِحٌ كَطَلَامِ

ترجمہ:

- ۱۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں نے شریف والدین کے برگزیدہ بڑے کے سے جدا کی کا قصد کیا ہوا تھا۔
- ۲۔ یعنی احمدؑ سے جب میں نے اپنی سواری پر کھاد باندھا اور اسے سفر کے لیے تیار کیا میں نے سلامتی کے ساتھ احمدؑ کو لوہا لے لیا۔
- ۳۔ وہ غم سے روپا اس حال میں کہ سرخی مائل سفید آنکھوں کا قافلہ روانہ ہوا اور دونوں ہتھیلیوں سے میری ماتہ کی مہار پکڑ لی تھی۔
- ۴۔ مجھے اس کا باپ یاد آ گیا، میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے اور میں زار و قطار رونے لگا۔
- ۵۔ میں نے اس سے کہا، راحت و آرام کے ساتھ اپنے چچاؤں کے ساتھ چلو جو مصائب و آلام میں منحواری کرنے والے ہیں اور ملامت زدہ نہیں ہیں۔
- ۶۔ ہم اس قافلے کے ساتھ نکلے جس نے اس حال میں کوئی کیا کہ قافلہ والے محبت و شفقت کو بدفالی خیال کرتے تھے حالانکہ درحقیقت بد شکونی کا کوئی وجود نہیں ہے۔
- ۷۔ جس وقت ہم نے مرز میں نصرئی میں ڈیرہ ڈالا تو ہماری وجہ سے قافلہ والوں کی عزت افزائی ہوئی اور وہ

تجاوزِ ظوم ہوتے تھے۔

۸۔ اس وقت بھرا (رابب) آیا اور اس نے ہمیں پاک شروبات اور کھانے کی پیشکش کی۔

۹۔ اس نے کہا ہمارے کھانے میں اپنے سب ساتھیوں کو لے آؤ اور ہم نے کہا ہم سب موجود ہیں ماسوائے ایک لڑکے کے۔

۱۰۔ جو قیم ہے اس نے کہا اس لڑکے کو بھی بلاؤ کیونکہ کھانا کافی مقدار میں ہے اور لڑکے کے لیے بھی طال ہے۔

۱۱۔ جب بھرا نے اپنے گھر کی طرف اس لڑکے کو اس حال میں آتے دیکھا کہ بادل کا سایہ دھوپ سے اس کا بچاؤ کیے ہوئے تھا۔

۱۲۔ اس نے اپنے سر کو جتا کر اپنا سجدہ کی طرح نیچے جھکا دیا اور آپ کو اپنے گلے اور سینے سے لگا لیا۔

۱۳۔ اور یہود کا ایک وفد بھی آپ کا بچا جو ان ہی نشانات کے درپے تھے جن کو بھرا نے غیموں کے درمیان دیکھا تھا۔

۱۴۔ ان کی بدخوئی کے ڈر سے بھرا نے ان کو دوست بنالیا۔ وہ چاہا اور کثیر التعداد تھے۔

۱۵۔ ان میں درپس مقام اور زبیر تھے اور وہ سب کے سب ہوشیار اور غفلت نہ کرنے والے تھے۔

۱۶۔ وہ سب کے سب مجھ کو قتل کرنے کی غرض سے آئے لیکن بھرا نے حسن تدبیر سے ان کو اس اقدام سے باز رکھا۔

۱۷۔ بھرا نے انہیں تو راہِ چڑھ کر نصیحت کی یہاں تک کہ وہ محشر ہو گئے۔ اور بھرا نے انہیں کہا کہ تم باطل اور کہینے لوگ نہیں ہو۔

۱۸۔ پس پیاس کے نشانات اور علامات میں سے بجا اور روشن دن تاریکی کی طرح نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ

وقال النبی ولم یزل یوقرنی  
ونحن فی سدف من ظلمة الغار  
لا نخشى شیئاً فان الله لنا  
ولقد توکل لی منه باظهار  
وانما کید من نخشى بوالاره  
کید الشیطن کاذبه لکفار  
والله مهلكهم طراً بما کسبوا  
وجاعل المتهی منهم الی النار  
وانت مرتحل عنهم وتارکهم  
لما غدوا واما مدح مار  
وهاجر ارضهم حتی یكون لنا  
قوم علیهم ذوا عز وأنصار  
حتى اذا الیل وارتننا جوائبه  
ومد من دون من نخشى بأشار  
مار الأریقظ بهدینا ونیقفه  
بنمین بالقوم تعبتحت اکوار  
بعضن عرض الشایا بعد أطولها  
وکل مهب رفاق الترب موار  
حتى اذا فدانجدن عارضها  
من مدح فارس فی منصب وار  
بردی به مشرف الاقطار محترم  
کالسید ذی اللبلة المئاسد القاری  
فقال کروا فقلت ان کرتنا  
من دونها لک نصر الخالق الباری

ان ینخسف الارض بالاحوی و فارسه  
 فانظر الی اربع فی الارض غوار  
 فھبل لمارائی ان ارساغ مغربہ  
 قد سخن فی الارض لم یحفر بمحفار  
 فقال هل لکم ان تطلقوا فرسی  
 تاخذون موثقی فی نصیح اسرار  
 واحرف الحی عنکم ان لغنہم  
 وان اغور منہم عن غوار  
 فادعوا الذی ہو عنکم کف عورتنا  
 یطلق جوادی و ائتم خیر ابرار  
 فقال لولا رسول اللہ مہلاً  
 یارب ان کان منہ غیر اخطار  
 فنجہ سالما من شر دعوتنا  
 و مہرہ مطلقاً من کلم آثار  
 فاطہر اللہ اذ بدعوا حوافرہ  
 و فاز فرسہ من ہول اخطار

ترجمہ:

- ۱۔ نبی کریمؐ نے فرمایا، اور آپؐ ہمیشہ میری عزت فرماتے تھے، اور ہم غار کی تاریکی میں تھے۔
- ۲۔ تم کسی چیز سے نہ ڈرو، بے شک اللہ ہمارے تیسرے ہیں اور وہ ہمارے وکیل ہیں۔
- ۳۔ اور بے شک ان لوگوں کا کمر فریب جن کے صلہوں سے ڈرا جاتا ہے۔ وہ شیطانوں کے خیل اور مکر ہیں جو کافروں کے لیے کیے جاتے ہیں۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو اپنے اعمال کے سبب ہلاک کرنے والے ہیں اور ان کا انجام آگ بنانے والے ہیں۔
- ۵۔ اور آپؐ ان کو چھوڑنے والے اور ان سے جانے والے ہیں، حج کے وقت یا راحہ کے وقت چلنے والے ہیں۔
- ۶۔ اور آپؐ ان کی زمین سے ہجرت کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ ان کے مقابلے ہمارے لیے ایک ایسی قوم ہوگی جو عزت دانی اور مدد کرنے والی ہوگی۔



۷۔ یہاں تک کہ جب رات نے ہم کو چھپایا، اور جن سے ہم ڈرتے تھے، رات نے ان کے درمیان اور ہمارے درمیان پردے لگائے۔

۸۔ ارسطو ہمیں راستہ دکھاتے تھے، اور اس کی اونٹیاں پالان کے نیچے گردنیں لمبی کرتی ہوئی چل رہی تھیں۔

۹۔ لمبے لمبے پہاڑوں میں چلنے کے بعد چوڑے چوڑے پہاڑوں اور تمام باریک مٹی والے لمبے پیلانوں میں چلتی تھیں۔

۱۰۔ یہاں تک کہ وہ اونٹیاں نجد کے علاقے میں چل رہی تھیں، کنارہ کی میں چلنے والا ایک سوار نمودار ہوا۔

۱۱۔ وہ گھوڑا بلند مقامات پر دو دو قدم رکھتا ہوا دوڑتا تھا، اور وہ سوار شیر کی طرح آہل رکھنے والے سردار کی طرح تھا۔

۱۲۔ تو اس نے کہا کہ حملہ کرو، تو میں نے کہا ہمارا اس پر حملہ کرنا آپ کے لیے خالق و باری کی طرف سے مدد ہے۔

۱۳۔ ایک آواز کے ساتھ اس کا گھوڑا اور سوار زمین کے اندر جنس گئے، دیکھو اس کی چاروں مانگیں زمین کے اندر جنس گئی ہیں۔

۱۴۔ پس وہ گھبرا گیا کہ جب اس نے اپنے گھوڑے کی مانگیں زمین میں دھنستی ہوئی دیکھیں اور زمین میں سخت ہو گئی تھیں اور کسی کدال کے ذریعے نہیں نکال جا سکتی تھیں۔

۱۵۔ تو اس سوار نے کہا کہ کیا آپ کو رغبت ہے، کہ میرے گھوڑے کو چھڑائیں، اور اس کے بدلے میں خیر خواہی کا پکا جہد مجھ سے لے لیں۔

۱۶۔ اور آپ کی طرف آنے والے قبائل کو پھیر دوں، مگر میں ان سے مل لوں اور ان (میں سے حملہ کرنے والے) کی آنکھیں پھوڑ دوں۔

۱۷۔ پس آپ اس ذات سے دعا کیجئے، جس نے آپ سے ہمارے حملہ کو روکا ہے کہ وہ میرے گھوڑے کو آزاد کر دے اور آپ بہترین لوگ ہیں۔

۱۸۔ پس رسول اللہ نے خوش ہو کر دعا فرمائی کہ اے سب! اگر اس کی طرف سے بے وفائی نہ ہو۔

۱۹۔ تو اس کو ہماری ہر دعا سے صحیح و سالم طور پر نجات دلاؤ اور اس کے گھوڑے کو بھی زخمی ہونے سے آزاد فرما۔

۲۰۔ جب آپ دعا فرماتے تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے کمر ظاہر فرمائے، اور اس کا گھوڑا اظہاروں کے خوف سے نجات پانے میں کامیاب ہو گیا۔

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت عمر فاروقؓ

الم تر ان الله اظهر دینه  
 علی کل دین قبل ذلک حانیہ  
 واسلبہ من اهل مکة بعد ما  
 تلبثوا الی امر من الہی فاسب  
 غدا اجمال الخیل فی عرصا تھا  
 مسومة بین الزبیر و خالد  
 فامنی رسول الله قد عزز نصرہ  
 وامنی عبداہ من قیل و سارد

ترجمہ:

- ۱۔ کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا
- ۲۔ ہر اس دین پر جو اس سے پہلے قاطع سے پھر ہوا
- ۳۔ اور اللہ نے اہل مکہ کو کھروم کر دیا حضورؐ سے جب
- ۴۔ ان لوگوں نے کمرانی کے خیاب فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی
- ۵۔ اور پھر وہ صبح، جب کھوڑے اس کے میدانوں میں جولائیاں دکھانے لگے
- ۶۔ جن کی پاکیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان
- ۷۔ پس رسول اللہ کو اللہ کی امر سے نے غلبہ بخشا
- ۸۔ اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت عثمان غنیؓ

ایسا عینی ایکسی ولا نسآمی  
و حق البکاء علی السید

ترجمہ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک  
اپنے سرور کے آنسو بہانا تو لازم آچکا  
☆☆☆☆

## سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ

لمن بعد تكفين النبي ودفنه  
 باثواب اسي على هالك سوى  
 رزانا رسول الله فينا فلن نرى  
 بذلك عدلا ما حييا من الردى  
 وكان لنا كالحصن من دون اهله  
 له معقل حرز حرز من العدى  
 وكنا بمرآة نرى النور والهدى  
 صاحبنا ماء راح فينا او اخطى  
 لقد غشينا ظلمة بعد موته  
 نهارا فقد زادت على ظلمة الدجى  
 لما خبر من ضم الجوانح والعتا  
 وما خبر ميت ضمه التراب والثرى  
 كان امور الناس بعدك ضمت  
 سفينة موج حين في البحر قد سما  
 فضاق فضاء الارض عنهم برحبه  
 لفقد رسول الله اذ قبل قد مضى

### ترجمہ:

- ۱۔ کیا نبی کریمؐ کی پھین ودفن کے بعد کسی اور مرنے والے پر افسوس کروں گا؟
- ۲۔ نبی کریمؐ ہمیں دماغ مفارقت دے گئے، پس ہم جب تک جیس گے، اس مصیبت کے برابر مصیبت کو نہیں دیکھیں گے۔
- ۳۔ آپؐ ہمارے لیے قلعے کی مانند تھے، جس میں پناہ لینے والے محفوظ ہوتے ہیں۔

۴۔ ہم ایک آنیے کے سامنے تھے، جب بھی آپ صبح و شام آتے جاتے، ہم نور اور ہدایت کو صبح و شام دیکھتے تھے۔

۵۔ آپؐ کی موت کے بعد ہم پر دن کی وقت تاریکی چھا گئی اور اس تاریکی پہ مزید تاریکی کا اضافہ ہوا۔

۶۔ میں اے بہترین ذات، جو پہلیوں کے درمیان رہی، اور اے بہترین میت جو مٹی کے اندر رہی۔

۷۔ گویا آپؐ کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کے معاملات ایک ایسی کشتی میں ہو گئے جو سمندر میں بلند موجوں میں گھر گئی ہو۔

۸۔ پس زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو گئی۔ جب یہ کہا گیا کہ رسولؐ نے پردہ فرمایا۔

☆☆☆☆

## حضرت عائشہ صدیقہؓ

متنی یبذل فی الحاجی البھیم جبینہ  
یلج مثل مصباح الدجی المتوقد  
فمن کان او من قد یكون کا حمد  
نظام الحقی اونکال لملحد

ترجمہ

- ۱۔ اندھیری رات میں ان کی چیمائی نظر آتی ہے
- ۲۔ تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ
- ۳۔ احمد بھٹی کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا
- ۴۔ حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سرپا جھڑتا دینے والا

☆☆☆☆



## حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ

الایہ رسول اللہ کنت رجائنا  
 وکنت بمنابرا ولم تک جالیا  
 وکنت رحیما ہادیا ومعلما  
 لیک علیک من کان بآکنا  
 لعمیرک ما لبکی النبی الخفہ  
 ولکن اغشی من الہرج آتیا  
 کان علی لیلی لیکر محمد  
 وما خفت من بعد النبی المعکاوہا  
 لفاطم علی اللہ رب محمد  
 علی جدت لعی یثرب ثاویہا  
 فدی لرسول اللہ أمی وخالی  
 وعمی وایائی ونفسی ومالیا  
 صدقت وبلغت الرمالہ صادقہا  
 ومت صلیب العمود أبلیج مالیا  
 فلو أن رب الناس أبقی نبینا  
 معدنا ولکن أمرہ کان ما ضیا  
 علیک من السلام تحیة  
 وأدخلت جنات من العین راضیا  
 أری حینا أبتہ وتبرکۃ  
 یبکی ویسعدو جسدہ الیوم نائیا

ترجمہ:

- ۱۔ اے رسول اللہ! آپ ہماری امید تھے، اور آپ ہمارے اوپر مہربان تھے، اور ظلم کرنے والے نہیں تھے۔
- ۲۔ آپ رحیم، ہادی، اور معلم تھے، جس کو دیکھتا ہوں تو آپ ہی پر روتے۔

۳۔ آپؐ کی عمر کی قسم میں نبی کریمؐ کی وفات کی وجہ سے نہیں روئی بلکہ آنے والے فتنہ و فساد سے ڈرتی ہوں۔

۴۔ میرے دل پر حضرت محمدؐ کی فکر ہے، اور نبیؐ کے بعد کسی معصیت سے نہیں ڈرتی۔

۵۔ اے فاطمہؑ! محمدؐ کا رب اس قبر پر رحمت فرمائے، جو میثرب (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔

۶۔ میری ماں، خالہ، عم اور میرے آباء و اجداد اور نفس و مال رسول اللہؐ پر فدا ہوں۔

۷۔ آپؐ سچے ہیں، اور آپؐ نے پیغام کو سچائی کے ساتھ پہنچایا۔

۸۔ پس اگر لوگوں کا رب ہمارے نبیؐ کو باقی رہنے دیتا، تو ہم خوش قسمت ہوتے، لیکن اس کا امرافذی رہتا ہے۔

۹۔ آپؐ پر سلام ہو، اور آپؐ ہمیشہ کی اقامت والی جنتوں میں خوش خوش داخل ہوں۔

۱۰۔ میں حسنؑ کو دیکھتی ہوں کہ آپؐ نے ان کو خیم چھوڑا، روتے ہیں اور اپنے ماما کو پکارتے ہیں۔

☆☆☆☆

## حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ

انا فقد ناك فقد الارض وابلها  
وغاب مذغت عنا الوحى والكب  
قلبت قلبك كان الموت صادفنا  
لما نعت وحات دونك الكب

ترجمہ:

- ۱۔ بے شک آپ کو ہم نے کھویا، ایسا کھونا جس طرح بارش زمین میں کھو جاتی ہے۔
- ۲۔ کاش! آپ سے پہلے موت ہمارے پاس آ جاتی، اور آپ کی موت کی اطلاع ہم تک نہ پہنچتی، اور آپ اور ہمارے درمیان مٹی حائل نہ ہوتی۔

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت کعب بن مالکؓ

سائل فریسا غداة المفتح من أحد  
ما ذا لقینا ما لاقوا من الهرب  
کنا الاسود وکانوا النمراذ وحلوا  
ما ان ترالب من آل ولا نسب  
فکم ترکنا بها من سید بطل  
حامی الذمار کریم العبد والحسب  
لینا الرسول شهاب ثم تبعه  
نور مظنی له فضل علی الشهب  
الحق منطقه والعدل میرته  
فمن یجیه الیه ینج من تب  
نجد المقدم، ماضی السهم، معتزم  
حین القلوب علی وجف من الرعب  
بمظنی وینصرتنا عن غیر معصه  
کانه العبد لم یطع علی الکذب  
بدا لنا فاتبنا نصلقه  
وکنهوه فکنا تبعه العرب

ترجمہ:

- ۱۔ قریش سے پوچھو، کہ احد (کے جہاد) کے دن ہم نے کیا حاصل کیا اور انہوں نے بھاگنے سے کیا حاصل کیا۔
- ۲۔ ہم شیر تھے اور وہ چیتے تھے، جب میدان جنگ میں آئے۔ اور ہم آل و نسب کی تمکیدی نہیں کرتے تھے۔

۳۔ ہم نے کتنے بہادر سردار اس (میدانِ احد) میں چھوڑے۔ جو فحاشِ حفاظت چیز کی حفاظت کرنے والے اور نسل و نسب کے لحاظ سے بہت اچھے تھے۔

۴۔ ہم میں رسولؐ ہیں، جو شباب ہیں، پھر اس کے پیچھا یک روشن گر نور ہوتا ہے۔

۵۔ آپؐ کی بات حق اور آپؐ کی سیرتِ عدالت ہے پس جو بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چلے گا، ہلاکت سے نجات پائے گا۔

۶۔ ہم آپؐ کو آگے خوب تیر چلانے والا اور اولوالعزم پاتے ہیں، اس وقت جب کہ دل خوف و رعب کی وجہ سے لرزتے ہیں۔

۷۔ آپؐ کا کام کرتے جاتے ہیں۔ اور بغیر کسی گناہ کے ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ گویا آپؐ بندے ہیں، جن کی سرشت میں جھوٹ نہیں ہے۔

۸۔ آپؐ ہمارے سامنے حاضر ہوئے۔ تو ہم نے آپؐ کی پیروی کی اور آپؐ کی تصدیق کی اور انہوں نے آپؐ کو جھٹکایا تو ہم حرب میں سب سے نیا و سعادت مند تھے۔

☆☆☆☆

## سیدنا حضرت حسان بن ثابتؓ

انغر عليه للنبوة خاتم  
 من الله مشهود بلوح وشهد  
 وعلم الاله اسم النبي الى اسمه  
 اذ قال في الخمس المؤذن أشهد  
 وشق له من اسمه ليجله  
 فذو العرش محمود وهذا احمد  
 نبى آتانا بعد بأس وفرة  
 من الرسل والأوثان فى الارض تعد  
 فأسمى مراحما مشيرا وهاديا  
 بلوح كما لاح الصقيل المهيد  
 وأنزنا نارا وبشر جنة  
 وعلمنا الاسلام فالله نحمد  
 وأنت اله الحق ربى وخالقى  
 بذلك ما عمرت فى الناس أشهد  
 تعاليت رب الناس عن قول من دعا  
 سواك اله أنت أعلى وأمجده  
 لك الخلق والنعماء والأمر كله  
 فأياك نستهدى وإياك نعبد

ترجمہ:

- ۱۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نبی سے چمک رہا ہے، جس کی گواہی دی گئی ہے اور جو چمکتا ہے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ مربوط کیا ہے، جب بھی مؤذن پانچوں وقت (اذان دیتے وقت) ”اشہد“ کہتا ہے۔



- ۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے آپؐ کا نام نکالا تاکہ آپؐ کی عظمت ظاہر ہو۔ پس عرش والا محمود اور آپؐ محمدؐ ہیں۔
- ۴۔ ہمارے پاس ناامیدی اور سلسلہ نبوت کے طویل وقفے کے بعد رسولوں میں سے ایک نئی تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ زمین میں جنوں کی عبادت کی جاتی تھی۔
- ۵۔ آپؐ ایک روشن چراغ اور حاوی بن کر آئے، آپؐ ایسے درخشاں تھے، جیسے کہ ہندی لکوار چمکتی ہے۔
- ۶۔ آپؐ نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بنا رت دی اور ہمیں اسلام سکھایا، پس ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں۔
- ۷۔ اور تو لوگوں کا محبوب و مراد اور خالق ہے اور نام زیست میں اس کی گواہی دیتا رہوں گا۔
- ۸۔ اے لوگوں کے رب! تو ہر اس شخص کے قول سے بہت بلند اور پاک ہے، جو تیرے سوا کسی دوسرے کو محبوب و مہربان سمجھتا ہے، تیری شان اعلیٰ اور بڑی ہے۔
- ۹۔ اے اللہ! تیرے فضل و قدرت میں مخلوق، نعمتیں اور تمام امور ہیں اور ہم تجھ ہی سے ہدایت کی درخواست کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

## حضرت کعب بن زہیرؓ

تسمعی الوحشا ۛ یحییہا ویقولہم  
 انک یا ابن ابی سلمی لمقتول  
 وقال کل خلیل کنت آملہ  
 لا الہیک انی عنک مشغول  
 فقلت خلوا سبیلی لا اہالکم  
 فکل ما فیہ الرحمن مفعول  
 کل ابن انسی وان طالت سلامتہ  
 یوماعلی آلہ العبداء محمول  
 ثبت ان رسول اللہ اوعدنہ  
 والمفعول عند رسول اللہ مأمول  
 مہلا ہذاک اللہ الذی أعطاک نافلۃ  
 القرآن فیہا مواہظ وتفصیل  
 لا تاخذنہ بالحوال الوحشا ۛ ولم  
 اذنب وان کثرت فی الاقاویل  
 لقد اقوم مقام ما لو یقوم بہ  
 اری واسمع ما لو یسمع الغیل  
 لظل برعد الا ان یمکون لہ  
 من النبی بالذن اللہ تنویل  
 ان الرسول لنور یخضاء بہ  
 وصارم من سبوف اللہ معلول

ترجمہ:

- ۱۔ اس کے ساتھ بیٹھے والے چنل خور چنل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور ان کا یہ قول ہے کہ اے ابن ابی سلمی تم ضرور قتل کیے جاؤ گے۔

- ۲۔ اور ہر دوست نے جس کی دوستی کی میں امید رکھتا تھا کہا تجھے یہ بات غفلت میں نڈالے کہ میں تجھ سے غافل ہوں۔
- ۳۔ تو میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ تمہارا باپ نہ رہے۔ (باپ مر جائے) کہ جو کچھ رحمان نے مقدر فرمایا ہے۔ ہو کر رہے گا۔
- ۴۔ برعورت کا بیٹا (ہر انسان) چاہے اس کی عافیت و سلامتی کتنی ہی لمبی ہو، پھر در ایک دن مر کر اس کی لاش کو کھڑیوں پر اٹھایا جائے گا۔ (یعنی قبر میں لے جایا جائے گا)۔
- ۵۔ مجھے خبر دی گئی کہ رسولؐ نے مجھے ڈرایا ہے، حالانکہ رسول اللہؐ کے ہاں غلو کی امید کی جاتی ہے۔
- ۶۔ ٹھہریے! اللہ تعالیٰ آپؐ کو بدعت پر قائم رکھے جس نے آپؐ کو قرآن دیا، جس میں امانت اور تفصیل ہیں۔
- ۷۔ آپؐ میری چٹل ٹوروں کی باتوں پر گرفت نہ فرمائیے، اور میں نے کوئی گناہ نہیں کیا مگر چہرے متعلق باتیں بہت کی گئی ہیں۔
- ۸۔ میں ایسے مقام میں کھڑا ہوں اور دیکھتا اور سنتا ہوں کہ اگر باقی بھی سن لے تو لرز جائے۔
- ۹۔ مگر اس وقت کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریمؐ کی طرف سے بخشش اور عیہ طے۔
- ۱۰۔ بے شک رسولؐ ایک نور ہیں۔ جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اور آپؐ اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہیں۔ سے ایک سوئی ہوئی تلواریں ہیں۔

☆☆☆☆

## ابو بکر محی الدین ابن العربیؒ

الابابی من کان ملکاً و سیئاً  
 و ادم بین السماء و الطین و القف  
 لذلک رسول الابطحی محمد  
 لہ فی العلا مجد لیلہ و طارف  
 انی بزمان السعد فی اخر المذی  
 و کانت لہ فی کل عصر موائف  
 انی لانکسار الدھر یحیر صدعہ  
 فانت علیہ السن و عوارف  
 اذا رام امراً لا یكون خلا لہ  
 و لیس لذلک الامر فی الکن صارف

ترجمہ:

- ۱۔ سنو میر۔ ماں باپ قربان، وہ فرماں روا اور سردار کون تھا
- ۲۔ جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے
- ۳۔ وہی رسول اہل بیتؑ محمدؐ
- ۴۔ جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی
- ۵۔ وہ آٹری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے
- ۶۔ حالانکہ ان کچھ ہر زمانے میں مقام ہو وقف حاصل تھا
- ۷۔ وہ آئے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں
- ۸۔ اور اس پر تو زبانیں ٹٹا خواں ہیں اور عطیات ربانی بھی
- ۹۔ جب وہ راہ راہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات ان کے خلاف نہ جاتی
- ۱۰۔ اور پھر اس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا

☆☆☆☆

## شرف الدین بومیریؒ

محمد سید الکونین والثقلین  
والفریقین من عرب و من عجم  
بیننا الامر الساہی فلا احد  
امر فی قول لا منه ولا نعم  
هو الحبيب الذی لرجی شفاعتہ  
لکل هول من الہوال مقصم  
دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ  
مستمسکون بحبل غیر منضم  
ولاق النین فی خلقی و فی خلقی  
ولم یدالوہ فی علم ولا کرام  
وکلہم من رسول اللہ ملتمس  
غرفاً من البحر او رشفاً من النہیم

ترجمہ:

- ۱۔ محمد سردار ہیں دونوں جہانوں کے، دونوں اہم مخلوق یعنی جن و انس کے
- ۲۔ اور عرب و عجم دونوں گروہوں کے
- ۳۔ آپ ہمارے نبی ہیں اچھائیوں کا علم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے
- ۴۔ پس آپ کے مقابلے میں ہاں اور نہیں کے اعتبار سے زیادہ سچا کوئی ہو سرائیس
- ۵۔ آپ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی اس
- ۶۔ ہر خوف و ہراس میں اور قیامت کی شد بے گھڑیوں میں لگائی جائے
- ۷۔ آپ نے اللہ کی طرف دعوت عام دی پس جن لوگوں نے آپ کا دامن تمام لیا
- ۸۔ انہوں نے وہ رسی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں
- ۹۔ آپ صورت و سیرت میں تمام پیغمبروں پر فوقیت رکھتے ہیں
- ۱۰۔ اور علم ہو یا کرم کسی میں بھی کوئی بھی آپ کی برابری کو نہ پہنچا
- ۱۱۔ اور سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسولی مقبول سے کہ
- ۱۲۔ اس دریا نے کرم سے ایک چلو اور اس امر رحمت سے ایک قطرہ مل جائے

## امیر خسرو دہلویؒ

ز بے روشن ز رویتِ چشم بینش  
وجود کیسے آفرینش

مبارک نامہ قرآن تو داری  
کہ مرثیہ نامہ شد روح الامینش

چہ چند مردم از خاک پاست  
نہا شد سرمہ عین نقینش

کہ دارد جز تو دستِ آگاہ باشد  
کلید نہ فلک در آستینش

رسل را ذلتِ غریب آں خاتمِ پست  
کہ قرآن آمدہ نقشِ نکینش

لبسِ چوں انگبینِ ریحِ در آئند  
ملائک چوں گیس در انگبینش

دقائقِ بختِ خسرو ز نصیب  
پس از آبِ خضر کردہ بچینش

☆☆☆☆



## جلال الدین رومیؒ

سید و سرور محمدؐ نور جاں  
 بہتر و بہتر خفجؒ خدہاں  
 با محمدؐ نور عشق پاک جنت  
 بہر عشق او را "لولاک" گفت  
 گر نہ بود۔ بہر عشق پاک را  
 کے وجود۔ دادے افلاک را  
 خشی در عشق او چوں بود فرد  
 پس مر او را زانہا تخصیص کرد  
 پس کرہائے الہی ہیں کہ ما  
 آدمیم آخر زماں در انہا  
 آخرہاں قرنا پیش از قرون  
 در حدیث است آخرون السابقون  
 تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود  
 عارضی رحمت بہاں ما نمود  
 چند بت بنگست احمدؐ در جہاں  
 تا کہ یا رب کوئے کشند امتاں  
 گر نہ بود۔ کوشش احمدؐ توہم  
 می پرستیدی چو اجدادت صنم  
 سر زشکر ایں ازاں بدنامی  
 کز پر میراث منقش یافتی  
 گرگوئی شکر ایں رستن بگو  
 کز بت باطن ہمت بداندو  
 چوں بازادی نبوت بادی است  
 مومناں را زانہا آزادی است  
 مکمل از پیغمبرؐ لایم خویش  
 بکس کم کن بد فن و بد کام خویش

## شیخ سعدی شیرازی

عرش است کہیں پایہ ز ایوان محمدؐ  
جبریل امیں خادم دربان محمدؐ

آن ذاتِ خداوند کہ خلق است بہ عالم  
پیدا و میان است پشیمان محمدؐ

توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ  
شد محو یک نقطہ فرقان محمدؐ

از ہر شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل  
در حشر زہد دست پادمان محمدؐ

یک جان چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان  
سازیم فدائے سب دربان محمدؐ

☆☆☆☆

## عبدالرحمن جامیؒ

السلام اے قیمتی تر گوهر دریائے وجود  
السلام اے تازہ تر گلِ گویا صحرائے وجود

السلام اے آنکہ تا از جہ آدم علیہ السلام نکلت  
نور پائش کس نبرد از قدسیاں او را نمود

السلام اے آنکہ زنجِ ظلمت کفر و غفلت  
مستعملِ تنقِ تو از آئینہ کثرتِ زود

السلام اے آنکہ نامہ درہم کون دکان  
تیز جہاں را بجز نور تو در چشم شہود

السلام اے آنکہ بہر فرشِ راہت یافت دہر  
دھلے راکشِ زشب کردند تار از روزِ پود

السلام اے آنکہ ابوابِ شفاعت روزِ حشر  
جز کلیدِ لطیف تو ہر قلعہ نوائے کشود

السلام اے آنکہ تا بومِ دریں محنت سرائے  
در سرمِ سودائے و در چاہِ تنائے تو بود

صد سلامت می فرستم ہر دم اے فخرِ کرام  
بو کہ آید یک عظیم در جواب صد سلام

☆☆☆☆

## عبدالقادر بیدلؒ

دل شکار تو یارِ رسولِ اللہ  
جاں نثار تو یارِ رسولِ اللہ

باغِ کوئینِ تازگی دارد  
از بہار تو یارِ رسولِ اللہ

مژدہ ہر فرشتہ چار دہے ست  
رو گزارد تو یارِ رسولِ اللہ

عطر سایہ بجیب بادِ جا  
شد دو چار تو یارِ رسولِ اللہ

رفتہ از ٹوئش ہر کہ در عالم  
یادگار تو یارِ رسولِ اللہ

صحف و اہل بیت را را خم  
چار یار تو یارِ رسولِ اللہ

تہمت چار باش دین اند  
راز دار تو یارِ رسولِ اللہ

عامیاں را خریدن از دوزخ  
ہست کار تو یارِ رسولِ اللہ

☆☆☆☆

حافظ شمس الدین محمد شیرازی

یا صاحب الجمال و یا سید البشر  
من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن النناء كما كان حقه  
بعد از خدا بزرگ تویی قصه منظر

☆☆☆☆

## خواجہ میر درد دہلوی

خواہی کہ شود در دو جہانت بہبود  
در بندگی، رسولؐ ہاشمی بہ سجود

گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک  
حق است ہاں بہرچہ حکیمؐ فرمود

.....

۱۔ بہر شفاعت دو عالم لائق  
دارم ز جناب تو اسید وائق

بے شبہ ز نورشید حقیقت بہ جہاں  
تو عظیم صادق ہے صبح صادق

☆☆☆☆



## مرزا اسد اللہ خاں غالب

حق جلوہ گر، زطرز بیان محمدؐ است  
آرے کلام حق، زبان محمدؐ است

آنند دار پہاڑ مہر است ماہتاب  
شان حق آشکار، نشان محمدؐ است

حیر قضا ہر آنند در زکشی حق است  
ما، کشار آں زکمان محمدؐ است

ہر کس، قسم پہ آنچہ عزیز است می خورد  
سو کبہ کردگار، بجان محمدؐ است

واقعہ صلیب سایہ، طوبیٰ فرد گزار  
کابنجا، سخن ز ہر دہان محمدؐ است

نقر، دہندہ، کشن ماہ تمام را  
آں نیز نامور، زنان محمدؐ است

عالم ثنائے خوبہ، بہ یزدان مزار شمیم  
کاں ذات پاک مرتبہ دہان محمدؐ است

☆☆☆☆

## احمد رضا خاں بریلوی

وہ کیا جو دو کرم ہے شب بظہا تیرا  
 نہیں سنا ہی نہیں مانگے والا تیرا  
 دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قہرا تیرا  
 تارے کھلتے ہیں سقا کے وہ ہے ذرا تیرا  
 فیض ہے، یا شبِ تسنیم ترالا تیرا  
 آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا  
 اغنیا چلتے ہیں در سے وہ ہے ہارِ تیرا  
 اصفیا جاتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا  
 فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں  
 خسروا، مرثیہ پہ اڑتا ہے پھر ہوا تیرا  
 آسمانِ خوان و زمیںِ خوان و زمانہ مہماں  
 صائب خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا  
 میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب  
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا  
 چورِ حاکم سے چھپا کرتے ہیں پاں اس کے خلاف  
 تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا  
 آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جگر تازہ ہوں جانیں میرا  
 سچے سورج! وہ دل آرا ہے اجالا تیرا  
 دل عبثِ خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے  
 پلہ ہلکا سکی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا، مر۔ عسایاں کی حقیقت کتنی  
 مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا  
 تیر۔ نگروں سے پلے، غیر کی ٹوکر پہ نہ ڈال  
 جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا  
 خوار و پیار و خطاوار و گنہگار ہوں میں  
 رافع و دافع و شافع، لقب آقا تیرا  
 تو جو چاہے تو ابھی میل مر۔ دل کے دھلیس  
 کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی سیلا تیرا  
 دور کیا جانتے بدکار پہ کیسی گزر۔  
 تیر۔ ہی در پہ مر۔، نکس و تنہا تیرا  
 تیر۔ صدقے، مجھے اک بوند بہت ہے تیری  
 جس دن اچھوں کو طے جام پھلکا تیرا  
 تیری سرکار میں لانا ہے رضا اس کو شفع  
 جو مرا غوث ہے، اور لاڈلا بیٹا تیرا

☆☆☆☆

## اصغر گونڈوی

دل ٹار مصطفیٰ، جاں پارسا مصطفیٰ  
یہ اویس مصطفیٰ ہے وہ بلاٹا مصطفیٰ

دونوں حاکم تھے مرے حرف دعا میں فرق و نحو  
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوال مصطفیٰ

سب سمجھتے ہیں اسے شمع شہستانِ حرم  
نور ہے کونین کا لیلین جمال مصطفیٰ

عالمِ ماسوت میں اور عالمِ لاہوت میں  
کوندی ہے ہر طرف برق جمال مصطفیٰ

عظیم تزیینہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی  
ایک حال مصطفیٰ ہے، ایک قالب مصطفیٰ

دیکھیے کیا حال کر ڈالے شبِ پردائے غم  
ہاں نظر آئے ذرا سج جمال مصطفیٰ

ذرو ذرو بزمِ ہستی کا ہے اصغر، خوفناں  
اللہ اللہ شوکت و شان جمال مصطفیٰ

☆☆☆☆

## الطاف حسین حالی

بچے ہیں مدحت سلطانِ دو جہاں کے لیے  
 سخنِ زباں کے لیے اور زباںِ دہاں کے لیے  
 دو شاہ جس کا عہد چیتے جی جہنم میں  
 عداوت اس کی عذابِ ائمِ جاں کے لیے  
 دو شاہ جس کا محبتِ امن و عافیت میں دام  
 محبت اس کی حصارِ حصیں اماں کے لیے  
 دو چاند جس سے ہوئی نعلبِ جہاں معدوم  
 رہا نہ تفرقِ روز و شبِ زباں کے لیے  
 دو پھول جس سے ہوئی سہی باغباںِ مظلوم  
 رہی نہ آمد و رفتِ چمنِ خزاں کے لیے  
 ہلالِ مکہ کا نام دو ہفتہ بڑب کا  
 فروغِ قوم کے اور شمعِ دودماں کے لیے  
 گھر اس کا موردِ قرآن و مہبطِ تبریل  
 در اس کا کعبہٴ مقصود و اس و جاں کے لیے  
 سپرِ گرمِ طواف اس کی بارگاہ کے گرد  
 زمین سرِ سجود اس کے آستان کے لیے  
 دو لکھ لکھ تھک دو دم بہ دم الطاف  
 رضائے خاطرِ یارِ اہلِ جاںِ فضاں کے لیے  
 دو کونہ کونہ مدارا دو بات بات میں مہر  
 کشائیں گرہ کین دشمنان کے لیے

☆☆☆☆

## لہذا اللہ مہاجر کی

آپ کی فرقت نے مارا یا نی؟  
دل ہوا غم سے دو پارا یا نی؟

حق تعالیٰ کے تھی محبوب ہو  
کون ہے ہمسر تمہارا یا نی؟

طالبِ دربار ہوں، دکھائیے  
روئے نورانی خدا را یا نی؟

بارِ جنت سے ہے افضل لاکھ بار  
مجھ کو دو کوچہ تمہارا یا نی؟

لیجئے درِ پے بلا کب تک پھروں  
درِ درِ یوں مارا مارا یا نی؟

چمن آتا ہے میرے دل کو تمام  
نام لیتے ہی تمہارا یا نی؟

مرتے دمِ گر دیکھ لوں زوئے شریف  
زندگی ہووے دوبارا یا نی؟

☆☆☆☆

## امیر مینائی

دل میں ہے خیال زخ نکوئے محمدؐ  
اللہ کے گھر میں ہے ہی کوئے محمدؐ

کیا رنگ تصور ہے کہ ہر سانس سے مل کر  
آتی ہے ہوائے جمہی کوئے محمدؐ

لے جائے اجل جان کی پروا نہیں مجھ کو  
ہے تار رگو جاں مجھے ہر سوائے محمدؐ

آ جائے نظر راہ میں گر نقش کب پا  
آنکھوں سے چلوں میں طرف کوئے محمدؐ

توا ہے بہت جاچی کے ارباب نظر نے  
ہیں طمس و قمر سب تازوئے محمدؐ

دلبر ہے دل آرام ہے، دلعار ہے وہ دل  
جس دل میں ہے یاد رہا لکھوئے محمدؐ

پینے سے لگاؤں میں امیر آنکھوں میں رکھوں  
ہیں پھول مجھے خار و خس کوئے محمدؐ

☆☆☆☆

## امجد حیدر آبادی

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم  
 چا کر سنائے کون انہیں افسانہ پیار غم  
 پیغام بے لکھ نہیں بے چارہ و بے کس ہیں ہم  
 ان لست یا ربيع الصبا يوماً التي ارض المحرم  
 بلغ سلامی روضة فيه النبی المحترم  
 کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں ترے دستِ قضا  
 پہنچتے ہیں جس کو دیکھ کر حورو ملک صل علی  
 کیا رنگ ہے کیا روپ ہے کیا حسن ہے نام خدا  
 من وجهه شمس الضحی من عیونہ بدر الدجلی  
 من ذلله نور الہدی من کفہ بحر الہمم  
 کیا پوچھتے ہو ہمدرد! مجھ سے محبت کا مڑا  
 دل چاک ہے نکلے جگر، تن زخمی منجی جفا  
 سننا دہان زخم سے رہ رہ کے آتی ہے صدا  
 اکبادنا مجروحہ من سیف ہجر المصطفی  
 طوبی لاهل بلدیۃ فیہ النبی المحترم  
 پیرا بن دل چاک ہے، نکلے بے جیب و آتش  
 جینے سے جی ہزار ہے ہونٹوں پہ ہے جانِ تزیں  
 اچھے مسیحا بے رخی پیار سے اچھی نہیں  
 با رحمة للعالمین ادرك لسزین العابدین  
 محبوبس اید الظالمین فی الموکب و المزدحم

☆☆☆☆



## بابا ذہین شاہ تاجی

تعمیرِ مہب غیبِ شہستانِ محمدؐ  
 ”دانیجر“ طلوعِ رخِ تابانِ محمدؐ

ہے کوئی جو دیکھے رخِ تابانِ محمدؐ  
 ہر دمِ تجلّیٰ حق ہے تمہیہاںِ محمدؐ

یہ ملکِ فشاں، ہیکرِ جاں غلہِ دہان  
 اللہ — گلہائے گلستانِ محمدؐ

ہر آنِ حقِ شان میں اللہ نمایاں  
 ہر شان ہے اللہ کی شایانِ محمدؐ

یہ وسعِ کونینِ مری طرحِ ذہینِ آج  
 حاضر ہے ہے گوشہِ دہانِ محمدؐ

☆☆☆☆

## بہزاد لکھنوی

مسیخے دل و روح و جاں لے کے جاؤں  
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنا میں  
وہ فکرِ سخن وہ زباں لے کے جاؤں

بھلا دوں جو کاذب ہے روداد میری  
جو حق ہے وہی داستان لے کے جاؤں

”محمدؐ محمدؐ“ ہو، ہونٹوں پہ میر—  
میں ایمان کی گل کاریاں لے کے جاؤں

نہ چھوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ  
یہ حسرتِ ہر آستان لے کے جاؤں

جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو  
وہی دل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں

نہیں لائقِ نذرِ بہزاد کچھ بھی  
میں کیا پیش شاہِ شہاں لے کے جاؤں

☆☆☆☆

## حمید صدیقی لکھنوی

پھر اہل حرم سے ملاقات ہوتی  
 پھر اشکوں سے کچھ شرح جذبات ہوتی  
 دم دیہ پھر جلوہ نو بہ نو سے  
 مرے تہنم و دل کی مدارات ہوتی  
 مدینے کی یز نور و گلش فضا میں  
 نظر محو دیہ مقامات ہوتی  
 ادھر جلوہ گر قہر نور ہوتا  
 دل افروز ادھر چاندنی رات ہوتی  
 مدینے کے احباب ہمراہ ہوتے  
 شب ماہ میں سیر باغات ہوتی  
 نظر مسرت صہبائے دیار رہتی  
 زباں وقیف حرف و حکایات ہوتی  
 شہر کچھ نہ رہتی زمین و زماں کی  
 وہ محبوب خاص دن رات ہوتی  
 پہنچ جائیں پائیں اقدس کی جانب  
 یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی  
 تصور میں وہ مصوب پاک ہوتا  
 نگاہوں میں تجرہ آیات ہوتی  
 دعاؤں میں جاتی کے اشعار پڑھتے  
 نجاتی کی لب پر مناجات ہوتی

☆☆☆☆

## خواجه محمد اکبر خاں میرٹھی

پوری یا رب یہ دعا کر، ہم درمونی پہ جا کر  
 پہلے نصیحتیں کچھ سنا کر، یہ پڑھیں سر کو جھکا کر  
 یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک  
 ہے یہ حسرت در پہ جانیں، اشک کے دریائے بہانیں  
 داغ سینے کے دکھائیں، سامنے ہو کر سنا لیں  
 یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک  
 رمتوں کے تاج والے، دو جہاں کے راق والے  
 مرثیوں کے معراج والے، عاصیوں کی لاق والے  
 یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک  
 جان کر کافی سہارا لے لیا ہے در تہہارا  
 خلق کے وارث خدائے، تو سلام اب تو ہمارا  
 یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک  
 بخش دو جو چن چاہوں، کیونکہ محبوب خدا ہو  
 اب تو باب جود واہو، ہاں جواب اس کا عطا ہو  
 یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک، صلوات اللہ علیک

☆☆☆☆

## داغ دہلوی

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰ  
تھیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے  
نہ مٹی ہو رباد یا مصطفیٰ

نہ چھوئے کبھی مجھ سے راد صواب  
نہ ہو قلم و پیراد یا مصطفیٰ

عطا مجھ کو اللہ بہت کرے  
بہا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰ

رہوں حشر میں آپؐ کی ذات سے  
طلبگار امداد یا مصطفیٰ

عتابت کی ہو جائے اس پہ نظر  
رہے داغ دل استاد یا مصطفیٰ

☆☆☆☆

## سراج الدین ظفر

سوئے جاں میں چھلکا ہے کیا کی طرح  
 کوئی شراب نہیں صبحِ معشوق کی طرح  
 قدح گسار ہیں اس کی اماں میں جس کا وجود  
 سفید دوسرا میں ہے ناخدا کی طرح  
 وہ جس کے لطف سے کھتا ہے فچہ اوراک  
 وہ جس کا نام نسیم گرہ کشا کی طرح  
 طلسم جاں میں وہ آئینہ دار محبوبی  
 حریم مرث میں وہ یار آشنا کی طرح  
 وہ جس کا جذب تھا بیداری۔ جہاں کا جب  
 وہ جس کا عزم تھا دستور ارتقا کی طرح  
 وہ جس کا سلسلہ بود ابر کوہر بار  
 وہ جس کا دسب عطا مصدر عطا کی طرح  
 خزاں کے جلد ویراں میں وہ ہلکے بہار  
 فنا کے دشت میں وہ روضہ فنا کی طرح  
 ہیٹ جس کی جلالت حمل سے میزاں تک  
 محیط جس کی سعادت خطِ سما کی طرح  
 سوادِ صبحِ ازل جس کے راستے کا قہار  
 طلسم کوچِ ابد جس کے نقش پا کی طرح  
 وہ مرث و فرث و زمان و مکاں کا نقش مراد  
 وہ ابتدا کے مقابل وہ انتہا کی طرح

شرف ملا بشریت کو اس کے قدموں میں  
 یہ مشجہ خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح  
 اسی کے حسنِ سماعت کی تھی کرامتِ خاص  
 وہ اک کتاب کہ ہے نغمہ شفا کی طرح  
 وہ نور لم یزلی تھا یہ قبائے وجود  
 یہ راز ہم پہ کھلا رشتہ قبا کی طرح  
 بغیر عشقِ محمدؐ کسی سے کھل نہ سکے  
 رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے دوتا کی طرح  
 ریاضیِ مدہ رسالت میں راہوارِ غزل  
 چلا ہے رقصِ کناں آہوئے صبا کی طرح  
 نہ پوچھ مجھ سے مددِ حجب کوئین  
 مر — قلم میں ہے جنبشِ ہر ہا کی طرح  
 جہاں روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفر  
 دماہِ رند ہوا مرثیہ کبریا کی طرح

☆☆☆☆

## سراج اور نگ آبادی

رسولی خدا سید المرسلین  
 قیامت کے دن شافع المذہبیں  
 نبوت کی مسند کا ہے جائیں  
 کیا جس کی تعظیم روح الامیں  
 عجب روز محشر کا سردار ہے  
 صفت اصفا میں وہ سالار ہے  
 حجت میں اسے سلطنت ہے ہمام  
 جماعت میں ہے انبیاء کی امام  
 دم شرع کا ہادی مستقیم  
 شریعت کے دریا کا ذرہ قیم  
 صہب خدا والی روزگار  
 دو عالم کی اگیم کا تاجدار  
 وہ اس و جاں سب کا مقبول ہے  
 نبوت کے گہوار کا پھول ہے  
 کہ جس واسطے خلق پیدا کیا  
 زمیں آسمان سب ہو یا کیا  
 کہا حق نے لولاک جس شان میں  
 شہنشاہ ہے ملک عرفان میں  
 سدا گم رہوں کا وہی رہنا  
 ہے خیر الورا امد مجتبیٰ  
 عجب ذات مقبول کونین ہے  
 کہ کونین کا قرۃ العین ہے

☆☆☆☆



## سید سلیمان ندوی

ہام محمد صلی علی، نور محمد صلی علی  
خدا مورد صلی علی، قد محمد صلی علی

زینت عالم صلی علی، عمر آدم صلی علی  
مرسل اکرم صلی علی، اسلم احمد صلی علی

چہرہ انور جس انجی، زلف معبر لیل بھی  
قلب مطہر نور ہدی، ذکر مجدد صلی علی

شہد عالم شام ام، ہادی اعظم صبح حرم  
صاحب لطف و جود و کرم، حق سے منوج صلی علی

شافع عشر ہام ترا سب کی شفاعت کام ترا  
مرش معظم ہام ترا، خلق کا مقصد صلی علی

نور الہی نور ترا، عار ترا ہے کلور ترا  
ہوش میں ہر محمور ترا اے نور محمد صلی علی

☆☆☆☆

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تھی تو ہو  
 ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تھی تو ہو  
 پھوٹا جو سینہ جب تار الت سے  
 اس نور اویں کا اجالا تھی تو ہو  
 سب کچھ تمہارے واسطے پورا کیا گیا  
 سب غلوں کی غلبہ اولی تھی تو ہو  
 اس محفل شہود کی رفیق تھی سے ہے  
 اس محفل صود کی لیلیٰ تھی تو ہو  
 جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر  
 اس کی چیتوں کے شناسا تھی تو ہو  
 پیچے ہی جس کے زندگی۔ ہاواں ملی  
 اس جاں فزا زلال کے پینا تھی تو ہو  
 دنیا میں رنج و دہاں اور کون ہے  
 جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تھی تو ہو  
 گرتے ہوؤں کو قیام لیا جس کے ہاتھ نے  
 اے تاجدار یثرب و بلخا تھی تو ہو  
 پتا سنائیں جا کے تمہارے سوا کسے  
 ہم بے کسان ہند کے بلخا تھی تو ہو

☆☆☆☆

## کافی شہید مراد آبادی

کوئی ٹھل باقی رہے گا، نے چن رہے جانے گا  
پہ رسول اللہؐ کا دین حسن رہے جانے گا

ہم صفیر و بارگ میں ہے کوئی دم کا چھپا  
بیلیں از جائیں گی سنا چن رہے جانے گا

ہطل و کھوپ کی پشاک پہ نازاں ہو تم  
اس جس بے جان پہ خاکی کفن رہے جانے گا

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے ادب درود  
آگ سے محفوظ اس کا تن چن رہے جانے گا

سب کا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک  
عجب حضرتؑ کا زبانوں پہ سخن رہے جانے گا

☆☆☆☆

## نعتیہ رباعیات

(۱)

مولا کی نوازش نہاں کھلتی ہے  
عزت مری چش قدسیاں کھلتی ہے  
کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں  
مدت عجز کی زباناں کھلتی ہے

(۲)

چھائی ہر چند سب خدائی میں نے  
اور طبع کی فکر آزمائی میں نے  
اہل تزیہ تک پہنچ کر لیکن  
تشیہ اچھی تری نہ پائی میں نے

(۳)

بندے کو نگاہ لعل مولا بس ہے  
حضرت کا سرے لیے ویلا بس ہے  
میں محبت غبار ہوں سہارا مجھ کو  
دامان رسول مصطفیٰ کا بس ہے

(۴)

دنیا میں ہے بس مجھے بھروسا تیرا  
کافی عجز میں ہے سہارا تیرا  
دارین میں کعبہ مقاصد ہے مجھے  
اے قبلہ عالم آستانہ تیرا

(۵)

حالی دارین میں ہمارا تو ہے  
ہفتہ کے سامنے سہارا تو ہے  
شمع بر کوہ طور و قندیل حرم  
غور و جد فلک عرش کا تارا تو ہے

☆☆☆☆

## محمد ابراہیم ذوق

ہو حمد خدا میں دل جو معروف رقم میرا  
الف الحمد رب العالمیں کا ہے قلم میرا

رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر  
ات جائے بوقت نزاع جب سینے میں دم میرا

محبت اہل بیب مسطفیٰ کی نور بحق ہے  
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا

دکھائی مجھ کو رام شرع اصحاب صحیحہ نے  
چرواغ داد ہے اکرام اصحاب کرم میرا

کہیں شام نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا  
کہ ہے ذر نجف ہو کر چمکا ذر ہم میرا

شہر بغداد کا خط غلامی ذوق رکھتا ہوں  
نہ کیوں دل اس خط بغداد سے ہو جامِ جم میرا

☆☆☆☆

## نعتیہ رباعیات

(۱)

مہربانی نئی میں جائے تھک چکی نہیں  
ہے نور کا رزقا وہ تاریک نہیں  
قومین کے قرب سے یہ صادق ہے وعدہ  
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

(۲)

نہیں کوئس کر جو قضا کرتے ہیں  
حق بھٹ احمد کا ادا کرتے ہیں  
نہیں ہے نئی کا نام سو زرع کے وقت  
اس نام پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں

☆☆☆☆

## مرزا محمد رفیع سودا

ولا دیانے رحمت قلم ہے آپ محمدؐ کا  
جو چاہے پاک ہو بیرو ہو اصحاب محمدؐ کا

قد رعتا جب اپنا غم کیا بھر نماز اس نے  
ہو اس وقت ساجد کعبہ مہراب محمدؐ کا

کیا چہرہ فرد نے مودپ غم پشت گردوں کو  
یہ سختی بارش رہتا ہے اصحاب محمدؐ کا

اور کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا  
دو عالم ریوڑ چوبی حق کیا قاب محمدؐ کا

ہو ہے کیا کچھ قبل بیت پر سودا نہ دم مارا  
خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمدؐ کا

☆☆☆☆



## مومن خان مومن

نہ کیونکر مطلع دیواں ہو مطلع مہر وحدت کا؟  
کہ ہاتھ آیا ہے مسرور مجھ کو انگلی شہادت کا

فضب سے تیرے ڈرتا ہوں رضا کی تیری خواہش ہے  
نہ میں بیزار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنت کا

نہ پچھو گرمی شوقی ٹٹا کی آتش افروزی  
بتا جاتا ہے سب مجز شعلہ شمع قدرت کا

فروغ جلوہ توحید کو وہ برقی جواں کر  
کہ خرمن پھونک دیوے ہستی دل ضلالت کا

مرا جویر ہو سر تا پا صفائے مہر و خیر  
مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہو منت کا

میر لشکر اسلام کا محکوم ہوں یعنی  
اردو ہے مرا فوق ملک پر حکومت کا

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومن  
تو سب سے پہلے تو کہو سلام پاک حضرت کا

☆☆☆☆

## میرائیں

مختار زمیں، باعث افلاک نئی ہیں  
 والا حکمِ کلزم لولاک نئی ہیں  
 مصباحِ حیم حرم پاک نئی ہیں  
 شیرازہِ محبوبہ ادراک نئی ہیں  
 عالم میں وہ آیا تھا پہ دل سوئے خدا تھا  
 حق اس کا رضا جو وہ رضا جوئے خدا تھا

آدم ہے وجودِ مہب لولاک سے آدم  
 عالم سب اسی شاہ کی ہستی سے ہے عالم  
 سرِ رعبِ مہر اس کا اگر ہوتا نہ حکم  
 تو ہوتے نہ اسنادِ ستارہ کبھی باہم  
 کیا کیا کہوں کیا کیا ہے عظمتِ محمدؐ  
 ہے باعثِ ایجاد جہاں ذاتِ محمدؐ

وہ پیشِ روِ نبیلِ رسولانِ سلف ہے  
 آدم کو اسی نورِ الہی سے شرف ہے  
 یہ درِ عظیم اور وہ پاکیزہ صدف ہے  
 کرتا ہے پرِ فخر زبے شانِ ظلف ہے  
 حضورؐ رفق کی ہو کیا نعت کسی سے  
 خالق کو مہابت ہے ایجادِ نئی سے

بزر ذاتِ خدا سب پہ محمدؐ کے ہیں احساں  
 اس شاہ کے ہیں ثوابِ کرم پہ کبھی مہماں  
 وہ اصل ہے اور فرع ہے سب عالمِ امکان  
 تھا خلقِ دو عالم سے وہی مقصدِ یزداں

باطن میں بھی فیض اس کا ظاہر بھی وہی ہے  
اول بھی سموں سے وہی آخر بھی وہی ہے

معراج سے اس کو جو ملا رتبہ اعلیٰ  
یہ رتبہ کسی اور پیچھے لے نہ پایا  
اللہ سے جو قرب محمدؐ تھا کہوں کیا  
قوسین کا ہے فرق جہاں رتبہ اول  
جبریل امین کو بھی نہ وہاں ظل کی جا ہے  
یا امدؑ مختار ہے یا ذات خدا ہے

اللہ نے دی تھی اسے کونین کی شای  
ای تھے پہ تھا دل میں بھرا راز الہی  
دی سبک نے اس ش کی رسالت پہ کواہی  
اشجار بھی اعجاز سے اس کے ہوئے راہی  
دی فردوں کو جاں، سبز کیا تنگ شجر کو  
دو کر دیا انگلی کے اشارے سے قمر کو

پہلے کیا اللہ نے جس چیز کو پیدا  
لکھا ہے کہ وہ نور جناب نبویؐ تھا  
دس سو برس اس دن سے وہ نور ہے والا  
استاد رہا دوروئے خالق یکتا  
کہ حمد و ثنا کہ عفت قدرت حق تھی  
اس نور پہ ہر دم نظر دمت حق تھی

☆☆☆☆

جلوہ نہیں ہے ظلم میں حسن قبول کا  
دیہاں میں شعر گر نہیں نعتِ رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو عمر پرست ہو  
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے دھول کا

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے  
محبوب ہے خدا کا، ملک کا عقول کا

جن مرد ماں کو آنکھیں دیاں ہیں خدا نے دے  
سرمہ کریں ہیں رو کے تری خاک و دھول کا

مقصود ہے علی کا دن کا، سبھی کا تو  
ہے قصہ سب کو تیری رضا کے حصول کا

☆☆☆☆

نئی کون معنی رسول کریم  
 نبوت کے دریا کا دُر قیم  
 ہوا گو کہ ظاہر میں امی لقب  
 پہ علم لدنی کھلا دل پہ سب  
 بغیر از لکھے اور کئے بے رقم  
 چلے ہم یہ اس کے لوح و قلم  
 کیا حق نے نبیوں کا سردار اسے  
 بتلایا نبوت کا حق دار اسے  
 نبوت جو کی حق نے اس پہ تمام  
 نکلا اشرف الناس خیر الامام  
 بتلایا کچھ بوجھ کر ثوب اسے  
 خدا نے کیا اپنا محبوب اسے  
 کروں اس کے رتبے کا کیا میں بیاں  
 کھڑے ہوں جہاں باغداد صف مرسلان  
 محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں  
 ہوا ہے نہ ایسا نہ ہو گا کبھی

☆☆☆☆

## میر کرامت علی خان شہیدی

ہے سورۃ والقصص اگر روئے محمدؐ  
 واللیل کی تفسیر ہوئی ہوئے محمدؐ  
 جب روئے محمدؐ کی نظر آئی جلی  
 سمجھا میں شب قدر ہے کیسویئے محمدؐ  
 بلو نو سوال سے عاشق کو کہاں عید  
 جب تک نظر آجائے نہ بروئے محمدؐ  
 کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بار دو عالم  
 ظاہر میں تو بازگ سے ہیں بازوئے محمدؐ  
 قاپیش بہا عشق کے بازار میں یوسف  
 پہ ہو نہ سنا سینگ ترازوئے محمدؐ  
 کلکتہ گنگاں پہ ہڑو صل علی تم  
 ہر پھول کی پتی میں رچی ہوئے محمدؐ  
 کیسے کی طرف منہ ہو نمازوں میں ہمارا  
 کیسے کا شب وروز ہے منہ سوئے محمدؐ  
 ہر نخل بیابان عرب مجھ کو ہے طوبی  
 ہوں شیخہ قلعہ دلجوئے محمدؐ  
 رضواں کے لیے لے چلو سوغات شہیدی  
 مگر ہاتھ لگے خار و خنجر کوئے محمدؐ

☆☆☆☆

## نظیر اکبر آبادی

تم عہدِ اولیں ہو یا محمد مصطفیٰ  
ہم دمِ جاں آفریں ہو یا محمد مصطفیٰ  
وجہِ قرآن میں ہو یا محمد مصطفیٰ  
نہجِ بیتانِ دین ہو یا محمد مصطفیٰ  
نہجِ خلدِ بریں ہو یا محمد مصطفیٰ

امیدِ عمارت ہو تم یا حبِ ہر دہرا  
ہے تمہارے علم کے تابع قدر بھی اور قضا  
خلق میں خواہش سے تم جس امر کی رکھو بنا  
وہ اک ہاں درمیاں آدے تو یہ امکان کیا  
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

عجبرِ صادق ہو تم اور حضرت خیرالودا  
سرورِ ہر دہرا اور شافعِ روزِ جزا  
ہے تمہاری ذات والا صفتِ لطف و عطا  
کیا نظیر اک، اور بھی سب کی مدد کا آسرا  
یاں بھی تم وہاں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

☆☆☆☆

## علامہ محمد اقبال

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب  
کلید آئینہ رنگ، تیرے مہیا میں حجاب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فردغ  
ذرو رنگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

شوکتِ بنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود  
نظر چند و باغ تیرا بھال ہے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام  
میرا قیام بھی حجاب، میرا نمود بھی حجاب

تیری نگاہ سے دونوں مراد پا گئے  
مقل و خیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

☆☆☆☆



## احسان وائش

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضورؐ کی  
اکمل ہے ایسا میں نبوت حضورؐ کی  
ہے ذرو ذرو ان کی جگہ کا اک سراج  
آتی ہے پھول پھول سے نکلتے حضورؐ کی  
پہچان لیں گے آپ وہ انہوں کو حشر میں  
غافل نہیں ہے چشم عیادت حضورؐ کی  
آنکھیں نہ ہوں تو خاک نظر آئے آفتاب  
صدیق جانتے ہیں صداقت حضورؐ کی  
بھری نظر میں مرشد کامل ہے وہ بشر  
تقریب کر سکے جو محبت حضورؐ کی  
انجم مثالِ نقشب قدم جا بجا ملے  
لے کر کہاں چلی ہے محبت حضورؐ کی  
میں ہوں زبانِ ماہ و ثریا سے آشنا  
ہے کائناتِ دہر حکایت حضورؐ کی  
آہستہ سانس لے کر خلافِ ادب نہ ہو  
ہے آئینہ کی طرح طبیعت حضورؐ کی  
آنکھوں کو اپنی چومتا رکھ رکھ کے آئینہ  
ہوتی اگر نصیب زیارت حضورؐ کی  
چشمِ طلب میں کس کا اجالا؟ حضورؐ کا  
دنیا سے دل میں کس کی حکومت؟ حضورؐ کی  
وائش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز  
میں جانتا ہوں موت ہے منت حضورؐ کی

☆☆☆☆

راہِ گم کردہ کو منزل کا ہا دے شایا  
میری گھڑی ہوئی تقدیر بنا دے شایا

ریگِ سحر کی طرح دل پہ مرا سوزاں ہے  
اپنے دامن کی اسے ٹھنڈی ہوا دے شایا

نہیں معلوم یہ افتادِ ہنسی ہے کیسی  
ہمہما توڑتا رہتا ہوں ارادے شایا

یہ کسی لہ بھی مجھے اپنے نہیں دے قرار  
بہرے تیار ارادوں کو شفا دے شایا

یہ مرا دل ہے وہ ماؤ کہ جو منہ حاد میں ہے  
ذوقِ ماؤ کنارے پہ دے شایا

☆☆☆☆

احمد فراز

نہ ہوا مجھ کو حق کا ظہور آپ کے بعد  
چپ ہے تیرا تو خاموش ہے طور آپ کے بعد

پھر کوئی طبع ہدایت نہ ملی ہے نہ ملے  
جو گیا جیسے جدا خاک سے نور آپ کے بعد

آپ کی ذات ازل آپ کا پیغام اب  
نہ کوئی آپ سے پہلے نہ حضور آپ کے بعد

☆☆☆☆

کچھ نہیں مانگا شاہوں سے یہ شہدا حیراً  
 اس کی دولت ہے فضا نقشِ کب پائے حیراً  
 تہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹی ہیں  
 نور ہو جانا ہے کچھ اور ہو یا حیراً  
 کچھ نہیں سوچتا جب پیاس کی شدت سے مجھے  
 پھٹک اٹتا ہے مری روح میں بیٹا حیراً  
 ہارے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ حیراً ہے کرم  
 مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا حیراً  
 دست گیری مری تنہائی کی تو نے ہی تو کی  
 میں تو مر جانا اگر ساتھ نہ ہوتا حیراً  
 لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے چکر کا نہ تھا  
 میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سلا حیراً  
 تو بشر بھی ہے مگر فجر بشر بھی تو ہے  
 مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا حیراً  
 میں تجھے عالمِ اشیا میں بھی پا لیتا ہوں  
 لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا حیراً  
 مری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں، تجھے ہر سو دیکھیں  
 صرف خلوت میں جو کرتے ہیں ظلال حیراً  
 وہ اندھیروں سے بھی روانہ گزر جاتے ہیں  
 جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارا حیراً  
 ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب کھوٹے ہیں  
 ریگزاروں میں بھی بیٹا رہا دنیا حیراً

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو  
 نکلیں بانٹا ہے آج بھی صحرا حیراً  
 اب بھی غلات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے  
 رات باقی تھی کہ سویت نکل آیا حیراً  
 تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا، ہزاروں کا کسی  
 اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تھا حیراً  
 ایک بار اور بھی شرب سے قلعین میں آ  
 راستہ رکھتی ہے مسجد اقصی حیراً

☆☆☆☆

## انتر شیرانی

لٹائے مجھے نہ کیوں آسمان مدینے میں  
رسولؐ پاک کا ہے آسمان مدینے میں

قدم بڑھائے چلو دیرواہ منزل شوق  
ہے ہر دمب حق گل فشاں مدینے میں

در رسولؐ کے ذروں کی مگر تلاش نہیں  
تو کس کو ڈھونڈتی ہے کہکشاں مدینے میں

بہشت جی ہی کیا ہے کہ ایک مجھے میں  
ہمیں تو مل گئے دونوں جہاں مدینے میں

قدم اٹھائے اب سے ذرا نسیم سحر!  
ہیں جو خواب حب دو جہاں مدینے میں

مدینے جاتے ہیں بھری میں سارے لوگ انتر  
مزا ہے کاف دو عمر جواں مدینے میں

☆☆☆☆

## ازہرورانی

جو فردوس تصور ہیں وہ سطر یاد آتے ہیں  
مدینے کے گلی کوچے راسخ یاد آتے ہیں

جو لگتا ہے کوئی نگر جن پر دین کی خاطر  
تو دل کو ہوائی طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

فضاؤں میں اگر کوئی پندہ رُخس کتا ہے  
تو آنکھوں کو مدینے کے کھڑ یاد آتے ہیں

مراتب پائے ہیں کیا کیا ترقی نسبت سے ذراں نے  
ہوبکڑ و مڑ، عثمان و حیدر یاد آتے ہیں

اخوت اور ایمان و محبت جن کا شیوہ تھا  
وہ عالی ظرف اصحاب عظیم یاد آتے ہیں

زمانے کی گراں خواہی کا عالم دیکھ کر ازہر  
نئی کے دیں کو بیداری کے پیکر یاد آتے ہیں

☆☆☆☆

پچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے  
میں کھڑا ہوں روضہ خیر البشر کے سامنے

جھلکانے لگ گئیں روضے کی روشن چالیاں  
اک نیا مہر ہے میری چشمِ تر کے سامنے

از غنی میری گناہوں کی سیاہی از غنی  
ظلمتِ شب جس طرح نورِ سحر کے سامنے

مانگتا ہوں جس قدر ملتا ہے کچھ اس سے سوا  
ہر دعا شرمندہ رہتی ہے اثر کے سامنے

اک جگہ ہے دونوں جو استراحت ہی نہیں  
گھر بھی ہے صدیق کا حضرت کے گھر کے سامنے

تو نے کار آمد بنایا زندگی اور موت کو  
مقصد ایسا رکھ دیا نوعِ بشر کے سامنے

میں اسد صعبی حرم میں بیٹھتا ہوں اس جگہ  
ہو جہاں سے گہرِ فخرِ نظر کے سامنے

☆☆☆☆



## اقبال عظیم

ہسینے کا سفر ہے اور میں غم دیدہ غم دیدہ  
جہیں افسردہ افسردہ، قدم لرزہ لرزہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ یسیر  
نظر شرمندہ شرمندہ، زباں لغزیہ لغزیہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا اور نہ  
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پچیدہ پچیدہ

بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے  
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر مادہ مادہ

غلامانِ عمر اس طرح آئیں گے عثر میں  
سرشوریدہ شوریدہ، دل گردیدہ گردیدہ

وی اقبال جس کو باز تھا کل خوش مزاجی پر  
فراقِ یسیر میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

☆☆☆☆

## بشیر حسین ناظم

مجھ کو توصیف عجیب پہ مقرر رکھا  
نعت کی نو سے مرا قلب سحر رکھا

نامت سید لولاک جو پل سے گزرا  
پل پہ جبریل نے کس شوق سے شہر رکھا

تہیں نعت کی پر کیف ہوا سے حق نے  
میرے ہر کھل تنہا کو مقرر رکھا

اپنے محبوب کے عشاق میں عزت بخشی  
مظہر ثناء کو منصور و مظہر رکھا

اہل دانش کی محافل میں یہ نہیں حضرت  
حرف و نصیحت کے ماتے سے موثر رکھا

چھوڑتے وقت یہ دنیائے مکدر ہم نے  
ذکر حق ذکرِ نبی لب پہ برابر رکھا

حشر میں اس کی پذیرائی ہوئی جس نے بھی  
جز ترے اور کوئی نام نہ ازہر رکھا

دولتِ عشقِ نیا بخش کے دیوانے کو  
طالبِ حرم و شیر و معطر رکھا

لے کے وعدہ جلی مجھ سے، مری روح کے چھ  
اپنے محبوب کی توصیف کا جوہر رکھا

میرے جسے میں جہاں بھر کی سعادت آئی  
میرے خالق نے مجھے ایک ہی در پہ رکھا

زلیخہِ حضرت کے تھوار میں بیشِ باغم  
میں نے گلہائے مؤذت کو معطر رکھا

☆☆☆☆

## جامی بدایونی

خدا کرتا ہے مازل رحمتیں اُن مدح خوانوں پر  
رہا کرتے ہیں اوصافِ نیا جن کی زبانوں پر

کرم ہے خسرو بے شکل کا دونوں جہانوں پر  
کہ قامت ہے زمیں پر اور سایہ آسمانوں پر

کلامِ مقدس کر ہو گئے دلِ عرب کو گئے  
لگا دی نہرِ اُنی نے نصیحوں کی زبانوں پر

تمہاری نعت کے چلے ہزاروں نصیحتیں پائیں  
ہزاروں شکر واجب ہیں تمہارے نعت خوانوں پر

بتا اے دامنِ کرم اُحد کیا تجھ میں اب بھی ہیں  
وہ بچے جو خوشی سے کھیلتے تھے اپنی جانوں پر

اٹھا کر سائبر نے اپنی باتوں سے پلاتا ہے  
مرے ساتھی کی وہ رحمت ہے جاتی ماتوانوں پر

☆☆☆☆

## حافظ لدھیانوی

دل کی دھڑکن میں ہے مقام ترا  
 ذکر ہوتا ہے صبح و شام ترا  
 اور کھلتا ہے در محبت کا  
 جب بھی آتا ہے لب پہ نام ترا  
 وہ زمیں ہو گئی فلک رطبت  
 جس جگہ بھی ہوا قیام ترا  
 بادشہ ہو گئے غلام اس کے  
 ہوا خوش بخت جو غلام ترا  
 ہے لب تیرا زمج عالم  
 جاری رہتا ہے نہیں عام ترا  
 ہو تری یاد زیست کا حاصل  
 لب پہ نغمہ رہے مدام ترا  
 آنسوؤں کی زباں سے لیتے ہیں  
 سوز پرور عجب ہے نام ترا  
 جس سے ملتا ہے روح کو آرام  
 وہ سکوں بخش ہے ظلام ترا  
 آخرت میں جو کام آئے گا  
 زاوہ حق ہے ہر حکام ترا  
 آنسوؤں سے کہے قصائد جاں  
 ہو حضوری میں جب غلام ترا  
 محو حیرت ہیں دل فن حافظ  
 دیا شہکار ہے کلام ترا

☆☆☆☆

## حافظ محمد افضل فقیر

مولائے کائنات کی بے کس توانیاں  
اس نے مزاحِ فخر کو دیں بے غزایاں

تاہیں انکسارِ رسولؐ امامِ دیکھ  
فکرِ عجم میں ہے تب و تابِ حجازیاں

میدانِ بدر ہو کہ مصافحین ہو  
اس کی نظر ہے قوتِ بازوئے غازیوں

نثارِ مصطفیٰ سے فروغِ حیات ہے  
باقی تمام قلند کی شیشہ بازیوں

جنت کو انتظارِ درودِ رسولؐ ہے  
اس کے نقوشِ پا سے ہیں مینو طرازیوں

طائف کے سبز زار سے آنکھوں کو دے سکوں  
پھر یاد کر حضورؐ کی وہ جاں گدازیاں

دنگاہ میں قبولِ ثناء سے ہے یہ مراد  
دارین میں فقیرِ ملیں سرفرازیوں

☆☆☆☆

## حافظ مظہر الدین

آؤ کہ ذکرِ حسین حبّ و بر و ہ کریں  
جلوے نکھر دیں، وہب غم کی بحر کریں

جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اسے  
جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں

وہ چاہیں تو صدف کو ڈرے بھاٹے  
وہ چاہیں تو خزف کو حربہ گھر کریں

فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب  
چاہیں تو اک اشارے سے شبنم کر کریں

شعروادب بھی آدہ و خفاں بھی ہے ان کا فیض  
دُش حُضورِ الہی متاعِ نذر کریں

اب کے جو قصیدہ طیبہ کریں رہبرانِ شوق  
مظہر کو بھی ضرور شریکِ سفر کریں

☆☆☆☆

## حبیب جالب

یہ کس عذاب میں جاں ہے محمدؐ عربی  
یہ کس کا خون رواں ہے محمدؐ عربی

یہ کس پہ آئی ہوئی ہے کھڑی قیامت کی  
یہ کون وقفہ تھاں ہے محمدؐ عربی

یہ کس کے گھر میں ہے ماتم یہ کس کی آنکھ ہے نم  
یہ کون رقص کناں ہے محمدؐ عربی

ترے دیار مقدس پہ سائے غیروں کے  
یہ کتنے دکھ کا سماں ہے محمدؐ عربی

خطا حراف ترے ہے نوا غریبوں کی  
سکوں جہاں میں کہاں ہے محمدؐ عربی

جہاں کو ہوا ہے اک روز گوش بر آواز  
نوائے غم زدگان ہے محمدؐ عربی

☆☆☆☆



## حسرت موہانی

منظیر شان کبریا صل علی محمدؐ  
آننب خدا نما صل علی محمدؐ

موجب باز عارفاں باعث فخر صادقان  
سرد و خیر دنیا صل علی محمدؐ

مرکز خلق دل کشا صدر حبیبی ہاں فزا  
صورت و سیرت خدا صل علی محمدؐ

سوسں دل شکستگان، پخت پناہ خستگان  
شائع عرصہ جزا صل علی محمدؐ

حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو  
درد زباں رہے سدا صل علی محمدؐ

☆☆☆☆

## حفظِ نائب

دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یانی  
 ایک شیریں بھلک ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یانی  
 اے نوبہ مسیحا! تری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے اتر ہوا  
 اس کے کنزور اور بے بشر ہاتھ سے جھین لی چرخ نے برتری یانی  
 کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے، تیری تعلیم اپنائی اغیار نے  
 حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ماکرہ کار امتی یانی  
 دھمیں جاں ہوا میرا اپنا لہو، میرے اندر عدد میرے باہر عدد  
 ماجرائے قہر ہے پرہیزنی صورت حال ہے دیہنی یانی  
 روح ویران ہے آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے  
 گکھوں، شہروں، قریوں پہ ہے پفٹاں ایک کبیرا سردگی یانی  
 بچ مرے دور میں جرم ہے عیب ہے، جھوٹ نہیں عظیم آج لا ریب ہے  
 ایک مزاز ہے جہل و بے رہروی، ایک آزار ہے آنکھ یانی  
 راز داں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے ڈم جا کر دکھاؤں کسے  
 غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں کیوں کروں دوستوں کو دکھی یانی  
 زیست کے تچے سحر پہ شاہِ حرب تیرے اکرام کا نمہ برے گا کب  
 کب بری ہوگی شاہنشاہِ تنہا مری کب مئے گی مری تھگی یانی  
 یانی اب تو آشوب حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیے  
 دیکھ لے تیرے نائب کی نگر گری مٹی جاتی ہے نود گری یانی

☆☆☆☆

## حفیظ جالندھری

سلام اے آمنہ کے لالہ اے محبوب سبحانی  
 سلام اے فجر موجودات فجر نوع انسانی  
 سلام اے نخل رحمانی، سلام اے نور یزدانی  
 ترا تھیں قدم ہے زندگی کی لہجہ چیشانی  
 سلام اے سر وحدت اے سراج بزم اجمالی  
 زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی  
 ترے آنے سے رونق آگئی گزار بستی میں  
 شریک عالم قسمت ہو گیا پھر فعل ربانی  
 سلام اے صاحب خلق عظیم انسان کو سلطا دے  
 یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی  
 تری صورت، تری سیرت، ترا نقش، ترا جلوہ  
 تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ چیشانی  
 زمانہ مختصر ہے اب ہی شیرازہ بندی کا  
 بہت کچھ ہو چکی اجزائے بستی کی پریشانی  
 زمیں کا گوش گوش نور سے معمور ہو جائے  
 ترے پر تو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی  
 حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے کوچہ، اللہ  
 عقیدت کی جنیں تیری مروت سے ہے نورانی  
 ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو  
 تنہا مختصر ہی ہے مگر تمہید طولانی  
 سلام اے آغوش زنجیر باطل توڑنے والے  
 سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

☆☆☆☆

## حقیقہ سعدی

سارے احکامِ خدا جن کی نیاں میں آئے  
 منزلت اُن کی بھلا کس کے گماں میں آئے

میرے مولّا کا کرم، میری زمیں کا اعزاز  
 سب جہانوں کے امیں میرے جہاں میں آئے

عرش سے امر و نواہی کی امانت لے کر  
 آپؐ اس کارِ نبود و نیاں میں آئے

آپؐ کی ذات ہے وہ دائرہٴ وصل و کمال  
 جو تصور میں سمائے نہ گماں میں آئے

اتکا آساں تو نہیں آپؐ کی سیرت کا شعور  
 روح کی راہ سے گزرے تو بیاں میں آئے

آپؐ کے ذکر کی یہ رلعتیں اللہ اللہ!  
 نامِ اعلانِ خدا بن کے ازاں میں آئے

جن کی تابش میں نظر آئیں خدا و غالبِ حضورؐ  
 ایسے انوار بھی چشمِ مگراں میں آئے

اُن کے منکر کے لیے کوئی نہیں جائے پتا  
 اُن کے قدموں میں جو پہنچے وہ اماں میں آئے

## خاطر غزنوی

جو نام صیغہ پاک رسولاں میں چلی ہے  
اس نام سے دنیا کی ہر اک بات چلی ہے

مخلیق دو عالم کا سبب ہے یہی دنیا  
اس نور رسالت کی چلی ازل ہے

ہے جو طواف در محبوب الہی  
اک حسرت پاکیزہ کہ پھولوں میں پٹی ہے

سایہ بھی اسے چھو لے تو ہو جائے فردزاں  
وہ قفل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے

بہش بھی اسی رو میں منزل بھی اسی پر  
اک کلام انعام مدینے کی چلی ہے

خوشبوئے گلستان شہنشاہ دو عالم  
خاطر مجھے بلحا کی طرف لے کے چلی ہے

☆☆☆☆

خالد احمد

تو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی  
آزری خطبے کی صورت میں وصیت لکھی

تو نے پکے ہوئے لوگوں کا شرف لوٹا  
عدل کے ساتھ ہی احسان کی دولت لکھی

سرجہ رنگ بنواں اثوت اعلیٰ  
دربار دہر پہ ہر سطر محبت لکھی

تو نے ہر ذرے کو سورج سے ہم آہنگ کیا  
تو نے ہر قطرے میں اک بحر کی وسعت لکھی

حسن آخر نے کیا حسن کو آخر تجھ پہ  
آزری روپ دیا، آزری صورت لکھی

سلیے بند کیے مہر لگا دی تو نے  
منیرہ ارض پہ اک آزری امت لکھی

خالد احمد تری نسبت سے ہے خالد احمد  
تو نے پامال کی قسمت میں بھی رفعت لکھی

☆☆☆☆

## راخ عرفانی

مہر غلہ کا انجاز دیکھوں  
اخوت کا نیا انداز دیکھوں

سر مہر نئی الحمد للہ  
فقیروں کو بھی سرفراز دیکھوں

جوشی پلوں پہ آنسو جھللائیں!  
کرم کے سینکڑوں درواز دیکھوں

آڑوں ٹواہوں میں ملیب کی فضا میں  
مروج بخت کی پہاڑ دیکھوں

درخشاں رخ، چمکتی سی جینیں  
ہموہ مجز کا اعزاز دیکھوں

میں جب ابھوں کسی الجھن میں راخ  
نئی کی یاد کو وساز دیکھوں

☆☆☆☆

## راغب مراد آبادی

پتلی ہی جائیں گے اک دن کسی قریب سے  
ک لو لگائے ہوئے ہم بھی ہیں مدینے سے

حضورؐ پاس بلا لیجیے خدا کے لیے  
رہے جو دور تو کیا فائدہ ہے چینے سے

نثار میرے دل و جاں رکتی الاذل ہے  
نہو بہار کا آغاز اسی مہینے سے

یہاں کی خاک کے ذرے ہیں سطر جہاں  
سک رہا ہے حرب آپؐ کے پیچھے سے

محبہؒ مرلی ماخذا ہیں اے راغب!  
الجہ نکلیں گے نہ طوفان مرے سفینے سے

☆☆☆☆



## رئیس امر وہوی

جمال ذات ہے نور محمدؐ عربی  
برہ عنات ظہور محمدؐ عربی

دل کلیم ہے اس کے کلام سے روشن  
خوشا منجلی طور محمدؐ عربی

خود آئی کا سبق معرفت محمدؐ کی  
شعور حق ہے شعور محمدؐ عربی

مہبتی کی جلالت الوہیت کا شکوہ  
فدائے فکر غیور محمدؐ عربی

یہ دنیا کی فحلی یہ اولیاء کا جمال  
فقط تسلسل نور محمدؐ عربی

وہی ہے لشکر توحید کا مزاج شناس  
جو دل ہے سب سرور محمدؐ عربی

باب کن کی ہے آواز بازگشت رئیس  
مری نوہ بخسور محمدؐ عربی

☆☆☆☆

## ساغر صدیقی

ہم کو نہیں جانے کے لیے آپ آئے  
صبحِ توحید جانے کے لیے آپ آئے

ایک پیغام، جو ہر دل میں اجالا کر دے  
ساری دنیا کو جانے کے لیے آپ آئے

ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو  
ایک مرکز پہ جانے کے لیے آپ آئے

ماضی بن کے اچھے ہوئے طوفانوں میں  
کشتیوں پار لگانے کے لیے آپ آئے

قافے والے بھٹک جائیں نہ منزل سے کہیں  
دور تک راہ دکھانے کے لیے آپ آئے

جسمِ بیدار کو اسرارِ خدائی بخشے  
سونے والوں کو جگانے کے لیے آپ آئے

☆☆☆☆

## سید سلمان رضوی

محفل بھی ہوئی ہے درود و سلام کی  
کیا بات ہے حضور علیہ السلام کی

اُن سے لگائی لو تو میرے ہاتھ آ گئی  
اک شاہرو خاص بنائے دوام کی

گردش لبہ کی گردش تسبیح بن گئی  
ہم نے ٹٹائے ٹوہنہ گیہاں عدم کی

معراج جس کو کہتے ہیں وہ ہے مرے خدا  
اک منفرد روش ترے شائستہ کام کی

فردوس کا وہ قصر جہاں داخل ہے بند  
مختی لگی ہوئی ہے وہاں میرے نام کی

ہم نے حضور پاکؐ کا دامن پکڑ لیا  
اور یوں دیار خیر کی منزل تمام کی

سلمان تجھ کو خیر ملے عافیت ملے  
کیا دل سے نعت لکھی ہے خیر الامام کی

☆☆☆☆

## سید محمد ضمیر جعفری

محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم محبوب ربانی  
ازل کی صبح عرفانی ابد کی شمع ایمانی

حضور آئے تو چمکیں فکر انسانی کی غمیں  
حضور آئے تو ٹوٹیں جبر و محکوم کی زنجیریں

جسے ذہنوں کا رنگ اترنا، بجھے چروں پہ نور آیا  
حضور آئے تو انسانوں کو چنے کا شعور آیا

بشر کی پیشوائی کے لیے طس و قر آئے  
حضور آئے تو امکانات ہستی بھی نظر آئے

تمدن آیا تہذیب آئی امن آیا قرار آیا  
حضور آئے تو عالم پہ بہار آئی کھار آیا

قیموں اور فقیروں کو پناہیں مل گئیں آخر  
حضور آئے تو ذروں کو نکاحیں مل گئیں آخر

اخوت اور مساوات و محبت کا نظام آیا  
حضور آئے تو یہ توقیر ہستی کا مقام آیا

سلام اسے رستہ للعالمین سرکارِ دو عالم  
سلام اسے مرسل حق مالک و مختارِ دو عالم

☆☆☆☆

## سیماب اکبر آبادی

پیام لائی ہے بارِ مہا مدینے سے  
کہ رحمتوں کی بھی ہے گھٹا مدینے سے

ہمارے سامنے یہ مازِش بہارِ فضول  
بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے

فرشتے سینکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں  
بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے

نہ آئیں جا کے وہاں سے بھی تمنا ہے  
مدینے لا کے نہ لائے خدا مدینے سے

☆☆☆☆

## شان الحق حق

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے  
 مرد تو بس یہی ایمان و دین ہے  
 اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو  
 تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے  
 نہیں میں واقف ہر الٰہی  
 مگر دل میں یہ کاتہ جاگزیں ہے  
 جو دل انوار سے ان کے ہے روشن  
 وہی کعبہ وہی عرشِ بریں ہے  
 یہ مجھے معنی لولاک میں نے  
 کہ ہستی بخششِ جاں آفریں ہے  
 مگر آزارِ ہستی کا مداوا  
 عطائے رحمتِ نعلین ہے  
 وہ شیر ہے حصارِ ان کا، مدینہ  
 کہ جس کی خاکِ اربابِ جبین ہے  
 نہ سمجھو ہم کو محرومِ نظارہ  
 وہ حسنِ اب بھی ٹکاہوں کے قریں ہے  
 کہ دل میں ماسوائے اہم احمد  
 نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے

☆☆☆☆

## شورش کاشمیری

خود رب دو جہاں ہے خریدار مصطفیٰ  
دیکھے تو کوئی گرمی بازار مصطفیٰ

لاؤں کہاں سے شہر تبریل کی اذان  
دل کھینچ رہا ہے جہاں دربار مصطفیٰ

چر مفاں! سنبھل کر ادب کا مقام ہے  
آتے ہیں میکدے میں قدح ثواب مصطفیٰ

غارِ حرا سے کرب و بلا کے مقام تک  
دیہ و دروں پر فاش ہیں اسرار مصطفیٰ

قرآن کی آجوں میں سراپا ڈھلا ہوا  
تمثیل ہے مثال ہے کردار مصطفیٰ

ہجروں کی چاندنی سے جینیں نکھر گئیں  
آنکھوں میں بس گئے در و دیوار مصطفیٰ

شورش! یہ فیضِ خوبہ کونین دیکھ لوں  
جی چاہتا ہے کوچہ و بازار مصطفیٰ

☆☆☆☆

## عارف عبدالحقین

زمانہ تیرے لیے ہے، ازل اب تیرے  
ان آنکھوں میں جھلکتے ہیں خال و خد تیرے

میں کس طرح ترے اوصاف کا شمار کروں  
خدا کے بعد محاسن ہیں بے عدد تیرے

تو چاند بن کے انہیں بظنا ہے طغیانی  
سمندروں کے ظالم میں جزر و مد تیرے

ہوئی ہے قریہ بہ قریہ جہاں میں تیری ٹا  
ہوئے ہیں دہر میں چہچہا بلبل بلبل تیرے

کے ڈر کہ تیرے زیر لب تبسم میں  
نہلے رہتے تھے کتنے غم اسد تیرے

ترے حدیث میں مضمر ہے اعتبارِ سخن  
مرے لیے تو کبھی لفظ ہیں سند تیرے

☆☆☆☆



## عاصی کرتالی

دہر ہستی نے واضح کر دیا خط سمجھ کر  
یہ مقام شرک ہے، یہ منزل توحید ہے

دیر کے افکار پہ، اعمال پہ، احوال پہ  
آپ کا نفس وجود اللہ کی تنقید ہے

مرحبا چشم تصور آفریں دہار دوست  
عاشقوں کے گھر تو کچھ سال بھر کی عید ہے

ابتدائے جلوہ ہے اور دیکھنے کا دم نہیں  
اللہ اللہ یہ ہماری انتہائے دہ ہے

سخت عاصی ہوں، ہرے اعمال کا دوزخ ہوں میں  
پھر بھی میری مغفرت ہوگی مجھے امید ہے

☆☆☆☆

## عبدالستار خان نیازی

محبوبؔ کی محفل کو محبوبؔ جلاتے ہیں  
جاتے ہیں وہی جن کو سرکارؔ جلاتے ہیں

پیارو! ذرا جانا دربارِ محمدؐ میں  
وہ جامِ شفا اب بھی بھر بھر کے جلاتے ہیں

جس کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں دالی  
اس کو بھی مرے آقاؐ سینے سے لگاتے ہیں

اس آس پہ بیٹا ہوں کہہ دے کوئی آکر یہ  
پہل تجھ کو مدینے میں سرکارؔ جلاتے ہیں

ہند کے خزانوں کے مالک ہیں نبیؐ سرور  
یہ کج ہے نیازی ہم سرکارؔ کا کھاتے ہیں

☆☆☆☆

## عبدالعزیز خالد

خدا کے بعد صاحب سب زمانوں سب جہانوں کا  
قبالہ نام ہے جس کے مکانوں لامکانوں کا

دھڑکتا ہے دل بیدار و جا جس کے سینے میں  
جو خازن ہے زمینوں آسمانوں کے فزائوں کا

زباں ہر دل کی کہے وہ زباں دان ہر عالم  
لب اظہار سارے بے نواؤں، بے زبانوں کا

دریں چہ شک کہ خوش آہنگ ہے وہ رہتی دنیا تک  
شعور و شوق و سرستی کے سارے کاروانوں کا

بتایا جس نے انسانوں کو افراد ایک ہی گھر کے  
منایا جس نے سب بے جا تقاضا خانہ انوں کا

کرے ٹوٹ جگر سے آبیاری کھج ویراں کی  
مزان اس کو مشیت نے دیا ہے باغبانوں کا

دیا توحید کا پیغام اس نے بت پرستوں کو  
کیا تبدیل رخ اس نے دلوں کے بادبانوں کا

کنچیں بے ساختہ اس کی طرف درمائدہ و رائدہ  
ہے ذات اس کی حصار عافیت بے خانہ انوں کا

☆☆☆☆

## عزیز لدھیانوی

مرسلوں میں کوئی بھی خیرِ بشرِ ایسا نہ تھا  
مرتبہ ان سب کا اعلیٰ تھا، عمر ایسا نہ تھا

نام جب سرکار کا چپتا نہ تھا ہر صبح میں  
روز ہوتی تھی سحر، جس سحر ایسا نہ تھا

لاہکوں کی حد سے آگے ختم ہونا ہے سفر  
سردہ سے آگے بھی جانا، ہمسفر ایسا نہ تھا

جا نہ سکا جو عشاءِ رزق میں حبیبِ ملک  
ظاہرِ محفل میرا خستہ پر ایسا نہ تھا

داغِ ہنگل کے اشارے کا ہے سینے پر حیاں  
آپ کے اعجاز سے پہلے قمر ایسا نہ تھا

☆☆☆☆

جہاں پیوہِ گلست بن گئے روزن - کانوں کے  
وہیں کھولے گئے سارے درپے آسمانوں کے

اک اندھی بات تھی جو ریت پر لہریں بٹاتی تھی  
اور ان میں جذب ہو جاتے تھے نئے ساربانوں کے

سوائے دہر میں مہمان تھے صدیوں کے سنائے  
تہہ دار نام لے کر کارواں اترے اذانوں کے

تہہ دار وہ گزر میں کوئی جتنی دور جاتا ہے  
اسی نسبت سے دل پر عید کھلتے ہیں جہانوں کے

مخالف سمت جائیں تو سفینے ٹوٹ جاتے ہیں  
مدینے کی طرف رخ پھر رہے ہیں بادبانوں کے

کتابِ زندگی رکھتے ہیں تابِ زندگی کم ہے  
تے کردار ہیں ہم لوگ اگلی دستانوں کے

☆☆☆☆

## قاریغ بخاری

حضورِ اقدس زمانے بحر سے گئے تھے جو تیرگی بنا کر  
اسی بھیا تک فضا میں پھر رک گیا ہے یہ کاروان آکر

یہ زر کے بندے ترے دینوں پہ ماگ بن کر ڈٹے ہوئے ہیں  
وہ خودکشی کر رہے ہیں مفلس حیات کا آسرا نہ پا کر

غریب اور بے نوا کے اسے دیکھ کر اندھیر ہو رہا ہے  
کہ غر کرتے ہیں تیرے درپہ عمل کی یہ دھیاں ازا کر

مذہق اڑاتے ہیں، جو اٹھتے کا نام بھی آج لے رہا ہو  
یہ اپنی اغراض کے لیے بیچتے ہیں اسلام کو چھپا کر

جو نام لے حق کا اس کی گردن میں کفر کا طوق باندھتے ہیں  
جو راستی پر چلے اسے چھوڑتے ہیں مرہٹا قفس بنا کر

اسی تقدی کے روکنے کو جہاں میں بھٹ ہوئی تھی تیری  
اسی طرح لوٹتے ہیں پھر مفلوسوں کو سرمایہ دار آ کر

میں کچھ ہوں تیرا ہی نام لیا ہوں میری گردن نہ جھک سکے گی  
میں تیرے درپہ حیات کا ساتھ دوں گا ہر جتن کو لٹا کر

☆☆☆☆

## قصہ شفاؑی

جو دل کو چھن دے وہ کھک چاہتا ہوں میں  
اے عشق! تیری ایک جھلک چاہتا ہوں میں

لوں نام مصطفیٰؐ تو نکلیں چاہتوں کے پھول  
سانسوں میں زندگی کی جھک چاہتا ہوں میں

اتنا جھکوں کہ چم:الوں خاک در جیبؐ  
خود کو بلند ناچ لک چاہتا ہوں میں

وہ اس لیے کہ جزد نظر ہو کسی کی یاد  
ملتی ہوئی پلک سے پلک چاہتا ہوں میں

جس میں ہر ایک رنگ ہو عشق رسولؐ کا  
دل پر تھی ہوئی وہ دھنک چاہتا ہوں میں

چھایا ہوا ہے روح پہ اک سرمدی سرور  
اس کیفیت کو قبر تک چاہتا ہوں میں

خالی کسی قصیل؎ مرا ساغرِ عمل  
عشقِ نئی کی اس میں کھک چاہتا ہوں میں

☆☆☆☆

## قیوم نظر

ہر ذرہ کائنات کا گرواں ہے اس لیے  
ہر لمحہ کنگلے فضا نعب مصطفیٰ

راہ طلب میں اٹک رواں ہیں نہاں خوش  
ہر سانس کی عمر ہے صدا نعب مصطفیٰ

صہب رسول، قصہ مدینہ، افور شوق  
اس کارواں کو بانگ درا نعب مصطفیٰ

سوز و چپ فراق کی تلی کا ذکر کیا  
لائی لبوں پہ تازہ ہوا نعب مصطفیٰ

دل کو ملا سکون ہوئی روح مطمئن  
ہر غم سے لے گئی ہے درا نعب مصطفیٰ

بجش کو اپنی لایا ہوں اک نسخہ وفا  
پڑھتا انھوں کا روز جزا نعب مصطفیٰ

☆☆☆☆



## کلیم عثمانی

ہو جو توفیق تو بس عجب عجب لکھوں  
کوئی حرف اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں

مجھ پہ کار کو بھی جس نے دیا اذن سلام  
کیوں نہ اس ذات کو رحمت کا سمندر لکھوں

روز ہوتی ہے جہاں ایک نئی بارش نور  
کیسے الفاظ میں اس صبح کا منظر لکھوں

دولت مبر و قناعت جسے مل جائے یہاں  
آج کے دور کا اس شخص کو بوڑھا لکھوں

سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ  
سب جہانوں کا انہیں ہادی و رہبر لکھوں

خاک اس در کی مری آنکھوں کا سرمہ ہے کلیم  
کیوں نہ میں خود کو غنی اور تو مگر لکھوں

☆☆☆☆

## کوثر نیازی

آدمیت کی علامت ہے ولائے مصطفیٰ  
مصطفیٰ دل کے لیے، دل ہے رائے مصطفیٰ

ہے رضائے مصطفیٰ میں رب کعبہ کی رضا  
رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ

کچھ نہیں معلوم کیا ہے قصہ ذات و صفات  
قلم پہ ہم ایمان لائے اے خدائے مصطفیٰ

شکل انسانی میں قرآن مجسم آپ ہیں  
شریٰ فرمان خدا ہے ہر ادائے مصطفیٰ

مشر کی گرمی اے کچھ بھی ستا سکتی نہیں  
جس کو سایہ مل گیا زیرِ لوائے مصطفیٰ

دو جہاں کی بادشاہی سے بڑا ہے یہ شرف  
کاش میں کہلاؤں اک ادنیٰ گدائے مصطفیٰ

آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے  
جب مروں کثیر زباں پر ہو ثنائے مصطفیٰ

☆☆☆☆

رسولِ مجتبیٰ کیسے محمد مصطفیٰ کیسے  
 خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کیسے  
 شریعت کا ہے یہ امرار ختم الانبیاء کیسے  
 محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کیسے  
 نبین و رخ محمدؐ کے جلی ہی جلی ہیں  
 کسے شمس و طلع کیسے کسے بدرالہدیٰ کیسے  
 جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے  
 جب ان کا نام آئے مرجا صل علی کیسے  
 غبارِ راہ طیبہ سرور، جہمِ بصیرت ہے  
 یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کیسے  
 صداقت پر بنا رکھی گئی ہے وہی فطرت کی  
 اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقا کیسے  
 مرے سرکار کے نقش قدم جمع ہدایت ہیں  
 یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کیسے  
 محمدؐ کی نبوتِ وارزہ ہے جلوہ حق کا  
 اسی کو ابتدا کیسے اسی کو انتہا کیسے  
 مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رستے  
 مری آنکھوں کو ماہرِ چشمہ آب جا کیسے

☆☆☆☆

کاش وہ خاک مجھ کو مل جائے  
 مردہ پاک مجھ کو مل جائے  
 میں اسے دکھ کر آنکھ کے فل میں  
 آنکھ کے فل میں دیدہ دل میں  
 جھگڑا پھروں زمانے میں  
 زندگی کے سیاہ خانے میں  
 جو نئی کے قریب ہیں وہ لوگ  
 کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ  
 اس کے قدموں کے ساتھ رہتے ہیں  
 اس کی سوجوں کے ساتھ بہتے ہیں  
 اس کے ارد کے ہر اٹارے پر  
 تیرتے ہیں لبو کے دھارے پر  
 اس کی عزت پر سر سگاتے ہیں  
 آخری وقت مسکراتے ہیں  
 ان کے قدموں میں دولت کوئین  
 ان کا ایک ایک سانس پر و حین  
 ہاں وہ دیکھو بلائی کی حالت  
 چور زخموں سے خون میں لت پت  
 گرم ریت پر تھلائے ہے  
 تازیانوں کی چوٹ کھاتا ہے

موت کا خوف ہے نہ زیست کی فکر  
 اس کے ہونٹوں پہ لا الہ کا ذکر  
 دیکھنا جنگ احد کی جاری ہے  
 وقتِ اسلامیوں پہ ہماری ہے  
 چاروں کافروں کا رٹا ہے  
 ہن سبھی زیادہ اکیلا ہے  
 اس نے دیکھا کہ چند میکہ شر  
 وار کرنے کو ہیں محمدؐ کا  
 دوڑ کر آ کے درمیانِ نبیؐ  
 جان دے کر بچائی جانِ نبیؐ

☆☆☆☆

## محبوبِ عزیزی

جب میرے دل کا درد، الم تک پہنچ گیا  
میں خود بخود ہی ان کے کرم تک پہنچ گیا

یہ بھی نصیب ہی کی تو ہے بات دوستو  
جو سر ہٹکا تو ان کے قدم تک پہنچ گیا

قاصر رہی زبان جو کہنے سے مدعا  
احوالِ دل تو دیہۂ غم تک پہنچ گیا

بھوں گا میں کہ مل گئی معراج مجھ کو بھی  
جذہ مرا جو شامِ اہم تک پہنچ گیا

دعے اب اذنِ گنبدِ فخر کی دیے کا  
عاسی یہ آپ کا تو حرم تک پہنچ گیا

آئے ہیں عزتی بہرِ پذیرائی پھر سروش  
پڑھتا درود میں جو عدم تک پہنچ گیا

☆☆☆☆

شفا عتوں کے فلک پر جب صاب کھلے  
زمیں نہال ہوئی رحمتوں کے باب کھلے

نصیب خلق ہوئی آفتاب علم کی دھوپ  
جمالِ حرف و معانی کے نازہ باب کھلے

مصافِ جنگ و جدل ہو کہ شجر امن و اماں  
تری بلندی، کردار کے نصاب کھلے

ترے جمال سے شرمندہ جلوۂ خورشید  
ترے حضور نہ احرامِ آفتاب کھلے

تو سائبان کی صورت محیطِ عالم ہے  
کرن کرن کی ترے سامنے طاب کھلے

ہمارے نام کے آگے بھی حرفِ بخشش لکھ  
کہ سرفراز ہوں ہم جب تری کتاب کھلے

میں اسی امید پہ کتا ہوں نعتِ نذرِ حبیب  
کہ میرے واسطے محسنِ درِ ثواب کھلے

☆☆☆☆

## مشر بادبونی

آپ کی مدح ہے کس کے امکان میں  
سارا قرآن ہے آپ کی شان میں

حرف کے حرف لکھوں کہ میں نعت کے  
ہوں بڑی احتیاطوں کے میدان میں

اس کو کہتے ہیں تکمیل انسانیت  
ساری اچھائیاں ایک انسان میں

ہم نئی کی محبت سے باہر کہاں  
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

اسود مصطفیٰ کا چراغ آج بھی  
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں

☆☆☆☆



## محشر رسول نگری

شعور عشق مہینے کی سر زمیں سے ملا  
دوا بھی، درد بھی جو کچھ ملا سہیں سے ملا

ہے اجنبی عجب ہی اجنبی خدا  
جو فیض ہم کو ملا ختم مرسلین سے ملا

ملا نہ ملج پینا کو پھر زمانے میں  
جو رتبہ بھی تاجدار دیں سے ملا

ہوئے تھے جس کے طفیل ایک اپنے بیگانے  
وہ درس عدل و اخوت نہ پھر کہیں سے ملا

اگر ہے وہ شرف کچھ تو آدمیت ہے  
یہ نکتہ آپ کی تلقین آڑیں سے ملا

خدا نے آپ کہا ہے تجھے سراپا منیر  
جہاں کو نور ہدایت تری نہیں سے ملا

ہزار بار بھی دی ہے درخت چ صدا  
مگر جواب نہ محشر، کبھی "نہیں" سے ملا

☆☆☆☆

## محمد اعظم چشتی

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق ہے ثبات  
تو کائناتِ محسوس ہے یا محسوس کائنات

جو ذکرِ زندگی کے فسانے کی جان ہے  
وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے نہایتِ حیات

اک خالقِ جہاں ہے تو اک مالکِ جہاں  
اک جانِ کائنات ہے اک وجہ کائنات

ہر دمِ حدوث سے ہے مقدم ترا وجود  
خالق کے بعد کیوں نہ مکرم ہو تیری ذات

اب تک تھی ہوئی ہے ستاروں کی الجھن  
اس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک رات

ارشادِ ماریت سے ظاہر ہوا یہ راز  
ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہاتھ

اعظم میں ذکرِ شاہِ زمیں کیسے بھوز دوں  
میرے لیے تو ہے یہی سرمایہ حیات

☆☆☆☆

## سرور کئی

خوابوں میں مہینے کی فضا دیکھنے والا  
خاطر میں کہاں لائے گا رنگ گل و لالہ

نکروں میں رہے جس کے جمالِ شہِ والا  
اس شخص کی دنیا میں اہلا ہی اہلا

نبیوں میں، وہ بندوں میں، بشر میں جہاں دیکھو  
افضل سے بھی افضل ہیں، وہ اعلیٰ سے بھی اعلیٰ

روشن ہے ازل سے جو مرے گوشہ دل میں  
وہ پاند کسی طور نہیں ڈوبے والا

دنیا کا طلب گار رہا ہے نہ رہے گا  
سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا

پابندی احکام خداوندی یہی ہے  
محبوب خداوند کے احکام بجالا

قدموں سے میں سرور پٹ جاؤں، جو مل جائے  
سرکار دو عالم کا کوئی چاہنے والا

☆☆☆☆

## ناصر کاظمی

شجر حجر تمہیں جھک کر سلام کرتے ہیں  
یہ بے زبان تمہیں سے کلام کرتے ہیں

زمین کو فرشِ مہلی ہے تیرا کھنڈ ہنر  
تری گلی میں فرشتے قیام کرتے ہیں

مسافروں کو رزا در ہے منزلِ آخر  
بیکس سب اپنی مسافت تمام کرتے ہیں

جنہیں جہاں میں کہتے بھی اماں نہیں ملتی  
وہ قافلے یہاں آکر قیام کرتے ہیں

نظر میں پھرتے ہیں تیرے دیار کے منظر  
اسی نواح میں ہم صبح و شام کرتے ہیں

سکونِ دل کی انہیں سے امید ہے ناصر  
جو اپنا فیض غریبوں پہ عام کرتے ہیں

☆☆☆☆

## نصیر الدین نصیر

چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے  
 اُن کو ارض و سما دیکھتے رہ گئے  
 ہم وہ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے  
 نور ہی نور تھا دیکھتے رہ گئے  
 پہلے کے روح الامیں نور و انجلی  
 صورت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے  
 وہ امامت کی شب وہ صبح صیفا  
 مقتدی مقتدی دیکھتے رہ گئے  
 نیک و بد پر ہوا اُن کا یکساں کرم  
 لوگ اچھا بُرا دیکھتے رہ گئے  
 وہ گئے عرش تک اور روح الامیں  
 بدرقا انجلی دیکھتے رہ گئے  
 مجروح تھا وہ جرح میں اُن کا سفر  
 دشمنان خدا دیکھتے رہ گئے  
 مرجا شان معراج خیم زمیں  
 سب کے سب دنیا دیکھتے رہ گئے  
 جب سواری چلی تیریل امیں  
 صورت نقش پا دیکھتے رہ گئے  
 ہل دالہ محمدؐ چھے چھوڑتی  
 زوئے قرآن نما دیکھتے رہ گئے  
 نہیں نصیر آج لایا وہ نصیر نیا  
 نعت کو مبرا دیکھتے رہ گئے

☆☆☆☆

## نعیم صدیقی

پر کیف کس قدر غم پہاں ہے اے حضور  
میرا بھی رفیقہ ایماں ہے اے حضور

ہم آپ کے مقام کو سمجھے نہیں، بھلا  
اپنے وجود کا ہی کب عرفاں ہے اے حضور

امت پہ کتنی آن گراں ہو گئی حیات  
ارزاں بہت سی خونِ مسلمان ہے اے حضور

شیرازو بند شوق ہے تیری نکام لطف  
شیرازو خیل پہاں ہے اے حضور

احسان و عدل و امن کے نعروں کے باوجود  
تہذیب ساری جنگ کا میدان ہے اے حضور

مخروج کتنی فوج آدم ہے آن کل  
مظلوم کتنی غلبہ انساں ہے اے حضور

کس شان سے ہوا دل عاشق لبوہاں  
جیسے یہ کوئی نعل بہشتاں ہے اے حضور

لاٹے تڑپ رہے ہیں سر ہار و زبر تیغ  
کیا ہر طرف یہ حشر کا سماں ہے اے حضور

کچلے ہوئے سے کیوں ہیں خیالاتِ عرش گیر  
سہا ہوا سا کیوں مرا ایماں ہے اے حضور

☆☆☆☆

## یزدانی جالندھری

کوہِ قاراں پہ خورشیدِ عارِ حرا، جب ہوا جلوہ گر دیکھتے دیکھتے  
 پرتو نورِ حق سے درخشاں ہوا، نجمِ محبتِ بشر دیکھتے دیکھتے  
 آرزوئے خلیلِ آق پوری ہوئی، کائناتِ دل و روح نوری ہوئی  
 زندگی جاگ اٹھی، روشنی ہو گئی، تابِ جدِ نظر دیکھتے دیکھتے  
 زیستِ صحرائی صحرا سے نکلتی ہوئی، شمعِ عرفان و ایماں کی روشن ہوئی  
 سرسبز تھے جو ہر بات سے بے نیاز، ہو گئے باخبر دیکھتے دیکھتے  
 روحِ انساں عظیم اور پیار تھی، رہی اہام تھی، وقتِ آزار تھی  
 رتبہ حق تعالیٰ کو جوش آگیا، مل گیا چارہ گر دیکھتے دیکھتے  
 دیکھتے دیکھتے انقلاب آگیا، پھول مہکے چمن پہ شہاب آگیا  
 دھل گئے رنگِ قوسِ قزح میں سبھی، رنگِ شام و سحر، دیکھتے دیکھتے  
 شرق سے غروب تک شور مچا ہوا، ایک آہی لقبِ مہرِ علم آگیا  
 اس کے فیضان سے کم نظر، بے نیاز، ہو گئے نکتہ در دیکھتے دیکھتے  
 جس طرف سے بھی گزرے وہ ذی شمع، جس نے بھی سرور دیا کے چوے قدم  
 آہاں ہو گئی، کھلکشاں بن گئی، ایک اک رگور دیکھتے دیکھتے  
 واپس آئے تو ہنر ابھی گرم تھا اور زنجیر در میں تھی مہنش ابھی  
 فرش سے فرش تک، فرش سے فرش تک ہو گیا طے سفر دیکھتے دیکھتے  
 جس کو کہتے ہیں سب لوگ مہرِ نیا، روکشِ ظلم ہے جس کی ایک اک کلی  
 میں نہایا ہوں اک سیلِ انوار میں اس کے دیوار و در دیکھتے دیکھتے  
 کھلی والے کا یزدانی احسان ہے، وہی آدم پہ بارانِ فیضان ہے  
 پتھروں سے بھی پتر جو انسان تھے ہو گئے وہ مگر دیکھتے دیکھتے

☆☆☆☆

## آصف اکبر

جو کسی عطا نے خطا کے داغ تمام عمر کے دھو دیے  
 تو قیاسِ فکر نے جوشِ اشک سے شش جہات بھگو دیے  
 چلے قافلے لیے آبلے، ہڑھے حوصلے گھٹے فاصلے  
 وہ نصیب والے تھے وقت نے جنہیں دن یہ دیکھنے کو دیے  
 قصصِ عزیزِ جاں سے جو منزلیں تو عزیز تر رہیں مشکلیں  
 کہ انہیں سے کلمِ حیات کو نئے مزم دینے تھے سو دیے  
 کبھی جستجو کبھی گنگو کبھی کوہِ کبھی روہِ روہ  
 وہ ہزار شوق کے رنگ تھے جو کسی نے جاں میں سو دیے  
 کبھی دیکھنا، کبھی سنیپنا، کبھی مانگنا، کبھی سوچنا  
 کبھی نہایت حال میں کھو گئے کبھی فرما شوق سے رو دیے  
 وہ در کرم، وہ رو فہم، وہ وہب حرم وہ وفور نعم  
 جو متابِ فکر تھے وقت نے وہی ثواب آکھ میں بو دیے  
 وہی بے کلی، وہی تھکی، وہی بے بسی، وہی تسلی  
 جو نکل چکے تھے، فراق نے وہی خارِ دل میں چھو دیے  
 مرے حالی زار پہ اک نظر، مرے چارہ گر، مرے چارہ گر  
 جو تجو شوق تھے معتبر وہی مرے وجود نے کھو دیے  
 یہ عیاں ہے آصفِ ماتواں، ترے دل میں درد ہے اک نہاں  
 تو عجب ہے کیا جو حروفِ لب کبھی خونِ دل میں ڈبو دیے  
 ☆☆☆☆



## آصف ثاقب

صدائے میں ستارہ ستارہ کروں  
محمدؐ محمدؐ پکارا کروں

دل و جاں سے نعتِ نبیؐ میں سنوں  
دل و جاں کو ایسے سنوارا کروں

کھولا ان گلوں میں محمدؐ کا نام  
میں زخموں کا اپنے نظارہ کروں

خدا کی طرف سے بشارت ملے  
تمام نبیؐ استعارہ کروں

میں انگوں کی صورت نظر در نظر  
محمدؐ کا صدق انارہ کروں

جگر ہیز ہتی سے کانٹوں اگر  
تو منہ ہرا آشکارا کروں

لکھوں نعت ثاقبِ حقیتِ نبیؐ بھری  
کر خونِ جگر استعارہ کروں

☆☆☆☆

## آفتابِ نیا

دل میں اگر خدا ہے رسولِ خدا بھی ہے  
کعبہِ نعر میں ہے تو درِ مسطیّٰ بھی ہے

قرآن کہہ رہا ہے کہ تجھ پر ایسے نہیں  
اس خارِ زارِ زیست میں اک رہنا بھی ہے

اُن پر درِ پاک پہنچا جائے راتِ دن  
جس میں حنا و گاروں کا اپنا بھلا بھی ہے

اللہ کے ساتھ اُن کی اطاعت بھی فرض ہے  
جو آپ کی رضا ہے خدا کی رضا بھی ہے

درِ در کی خاک چھاننے والو تارا تو  
اُن کے علاوہ اپنا کوئی آسرا بھی ہے

لوگوں نے خواہشات کو مذہب بنا لیا  
یہ بھول کر کہ یومِ جزا و سزا بھی ہے

کتنا عروج پایا عرب کی زمین نے  
آبِ حیات بھی جہاں خاکِ شفا بھی ہے

☆☆☆☆

## امرار حسین باری

وہ آپؐ کی محفل میں ادب دیکھا گیا ہے  
جو دیکھا گیا مہر بہ لب دیکھا گیا ہے

کیا کوئی بتائے کہ خد و خال ختم کیے  
سورج کی طرف فور سے کب دیکھا گیا ہے

عظمت میں کہاں دکھتا ہمیں جادۂ منزل  
اک نقشِ کب پائے کے جب دیکھا گیا ہے

دشمن پہ صلیب کی کوئی ریت کہاں تھی  
آپؐ آئے ہیں دنیا میں یہ تب دیکھا گیا ہے

موتی کے تصور میں بھی موجود نہیں تھا  
جو قرب کہ معراج کی شب دیکھا گیا ہے

چھوٹے ترے بچوں سے ترا عمر مدینہ  
تاریخ میں ایسا بھی غضب دیکھا گیا ہے

مجھ ایسے کی خاطر بھی کھلا ہے درِ رحمت  
باری یہاں کب نام و نسب دیکھا گیا ہے

☆☆☆☆

## ابصار عبدالعلی

جو حرف و ہنر سارے زمانوں کو ملے ہیں، سب تیرے صلے ہیں  
اور اک و نظر کے جہاں پھول کھلے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

قرآن کا چلن مرسل یکساں سے چلا ہے جو تجھ کو ملا ہے  
پھر ہم کو اب تک کے خیالات ملے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

ٹو سینہ و جید ہے، ٹو ماسون و امیں ہے، مصباح جنیں ہے  
جو سارے ہدف سارے شرف ہم کو ملے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

ٹو کامل و عادل ہے، تو فاتح ہے قوی ہے، نبیوں کا نبی ہے  
برحق کو جو ماقب سے حکایت ہے گلے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

باطل کے مقابل ہمیں اول پہ ہے ایماں، آخر پہ ہے بیعت  
باطل کے مقابل نہ کبھی ہونٹ ملے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

رزاق نے جو کچھ بھی دیا، اس پہ ہوں قانع، پیچھے ہوں میں تیرے  
کب فقر و قناعت میں مرے ہونٹ بٹے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

ایجاب دعا تیرے وسیلے سے ہوئی ہے، تو حق ہے، ولی ہے  
اب مجھ کو مقدر سے نہ شکوے نہ بکلیے ہیں، سب تیرے صلے ہیں

☆☆☆☆

## ستارہ استعارہ

حریم جاں میں اک روشن ستارے کا نظارہ ہے  
 ستارہ جس کی چھاؤں چھاؤں صبح آنکھی چھائے  
 تقدسِ رات کے پھلے پیر کے چائے تل کا  
 مختلف فخر کے عارض سے ڈھلے ملکِ شبنم سا  
 بہت آہستہ آہستہ زنا کشِ کجبت کا  
 قضا میں پلکے موم سے جنم لیتا ہوا طوفاں  
 بیاں میں اسم کی تقویم، لنگھوں کی جہانگیری  
 نمد بینی جہاں پہچان پورے آدی کی ہے  
 وہاں کھٹل کر جس نے آندھیلوں میں  
 روشنی کی ہے  
 وہی آنکھوں میں بچتے آنسوؤں کی شبنم چادر  
 لبوں سے نکلوتی روشن پھواریں زمِ حرفوں کی  
 کلیم درد پوشاکی  
 کہ جس میں تہہ بہ تہہ عرابِ زخموں کی  
 وہ جس کے کام ہر موسم  
 چمکتے جگنوؤں کے ساتھ اڑنے کا  
 روشنی پانیوں پہ تیرتے روشن درپچوں کی  
 مصائب کے سمندر میں بھی  
 اس کے اپنے لوگوں کے قیوں میں

جزیرے سے مشکوں کے  
نبھات اس کے ہاں تقدیر کے الواج پہ نرے کی تحریریں  
وہیں

جس میں روشن آئیں ہیں

پاسداری کی

ہمیں ہر دم

آسی مینار کی ضوہ نقلی سے راستے لیتا

ہر اک گدلائے موسم میں

ہی عرض جہند کو

بادلوں سے تھکے جاتے آسمان میں

اپنی قسمت کے آسی تارے کو نکلتا

دیکھتے رہتا

آسی کی دیہ سے تقویم ہوتے ہیں بھلے لمحے

آسی کے کام سے آنکھوں میں غبرے

نکش جلوے کے

کوئی محراب کا نقش پرانے آسمانوں میں

وہ جس سے اک نئی تہذیب ابھری سارا بانوں میں

وہ صحت جس کی اک کروٹ سے

سواکان بنے ہیں

وہا کہ ترتیب جس سے آدمی انسان بنے ہیں

(ارادوں میں مساوات، عدل اور احسان بنے ہیں)

ہماری زندگی کا راز جس پر آشکارا ہے

وہی روشن ستارہ تو ہمارا ستارہ ہے

☆☆☆☆

## احمد علی

ترکِ پناہ میں روزِ جزا کا خوف نہیں  
ہم اہل درد ہیں بیتِ سرا کا خوف نہیں

ترا کرم ہے تو یکسر سکون ہے دل کو  
یہاں ہمیں کسی رنج و بلا کا خوف نہیں

نفسِ نفس میں ہی ہے ہوائے کوئے رسولؐ  
ترا ہے فیضِ کہ ہمیں ہوا کا خوف نہیں

ترے ہی نام کا صدقِ ہرے بھرے موسم  
کسی دال کسی ابتلا کا خوف نہیں

غورِ اہمِ محنت کے ہیں علمِ بردار  
ذرا سا بھی ہمیں اہل جفا کا خوف نہیں

☆☆☆☆

## احمد صغیر صدیقی

نظروں میں بسی ہے کسی مہتاب کی صورت  
دیکھے چلے جاتے ہیں جسے خواب کی صورت

اک طبع کی مانند ہیں ہم تیز ہوا میں  
وہ ذات گرائی کہ ہے عراب کی صورت

دھشت کے ہوا کیا تھا سروں میں کہ وہ آلی  
پھر اس نے نکالی ادب آداب کی صورت

پھر تھا یہ دل موم ہوا آن کی نظر سے  
اس دشت نے دیکھی تھی کہاں آب کی صورت

شاہا ترے قدموں کی مجھے زحول عطا ہو  
اوزھوں میں اسے اطلس و کتواب کی صورت

☆☆☆☆



## انتر عثمان

یہ اہتمام اندھروں کے رو میں رکھا گیا  
چراغِ اہم محمد لہ میں رکھا گیا

بھال ہے کہ ہوئی ہو کہیں کی بیٹی  
وہ نور مجرؤ صد ہ صد میں رکھا گیا

کہا گیا کہ پکارو تو کہہ کے "اٹکرا"  
جو بے ادب تھے انہیں ایک حد میں رکھا گیا

وہ جس نے آدم و حوا کو بچے دیکھا تھا  
اسے شروع سے خسی اب میں رکھا گیا

کچھ اور سہل ہوئیں اگلی منزلیں مجھ پر  
وہیلہ زب آقا سند میں رکھا گیا

مجھے سنائی گئی ہوں خطاوتوں کی نوید  
مناظروں کو عذابِ حد میں رکھا گیا

یہ پانچ اہم بنے مدعاے بسم اللہ  
خدا کے ساتھ انہیں ہر عدد میں رکھا گیا

عطا ہوا تھا وہیں سے مزاجِ زفت گری  
یہ مرتبہ تھا جو بس میری مہ میں رکھا گیا

یہ امتحان بھی ہے اور وجہ بخشش بھی  
چراغِ کر کے ہواؤں کی زد میں رکھا گیا

غلامِ شہ پہ سلام اور عدوئے شہ سے گریز  
عجب قرینہ ہے جو نیک و بد میں رکھا گیا

سوائے نعتِ زبان و قلم پہ کچھ بھی نہ ہو  
مرے جنوں کو بھی فصلِ خرد میں رکھا گیا

ہوئی ہے شہتِ غلامی پہ نمبرِ خاتمِ پاک  
پہ اہتمامِ سببِ مسند میں رکھا گیا

یہ کچھ بھی کلمے کا جواز ہے آخر  
انہیں جوارِ مقامِ احد میں رکھا گیا

☆☆☆☆

## اخلاقِ عارف

نعت گوئی سے مجھے گرچہ بہت رغبت رہی  
زندگی بھر نعت کہنے کی عمر حسرت رہی

اُن کی چوکھٹ پر تصور میں گزاری ایک شام  
مختلک شب بھر ملائک میں بری ہابت رہی

آپؐ سے بڑھ کر دیا کس نے محبت کو فروغ  
رنج کے بدلے دعاؤں، آپؐ کی عادت رہی

آپؐ کے ایثار و مہر و ضبط سے پا کر ہلا  
مجھ کو حسرت میں بھی حاصل بے کراں ثروت رہی

مجھ سے عاصی پر کرم فرمائوں کی حد نہیں  
اور اس پر اک زمانے کو بڑی حیرت رہی

خاکِ زاہدوں پر عیاں کیسے ہو عظمت آپؐ کی  
آپؐ کے قدموں تلے تو عرش کی وسعت رہی

اک سے اک بڑھ کر کھیلے عارفِ شاخواتی کے پھول  
پر کسے شاہِ نئی سے کچھ ذرا نسبت رہی

☆☆☆☆

بے کسوں کو بھلا اور کیا چاہیے  
یا نئی آپ کا آسرا چاہیے

بھتی آنکھوں میں آ جائے گی روشنی  
آپ کے در کی خاک شفا چاہیے

آپ کے نقش پا چومتا چل پڑے  
جس گنہگار کو بھی خدا چاہیے

میرے گھر میں اندھیروں نے قبضہ کیا  
آپ کے نام کا اک دیا چاہیے

دل میں آہ نئی کی بہت بھرو  
مومنو! مگر خدا کی رضا چاہیے

گرم آنکھوں سے چلتی ہیں آنکھیں مری  
ان کو دیدار خیر الودعی چاہیے

مٹی جائیں گی ارشد تری مشکلیں  
کلی والے کا بس راستہ چاہیے

☆☆☆☆

## اسد اعوان

ہے میرے سینے میں شوقِ وصال سب سے انگ  
مرے نئی کا ہے حسن و جمال سب سے انگ

ترس رہا ہوں میں دیوارِ مصطفیٰ کے لیے  
گزر رہے ہیں مرے ماہ و سال سب سے انگ

مجھے بھی اذنِ زیارت مجھے بھی اذنِ بیاں  
غریبِ وقت سنائے گا حال سب سے انگ

کہاں یہ نعت کہاں شعر و شاعری اپنی  
مجھے یہ ثو نے دیا ہے کمال سب سے انگ

اسد بھی تو ہے مجھ پر مرے نئی کا کرم  
ہے میرا سارے جہاں میں خیال سب سے انگ

☆☆☆☆

نظر آ رہا ہے وہ اور اللہ اللہ  
جہلی جارى ہے نظر اللہ اللہ

ليوں پہ درود و سلام آ رہا ہے  
در مصطفیٰ دیکھ کر اللہ اللہ

نظر اُن کے روئے پہ انگلی ہوئی ہے  
سرکتی نہیں ہے نظر اللہ اللہ

نظر ڈالے شہر میں جس طرف بھی  
ستاروں کی ہے رنگور اللہ اللہ

کھلا باب رحمت سر باب رحمت  
جھکا جا رہا ہے جو سر اللہ اللہ

یہاں اون پاتے ہیں واللہ سجدے  
کیے جاؤ شام و سحر اللہ اللہ

سبھی دم بخود ہیں کسی کو بھی راسی  
کسی کی نہیں ہے خبر اللہ اللہ

☆☆☆☆

## ڈاکٹر اسلم فرخی

سکونِ قلب ہے خُلبِ نظرِ مدینہ ہے  
 نشانِ مغربِ شمسِ انبشِ مدینہ ہے  
 تمامِ حسن و لطافتِ تمامِ رحمانی  
 عمرِ مدینہ ہے آپِ عمرِ مدینہ ہے  
 ذرا سگی نہ مجھے شامِ غم کی تہائی  
 مرے وجود میں نورِ بحرِ مدینہ ہے  
 ہزارِ شیریں دنیا میں شاد اور آباد  
 مگر دو شیریں جو "ہلی کا گھر" مدینہ ہے  
 مدینے جا کے ہوا ہے عجیبِ حالِ مرا  
 ہر اک سے پوچھ رہا ہوں کدھر مدینہ ہے  
 نہ پوچھ مجھ سے مرے مستقر کا حالِ احوال  
 میں کیا بتاؤں کہ میرا تو گھر مدینہ ہے  
 بہانے پائے فردِ ڈھونڈتا ہی رہتا ہے  
 ادھر یہ حال کہ پیشِ نظرِ مدینہ ہے  
 مسافرانِ روہِ شوق اتنا جانتے ہیں  
 سفرِ مدینہ ہے زادِ سفرِ مدینہ ہے  
 مجھے نہیں کسی مقرر سے واسطہ انکم  
 نگاہِ شوق میں آنکھوں پر مدینہ ہے

☆☆☆☆

اے ہوا

اے ہوا

اسدِ بیخ کی گلیوں سے آتی ہوئی

خوش قدمِ مہمِ نو اور ٹھنڈی ہوا

مجھ کو اتا بتاتا

کیسے صحرا ہیں جن میں مجھ کا قافِ سفر میں رہا  
کیسی گلیاں ہیں جن میں مجھ کا نقشِ قدم ثبت تھا

اے ہوا

اس شجر کی سنا

جس کے سونے سے پرچہ کی کھلی کا سا لپٹا

تو دوسرے بزمِ شاداب ہوتا گیا

اے ہوا مجھ کو اتا بتاتا

کتنے اونچے پہاڑوں کی صورت میں ہیں

آج دو سنگِ ریزے

جنہوں نے مجھ کے ہاتھوں سے گویائی لی

اے ہوا

اسدِ بیخ سے آتی ہوئی خوش قدمِ مہمِ نو اور ٹھنڈی ہوا

مجھ کو اتا بتاتا

صرف اتا بتاتا

☆☆☆☆



میں: کہ ہر صاحب ایمان کے قدموں کی خاک  
آپ تک آیا ہوں پہچان کے قدموں کی خاک

عمر کی حیدر کراڑ کی خاک کب پائے  
میں ہو کر کے عثمان کے قدموں کی خاک

چاند، سورج مرے سلطان کے پاپوش کی گرد  
یہ ستارے مرے سلطان کے قدموں کی خاک

میرا دامن عقیدت بھی مدینہ ہے جہاں  
جا بجا ہے میرے مہمان کے قدموں کی خاک

آپ کی نعت کا حق مجھ سے ادا ہو کیسے  
میں کہ بومیرٹی و حنا کے قدموں کی خاک

ذرتے ذرتے میں کئی راز چھپائے ہوئے ہے  
آپ کی لاف ذی شان کے قدموں کی خاک

یوں کیا صاحب معرفت کی عظمت کو سلام  
کھٹکشاں بن گئی انسان کے قدموں کی خاک

ذرتے ذرتے چہ رقم ہے اسی منزل کا پتہ  
رو نما صاحب عرفان کے قدموں کی خاک

☆☆☆☆

## افضل خان

یہ بھی سفر عجیب تھا کیسی شعاع دی تھی  
لہا میں نئی کے شہر تک میری نظر چلی تھی

خواب میں رات کیا ہوا، میں ہی گدائے خاص تھا  
محقق نئی کے نور سے جھولی مری بھری تھی

کیسے پرو دیے گئے ایک لڑی میں نعل و سبک  
طرز حسب نسب کیا ذات برادری تھی

جب کبھی بعد دعا صل علی پڑھا گیا  
جو بھی طلب کیا گیا زمت خاص کی تھی

ورنہ میں شرمسار تھا اپنے چن کے تک پہ  
سوزن عشق مصطفیٰ، خلعت چاک سی تھی

میرے ہنری سے کہتے میرے نئی خفا نہ ہوں  
حرم گزر گیا مگر نعت نہیں کہی تھی

☆☆☆☆

## امتیاز الحق امتیاز

دنیا کو بدلنے آپ آئے  
جو سر سے تھکے ہوئے اٹھائے

حادی ہیں تمام معجزوں پر  
جو لفظ زباں پر اُن کی آئے

اپنے ہیں مکہ اور مدینہ  
ہاتی سب شہر ہیں پرانے

آقا سے سخن کی یہ گھڑی ہے  
اب کوئی نہ درمیان آئے

کیسے تھے چاند اور سورج  
اے غار ثورا کیا ہے رائے

☆☆☆☆

## امین راحت چغتائی

کبھے گا کون، کیا ہے یہ رجزِ جہانِ شوق  
عرشِ علا ہے اور وہ ہے میزانِ شوق

طیبہ کا عزم، ہونٹوں پہ صلیٰ علی کا درد  
نہیں اور میرے ساتھ ہے اک کاروانِ شوق

پڑتے نہیں زمیں پہ قدم جذبِ کیف سے  
یہ سرزمینِ طیبہ ہے بلِ آسمانِ شوق

کانوں میں گونج سی ہے درودِ سلام کی  
ہر ذرہ کائنات کا ہے کاروانِ شوق

کیا کیا تھا دل میں عرض کریں گے حضورؐ سے  
انقاطِ دھوڑتی ہے مگر اب زبانِ شوق

اُن کے قدم سے جا کے ٹکائیں پٹ گئیں  
کہنے کو ہوں تو آئے تھے ہم داستانِ شوق

منزل ہے جب دیارِ نئی کی ٹاء میں  
راحت بھٹک سکے گا کہاں کاروانِ شوق

☆☆☆☆

## ڈاکٹر انور سدید

زمانے میں پھیلا ہے نور آپؐ سے  
دلوں کو ملا ہے سرور آپؐ سے

اندھیرا کتا آپؐ ہی کے طفیل  
سحر کا ہوا ہے ظہور آپؐ سے

سکوں آہریں آپؐ کا ذکر ہے  
مور ہے مغل و شعور آپؐ سے

مجھے جہل دنیا نے ٹھکرا دیا  
جہاں میں ہوں نہیں پر غرور آپؐ سے

ہی سے ہوں میں سر فراز جہاں  
جو نسبت ہے مجھ کو حضور آپؐ سے

زمانہ بھی اس کو کھلا دیتا ہے  
جو دانستہ ہوتا ہے زور آپؐ سے

مجھے بھی مدینے بلا نیچے  
نہیں رو سکوں گا میں زور آپؐ سے

جسے لوگ کہتے ہیں انور سدید  
وہ مانگے شفاعت حضور آپؐ سے

☆☆☆☆

یہ اہتماس ہے یا رب! حضورؐ سے اپنے  
نہ انتظار کرائیں شعورؐ سے اپنے

ملا نہ اب بھی ہمیں حاضری کا پرانہ  
تو کیا کہیں گے دلِ مامورؐ سے اپنے

ہمارے قلب میں غارِان سے ہوئی روشن  
تکیم لائے تھے جو آگِ طورؐ سے اپنے

شبِ سیاد میں جب کچھ نظر نہیں آتا  
وہ کوئی راہ دکھاتے ہیں نورؐ سے اپنے

ہم اس نگاہ کی دریا دی سے ہیں سرشار  
نوازی ہے جو کیف و سرورؐ سے اپنے

یہ ایک تیرہ و تاریک خاکداں تھا یہاں  
کیا انھوں نے اُجالا تلپورؐ سے اپنے

مسافروں نے رہ مستقیم چھوڑی کیوں  
بھٹک رہے ہیں سفر میں قصورؐ سے اپنے

دکھائے نامہ اعمال کیا ہلا اپنا  
شعورؐ خوش نہیں فسق و فجورؐ سے اپنے

☆☆☆☆

## بشری اعجاز

میری غندی ذات نئی تھی  
کیسے کہوں میں نعت نئی تھی

روشن دن اب نکلے ماہیں  
جہن کالی رات نئی تھی

دل میں بہانہز بہروں والا  
آنکھوں میں رسات نئی تھی

چاروں جانب خوف کے پہرے  
قیدی میری ذات نئی تھی

آپ کے در کی باندی بردی  
یہ میری اوقات نئی تھی

چھین لے ہیں کس نے مجھ سے  
میرے قلم دوات نئی تھی

جیت کے بھی میں ہار گئی ہوں  
کیسی ہے یہ مات نئی تھی

میرے اندر چٹھ کے کوئی  
روتا ہے دن رات نئی تھی

شکھ کے دن اب لاگیں مجھ کو  
چھلی شب کی بات نئی تھی

ساری عمر کا حاصل مقصد  
ملیب کی اک رات نئی تھی

مہر دعا میں حرف تمنا  
لائی اپنے ساتھ نئی تھی

حاضری کو خود مل کر آیا  
رستہ میرے ساتھ نئی تھی

زرد بلا موسم ہے ہر سو  
سوکھے میرے پاؤں نئی تھی

خفگی کے موسم میں اتری  
بارش جیسی نعت نئی تھی

دروں کے یہ موتی پکس کر  
لائی میں سوغات نئی تھی

☆☆☆☆



در پہ روتا ہوا آیا ہے یہ شہدا تیرا  
کاش ہو جائے مری ست بھی چہرہ تیرا

زندہ رہنا مرا دنیا میں بہت مشکل تھا  
شایع حشر جو ہوتا نہ بھروسا تیرا

اب کہ ظلمات بلا میں ہوں کھڑا میں جہاں  
راہ دکھانا ہے بس ایک اہلا تیرا

مجھ سا عاصی بھی کرے تیری ثنا کی جرات  
کیسے ممکن تھا نہ ہوتا جو اشارہ تیرا

تیرے محبوب کی اہلیت کا ہے تھوڑا سا غرور  
ورنہ اک بندۂ عاجز ہوں خدایا تیرا

یاد آتی ہیں ترے روٹے کی سمجھیں شامیں  
آنکھ سے جہا نہیں مکیہ خضر تیرا

چاہتا ہوں وہیں دیوار سے لگ کر پڑ جاؤں  
اپنے سینے سے لگا لے جو ہینہ تیرا

صرف اک سوچ رہت کہ ہو پرتو کے لیے  
اور بہتا رہے بہتا رہے دیا تیرا

☆☆☆☆

## تاج الدین تاج

کاش ہوتا مہینے میں گھر یا نی  
حاضری دتا شام و سحر یا نی

یہ شجر یہ پہاڑ یہ کوہ و دھن  
بیچے ہیں درود آپ کا یا نی

آسرا اور کوئی نہیں دھرا  
ہم گنہگار جائیں کدھر یا نی

دل کو آیا سکون آپ کا ہے کرم  
ورنہ پھرنا پونہ درجہ یا نی

ہنس کی قسمت کھلی بن گیا وہ دل  
آپ نے جس پہ دان نظر یا نی

آپ راضی تو راضی ہے ہم سے خدا  
ہے یہی قصہ مختصر یا نی

☆☆☆☆

## تبسم نواز وڑائچ

آئینہ جمالِ الٰہی کی بات ہے  
احمدِ خدا کے حسی وہابی کی بات ہے

وہیل مصطفیٰ کی ہے زلفوں کا تذکرہ  
عازمِ اَن کی چشمِ سیاہی کی بات ہے

واقیمِ اَن کے عرش پہ جانے کا ہے بیان  
واقیمسِ اَن کی جلوہ نمائی کی بات ہے

کوڑ ہے اَن کی کثرتِ بخود و عطا کا نام  
قسیمِ اَن کی فیضِ رسائی کی بات ہے

ہر و احد ہیں دیں کی بلندی کے سر کے  
خیرِ نئی کے ایک سپاہی کی بات ہے

ایمِ محمدیؐ پہ تبسم ہے جاں نثار  
یہ عبتِ ارسا کی رسائی کی بات ہے

☆☆☆☆

ہے رنجِ شمعِ بخارے کہاں ہوتے  
گزارِ بیاہن ہمارے کہاں ہوتے

سب کچھ ہے اسی نورِ جہاں تاب کے دم سے  
دھرتی کہاں ہوتی یہ ستارے کہاں ہوتے

اس مزمِ نغمہِ لب کا فیضان ہے درد  
کچھ ثوابِ نگرِ ہم نے اُسارے کہاں ہوتے

آئینہ سیرت جو حیاتِ نہیں ہوتا  
ہنساں نے خد و خال سنوارے کہاں ہوتے

اس خلقِ مٹائی سے اگر فیض نہ پاتی  
تہذیب نے آدابِ نگارے کہاں ہوتے

عالی وہ نہ کرتا جو مسیحا کی ہماری  
کب کھلتی گردِ درد کے چارے کہاں ہوتے

☆☆☆☆

## حافظ نور احمد قادری

اے کاش! کاش! معرضِ اظہار میں آئے  
جب اہم گروہی، میری گفتار میں آئے

ہیں سب ہی ہدایت کے درخشندہ ستارے  
غوشِ بختی سے جو صحبت سرکار میں آئے

رفت پہ فدا اس کی ہے کیاں کی بلندی  
مفلس جو کوئی حلقہٴ اہوار میں آئے

دل کی یہ تمنا ہے کہ وہ نامِ مدینہ  
اک لو کو آئندہ دیوار میں آئے

نعتوں میں جو کیفیہٴ اظلام ہے ظاہر  
اے کاش وہ آئندہ کردار میں آئے

بختی ہی نہیں باغِ یہاں اور وہاں کی  
جب تک نہ عمل، اسوۂ سرکار میں آئے

اے سینہٴ و سردارِ اہم، چشمِ کرم ہو  
یہ نورِ خطا کار بھی دیوار میں آئے

☆☆☆☆

## حسن عباس رضا

اک تنہا ہے کہ وہ خواب تنہا دیکھوں  
جس کے ہر عکس میں روشن تر آ جلوہ دیکھوں

پیش منظر تر ہو تو مری آنکھ لگے  
آنکھ کھل جائے، تو ہر سو تر آ چہرہ دیکھوں

ہاں خواہش پہ کسی اور کو کیا دیکھنا ہے!  
دل تو کہتا ہے خط تیرا سراپا دیکھوں

دیکھنے کی کوئی حد ہو، تو نہیں بتاؤں بھی  
ہاں مگر یہ کہ تجھے حد سے زیادہ دیکھوں

تیرا پیکر، مری آنکھوں میں بستم ہو جائے  
اے وہ حسن و وفا، میں تجھے اتنا دیکھوں

اُن زمیновں پہ نکھر جاؤں میں ذروں کی طرح  
جن زمیновں پہ تر نقش کب پا دیکھوں

☆☆☆☆

## نعتیہ دو ہے

آپؐ کا امتؐ پہ ہے دیکھو کتنا بڑا احسان  
آپؐ کے ذریعے حق کو ہمارا رب کی ہوئی پہچان

آپؐ سے افضل دنیا بھر میں کوئی نہیں انسان  
آپؐ کی عظمت کا کیا کہنا نعت کے قرآن

سچ کہنا اور سچ پ رہنا آپؐ کا ہے اعلان  
شکر ہمیشہ صبر ہمیشہ آپؐ کا ہے فرمان

دنیا بھر میں آج بھی اونچا دین کا پرچم ہے  
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

دین کو اوروں تک پہنچانا اب ہے ہمارا کام  
روز قیامت کافر ہم کو دیں نہ کوئی انعام

جس جس تک اسلام نہ پہنچا ان کو دیں قرآن  
مسجد کے دروازے کھولیں امن کا ہو اعلان

اہل پاکستان کے ذمہ افسر ہی ”و کام  
امن کو قائم رکھنا ہے پھر دینا ہے نظام

☆☆☆☆

جمالِ حق سے ہو یا ہو جمالِ ان کا  
سو دو جہان میں رہتا ہے بے مثالِ ان کا

ہر ایک حال میں خوش حال ہے وہ دل جس میں  
بیش صورتِ کبوت رہے خیالِ ان کا

کالم ہو پہلا بھی لا جواب مگر  
دماغ ہونے پہ خطبہ تھا لازوالِ ان کا

حزین تھی اسے اپنے صیب کی مرضی  
خدا نے رد نہ کیا ایک بھی سوالِ ان کا

نہیں تو ہیں وہ گنہ گارِ اسیِ قادر  
خیالِ جن کی طرف تھا دم وصالِ ان کا

☆☆☆☆



## خورشیدِ ربانی

لب پہ جب نعت آگئی ہے  
 شاخ جاں بھی مہک اُٹھی ہے  
 آپؐ کی مہنگو میں آکر  
 حرف کو روشنی ملی ہے  
 خوشبوئے خاک پائے اقدس  
 لالہ و گل میں بس رہی ہے  
 غلہ کی راہ، وہ جہاں ہے  
 انؑ کی ایمان سے نکلی ہے  
 قصویٰ کا بھی نصیب جاگا  
 آپؐ کی ہم سفر بنی ہے  
 آگئی بارِ نو بہاری  
 زندگی پھول پھل رہی ہے  
 رشک سے تمامتا پڑا دل  
 ثور کے جب نظر پڑی ہے  
 آئندہ دیر میں فروزاں  
 روشنی انؑ کے نام کی ہے  
 قافلے جا چکے ہیں  
 حسرت اک دل میں رہ گئی ہے

☆☆☆☆

## خوشید رضوی

پادشاہ تھے دروازے پہ آیا ہے فقیر  
چند آنسو ہیں کہ سوغات میں لایا ہے فقیر

دیکھی دیکھی ہوئی گئی ہے مدیجے کی فدا  
اس سے پہلے بھی یہاں خواب میں آیا ہے فقیر

اہل منصب کو نہیں بار یہاں ہے نہیں  
میرے سلطان کو بھلا ہے تو بھلا ہے فقیر

اب کوئی تازہ جہاں خود اسے ارزانی کر  
کہ جہاں دُگراں سے نکل آیا ہے فقیر

اس کو اک خواب کی خیرات عطا ہو جائے  
کہ جسے دے کی خواہش نے بنایا ہے فقیر

اک نگہ جب سے حمایت کی ہوئی ہے اس پر  
اک زمانے کی ٹکائوں میں سلایا ہے فقیر

☆☆☆☆

## رابعہ صری

ہے دعا مہری بھی ہر آن، یا خیرالورنی  
مشکلیں ہو جائیں سب آسان، یا خیرالورنی

آپ کی آمد بجائے انقلاب نو پ نو  
زندگی بدنی بہر عنوان، یا خیرالورنی

آدی سمجھا مری تخلیق کا مقصد ہے کیا  
اور خدا کی بھی ہوئی پہچان، یا خیرالورنی

جاگزیں ہر دل میں ہو ایسے محبت آپ کی  
برہمنی جائے (واج ایمان، یا خیرالورنی

گمروہ کیسا تھا کہ تھے جس کے ملک چاروب کش  
اور تیریل امن دربان، یا خیرالورنی

رہو، لکھتی رہوں میں حمد و نعت و منقبت  
اور ہو جائے مرا دیوان، یا خیرالورنی

☆☆☆☆

## راحت مڈیر راحت

رہنمائے دہیں فطرت آپؐ ہیں  
قصبہ رشد و ہدایت آپؐ ہیں

ختم ہے ساری بنائی آپؐ کی  
انجائے اوج و رعت آپؐ ہیں

پہلے تو حیوانیت کا راق تھا  
ابتدائے آدمیت آپؐ ہیں

آپؐ کی سیرت ہے سب کی رہنما  
ہر زمانے کی ضرورت آپؐ ہیں

نعت لکھ کر مہسن راحت ہے ہوں  
اس کی بخشش کی ضمانت آپؐ ہیں

☆☆☆☆

## رانا سعید دوشی

مکھنڈ خضر تک آہوں کو رسائی مل جائے  
پھر بھلے روح کو بھرے سے رہائی مل جائے

قابل رشک ہو میرے لیے درپزہ گری  
بھ کو خیرات میں بیبہ کی گدائی مل جائے

مشرپ ریک عرب ہوں میرے رستے چھالے  
آپ جاں باز کو رک رک سے رہائی مل جائے

پا رہند ہو سفر سوئے مدینہ میرا  
صدقے نطین کے یہ آبلہ پائی مل جائے

کاش ایسا ہو مجھے خواب میں حسان طہیں  
نعت کو مشکلی مدح سرائی مل جائے

کوئی مضمون نہجائیں مجھے میرے آقا!  
راہ مدحت میں مجھے راہنمائی مل جائے

کیا کروں گا میں زمانے کی خدائی لے کر  
حشر میں کام جو آئے وہ کٹائی مل جائے

☆☆☆☆

## رحمان حفیظ

میں نعلِ نئی کے باب میں تھا  
خارہ بھی اک اضطراب میں تھا

میں پڑھنے لگا درود اُن پر  
یہ شوق مرے خطاب میں تھا

پھر ازلِ نشِ عطا ہوا اور  
دیکھا کہ میں اس جناب میں تھا

اور کتنی ہی دیر تک برا ہی  
اس حسن کی آب و تاب میں تھا

حسان کے پیچھے پیچھے جاؤں  
یہ علم ہمارے باب میں تھا

☆☆☆☆

## رستم نامی

تو اُس کے نصیبوں میں جنت نہیں  
محمدؐ سے جس کو محبت نہیں

کھڑا ہوں ادھر کب سے میں برقی پا  
مگر اُس طرف سے اجازت نہیں

میں روتا نہیں اُن کی یادوں میں کب  
میرے مجھے کب سہولت نہیں

پلو اُن کے نقش قدم پر چلیں  
لفظ نعت کہنا سعادت نہیں

مرا مسئلہ جانتے ہیں نیا  
مجھے بولنے کی ضرورت نہیں

نہیں ہے جو حب رسالت آج  
دکھانا ہے مآقی عبادت نہیں

☆☆☆☆

## رشید ساقی

معراج بشر، نور خدا ہیں مرے آقا  
 آئینہ نواک نما ہیں مرے آقا  
 شان آپ کی کیسے کسی ادراک میں آئے  
 ہائے جدِ قلب رسا ہیں مرے آقا  
 ذاتِ حق کی دمِ زیت میں تھوپہ ہدایت  
 کردار میں قرآن کی ضیا ہیں مرے آقا  
 دنیا کی کشاکش ہو کہ ہو دیں کی جگہ و دور  
 ایک ایک قدم راہِ نما ہیں مرے آقا  
 انساں پہ حیا کرتے ہیں توحید کے اسرار  
 فانی ہیں مگر لہم و ذکا ہیں مرے آقا  
 مقصودِ حیات آپ کا انسان کی بہبود  
 دنیا کے لیے درجِ وفا ہیں مرے آقا  
 ایمان، کرم، فطن، رضا، صبر، محبت  
 ظاہر ہے ان اوصاف سے کیا ہیں مرے آقا  
 ہے پر تو حق آپ کے اندازِ عمل میں  
 اخلاقِ حمیدہ کی ادا ہیں مرے آقا  
 خورشید و قمر آپ کی تھوپہ سے روشن  
 رخشہ کی ارض و سما ہیں مرے آقا



حاصل ہے ہوا آپؐ کے کس کو یہ سعادت  
 مہمان ہر مرثیٰ غلیٰ ہیں مرے آقاؐ  
 مانگی تھی برائے نام نے جو صحتِ حرم میں  
 نقل ہوئی دل سے وہ دعا ہیں مرے آقاؐ  
 غمخوار نئی دردی ہے عرفانِ خدا کا  
 دنیا میں صداقت کی صدا ہیں مرے آقاؐ  
 قرآن کا مفہوم عیاں اُنؐ کے عمل سے  
 انساں کے لیے عقدہ کشا ہیں مرے آقاؐ  
 پہنچتا ہوں دُردِ آپؐ پہ اظہارِ وفا سے  
 ہر درد میں تسکینِ دوا ہیں مرے آقاؐ  
 ہے مجھ سا خطا کار بھی بخشش کا طلب گار  
 مائل ہے کرمِ آپؐ صدا ہیں مرے آقاؐ  
 خوش بخت ہوں میں آپؐ کی امت میں ہوں ساقی  
 خلاقِ دو عالم کی عطا ہیں مرے آقاؐ

☆☆☆☆

## یا رحمۃ للعالمینؐ

وہی میری محبت کا جہاں ہے  
 جو مجھ پر ہر طرح سے مہرباں ہے  
 نہیں کوئی خطر، جب تک سروں پر  
 تمہاری رحمتوں کا سناہاں ہے  
 حقیقت میں ہے جو عاشقِ نبیؐ کا  
 وہی تو نسبتِ بزمِ جہاں ہے  
 وہِ بھلا ہمیں ہے فخر اس پر  
 درِ اقدس درِ امن و امان ہے  
 اُسے اک دن طے گی کامرانی  
 وسیلہ بھی زما کے درمیاں ہے  
 حادثے سے ہے وہ بے خوف کتنا  
 کہ جس پر رب کی رحمت مہرباں ہے  
 اُسے ہے یادِ ربِ مہر کتنا  
 غم و آلام میں جو شادماں ہے  
 بچاں اُن سے کرے گی یہ خموشی  
 ندیم اب تک جو اس دل میں نہاں ہے  
 ☆☆☆☆

## نعتیہ نظم

حریم جاں میں یہ کس کا ذکر قرار آور  
 کہ جیسے شاداب موسموں کی ہوا چلی ہو  
 دعا کی حرمت پہ ہنر شاخوں کے ہاتھ لرزیں  
 تو سچ دریا پہ روشنی پھول پھول بر سے  
 سکوت ہی المیوں پہ اتم رسول آئے  
 تو وہ ہموں کے احاطہ منظر اب میں گم  
 تمام سوچیں بس ایک مرکز پہ لوٹ آئیں  
 جہاں پہ صدیوں کے فاصلے ہم نشاں ظہرے  
 جہاں پہ ہجر و وصال کے خواب مرکز ہیں  
 میں بخت اور اکا ایسے دیار میں کھڑا ہوں  
 جہاں پہ در یوزہ گر کی گھریں اس قدر ہے  
 سوال آنکھوں میں اور شکل بھر چکا ہے

☆☆☆☆

## سائل نظامی

آج کچھ اور نظر آتی ہے چھب رحمت کی  
اک نظر میری طرف، شاو عرب! رحمت کی

اپنے عشاق کو کیونکر وہ رکھیں گے عروم؟  
دشمنوں پر نہ کیا جبکہ غضب، رحمت کی!

میرے مار میں کوئی نیک عمل ہی کب تھا؟  
میرے رب نے جری نسبت کے جب رحمت کی

صبح تک میں بھی مشرف بہ زیارت ہوں گا  
میرے سرکار نے گر آج کی شب رحمت کی

اذن مدحت کا جو چاہا تو مرے آقا نے  
سیدہ زہرا کے صدقے میں جب رحمت کی

میرے آقا! مجھے محشر میں نہ تھا کما  
آج کے دن ہے مجھے سخت طلب رحمت کی

کیا لکھے آپ کے الطاف کی بابت سائل  
جب بھی مشکل میں کھرا، آپ نے تب رحمت کی

☆☆☆☆

## سجاد بلوچ

دُورِ عشق سے سینوں میں اضطراب رہے  
نہر میں گنبدِ خطرئی کی آب و تاب رہے

زمانہ سارا پھرا درہرِ عمر وہ لوگ  
جو تیرے دائرے میں آئے کامیاب رہے

ہمارے دل کو میرِ ری کلپدِ درود  
سو ہم پہ وہ بھی آسانوں کے باب رہے

یہی جزائے سخن ہے یہی ہے حرفِ دعا  
کہ بارگاہِ محمدؐ میں باریاب رہے

یہی دعا ہے کہ سینہ رہے معطر یوں  
کہ دل میں نازِ عقیدت کا یہ گلاب رہے

وہ اسمِ پاک پڑھوں اور کیسے ممکن ہے  
کہ دل پہ وہم و گماں کا کوئی حجاب رہے

☆☆☆☆

## سحر فارانی

خدا نے جب جہاں ہیزم کسی صدق محمدؐ کا  
تو پہلے نام لوہا عرش پر لکھا محمدؐ کا

زمین و آسمان کیونکر نہ ہوں ان کے تصرف میں  
ظہور اس عالم انکاں میں ہے سارا محمدؐ کا

میں کرتا ہوں تصور میں طواف مسجد خضرا  
نگاہ عشق پر احرام ہے جلوہ محمدؐ کا

اُجالے چھا گئے کفر و جہالت کے اندھیروں پر  
شبستان جہاں میں نور جب چکا محمدؐ کا

نظر کس طرح آتا دھوپ کے میلے میں لوگوں کو  
سحاب حق کے سائے میں رہا سایہ محمدؐ کا

رسولوں کو بھی ان کا اتنی ہونے کی حسرت تھی  
یہ شان مصطفائی ہے، یہ ہے رتبہ محمدؐ کا

☆☆☆☆

## سرفراز شاہد

دے کے روئے پہ حاضری میں نے  
پھر سے پائی ہے زندگی میں نے

مل گیا اذن بارہابی کا  
یہ تو سوچا نہ تھا کبھی میں نے

تیرگی بھٹ مٹی کر رکھی ہے  
مام علیہ کی چاندنی میں نے

پائی اس ٹوٹ کلام کے صدقے  
شامی میں شگفتگی میں نے

ہیں مدینے میں بخش پائے نیا  
چوم لی ہے گل گلی میں نے

آج حسان جیسے شاعر کی  
کی ہے تھوڑی سے بیرونی میں نے

ذکر اللہ اور دُروہ نیا  
پا لیا راز زندگی میں نے

☆☆☆☆

کچھ بھی ہو، فوٹے یار سے بچنے کی فو نہ ہو  
 یا رب وہ مدح و نعت ہو جس میں غلو نہ ہو  
 مضمون آفرینی و نکتہ سرائی میں  
 ایسا نہ ہو کہ چہرہ حق سرفرو نہ ہو  
 میری سہ بھی پہ نہ تھوڑا سمجھنے لے  
 میرا نکلا ہوا کتیا میرا عدد نہ ہو  
 بیکار ہی نہ جائیں غن کی رہنمائی  
 جیسے کوئی نماز پڑھے اور دُشو نہ ہو  
 جیسے کسی نے اپنی عبادت کے زعم میں  
 نہت تو ہاندہ رکھی ہو، رخ قبل زد نہ ہو  
 ایسا نہ ہو کہ دہل محبت کے نام پہ  
 جو لفظ ہو وہ کذب و ریا کا نمونہ ہو  
 اے صدق عشق زاد مرے سچ کی لاق رکھ  
 یہ آپ آئندہ کبھی بے آبرو نہ ہو  
 اے عشق سینہ سوز مرے دل سے دل ملا  
 اور یوں کہ بس کلام ہو اور گفتگو نہ ہو  
 تجھ پہ اگر میں شعر لکھوں تجھ کو بھول کر  
 تا عمر میری آنکھ مرے روبرو نہ ہو  
 میں خاک ڈالتا ہوں زر و سیم حرف پہ  
 اے یار بے مثال اگر ان میں تُو نہ ہو  
 مقبول دہل بیت محبت رہوں مسعود  
 دنیا کی زاد چاہے مرے چار سو نہ ہو

☆☆☆☆



## سلطان سکون

مجھ سے کیا ہو بیاں حضورؐ کی شان  
میں کہاں اور کہاں حضورؐ کی شان

ابتدائے جہاں حضورؐ کی ذات  
انجائے جہاں حضورؐ کی شان

نجر زوئے زمیں حضورؐ کی ذات  
ماز بہت آسمان حضورؐ کی شان

وجہِ تخلیق کائنات حضورؐ  
نسب کون و مکان حضورؐ کی شان

سرور انبیا حضورؐ کی ذات  
خاتم المرسلان حضورؐ کی شان

حاجی بے کساں حضورؐ کی ذات  
شفیع عامیاں حضورؐ کی شان

رہبر رہبروں حضورؐ کی ذات  
شاہ شاہیاں حضورؐ کی شان

ہے (بقیہ) ناسِ حضورؐ کی ذات  
ہے حدودِ ممالِ حضورؐ کی شان

سائے سے ماسوا حضورؐ کی ذات  
ساتھاپ جہاں حضورؐ کی شان

ہاں ہاں حضرتِ بلاؑ نے کی  
سرِ رنگ تہاں حضورؐ کی شان

کہہ کے یا ایہا المرسلؐ خود  
کی خدا نے ہاں حضورؐ کی شان

فرش سے لے کے عرشِ اعظم تک  
ہے کراں تا کراں حضورؐ کی شان

نعت کہنا سکون مشکل ہے  
مجھ سے کیا ہو ہاں حضورؐ کی شان

☆☆☆☆

## سیدانوار حسین انجم نقوی

ہر طرف شور تھا روشنی روشنی  
ڈھونڈتا تھا ہر اک آدمی روشنی

آپؐ تشریف لائے اُجالا ہوا  
عرش سے فرش پہ آگئی روشنی

نفعیوں مہٹ گئیں شرک اور کفر کی  
ہر جگہ ہو گئی آپؐ کی روشنی

آپؐ نے ہی تو آکر بتایا ہمیں  
”تیرگی سوت ہے، زندگی روشنی“

وجہ تکلیف کون و کہاں آپؐ ہیں  
دونوں عالم میں ہے آپؐ کی روشنی

دربِ امن و صداقت دیا آپؐ نے  
آپؐ سے ہی ملی پیار کی روشنی

اجمِ خست جاں کا نصیب کھلا  
اپنے آقاؐ سے اس کو ملی روشنی

☆☆☆☆

## سید تابش الہوی

سُرو سے دل تپ رہا ہے درود سے روح کھل اُٹھی ہے  
کسی کی آمد کا سلسلہ ہے ہوا مسلسل جھک رہی ہے

ہوا اُسی کی جگہ جگہ ہے صدا اُسی کی جگہ جگہ ہے  
اُسی سے دم دم کا واسطہ ہے اُسی سے ڈی ڈی گئی ہوئی ہے

کہاں غم کوئی دھڑکے گا کہاں کوئی مدح کر سکے گا  
کلامِ اعلیٰ ہے تمہارا لڑی لڑی سے ملی ہوئی ہے

تاجِ رسوا کے دکھاؤں شکوں کے لمحے کہاں سے لاؤں  
گراں ہماری صدی صدی ہے کڑی ہماری گھڑی گھڑی ہے

ہوس کی وادی گماں کا صحرا کہاں کہاں سرگرداں رہے ہو  
اُمم اُمم کے لیے وہی رہا احمدی رہا دائمی ہے

درود کی لے سے لے ملا کر اک آدی مدح کر رہا ہے  
ولائے سرکار کا سوائی گدائے سرکار الودی ہے

☆☆☆☆

## سید ریاض حسین زیدی

نہاں کو لذتِ اظہار کا مزہ آئے  
جب اُس سے وصفِ نئی کا بیان ہو جائے

جو معترض ہے کوئی آپ کی صداقت کا  
حضورِ سی کوئی جامع مثال تو لائے

حضور! آپ کے قدموں کی خاک ہے دنیا  
جہاں پہ تابعِ فرمان آپ کے چمکے

مدینِ دستِ کرم آپ کا، ہر اک ذرہ  
جو آب و تاب میں طس و قمر کو شرمائے

خدا کرے کہ یہ کربِ آخرت کی راحت ہو  
فریقِ آپ کا ہر آن مجھ کو تڑپائے

ریاضِ قدس کو میں آنکھ میں بسا لاؤں  
کہ میرا طائرِ قلب و نظر شکوں پائے

☆☆☆☆

## سید ضیاء الدین نعیم

یہ خانہ نئی ہے، یہاں زر نہ مال ہے  
ہر آن صرف رب کی رضا کا خیال ہے

ہرم نئی میں پاتے ہیں یکساں سب القات  
دربار کا سماں ہے نہ چاہ و ہلال ہے

آئی نہیں زباں پہ کبھی کوئی طع باط  
کیا اُن سے بڑھ کے بھی کوئی شیریں بحال ہے؟

خود اپنی رائے سے بھی دیا اذن اختلاف  
قصہ جناب زہر کا نوی مثال ہے

تکلیف دینے والوں کو بھی بے دعا نہ دی  
تکلیف دینے والوں کا کتنا خیال ہے

سیرت سے اُن کی صرف نظر جہل ہے قہم  
ہر وہ پر اُن کے ہی کرم ذوالجلال ہے

☆☆☆☆

## سید عارف

حضور آپ کی مدحت کروں رقم کیسے  
حضور آپ کے اوصاف کس طرح لکھوں  
کسے مجال کسے تاب کس میں بہت ہے  
کہ روشنی کے سمندر کو لفظ میں ادا کرنے  
ہوئے نور کو پوشاک حرف پہنائے  
جہلیات کو پابند نقل و صوت کرے  
ہزار لفظ و معانی جن کریں لیکن  
کلید حرف سے کھلتا نہیں در تو صیغ  
بشر ہیں آپ بشر سے مگر سوا بھی تو ہیں  
فظہ نبی نہیں محبوب کبریا بھی تو ہیں  
حضور نعت کا حق مجھ سے کیا ادا ہوگا  
کہاں مقام رسالت کہاں مرا کردار  
نہ میرے ہاتھ میں ہے منبع ہیرت اقدس  
نہ میں ہوں آپ کی تہذیب کا علمبردار  
نہ مجھ کو اسوۂ کامل کی عظمتوں کا شعور  
نہ مجھ میں آپ کے پیغامِ سرمدی کا شعار  
زباں سے دعویٰ تو ہے آپ کی محبت کا  
مگر گلے میں ہے طوقِ غلامی اغیار  
میں تیرگی کے حصاروں سے کس طرح نکلوں  
جنوں بھی مردہ ہے میرا خرد بھی ہے بیکار

مرے عمل مرے کردار کی رگ و پے میں  
 تشارِ فکر و نظر کا وہ زہر پھیلا ہے  
 کہ اپنے دعویِٰ اہلّت کے کھوکھلے پن پر  
 حضورِ شرم بڑی شرم آ رہی ہے مجھے  
 حضورِ نعت کا حق مجھ سے کیا ادا ہوگا  
 یہ ٹوٹی پھوٹی حقیقت تو اک بہانہ ہے  
 مجھے تو اپنا غلط حالِ دل سنا ہے  
 ہوا جو دستِبر اندمال سے باہر  
 حضورِ آپ کو وہ ڈیم جاں دکھانا ہے  
 سو چند شبِ ندامت پر وہ کے آنکھوں میں  
 حضورِ آپ کی چوکھٹ پہ آئیا ہوں میں  
 گمراہ گار ہوں بھٹکا ہوا ہوں رستے سے  
 میں اتھافت کے قائل نہیں مگر پھر بھی  
 میں جو بھی جیسا بھی ہوں آپ کا بھکاری ہوں  
 سنبھال لیجیے مجھ کو بکھر رہا ہوں میں  
 جہانِ کفر سے ہر لمحہ ڈر رہا ہوں میں

☆☆☆☆



## سید نصرت زیدی

وہ سرور کونین مہڈر پہ لقب ہے  
اُس کے لیے تفریقِ عجم ہے نہ عرب ہے

وہ زلف کہ جس زلف سے "وایل" کو نسبت  
"والفجر" جہیں ہے تو غنِ شریح ادب ہے

آئینہ جہاں کی طرح وقت کی رفتار  
اے صاحبِ معراج فردِ نمر پہ لب ہے

افضل ہے ہر اک روز سے اے سچ درخشاں  
"مہرئی" کی تہنئی میں جو معراج کی شب ہے

سفا ہوں کہ لفظوں کے بھی ہوتے ہیں قیلے  
کہتے ہیں کہ حرفوں کا بھی اک نام و نسب ہے

حسنینِ کریمین ہیں یکائے دو عالم  
اُن جیسا کسی کا نہ حسب ہے نہ نسب ہے

اے شافعِ محشر اے رزخ سے بچا  
شاعرِ ترا نصرت بہت آرام طلب ہے

☆☆☆☆

## سیدہ ذریحہؓ

چاند سورج کی بھلا اس کو ضرورت کیا ہے  
میرے آقاؐ کے لیے لفظ عقیدت کیا ہے

پھول بے چین ہیں راہوں میں بکھرنے کے لیے  
تتلیاں پوچھتی پھرتی ہیں عبادت کیا ہے

اس کے پاؤں سے لہو ہوتا ہے دیکھو تو ذرا  
پھر بھی وہ سب کو دعا دیتا ہے عظمت کیا ہے

ہم نہ کر پائے کبھی آپؐ کے غراں پہ عمل  
ورنہ امت کے لیے حرفِ خدمت کیا ہے

چاند ہو تارے ہوں اشجار ہوں یا ہم انساں  
ذرا ذرا ہے گواہ اس کا شہادت کیا ہے

چاہے وہ عرش پہ جائے کہ مدینے میں رہے  
دنیا والو! تمہیں اس بات پہ حیرت کیا ہے

جو کہا رب نے، ہوا اس کے عمل میں ظاہر  
خود ہے وہ اس کی رضا، بارِ امانت کیا ہے

چار سو مکہ مدینہ کی فضا میں زچہ  
پیار ہی پیار ہے ہر سمت حمایت کیا ہے

☆☆☆☆

## شاگردان

نم نکاہوں سے رخصت کرتا ہوں میں  
آپ کی پھر مکتوب کرتا ہوں میں

آخری بکلی ہو اور آقا کا در  
میں بھی اک آرزو کرتا ہوں میں

کاش مل جائے غلامی کی سند  
میرے طوق گلو کرتا ہوں میں

ذکر ہائے امید بھار سے  
دھبہ دل میں رنگ و بو کرتا ہوں میں

ہے وہ ہستی مرکب دنیا و دین  
جس کی ہر پہ جیتو کرتا ہوں میں

☆☆☆☆

## شہد کھڑی

نہج رسولؐ میرا اناؑ بنا رہے  
بہش کے واسطے یہ وسیلہ بنا رہے

لشکوں کو جوڑ لینے کا حاصل ہے جو ہر  
توسیعِ مصطفیٰ کا ذریعہ بنا رہے

سانسوں میں ہو زبرد کی خوشبو بسی ہوئی  
منزلِ مری حضورؐ کا اسوہ بنا رہے

میرے خدا مجھے بھی وہ اسباب کر عطا  
طیبہ کو آنے جانے کا رستہ بنا رہے

آئے نیاں پہ اہم محمدؐ جو کھڑی  
ہوؤں کا اس کے گرد اک ہار بنا رہے

☆☆☆☆

## شہدہ حسن

تکیم یزداں سے ملا، اذنِ حقیر سے ملا  
مجھ کو مدحت کا بحر، میرے تقدیر سے ملا

کب سے اس خانہ آفت میں عقیدہ تھی نہیں  
اور ایسے میں بلاوا مجھے اُس در سے ملا

جلد لے چل مجھے اے شوقِ سزاں کی طرف  
میرے ہارٹی، مرے آکا، مرے رہبر سے ملا

فلکوم اشک بہاتی ہوئی پہنچوں گی وہاں  
اک اشارہ جو مجھے روضہ انور سے ملا

ایک اک بوند سے سو جہاں بجالوں گی نہیں  
بوں ہی اک جام مجھے ساقیِ کوثر سے ملا

دربِ تخلیقِ جہاں، خلقتِ احمد میں نہاں  
کس کا مفہوم اسی چہرہ انور سے ملا

از ازل تا بہ اب، رلو ہدایت ہے کھلی  
سارا منشور اسی نور کے معبر سے ملا

لکھ سکا کون ہر عرش ملاقات کا حال  
شب معراج خدا اپنے ہی لہر سے ہلا

اے مرے خواب دکھا نقش کب پائے رسولؐ  
اے مری نیند کبھی زودہا مغور سے ہلا

اے زمانے، تو مجھے روند کے رکھ دے نہیں  
میرے خاشاک کو اس خُش کھل تر سے ہلا

عصرِ حاضر کے سوالات کی زد پر ہے یہ مثل  
آئی مجھ کو اسی علم کے فتر سے ہلا

دُغم کھا کھا کے دُغائیں خیم لہوں پر جس کے  
راہ طائف مجھے اس مبر کے پیکر سے ہلا

دیں کی تھیں کا آغاز ہوا تھا جس جا  
اونچ فاراں مجھے اس شام کے منظر سے ہلا

اُن کی امت میں رکھا تختِ رسا نے مجھ کو  
مجھ کو یہ اونچ و شرف میرے مقدور سے ہلا

☆☆☆☆

### مدینہ منورہ حاضری پر

بہت مرکز میں ہوں، جس دن سے اس محور میں ہوں نہیں  
مدینے میں ہوں اور جیسے زمانے بھر میں ہوں نہیں

خدا یا اور ہو، نظارگی میں، اور خم ہو  
سر منظر ہیں آقا اور پس منظر میں ہوں نہیں

کوئی سمجھا گیا تھا بھیڑ میں اس طرح چلنا  
سو جس ٹھوکر میں ہوتا تھا، اسی ٹھوکر میں ہوں نہیں

کہاں پھر دو گروں کا ایک گمراہ، بس ایک ہی گمراہ  
خدا کے گمراہ میں ہوں نہیں، مصطفیٰ کے گمراہ میں ہوں نہیں

یہ آگے پیچھے ہر وقت آنے جاتے کا قلعے ہیں  
کوئی ماننے نہ ماننے ان میں سے اکثر میں ہوں نہیں

مگر دو آسمان کیا ہے، کہاں ہے اور کیوں ہے  
زمین، یوں ہے، کہ چادر ہے اور اس چادر میں ہوں نہیں

پلٹتا ہوں، پلٹتے والوں میں ہوں بھی نہیں پر  
کہ پہنچوں اور پھر پہنچوں، اسی چکر میں ہوں نہیں

☆☆☆☆

## شفیق احمد خان

روشنی خواب ہے تغیر ترے دم سے ہے  
اس وہ بہت میں تغیر ترے دم سے ہے

تیرا کردار ہے انسان کی عظمت کا امین  
ساری عزت سبھی توقیر ترے دم سے ہے

یہ جہاں ایک خرابے کے سوا کچھ بھی نہیں  
اس دنیاں خانے میں تغیر ترے دم سے ہے

ہر گھڑی تیرے تصور سے مزہ سونگھیں  
یہ خیالات کی فطیم ترے دم سے ہے

مجھ پہ کھلنا نہ کبھی باب فسوں معنی  
حرف و الفاظ کی تغیر ترے دم سے ہے

☆☆☆☆



## شکیل اختر

ہنر کے چاند ہیں آفتاب روشن ہیں  
یہ تیرے نام کی نسبت کے خواب روشن ہیں

تیار ہے ہیں مدد مہر و کھٹکناں و نجوم  
کہ نقش ہائے رسالت تاب روشن ہیں

جرا کے غار سے پھوٹی جو روشنی کی کرن  
اسی کرن سے کئی آفتاب روشن ہیں

یہ کس کی چشم کرم کی ہے دھتیں جس میں  
مجھوں کے ہزار احتساب روشن ہیں

وہ ایک نور کہ جس کی تجلیوں سے کلیں  
اصول دین، شریعت، کتاب روشن ہیں

☆☆☆☆

## شیدا چشتی

پروردگار ذکر محمدؐ نصیب کر  
قلب سلیم، سیرت احمدؐ نصیب کر

مینارِ مصطفیٰ کی جلی کا واسطہ  
قلب و نظر کو روشنی ہے مد نصیب کر

بکھوئے جہاں سے امن و محبت کے زمزمے  
پھر سے اسی حجاز کی سرحد نصیب کر

لمبو بار ہوں جہاں میں محبت کے نقشے  
نورِ قطعات کی ابجد نصیب کر

دربارِ مصطفیٰ میں ہے اتنی سی التجا  
زم زم کے ساتھ قربت اسود نصیب کر

پیرانی حضورؐ جہاں مجھ کو ریز تھی  
ایسی زمین ایسا ہی معبد نصیب کر

اتنی ہے تیز دھوپ تھلنے کا چلن  
شیدا کو اپنا سایہ گنبد نصیب کر

☆☆☆☆

## ڈاکٹر ضیاء الحسن

وہ نور آسمانی جب کیا اُس نے زمینی  
عطا کر دی انھیں پھر رحمت اللعالمین

انھی سے سلسلہ قائم ہوا خود و سقا کا  
انھی سے ہم کو پہلی پاک بازی، پاک جی

مور ہیں انھی کے حسن سے سارے زمانے  
انھی کی خوش ادائی سے یہ عالم آخری

معتز ہوئی ان سے فضائے زندگانی  
مقامِ جاں میں پہلی ہے وہ خوشبو بھنی بھنی

خوشا وہ بخت جو چمکے سراپا آنہی سے  
جنھیں بخشی گئی اُس نور کی محفل نشینی

مگر شرمندگی سے آنکھ اٹھتی ہی نہیں ہے  
پسند آجائے شاہِ ان کو میری ترجیحی

عطا ہو اک نظر یا جس قدر بھی آپ چاہیں  
مجھے یا سیدی! یا رحمت اللعالمین!

☆☆☆☆

## طالب انصاری

یہ ہے دیارِ حشر ہیں ظہر جائیں  
برائے اوجِ مقدر ہیں ظہر جائیں

ورائے جہدِ گماں ہے تجلیوں کا سماں  
کہاں ملے گا یہ منظر ہیں ظہر جائیں

جلا کی جھوپ ہے دنیا کے ریگزاروں میں  
یہاں ہے چھاؤں میں ہیں ظہر جائیں

عجب کشش ہے زری نورِ خیر گیوں میں  
تمام راستے آکر ہیں ظہر جائیں

مسافروںِ رمِ عشق یہ مہینہ ہے  
یہاں قیام ہے بہتر ہیں ظہر جائیں

خروجِ پاک سے طالبِ صدا یہ آتی ہے  
درو و ذکر کے ٹوکر ہیں ظہر جائیں

☆☆☆☆

## طاہر شیرازی

اُذُنِ معراجِ دل گیا ہے اے  
وقتِ رک رک کے دیکھتا ہے اے

خیرِ زن جو دل و دماغ میں جو  
آدی صرف سوچتا ہے اے

روشنائیِ قلم سے پھوٹ چڑی  
دل کی محنتی پہ جب لکھا ہے اے

قلم از کائناتِ خالق نے  
نورِ عی نور کر دیا ہے اے

پورے اک عالمِ دُور کے ساتھ  
میں نے مہلی علی کہا ہے اے

☆☆☆☆

## عائشہ مسعود ملک

گر اجازت ہو مجھ کی تو میں نصت کہوں  
آپ سے پہلے کے ہر عہد کو میں رات کہوں

میرے باطن کو انہائیں جو ہنس قہم کریں  
گر نہ چٹکیں مری آنکھوں سے تو میں برسات کہوں

ہم ایسا کر رگو جاں میں اترنا جائے  
خس ایسا کر جسے نور کی برسات کہوں

وہ جو رستوں کے اندھیروں کو مٹاتے جائیں  
کیا بھلا اُن کے میں اوصاف و کمالات کہوں

جن کی توصیف میں قرآن اتارا جائے  
مجھ میں ہمت ہے کوئی بات کروں، بات کہوں

☆☆☆☆

## عباس رضوی

آغازِ نعت ہم نے کیا اس دعا کے ساتھ  
مولا عطا ہو حمد کی دولت ثنا کے ساتھ

کیسا ملا ہے ہم کو یہ اعزاز دیکھیے  
ہم ہیں شریکِ عقیقی نبی میں خدا کے ساتھ

پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امام میں  
ہم نے بھی سر جھکا دیا قدر و تقاضا کے ساتھ

دل میں بسائے عہدِ عہد کی آرزو  
ہم بے نوا بھی گرم سفر ہیں صبا کے ساتھ

اللہ نے نئی کی محبت کے باب میں  
شرط کر دیا ہے بھلا کو خدا کے ساتھ

مخصوص تھی جو پائے رسالتِ مآب سے  
وابست ہو گئی ہے وہ خوشبوِ حرا کے ساتھ

چلتا رہے یہ قافلہ عقیقی مصطفیٰ  
پڑھتا رہوں درود میں بانگِ درا کے ساتھ

☆☆☆☆

## عرش ہاشمی

مدحت کی ہے توفیق، صلہ مدہتِ نئی کا  
صد ہکر، پھر اعزاز ملا مدہتِ نئی کا

جس وقت کہ تخلیق ہوئی نورِ نئی کی  
اس وقت ہی آغاز ہوا مدہتِ نئی کا

کس شان سے محبوب کی رحمت کا بیاں ہے  
قرآن ہے معیار سدا مدہتِ نئی کا

کیا جلم و حیا، بخور و عطر، رحمت و رفعت  
ہر صف ہے اک بابِ بیدا مدہتِ نئی کا

مدحت کی جو بنیاد ہو جذبے کی صداقت  
ہر حرف گہر سے ہو ہوا مدہتِ نئی کا

آقا کے غلاموں سے تعلق بھی شرف ہے  
اپنا تو تعلق بھی ہوا مدہتِ نئی کا

اس شان کے ستایاں ہے کہاں نذر ہماری  
مکن ہے کہاں حق ہو ادا مدہتِ نئی کا

خواہش ہے یہی عرش کہ جو شعر لکھوں میں  
تحمیدِ الہی کا ہو یا مدہتِ نئی کا

☆☆☆☆



## عرفان الحق صائم

سند میری غلامی کی رقم کر دیجیے آقا  
مجھے بھی صلابہ جاہ و خشم کر دیجیے آقا

بہت مشکل میں ہے قسمت، بہت مشکل میں ہے امت  
کرم کر دیجیے آقا، کرم کر دیجیے آقا

سنا ہے احرام آری مہا دیں سے ہے  
بلا کر مجھ کو طیب، مکرّم کر دیجیے آقا

میری اوقات سے بے حد زیادہ ہیں یہ غم میرے  
جو ہو ممکن، شفاعت سے، یہ کلمہ کر دیجیے آقا

☆☆☆☆

## عرفان صادق

ہزار پیش کروں تجھ کو میں سلام ہوا  
کہ میرے نام بھی آیا کوئی پیام ہوا

میں خاکِ طیبہ کو آنکھوں میں بھر کے آیا ہوں  
اسی لیے مرا کرتی ہے احرام ہوا

کھلائے جاتی ہے شاخوں پہ پھولِ مدحت کے  
جو آری ہے مدینے سے صبح و شام ہوا

یہ جب سے کہہ فقرا کو چھو کے آئی ہے  
کہیں رکوع کرے ہے کہیں قیام ہوا

تیری تو شہرِ مقدس سے ہے شناسائی  
پلا مجھے بھی حضوری کا ایک جام ہوا

☆☆☆☆

## عقیل عباس جعفری

ذرو کرے خوردشہد کی مدحت تو عجب کیا  
پائیں مرے لب نعت کی رفعت تو عجب کیا

یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے جبہ افلاک  
کرتے ہیں طواف در رحمت تو عجب کیا

جب قبر میں پرش کے لیے آئیں گئیں  
مل جائے بس اک نعت کی مہلت تو عجب کیا

جس دم وہ غلاموں کو پکاریں ہر محشر  
مجھ پر بھی رہے چشم حمایت تو عجب کیا

ویسے تو کہاں قابل بخشش مرے اعمال  
لینن وہ کریں میری شفاعت تو عجب کیا

غبرے وہ بس اک اہکِ ذامت کے برابر  
ہو نخلد کی بس اتنی سی قیمت تو عجب کیا

جو ڈھانپ لے سب اپنے غلاموں کی خطائیں  
مل جائے وہ اک چادرِ رحمت تو عجب کیا

☆☆☆☆

## علی اکبر عباس

صدقے میں آپؐ ہی کے بنی کائنات ہے  
نور حیات، پر تو والا صفات ہے

کھلی ازل سے خالق و قادر کے باب میں  
تہمید نور آپؐ ہی کی پاک ذات ہے

تاہم حق میں بعد اب ہوں گے آپؐ ہی  
محبوب پر خدا کا یہ خاص القاب ہے

وجہ شرف ہیں آپؐ ہی انسان کے لیے  
ورنہ تو مٹی خاک میں کیا خاص بات ہے

ذکر و درود، ورد و نثار، حرز جاں کیا  
ہم جانتے ہیں اس میں ہماری نجات ہے

رحمت ہیں آپؐ سارے جہانوں کے واسطے  
کوڑھ نصیب آپؐ سے رو بہ حیات ہے

☆☆☆☆

## علی بابا تاج

بارگاہِ رحمت میں  
 کس قدر تقدس ہے  
 ذکرِ مشاہدِ دوراں کا  
 برنباں پہ جاری ہے  
 جن کے ذکر سے ہر دم  
 وصف، خودی، مازاں ہے  
 لفظ، لفظ حیراں ہے  
 سوت، سوت شاداں ہے  
 نام جتنے ڈھونڈیں ہم  
 ایک، اسمِ علی ہے  
 نام ہے ”محمد“ کا  
 بجائے اس کا ہے  
 اس سے بڑھ کے ہو بھی کیا  
 دوسرا بھلا کوئی  
 نام، کس بشر کا ہو  
 ”بارگاہِ رحمت میں ایک ہے یہی ”محمود“  
 نام ایک ہی علی  
 جن کے ذکر سے ہر دم  
 وصف، خودی، مازاں ہے

☆☆☆☆

ایسا کرم کیا گیا عجب شکستہ حال پر  
 بھدو عکبر دید تھا وہ بھی در بھال پر  
 بیٹھا ہوں گرچہ فرش پر، چہرے ہیں میرے عرش پر  
 بھیجتا ہوں درود پاک ان پر اور ان کی آل پر  
 گرد و غبار سے بچا، اور دیار سے بچا  
 طاب ہر مصطفیٰ تو ذرا دیکھ بھال پر  
 رتبہ دو جہاں کا نام، میرے بنا گیا ہے کام  
 لاکھ ہوئیں عتاتیں ایک مرے سوال پر  
 رخ سوئے طیب کر لیا، سینے میں نور بھر لیا  
 کیف میں بوس لے لیا باد صبا نے گال پر  
 سائبل مصطفیٰ ہوں میں، شابر نعتیہ ہوں میں  
 ہوتا رہے جسے بھی ہو باز ستار و مال پر  
 اذان حضور ہو گیا، دل میں سرور ہو گیا  
 فوری اذان کے لیے میں نے لیے نکال پر  
 مجھ سے کیا گیا حسد، آپ نے بخش دی مدد  
 نور عروج چھا گیا میرے ہر اک زوال پر  
 یہ جو نئی کی نعت ہے، میری بھی براہ ہے  
 اس میں مری نجات ہے، زندہ ہوں اس خیال پر

☆☆☆☆

## غلام رسول زاہد

محبّتوں کا اُجالا اگر کہتی ہے  
چراغ اس کا دھینے کی سرزمین ہے

فروغِ فصلِ بہاراں اسی چمن سے ہے  
نزولِ بارشِ ہر کرم سہیں ہے

مرے لیے وہ کب دسج مہرباں ہے بہت  
کس لمس جس کا ازل سے مری جبین ہے

روائے بارِ امانت کے بعد بھی اب تک  
ہزار کوم گراں شاہِ امیں ہے

غلامیِ حبِ بھلا مرا تعارف ہے  
کرم یہ کتنا بڑا مجھ سے کم تر ہے

☆☆☆☆

## قاسم یعقوب

خزاں رتوں میں کھلے ہیں کجور کے پتے  
ہمیشہ ہنر رہے ہیں کجور کے پتے

یہاں سے قافلہ دین حق گزرا ہے  
سلامتوں کو بچکے ہیں کجور کے پتے

میں چھو کے پائے محمدؐ کی خاک اٹھاتا ہوں  
کہ گردِ رو سے بھرے ہیں کجور کے پتے

جلا ہوں دھبہ گماں کی جھلکتی دھوپ میں جب  
تو چھاؤں بن کے ملے ہیں کجور کے پتے

رہے ہیں شعب ابی طالبؑ آپ کے ساتھی  
چٹائیوں میں بے ہیں کجور کے پتے

پھر ان کے چل میں بھی مٹیلیں نہیں آئیں  
حنورؑ نے جو پھوئے ہیں کجور کے پتے

☆☆☆☆



## قائم نقوی

میں تو ہر حال میں خوش رہوں آپ سے  
میں جو مرنے لگوں جی انہوں آپ سے

کامرانی بھی پھر پاؤں چوے مری  
ابتدا کام کی جو کروں آپ سے

آپ ہیں آسرا بے کسوں کے لیے  
عظم کا ہر نشان سرنگوں آپ سے

خواب ہی میں عطا ہو یہ اعزاز بھی  
کچھ کہوں آپ سے کچھ سناں آپ سے

ایک نسبت سے بچانے دنیا مجھے  
میں جو قائم ہوں نقوی ہوں آپ سے

☆☆☆☆

## کرامت بخاری

ماورائے قلبِ انساں ہے ثنائے مصطفیٰ  
پا نہیں سکتے فرشتے بھی ہوائے مصطفیٰ

دل کی آنکھوں سے کوئی دیکھے صحبتِ زندگی  
اس کے دامن میں نہیں کچھ بھی سوائے مصطفیٰ

کیوں نہ میں داستا پیبر کی ثنا خوانی کروں  
ہے ثنا خوانی میں شامل خود خدائے مصطفیٰ

نصیبِ قلب و جگر ہے الٰہیتِ آلِ رسول  
اور ہے آنکھوں کا سرمہ خاکِ پائے مصطفیٰ

دنیا بحر کے جام و مینا سے توجہ بہت گئی  
جب سے میں نے پی لیا جامِ دلائے مصطفیٰ

سب کے سب معصوم تھے جتنے تھے محرمِ آپ کے  
اور سب کے سامنے تھی بس رضائے مصطفیٰ

دونوں عالمِ جہوم اُلٹے ہیں سرمے اشعار پر  
یہ گدائے مصطفیٰ پر ہے عطائے مصطفیٰ

☆☆☆☆

## پیامِ ابدی

میں بے کسوں کے الم میں کھو کر ہمیشہ زار و قطار رہا  
 قلم کو میں نے ہمیشہ خونِ دل تھپہ سے ہے بھگوایا  
 یہ اس لیے ہے کہ میرے آقا! پیام ہے حزنِ جان تیرا  
 گدا ہوں دلیر کا میں تیری، ہے میرے کاسے میں دان تیرا  
 پیام تیرا، کہ جس کا ہر حرف معدنِ کبرِ حقیقت  
 پیام تیرا، کہ جس کا ہر لفظ منبعِ قوت و حرارت  
 پیام تیرا، کہ جس سے انسان پر ہو روشن مقامِ انساں  
 ہر وہی آدم کے دل میں جس سے ہو پختہ تر اعتقادِ خداں  
 پیام تیرا، ہوں جس کے کعبے سے دل کو پہنائیاں میسر  
 پیام تیرا، کہ جس کے جانے سے چشمِ بھا ہو دھوا تر  
 پیام تیرا، کہ جس سے مفتی ہے ایک سے دوسرے کی دشت  
 پیام تیرا، کہ جس سے بڑھتی ہے ایک سے دوسرے کی چاہت  
 پیام تیرا، کہ پشت پر جس کی کارِ ماعمل ہے تیرا  
 مفتی پہ انسانیت کے جس سے ہوا ہے پیدا نیا سورا  
 پیام تیرا، کہ جس سے کوئی پٹے دگر ہو نہ وجہِ رست  
 ہے دشمنوں تک پہ یہ ہو یا کہ شتم ہے تجھ پہ حق و رست  
 پیام تیرا، کہ جس میں پنہاں ہیں ضابطے زندگی کے سارے  
 پیام تیرا کہ جس نے گھڑے معاملے ایک اک سنوارے  
 پیام جس سے ہیں فرضِ بیداریاں جہانِ دگر سے پہلے  
 ہے جس سے تحریکِ آہ و زاری ہر اک نمودِ سر سے پہلے

پیام تیرا کہ جس کا غلبہ رہے گا تا حشر اس جہاں پر  
 پیام تیرا کہ جس سے جاری ہیں زمزمے سے زباں زباں پر  
 پیام تیرا دل ایسے ڈرے کی قوتیں جس سے ہیں ہو چلا  
 پیام تیرا ٹکڑو موئن میں جس سے ہیں برق و رعد پچلا  
 پیام تیرا کہ دونوں عالم کی جس سے رعنائیاں عیاں ہیں  
 پیام تیرا کہ جس سے اہقان کی توانائیاں عیاں ہیں  
 پیام تیرا کہ زوجہ مانند بحر جس سے اقصاء ٹھہرے  
 ٹکڑا اور دل میں یاس و حرماں کا داہرہ تک گناہ ٹھہرے  
 پیام تیرا کہ درہم ایثار جس کی بنیاد اذلیں ہے  
 ازل سے اب تک مثال جس کی جہاں بھر میں کہیں نہیں ہے  
 پیام تیرا کہ جس سے جسم فعال، وجہ حصول عظمت  
 پیام تیرا کہ جس سے قلب متحدہ وجہ نزول رحمت  
 پیام تیرا کہ جس سے بیدار قوتیں جسم و جان کی ہوں  
 پیام تیرا کہ جس سے شیرینیاں دہلا زبان کی ہوں  
 پیام تیرا جواب غرٹ کا بھی محبت ہی جو قائم  
 جہاں بھر کی روش سے جو علقہ ہوں آداب، وہ سکائے  
 پیام تیرا کہ آئندہ ہے صفا و صدق و سوانت کا  
 دلوں میں جس سے کبھی نہ پیدا ہو شائبہ تک مغالطہ کا  
 پیام تیرا کہ جس سے آقا تمیز بندہ سے آشنا ہو  
 یک دگر برتری کا باعث اگر یہاں ہو تو ہٹا ہو  
 پیام تیرا کہ زیست در زیست جس سے اسرار تو ہیں پچلا  
 پیام تیرا ہر آن جس سے ہے ایک عظمت نئی ہو چلا  
 پیام تیرا حیات و بعد حیات کے ضابطے ہیں جس میں  
 پیام تیرا کہ خاک سے عرش پاک کے رابطے ہیں جس میں  
 پیام تیرا کہ زندہ رہنے کا ہر سلیقہ سکھایا جس نے  
 دلوں کی تہ میں فتر کے چھنے کا ہر طریقہ سکھایا جس نے

☆☆☆☆

## محبتی حیدر شیرازی

تمہارا ذکر جب کیا ہنر کمال ہو گیا  
ہر ایک شعر نعت کا قلم مثال ہو گیا

تمام ہوئی مری کشیدگی نصیب سے  
تم آگئے خدا سے رابطہ بحال ہو گیا

دُرو کیا ہے قلب و جاں کے اطمینان کو  
لیوں پہ آگیا تو دور ہر طال ہو گیا

مرا جہان بہت اس کے دم قدم کا فیض ہے  
وجود کا سب جو ایک خوش خیال ہو گیا

☆☆☆☆

رب نے فریاد کو پُر اثر کر دیا  
پھر نئی نے مجھے جیوں بھر کر دیا

دھوپ میں چھاؤں بننے کی توفیق دی  
ایک پردے سے مجھ کو شجر کر دیا

راہرو جس جگہ کوئی چلا نہ تھا  
وہ چلا تو اسے راہگور کر دیا

رو میں تاریک جنگل تھا اور آپ نے  
روشنی کو مرا ہم سفر کر دیا

سب کی آنکھیں تو تھیں پر بسیرت نہ تھی  
آپ نے سب کو صاحب نظر کر دیا

ٹیلوں بوں کے نگر تھے انسان بھی  
آپ نے بھو کے ان کو عمر کر دیا

آپ نے اپنے اخلاق و کردار سے  
حسنِ انساں کو ہمک امر کر دیا

دادِ اہلِ نَحس سے ملی ہے مجھے  
آپ کے ذکر نے معتر کر دیا

☆☆☆☆

آپؑ کی بات کیا کہ ہیں دونوں جہاں کے بادشاہ  
 کون و کہاں ہیں آپؑ کے، کون و کہاں کے بادشاہ  
 آپؑ کی ذات پاک سے دونوں جہاں میں روشنی  
 آپؑ یہاں کے بادشاہ، آپؑ وہاں کے بادشاہ  
 پتہ قدموں کا رخ ہوا کھپہ ہیز کی طرف  
 ان کی طرف بھی اک نظر سرودہاں کے بادشاہ  
 کرنے ہیں کیسے حل ہمیں ہیں جو ہمارے مسئلے  
 ہم پہ بھی یہ بھید کھول دے نکتہ دراں کے بادشاہ  
 ہم کہ ہیں بے بساط لوگ ہم کیا ہماری شان کیا  
 معتری ہے آپؑ کی، معبراں کے بادشاہ  
 گاؤں بھی آپؑ کے تمام، شہر بھی آپؑ کے تمام  
 آپؑ کے سب غلام ہیں خورد و کلاں کے بادشاہ  
 رہتی ہے ساری کائنات آپؑ ہی کے حصار میں  
 آپؑ کی ہر طرف مہک گلہباں کے بادشاہ  
 کس کو پکارتے کہ ہے جائے پناہ کوئی اور؟  
 آپؑ ہیں اور صرف آپؑ بادشاہاں کے بادشاہ  
 دھت دل حنیف پر چھائی ہوئی ہے تیرگی  
 تھوڑی سی چاندنی ابر ماہ رخاں کے بادشاہ  
 ☆☆☆☆

## پروفیسر محمد سبطین شاہ جہانی

سخی فن ہے نہ بات کی خوشبو  
 دل میں ہے اُن کی بات کی خوشبو  
 وہ ولی ہے ہو جس کے دامن میں  
 اُن کی اہل صفات کی خوشبو  
 مہدی ہرگز کا صدق ہے  
 کائنات حیات کی خوشبو  
 ذکرِ احمد ہے میری سانسوں میں  
 ہر نفس ہے حیات کی خوشبو  
 کھل شام دھوا کی قسم  
 ہر طرف اُن کی ذات کی خوشبو  
 اُن سے روشن ہیں آسمان و زمیں  
 اُن سے ہے کائنات کی خوشبو  
 شامِ معرفت سے مہبتی ہے  
 شام کی، دن کی، رات کی خوشبو  
 سینکڑوں جنتوں سے انھل ہے  
 اُن کے اک الفاظ کی خوشبو  
 دل میں ہیں ذکرِ حق سے مبارک  
 ذہن میں اُن کی بات کی خوشبو  
 تا اب حرف کی مہک اُن سے  
 ہر صدی اب ہے نعت کی خوشبو  
 وردِ شاہِ حدی کا صدق ہے  
 میرے صوم و سلوات کی خوشبو



بارگاہِ بھلا سے مجھ کو آتی ہے  
 مرغزارِ نجات کی خوشبو  
 گلابِ ہر کی زکوة سمجھ  
 خلد کے پات پات کی خوشبو  
 اُن کے ارشاد سے مطر ہے  
 کیا قلم کیا دوات کی خوشبو  
 شامِ صابر سے میں نے پانی ہے  
 شامِ اعلیٰ صفات کی خوشبو  
 صبحِ میلاد سے ملی بے طین  
 ہم کو لیلِ رات کی خوشبو

☆☆☆☆

## محمد سلیم احسن

میرے رُخوں کا دنیا میں مرہم نہیں  
 میں دیکھنے چلا اب کوئی غم نہیں  
 خاکِ طیبہ کو پھوکر نہ آئے اگر  
 مہرباں کوئی بھی ایسا موسم نہیں  
 آپ کے گر پینے سے نسبت نہ ہو  
 کوئی خوشبو نہیں کوئی شبنم نہیں  
 حشر میں ہوئی سب کی نظر آپ پر  
 آپ جیسا کوئی بھی مکرم نہیں  
 آپ کے در پہ جس نے سلامی نہ دی  
 کوئی اعلیٰ نہیں کوئی اعظم نہیں  
 آپ کے دم سے حق کو ملی زندگی  
 کفر کے پینے میں آن بھی دم نہیں  
 تملب و فداں غوطے اور شاہ و گدا  
 کون ہے جس کا طیبہ میں سر خم نہیں  
 خود خدا بھیجا ہے زور و سلام  
 نام احمد ہی کیا اسم اعظم نہیں  
 ذکر احمد سے احسن کرم ہو گیا  
 اب مصائب کا بوجھ بھی مرہم نہیں

☆☆☆☆

## محمد عبدالقادر تاجاں

بول اے سوخت جاں رنج جاں ہے کہ نہیں  
میر محبوب خدا کوئے جہاں ہے کہ نہیں

سلس میں مس گھلاتی یہ ہوائے فطری  
روح تک لطف و حمایت کا سماں ہے کہ نہیں

پھول تو پھول ہیں کانٹے بھی اماں گیر ہوئے  
یہ جہاں رنج عالم کا جہاں ہے کہ نہیں

مسجد نبویؐ سے آتی ہوئی آواز کو سُں  
یہ ازاں عشق بلائی کی زباں ہے کہ نہیں

فائنائیں ہی نہیں امن بھی رہتا ہے یہاں  
سب بسے ڈھوڑ رہے ہیں وہ یہاں ہے کہ نہیں

دعویٰ عشقِ نئی تو نہیں تاباں لین  
حرف میں ان کی محبت کا سماں ہے کہ نہیں

☆☆☆☆

## مرثیہ برلاس

آنکھیں حضورؐ سے میں ملاؤں گا کس طرح  
روزِ جزا میں سامنے آؤں گا کس طرح

فردِ عمل پڑھیں گے فرشتے تو اُس گھڑی  
گردنِ تھکی ہوئی میں اٹھاؤں گا کس طرح

ہر انتہی کے واسطے بے چین ہوں گے آپؐ  
مجھ سا بھی انتہی ہے بتاؤں گا کس طرح

امنامِ مصلحت کی پرستش کے باوجود  
شُرک نہ تھا یقین دلاؤں گا کس طرح

قدموں میں آپؐ کے مری مٹی مزیں ہو  
اب لوٹ کے یہاں سے میں جاؤں گا کس طرح

مغفل میں ہوں گے سجدی و حنّان و ہی دُہیر  
اشعارِ نعت کے میں سناؤں گا کس طرح

☆☆☆☆

## منظر نقوی

نور ہی نور کی برسات ہوئی جاتی ہے  
مجھ پہ الہام تری نعت ہوئی جاتی ہے

میں ترے ذکر کی محفل میں چلا آیا ہوں  
غشبوئے باغ عدن ساتھ ہوئی جاتی ہے

آج بھی درخت حیرت میں پڑی ہے دنیا  
اک تسلسل سے تری بات ہوئی جاتی ہے

صورتِ امیر میرے سر پہ رہا سایہ قلن  
اب تک سیرِ کاواٹ ہوئی جاتی ہے

شکرِ اللہ کا منقر ہے کرمِ مولا کا  
رنگِ بدعت میں مناجات ہوئی جاتی ہے

☆☆☆☆

## ناصر بشیر

سیرت کروں جان، مفاہتِ نئی لکھوں  
اڈنِ سخن لے تو میں نعتِ نئی لکھوں

بر کیفیت میں آپؐ مرے ساتھ ساتھ ہیں  
روحِ زلات، چلتے چلتے نئی لکھوں

خالق نے ماںِ حسنِ فراواں انھیں دل  
گوارا دہر کو میں زکوٰۃ نئی لکھوں

ہے نعت گوئی میں بھی ضروری کچھ احتیاط  
میں پہل صراط کو بھی صراطِ نئی لکھوں

میں رہا و صبر و ضبط سے واقف نہیں ابھی  
کس طرح واقعاتِ حیاتِ نئی لکھوں

مجھ سا گناہ گار بھی آیا ہے راہِ ہ  
اس کو بھی میں کرشمۂ قاصدِ نئی لکھوں

ناصر بشیر جب مجھے آتا نہیں قرار  
دل آپؐ چاہتا ہے کہ نعتِ نئی لکھوں

☆☆☆☆

## ناصرزیدی

نہ مال و زر کی ہوس اور نہ ٹھو گدائی کی  
تو نگری مجھے حاصل ہے بجز سائی کی

ہر ایک دشمن جاں کو معاف کر دینا  
زمانہ دیکھ لے یہ شان کبریائی کی

کہ ایک دو کے نہیں سب کے واسطے رحمت  
صفت یہی ہے بہت آپ کی بڑائی کی

ہے کار ساز دو عالم سے اک شرف مجھ کو  
میں بات کیسے کروں اپنی ماریائی کی

وہ حد سے بڑھ کے قبولِ عوام و خاص ہوئی  
نہی کی شان میں جب بھی مدح سرائی کی

حضورِ رحمتِ عالم کی ذات کے صدقے  
رہی طلب نہ کسی سے بھی داد خواہی کی

سخنوری کے جہاں میں ہے معجز مآثر  
بھی نہیں مدحِ سرور یہی کماٹی کی

☆☆☆☆

## نارنا سک

تجھ پہ پورے کبھی اترے نہیں معیار مرے  
لفظ کے بحر کا اظہار ہیں اشعار مرے

سانہاں ہے مرا احساس ترے ہونے کا  
جس کے سائے میں کھڑے ہیں در و دیوار مرے

تیری نعتوں سے آنے ہیں ترے رمضان کے شہر  
تیری خوشبو سے بھرے قریہ و بازار مرے

کھنیاں روح کے سانوں میں بج اٹھتی ہیں  
جب بھی یاد آتے ہیں وہ کارواں سالار مرے

میرے دشمن کے لبوں پر ترا نام آیا تھا!  
خود بخود بگڑ سی گئی ہاتھ سے تھوڑ مرے

نعت پڑھتا ہوں تو محسوس یہ ہوتا ہے غار  
یہیں اس بزم میں موجود ہیں سرکار مرے

☆☆☆☆



## نجیب احمد

تُو نے وہ دیا جلا دیا ہے  
ذرات کو جککا دیا ہے

اے صبح بھالو تو یہ کس نے  
چپ کو خسیں تو دیا ہے

اے طوفان آگے کہہ دیا تو نے  
دہلیزوں کو راستہ دیا ہے

پا ہوس ترے سبھی حقیر  
کیا سکے چلا دیا ہے

ہم کو ساتھ آسمان دکھا کر  
یارا بھی اڑان کا دیا ہے

آیا ہے جہاں بھی ذکر تیرا  
قرآن بھی مسکرا دیا ہے

کوئی نہ کبھی ہنک سکے گا  
ایسا رستہ دکھا دیا ہے

☆☆☆☆

بادی و رو نما آپؐ کا نقش پا  
نقد، مہیا آپؐ کا نقش پا

اپنا منشور ہے، اپنا آئین ہے  
اے شبِ دہرا، آپؐ کا نقش پا

یہ زمیں کتنی روشن ہوئی، جس گہری  
شبِ اس پر ہوا آپؐ کا نقش پا

کاش ہل نظر کی نظر میں رہے  
کہکشاں پر نکلا آپؐ کا نقش پا

آپؐ کی شان کا تو ہے مذکور کیا  
کوہِ بے بہا آپؐ کا نقش پا

بس ہمیں دور کچھ بھی نہیں چاہیے  
بس ہمیں مل گیا آپؐ کا نقش پا!

ہوگی کیا آپؐ کی شانِ حسن و جمال  
دل نشیں دلِ نابا آپؐ کا نقش پا!

سارے عالم پہ یہ راز کھلنے لگا  
نور کیا، آپؐ کا نقش پا

ہر زمانے کے ماتھے پہ مرقوم ہے  
مثل حرف ہوا آپؐ کا نقش پا

اب اسی ست میں سب سفر ہیں مرے  
بس طرف بھی ہوا آپؐ کا نقش پا

آپؐ کے شہر میں جب بھی حاضر ہوا  
بس میں دیکھا کیا آپؐ کا نقش پا

اپنے اعمال مائے میں میں نے لکھا  
آپؐ کا نقش پا، آپؐ کا نقش پا!

میں نے ہر تیگی پر نسیمِ سحر  
روشنی سے لکھا آپؐ کا نقش پا

☆☆☆☆

## نہرت صدیقی

دلوں سے ہو کے گزرتا ہوا مدینے کو  
نہر سے جاتا ہے اک راستہ مدینے کو

میں اس کے ساتھ تصور میں چلتا جاتا ہوں  
روانہ ہوتا ہے جو قافلہ مدینے کو

ہزار حسرت و ارباب کے ساتھ دیکھتا ہے  
مری نگاہ کا ہر زاویہ مدینے کو

جن کا رشتہ سلگتا تھا ایک مدت سے  
میں کہہ کے رو پڑا کان گھٹا مدینے کو

مجھے سکون کی دولت نصیب ہوتی ہے  
میں بھیجتا ہوں جو کوئی دعا مدینے کو

خیال و خواب میں دل میں نگاہ میں اصرار  
بجائے پھرتا ہوں میں جا بجا مدینے کو

☆☆☆☆

اے نگاہِ شوق کھل کر دیکھ لے دلکش سماں  
 اُن کا روضہ جب ہے تیرے سامنے جلوہ نشاں  
 دور تک پر کیف خاموشی ہے چھائی ہوئی  
 مسکراتی ہے فضا، تاروں کو خند آئی ہوئی  
 اُن کے روضے پر یوں جھڑے کر رہی ہے چاندنی  
 چار سو پھیلی ہوئی ہے، اک معطر روشنی  
 کر دیا ہے چاندنی نے، ایسا مست و شادماں  
 میری آنکھوں نے بھی دیکھا نہیں، ایسا سماں  
 دیکھتا ہوں جس طرف، ہے ایک عالم نور کا  
 کیا بتاؤں سمجھ کر، نقشِ دلِ سرور کا  
 نور کا سیلاب ٹھاٹھیں مارا ہے چار سو  
 ہر طرف سے آ رہی ہے روشنی کر کے وضو  
 آسمان پر چاند مارے، عجب استغراق ہیں  
 اور مصروفِ ثناء، سب آپ کے متعلق ہیں  
 ہے جن میرا زمیں پر زونج ہے اطلاق پر  
 ہو نظر اے ساقی کھڑ مرے اوراک پر  
 کھد سے آکر فرشتے بھی مزارِ پاک کو  
 جھاڑتے ہیں اپنی پلوں سے خس و خاشاک کو  
 مانبل بندہ نوازی ہے نندا، حج با خدا  
 بانٹتے خیرات ہیں، خیر الوری، حج با خدا  
 اس خمیں مہر کو شعروں میں بیاں کیسے کروں  
 چشمِ اتر نے جو دیکھا ہے عیاں کیسے کروں

☆☆☆☆

## نویدر حیدر ہاشمی

دُرو پہنچتے رہے قریبِ حضورؐ کے چہ  
صحلیوں کی طرح پاک تھے کجور کے چہ

یہ لفظ اذنِ محمدؐ سے بھول بچے ہیں  
اسی لیے تو شرور ہیں عور کے چہ

سُر میں آپؐ کی ہجرت اگر ہو پیشِ نظر  
دکھائی دیتے ہیں آنکھوں کے پاس، زور کے چہ

میں اُن کو نصیحتیں نہاتا وہ داد دیتے مجھے  
اسی لیے مرے عاشق ہیں سب کجور کے چہ

میں جب لکھتا ہوں سینے پہ پتھن کے نام  
چکنے لگتے ہیں آنکھوں میں پانچی نور کے چہ

☆☆☆☆

## نورین طلعتِ عروبہ

خوشیوں میں ملیجے، صدا کے رکھے ہیں  
ان آنسوؤں میں قریبے دعا کے رکھے ہیں

فلک کی آنکھ بھی ملبہ کو رشک سے دیکھے  
وہاں کسی نے ستارے بچاکے رکھے ہیں

وہ اُن کے بخار کی شہنم سے پا رہے ہیں تو  
جو پھول شاخِ دعا پر کھلا کے رکھے ہیں

نثار ہوا ہے ان کو سنہری جالی پر  
یہ رشک آپ کی خاطر بچاکے رکھے ہیں

ہمیشہ نور کی بارش مرے مدینے میں  
یہاں چراغ جو غارِ حرا کے رکھے ہیں

عمل کا شوق مٹا ہو کہ ہر ساعت میں  
پیام آج بھی وصلِ علی کے رکھے ہیں

مرے حضور کی مسجد کا صحن، مسجدِ پاک  
نظر میں کیسے مناظرِ بچاکے رکھے ہیں

☆☆☆☆

## نوشابعدمان

نئی کی یاد میں مجھے چمن آہستہ آہستہ  
گل و گزوار ہوں کوہ و دمن آہستہ آہستہ

سرد در پیش ہے تجھ کو مہینے کی فضاؤں کا  
قدم آہستہ آہستہ سخن آہستہ آہستہ

نئی کی نعت نکلے سے مجھے یہ فیض حاصل ہے  
نگہرنا جا رہا ہے میرا فن آہستہ آہستہ

درد پاک جب منظور ہو جاتا ہے نوشابہ  
تو بیٹھا ہونے لگتا ہے دہن آہستہ آہستہ

☆☆☆☆



## وفا چشتی

سیاہ دھڑ اعمال کیسے زسوا ہو  
جب اُس پہ آپؐ کی رحمت روا ہو، پردہ ہو

نہ ماوراء کی طلب ہو نہ مِلووا کا خیال  
کچھ اس طرح سے دل و جاں پہ تیرا قبضہ ہو

حضورِ فیض سے مجھ پہ ترا خیال اترے  
مرا خیال جرے قُرب سے مہکتا ہو

ہر ایک لوحِ تنی جاں طے فقروں کو  
ہر ایک لُحْزہ جاں میں ترا بیرا ہو

سیاہی دلِ شکین آئینہ ہو جائے  
اس آئینے کو تمہاری نظر کا پکا ہو

عجیب عالمِ وارفتگی میں پہنچتا ہوں  
کہ جیسے نمونے نہیں اُن کا چہرہ ہو

مرے کریمؐ کی روحانیت کا ابرِ مطہر  
کوئی مکان نہیں ایسا جہاں نہ برسا ہو

☆☆☆☆

ڈاکٹر عزیز احسن

## پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر

کرو مارش پر، پاکستان کا وجود مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کا عکس ہے۔ کیوں کہ اس کا خواب دیکھنے والوں نے اسے اسی طرح اپنے قصومات کا حصہ بنایا تھا۔ خطبہ مال آباد میں اقبالؒ نے فرمایا تھا:

”ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کرے“ (خطبہ اقبالؒ۔ ص ۸۳)

علامہ اقبالؒ کی تین تا نوہ اپنی لیلین پاکستان میں ”اسلام“ ایک تمدنی قوت کے طور پر 65 سال گزر جانے کے بعد بھی نہیں ابھر سکا۔ ملکی سیاست کے حصہ لینے والوں میں پیشہ اسلام گروہ حکمت عملی اپناتے رہے اور پاکستانی ادب کی تخلیق میں پیشہ شعراء وادباء کی تخلیقی صلاحیتیں لادینی ادب تخلیق کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اس فضا میں نعت کی تخلیق شعراء کے لیے عارضہ رہی۔ یہاں تک کہ فیض جیسے مقبول اور دینی پس منظر رکھنے والے شاعر کے پس نعت نہیں ملتی۔ لیلین جب ڈاکٹر سید محمد اویسیؒ نے ایک نئی نئی روایت پر وگرام میں اس کی کا ذکر کیا تو ایک محفل میں فیض صاحب نے ان کی توجہ اپنی غزلوں کے ایسے اشعار کی طرف مبذول کروائی جن کے مفہیم میں نعت کا پہلو بھی نکلنے کی گنجائش تھی۔ ڈاکٹر کشفی لکھتے ہیں:

”ہوایوں کو خیل و یمن کے ایک مذاکرے میں۔ میں نے کہا کہ اردو کے بڑے شاعر کے کلام میں ہمیں نعت نظر آتی ہے۔۔۔ محمد حاضری کے ایک بڑے اور نام شاعر کے کلام میں ہمیں نعت کا جلوہ نظر نہیں آتا۔۔۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد یمن ہاتھ دھو سونے اپنے گھر آنے کی دھوکہ دی۔ (نعت اور محمد نعت ص ۵۰۱)

وہاں فیض صاحب نے کشفی صاحب سے کہا:

”آپ تو ادب کے استاد ہیں۔ کیا آپ اپنے طالب علموں کو اس بات پر اذیت دے حواری نہیں کراتے جسے غزل کہتے ہیں۔ اگر آپ نے ہمدردی اور دل بیدار کے ساتھ میری غزلوں کا مطالعہ کیا ہوتا تو نعت کے اشعار مل جاتے اور اس مختصر گفتگو کے بعد فیض صاحب نے اپنا یہ شعر پڑھا:

شمع نظر۔ خیل کے انجم۔ جگر کے داغ

جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں“ (اپنا)

فیض صاحب سے کالم کے بعد کشفی صاحب تو مطمئن ہو گئے تھے لیکن نعتی ادب کو ہمدردی انداز سے دیکھنے والے تو اس شعر میں بھی ”جگر کے داغ“ کا حضور اکرمؐ کی محفل سے امتساب مناسب نہیں سمجھتے۔ حضور اکرمؐ تو ہر اپارہمت ہیں ان کی محفل میں تو جگر کے داغ مٹائے جاتے ہیں۔ زخموں کے لیے نگاہ لطف و کرم کا مرہم فراہم کیا

جاتا ہے۔ وہاں دافغ نہیں ملے، دافغوں کا ماما کیا جاتا ہے۔

بہر حال اس واقعے سے اندازہ ہوا کہ پاکستان میں ادب کی طبعاً نقصان کا باعث فیض جیسا ہذا شاعر بھی نعت لکھنے سے کتراتا رہا۔ غزلوں میں اتفاقاً طور پر کسی شعر کا نعتیہ آہنگ اختیار کر لینا اور بات ہے اور بقصد نعت کہنا اور بات ہے۔ نسخہ پائے وغامض فیض کی ایک فارسی نعت موجود ہے جو غالباً ان کی زندگی کے آخری دور کی یادگار ہے لیکن اردو میں ان کی نئی کوئی نعت ہے اور نہ ہی غالب اور اقبال کی طرح فیض کی کسی غزل میں واضح طور پر کوئی نعت کا شعر وارد ہوا ہے۔

بائیں ہمہ ادب کی اس فضا میں بھی قلم اسلامی کے علم بردار کچھ مجاہدین نے نہیں کہیں اور خوب کہیں ان کا ذکر شمیم احمد نے بڑے جھجھکے میں کیا ہے:

”قیام پاکستان کے بعد جب مسلم لیگ کا طرز عمل اپنے ہی نسب العین کے خلاف حرکت کرنا ہے، اور اس سے مایوسی اور شکست خوردگی پیدا ہوتی ہے، تو ادب کے ایک طالب علم کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ادب کے جدید طہرہ داروں کی صفوں سے عمار صدیقی، یوسف ظفر، قیام نگر، گل گل کراں، ذابطہ گرامی کے حضور بڑا مانہ عقیدہ پیش کر رہے ہیں، جس کا ہر تو بھی چند سال قبل تک ان کی شاعری پر نہیں پڑا تھا۔ نعت گوئی نے اردو شاعری کے جدید اسلوب میں اس طرح اپنی لازوال قوت کا ثبوت دیا ہے“ (سیارہ ڈائجسٹ، رسول، جلد دوم، ص ۳۷۳، نومبر ۱۹۷۱ء)

فضا کی اس تبدیلی میں قلم کے ان مجاہدین کا دافغہ تھا جن کو ”نعتا تک ذکرک“ (اے نبی!) نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آواز بلند کر دیا) کے اعلان ربانی کے تحت نعت گوئی کی خصوصی توفیق ارزانی ہوئی تھی۔ دراصل اللہ رب العزت نے حضور اکرم کے رفیع ذکر کے دیگر طریقوں کے ساتھ ساتھ تمام سعید روحوں کو اپنے محبوب رسول کی تعریف و تہنیت کرنے کا وظیفہ سونپ دیا تھا۔ اسلامی دنیا میں تو ابتداء ہی سے تمام حق شناس لوگ بلا امتیاز مذہب و ملت، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدحت گزاری میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہ سفیر پاک و بندہ میں بھی مسلمانوں کی آمد کے بعد جس ترقی بنان کا یہاں پورا لگا اور اس کی کوئی ٹیلیں نہیں تو ان میں حرف مدحت خیر البشر کی جگہ تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس خطے کی جانب سے حضور رسول اکرم کو بخند ہو آئی تھی۔۔۔ جسے اقبال نے یوں قلم کیا ہے:

میر عرب کو آئی بخندی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

لیکن جیسا کہ ہر منتقد سخن کے ساتھ ہوتا ہے، اردو نعت بھی اپنی ابتداء سے حالی کے عہد تک روایتی مضامین اور مخصوص شعری اسالیب کی اسیر رہی جس میں حضور نبی کریم کی ذات سے والہانہ عشق کا اظہار ہوتا تھا۔ پیش تر نعتیں غزل کی طرح ہجر و وصال کے مضامین پر مشتمل ہوتی تھیں۔ مدحت نگاری کی پیدوش بہت بعد تک قائم رہی اور آج بھی زیادہ تر نعت گو شعرا اسی روش پر قائم ہیں۔ اسی لیے ایک مجاہد نعت نگار سخن کیانی کو یہ کہنا پڑا تھا کہ:

ان کی تو سیف میں بھی سوہ ادب کی باتیں

نعت میں ساقی دے، بزم طرب کی باتیں

ایسی باتیں کہ اگر منہ سے نکل جاتی ہیں

من کے بے پردہ خاتین بھی شرماتی ہیں

حالی سے قبل کی نعتیہ شاعری کا واحد ایسا ہی مضامین پر مشتمل تھا۔ حالی نے مسدس میں چند نعتیہ نذر لکھ کر اس روش کو بدلتے کی کوشش کی اور عیناً بعد کی شاعری پر حالی کے نظریہ نعت کے اثرات مرتب ہوئے اور سیرت نبویؐ کے جواہر نعتیہ شمار میں اپنی چمک دکھانے لگے۔ حالی سے قبل صرف حسن کا کوروی ایسے شاعر نظر آتے ہیں جن کی شاعری نے ادبی مکالمے (literary discourse) کی راہ ہموار کی لیکن نعتیہ ادب کو زندگی سے قریب کرنے کی کوشش حالی ہی کے ہاں نظر آتی ہے۔ پھر اقبال نے نعت کے نئے آفاق دریافت کئے۔ میرے نزدیک اقبال کا یہ شعر جدید نعتیہ شاعری کا نقطہ آغاز ہے:

سچ ملا ہے یہ صراف مصطفیٰ سے مجھے

کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں!

اس کے باوجود ایک طویل عرصے تک نعت کو ادبی صنفِ سخن کے طور پر قبول نہیں کیا گیا۔ نعتیہ شاعری کو ادبی سطح پر قابل قبول صنف بنانے میں کچھ عوامل بھی مائع تھے مثلاً اس صنفِ سخن کی طرف ہر کبہ و سر کا مالک ہو جانا اور مستند شعراء کا اس طرف کم کم آنا۔ اس طرح نعتیہ ادب میں مقدار کا تو اضافہ ہوا لیکن معیاری کام کی حد درجہ کمی نے نفاذ ان ادب کو اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ اب تک اس میدان میں مردانِ کار کی کئی محسوس کی جا رہی ہے۔ گو تنقید کا کام شروع ہو چکا ہے لیکن ابھی تو صرف ابتدا ہوئی ہے۔

اس مقالے میں ہمیں غور ہے کہ پاکستان میں نعت میں کن کن شعراء کی شعری کاوشیں مضر عام پر آئیں۔ کن کن شعراء نے اس صنف کو باقاعدہ صنفِ سخن کے طور پر اپنایا اور کون کون سے اہلِ ذہن مدیہ شاعری میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ نعت کوئی کاظمی سطح پر کن کن لوگوں نے تنقیدی اور تحقیقی جائزہ لیا، اور یہ کام کس حد تک اطمینان بخش ہے؟ اسی طرح یہ بھی دیکھنا ہے کہ مختلف شعراء کے نظریاتی نعتیہ مجموعوں کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اجتماعی انتقاد مرتب کرنے میں کن کن اہل فکر و فکر نے دلچسپی لی اور ان کی ان کاوشوں سے نعت کو ادبی سطح پر روشناس کرانے میں کیا مدد ملی؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اردو نعت پر اب تک جو کام ہوا ہے وہ اطمینان بخش نہیں ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان بننے کے بعد جس قدر کام اس صنفِ شریف پر ہوا، پاکستان کے قیام سے پہلے اس کا عشرِ عشر بھی نہیں ہوا تھا۔ متحدہ ہندوستان میں تو نیا دہرہ محافلِ میلاد کی ضرورتوں کے پیش نظر نعتیں لکھی جاتی رہی تھیں یہی وجہ ہے کہ ادبی افق پر حسن کا کوروی کے سوا کوئی اور نعت گو شخص نہ ابھر سکا۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ کا نام شعراء سے زیادہ علماء اور عوام میں چمکا۔ عشقِ رسول کی صداقت اور نعتیہ ادب میں مسلسل محنت نے بہر حال انہیں قبولیت عام اور بقائے دوام کا درجہ دلوا دیا۔ اکبر میرٹھی کے سلام کے بعد سب سے زیادہ مقبولیت مولانا ہی کے سلام (ع مصطفیٰ جانِ رحمت پلاکھوں سلام) کو حاصل ہوئی۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے کچھ عرصہ قبل خواجہ محمد اکبر نان واریٹی میرٹھی نے "میلاد اکبر" کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جسے پاکستان میں بھی سب میلاد ناموں سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ بالخصوص اکبر واریٹی کا لکھا ہوا

سلام اس قدر مقبول ہوا کہ برصغیر پاک و ہند میں آج بھی اس کی گونج سنائی دے رہی ہے:  
 یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک  
 یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک  
 مولانا ظفر علی خان تحریک پاکستان کے جواں بہت سپاہی تھے۔ انہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں قلمی جہاد میں صرف کر دیں، وہ خود مارتے ہیں:-

خدا کی حمد، پیغمبر کی نعت، اسلام کے قصے...  
 مرے مضمون ہیں جب سے شعر کہنے کا شعور آیا  
 مولانا کے نعتیہ کام میں اس وقت حسن کے نمونے اور پیام محمدی کے پرتو سے لفظ لفظ جھگکا رہا ہے۔ اگرچہ  
 بہارستان اور چمنستان، علی الترتیب ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء میں شائع ہو چکی تھیں لیکن پاکستان کی فضاؤں میں مولانا کی نعتوں  
 کی گونج کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔ آپ کا سن وفات ۱۹۵۶ء ہے:-

رشتہ مرا خدا کی خدائی سے چھوٹ جائے  
 چھوٹے غم نہ ہاتھ سے دامن مصطفیٰ  
 سایہ پرور تیری رحمت کا حرم بھی در بھی  
 سود اور بہبود بہمان و ظلال کی قحط سے ہے  
 فتنہ قادریانیت کے خلاف جو قلمی جہاد ہوا اس میں بھی مولانا ظفر علی خان پیش پیش تھے:-  
 نبی کے بعد نبوت کا ادعا ہو بسے  
 ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ

پاکستان کے ابتدائی دور کے نعت نگار شعراء میں ماہر القادری، حفیظ جالندھری، بہزاد نکستی، مجتبیٰ رسول  
 نگری، علامہ ضیاء القادری بدایونی، علامہ سیماب اکبر آبادی، ارشد صبیحی، اختر الہادی، مبارک آبادی، رحمتا اکبر آبادی،  
 صبا تھراوی، اقبال صفی پوری، ادیب سہارنپوری اور وفادار بانی کے نام آتے ہیں۔ یہ تمام شعراء شعر و سخن کی کلاسیکی  
 قدروں کے محافظ تھے۔ ان کی نعتوں میں زبان کی صفائی بھی ہے اور قافیاں کلاسیکی شان بھی۔ ان کی شاعری میں حضور  
 کے حسن صوری سے زیادہ حسن معنوی کلیان ہے۔

ذکر جمیل کی اشاعت نے ماہر القادری کو نعت گو شاعر کی حیثیت سے حعارف کروایا تھا۔ ان کی مدح شاعری  
 میں سب سے زیادہ شہرت ان کے لکھے ہوئے سلام کو ملی جو ہر عام پر آتے ہی گویا گلاسیک کا حصہ بن گیا:-

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دست گیری کی  
 سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقری کی  
 سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے مصلحانے  
 سلام اس پر کہ جس نے دُغم کھا کر پھول برساے  
 تیرے جلال کے حضور سلوٹ روم مجھ ریز  
 تیرے قدم پہ جبہ سا شان و شکوہ سونام

حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں حضورؐ کی سیرت اور آپؐ کے غزوات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔  
شاہنامہ کے حصہ اول میں سلام کے شاعر میں حضورؐ کے اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہڈے سے دل نشین انداز  
میں ملتا ہے۔ یہ بھی سلام ہی ہے:

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبؐ سہانی  
سلام اے فخر موجودات فخر نوبؐ انسانی  
سلام اے صاحب طلق عظیم انساں کو سلا دے  
یہی اہل پاکیزہ یہی اشتغال روحانی

ہنزا دلکھوی کی شاعری میں حجر مدینہ سے پیدا ہونے والی ترپ ہے، انہوں نے ایک مجبور مدینہ کی دلی  
کیفیات کو بڑے مؤثر طریقے سے شعری جامہ پہنا دیا ہے۔ ان کی زبان سادہ اور بیان فصیح سے پاک ہے اس لیے ان  
کی شاعری ہڈیوں کی زبان بن گئی ہے:-

میرے کانوں میں ہزار چمے کوئی  
کہہ رہا ہے یہ حکیم مدینے جلو  
میں ذوق طلب میرے قربان ہاؤں  
تصور میں جلو نما ہے مدینہ

علامہ ضیاء القادری ہادی بی ایک عالم دین تھے، ان کی شعری دانش نعت گوئی کے لیے وقف تھی اس صنف  
شریف کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں انہوں نے بڑا کام کیا۔ آستانہ دہلی میں ان کی نگار شاہ باقاعدگی سے شائع  
ہوتی رہیں۔ پاکستان میں ان کے علاوہ کا وسیع حلقہ تھا جو نعت گوئی کے ذوق میں منہمک تھا۔ "فریاد بہشت"  
موصوف کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ "دربار نبی" کسرام سے ان کا مستحکم سفر نامہ، ہتیا ز بھی شائع ہوا تھا۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہوں:-

ہے سرٹی روداد جہاں نور محمدؐ  
افسانہ تخلیق بنواں نبیؐ ہے  
جہاں سر کے گل آتے جاتے ہیں قدی  
محبت کی وہ رہگذر ہے مدینہ

علامہ سیماب کبر آبادی، شعر و سخن کی دنیا میں کسی تعارف کے بغیر نہیں ہیں۔ ان کی شاعری زبان و بیان  
کے اعتبار سے قائل توجہ اور قاریان کلامی کے حوالے سے قائل رشک ہے۔ نعت میں بھی ان کی سختوری کی خصوصیات  
مضمون کی عظمت اور آہنگ کی سوز و حسرت کے ہم قدم چلتی ہیں:

آرمی کو اپنی نوبؐ آدمیت پر ہے باز  
فخر ہے ذات محمدؐ آدمیت کے لیے  
عازم طیب ہوں جب سیمابؐ دل کا رواں  
مجھ کو بھی ہمراہ لے لیں اپنی خدمت کے لیے

محشر رسول مگری نے فخر کو نہیں کے زیر عنوان ایک طویل مسدس لکھا جس میں رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ اور



حیرت منظر کو نظم کا جامہ پہنایا، اردو نعت کی تاریخ میں یہ ایک اہم اور منفرد کام رہا ہے۔ قادر الکلامی، فصاحت و بلاغت اور موزوں، پیرایہ، عیاں کے حوالے سے یہ کاوش بلاشبہ لائق صد ستائش ہے۔ فخر کوٹہ میں گوارو کے کسی بھی معروف مسدس کے ساتھ رکھ کر پڑھا جاسکتا ہے۔ اس مسدس میں واقعاتی صدائیں، خیالی صدائیں سہم آجگاہ ہو کر گلیٹی سطح پر ابھر کر سامنے آئی ہیں:

روز ازل سے پہلے بھی مولائے کل تھے آپؐ  
آدم تھا ماویں میں کہ ختم الرسل تھے آپؐ  
حضرت کے بعد آ نہیں سکتا کوئی نبی  
عاقب بھی ہیں حضورؐ پہ صد شان طبری

کابل جہاں گڑھی کا "مسدس کمال" بھی ۱۹۵۳ء میں زیرِ مطابعت سے آنا سہ ہوا جو عقیدت کے جذبات سے لبریز اور متین کے اعتبار سے خاصی حد تک مستند ہے۔ سلام کا ایک بند ملاحظہ ہو:

اصلوؑ والسلام اے نکل انکاں کے صدر  
اصلوؑ والسلام اے آسمانِ دیں کے در  
اصلوؑ والسلام اے آفتابِ چرخِ قدر  
اصلوؑ والسلام اے ماحیہ طغیان و ندر  
اصلوؑ والسلام اے گھرِ ذوقِ شرف  
اصلوؑ والسلام اے غیرِ برحقِ شرف

زین شادمانی ایک بزرگ شاعر تھے، جن کا سارا کلام تصوف کے موزوں احساس سے پر تھا۔ ان کی تحریروں میں وحدۃ الوجودی فکر اور عملی تصوف کا زندہ رنگ کی جھلک موجود ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری بھی فکری بلندی اور فلسفیانہ طرزِ اظہار کا استعارہ بن گئی۔ گمان کا کوئی نعتیہ مجموعہ نہیں ہوا لیکن اس منف میں ان کے دشمنانِ قلم، معیارِ سخن کے اعتبار سے بڑے موقع ہیں:

تھے محفّٰتِ نقیصں بیکر جاں خلدِ بدایں  
لقد رہے مکلِ بائے گلستانِ محمدؐ

ادیب دوائے پوری نے نعتِ خوانی کے ذریعے نعت گوئی اختیار کی اور سادہ اور دعوائی جذبات سے محلو شاعری کر کے فضائے نعت پر چھا گئے۔ انہوں نے نعتیہ ادب میں کچھ نثری کتب کا بھی اضافہ کیا اور نعت گوئی و نعت خوانی بھی جاری رکھی۔ ان کی بعض نقیصں بڑی مشہور ہوئیں۔ "تصوف کا ناکھ"، "اور نذرانہ عاشک" ان کے کلام کے مجموعے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

خدا کا ذکر کرنے ذکرِ مصطفیٰ نہ کرے  
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں، خدا نہ کرے  
ہینہ چا کے نکلا نہ شیر سے باہر  
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

اقبال صنفی پوری نے کراچی میں بڑے بڑے نعتیہ مشاعرے منعقد کر کے نعتیہ شاعری کے فروغ میں عملی حصہ لیا۔ ان کا نعتیہ مجموعہ ”رحمت قلب“ سارہ زبان میں اچھی شاعری کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ چند اشعار دیکھیے:

چاہیے آپؐ ہی کا سہارا ہمیں  
اور کوئی سہارا نہیں چاہیے  
بس یہی ہے مری انتہائے طلب  
ان کے کوسچے میں دو گز زمیں چاہیے

آخری شعر میں جو بات کہی گئی ہے وہ اقبال صنفی پوری نے عملاً کر کے دکھائی ہے۔ ان کی دعوت پر نعتیہ مشاعروں میں شرکت کرنے والے بہت سے قلم کو داغی، ان کی تحریک پر نعت کی سعادت ملی۔

صبا اکبر آبادی کا اسکی مزاج کے استاد شاعر تھے۔ ”دست دعا“ کلام سے ان کا ایک نعتیہ مجموعہ شائع ہوا تھا۔ ان کے اشعار ان کی قادر الکلامی کے مظہر ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

جس کو چاہا اسے قدموں میں ترے ڈال دیا  
خود مشیت بھی سمجھتی تھی ارادہ تیرا

قصیدہ شاعری کی مشکل ترین صنف ہے، کیوں کہ اس میں الفاظ کا قلمرو، بیان کی صفائی، خیال کی بلندی، معنی کی رکیک بینی اور تسلسل بیان میں لپی خوبی مطلوب ہے۔ صبا اکبر آبادی کے جو قصیدے ”دست دعا“ میں شامل ہیں ان کے مطالعے سے ان کی فن شناسی کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۹۵۷ء، ۱۹۶۶ء کے عشرے میں چالیس پینتالیس نعتیہ مجموعے شائع ہوئے۔ ان شعری مجموعوں کے تخلیق کاروں میں صابر براری، راسخ عرفانی، عزیز حاسل پوری اور عبدالعزیز خالد کے نام نمایاں ہیں۔

صابر براری کے دو نعتیہ مجموعے ”دو ہفتہ“ اور ”آمنہ کالان“ تو اسی عشرے میں چھپے۔ ”جام طہور“ بعد کے دور میں آیا۔

حالات جہاں بھر کے الم نثر ہیں ان پر  
رکتے ہیں وہ ہر گوشہ عالم کی خبر بھی  
ذرا کتب پا سے بنے آخر و انجم  
روشن ہوئے اس چاند سے خورشید و قمر بھی

راسخ عرفانی ایک کبوتر مشق شاعر اور جید عالم دین تھے۔ وہ نعت گوئی کی نزاکتوں سے آگاہ تھے۔ اس لیے اس ماہ میں بڑی احتیاط سے قلم اٹھاتے تھے۔ ”غبارِ تراز“، ”ارمغانِ حرم“ اور ”ذکرِ خیر“ کے نام سے ان کے جدید کلام کے مجموعے منصف شہود پر آچکے ہیں:

حضور سید عالم کا ذکر خیر کرو  
خزاں کے دور میں چھیز و ذما بہار کی بات



”جام نور“ کے خالق عزیز حاصل پوری نے بھی اسی شعرے میں نعت گو شاعری کی حیثیت سے اپنا تعارف کروایا اور پھر وہ مسلسل اسی میدان میں رخش فکرو چروڑاتے رہے۔ ان کے ایمان شعر میں فن کی کلاسیکی قدیلوں کے اچالے پھیلے ہوئے ہیں۔

عاصی! رحمت عالم کا وسیلہ ڈھونڈو

مشر کی دھوپ سے پچتا ہے تو سایہ ڈھونڈو

عبدالمعز بن خالد نے مضامین نعت کو وسعت دی اور اپنی قادر الکلامی، مکرر حد بیان، لہجے کی انفرادیت اور زبانِ دہلی کی وجہ سے بہت جلد وہ مقام حاصل کر لیا جو اس سے پہلے اردو نعت گوئی کی تاریخ میں کسی کو نہیں ملا تھا۔ ان کی شاعری میں عالمی ادب کی فکری و تصوفی عکس ریز ہے۔ اردو نعت گوئی کی تاریخ میں قدیم و جدید علم اور اس سے ماہرانہ آگاہی رکھنے والا اس قدر اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کا حامل عبدالمعز بن خالد کے علاوہ شاید ہی کوئی اور شاعر ہو۔ خالد کا طویل نعتیہ قصیدہ ”فارق علیہ“ (۱۹۶۳ء) میں کتابی صورت میں آیا تھا۔ بعد میں ان کی کتابیں ”تمنا“، ”مطلبا“، ”ماؤماؤ“، ”طاب طاب“ اور ”عبدہ“ کے نام سے بھی شائع ہوئیں۔

میں ڈب ڈب زمیں ہوں تو سقف بنا ہے

میں سانسوں کا مہاں تو موت ہوا ہے

شہنشاہ لولاک و مولائے سدرہ

تو میرے تخیل سے بھی ماورا ہے

عبدالمعز بن خالد وہ خوش نصیب نعت نگار ہیں جن کے فن کی مہک ان کے ہمیں حیات و صرف فکلی بلکہ اس کی پڑ بھائی بھی ہوئی۔ نعتیہ ادب کو نئے رول لکھ، اعلیٰ فنی اقدار، زبان و بیان کے مسلمہ معیار لکھ اور اسلوب کی متانت سے روشناس کروانے والے اور کثیر السلیق تجربہ لکھ سے نعتیہ شاعری کو با اثر و متحرک کرنے والے شعراء کی صفِ اول میں عبدالمعز بن خالد ہی نظر آتے ہیں۔

اسی اثنا میں آرزو اکبر آبادی، حکیم المصطفیٰ، وفا ڈیوانی، اختر الہادی، سکندر کشمیری اور ہلال جھڑی وغیرہ کی نعتیہ شاعری بھی کتابی صورت میں شعر عام پر آئی۔

۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۶ء تک تقریباً ستر نعتیہ مجموعے طبع ہوئے جن کے مصنفین میں جنس تو ایسے تھے جن کے مجموعے اس شعرے سے قبل بھی منصف شہور پر آچکے تھے۔ جب کہ جنس شعراء پہلی بار حرم نعت میں داخل ہوئے تھے۔ معروف شعراء میں رعنا اکبر آبادی، حافظہ صدیقہ، ساغر صدیقی، جعفر طاہر، احسان دانش، حامی کسان، عبدالمکریم شمر، عبداللہ ہلال صدیقی اور حافظہ مظہر الدین کے نام نمایاں ہیں۔

”مسیح رعنا“ کے شاعر رعنا اکبر آبادی کا اسلوب روایت سے بیحد متحرک ہے:

بڑھایا اور بھی سوز محبت شبنم جگر سے

جہاں روشن ہوئی یہ شمع پروانے وچیں آئے

حافظہ صدیقہ نو کی پہلا نعتیہ مجموعہ ”نئے خواب“ آیا تھا۔ پھر ان کی متحدہ کتابیں سرمدیہ نعت میں اضافے کا

سبب نہیں۔ ملاحظہ کیا نوئی نظم کوئی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ ان کی نعتیہ غزلوں میں بھی نظم کا سلسلہ ہوتا ہے۔  
دریغ ذیل نظم ملاحظہ ہو:

ہو نعت اس وجہ حسین  
بر شعر ہو وہود آفرین  
لیکن تری مدح و ثنا  
الفاظ میں ممکن نہیں

سارے صدیقی کا مجموعہ نعت "سبز گنبد" کے نام سے چھپا تھا۔ ان کا رنگ کلام بھی دیکھتے ہیں:-

غار حرا کو یاد ہیں سب سے رسول کے  
دیکھی ہے پتھروں نے مبادت رسول کی

حضرت طاہر قادہ الکلام اور ذی علم شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا آہنگ بڑا توانا تھا اور گفتہ بیانی ان کا طرز

انتیاز تھی:

نہ جلوہ گاہ خطا میں نہ دل سخن میں گئے  
ہمارا دل تو شہ دیں کی انجمن میں گئے

نیساں اکبر آبادی اساتذہ سخن میں شامل ہیں۔ ان کے نعتیہ مجموعے "دارین" اور "ابر نیساں" شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں مدیہ بچوں، اسالیب اور نئے ادبی میلان اور تازہ رجحانات کو دیکھنا اور اپنانے کا جذبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری عمر تک ان کی شاعری بوسیدگی کا شکار نہیں ہوئی۔

جب میں بجز حضور کسی کا نہیں غلام  
پھر کہیں کسی کی مازب بے جا اٹھائی جائے

احسان دانش کا ایک مسدس ۸۰ صفحات کے کتابچے کی شکل میں طبع ہوا تھا۔ مسدس نویسی کے لیے جس قدر الکلامی، زبان دانی، تاریخی شعور اور فصاحت و بلاغت کی ضرورت ہوتی ہے، احسان دانش کے مسدس سے محروم ہیں:

زروں میں تو نے بھانپ لیا خون آفتاب  
خود ماز بائے زبیت اٹھے گئے نقاب

خاصی کتابی موضوع کے ادراک کے ساتھ ساتھ طرز ادا میں ایک قسم کی اعلیٰ جمیدگی کے قائل ہیں اور بلاغہ کو خوب صورت بنا کر پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ وہ خاصی حد تک کلاسیکی مزاج کی تشبیہات اور استعارات استعمال کرتے ہیں لیکن ان کے انداز نگارش سے نئے پن کا احساس جنم لیتا ہے۔ ان کا پہلا مجموعہ "مدحت" ۱۹۷۶ء میں منظر عام پر آیا۔ پھر "نعتوں کے گلاب" اور "حرف شیریں" کے نام سے دو کتابیں آئیں۔ بعد ازاں یہ کتابیں ان کی کلیات "تمام کا تمام" میں شامل کر دی گئیں۔

طاہر ہوا قلم تو محمد کے لفظ پر  
شریں ہوئی زباں تو محمد کے نام سے

خاصی کی نعتیہ نظمیں بھی فن پر ان کی بھرپور قدرت اور موضوع کی کامل تفہیم کی عکاس ہیں۔ نعت گو شعرا نے

اکثر اظہارِ محضر کیا ہے۔ لیکن عاصی نے جس خوب صورتی سے کالماتی انداز میں اظہارِ محضر کیا ہے اس کی مثال پوری اردو نعت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ٹائے خوابہ میں اے ذہن! کوئی مضمون سوچ  
جناب! فائق حیرت میں گم ہوں کیا سوچوں؟  
نہان! مرحلہ مدح پیش ہے، کچھ بول  
جہاں حرفِ زدن ہی نہیں ہے کیا بولوں؟

حافظ مظہر الدین کے نعتیہ مجموعے ”تجلیات“، ”جلوہ کاف“ اور ”بابِ جبریل“ کے نام سے شائع ہو چکے تھے۔ 2013ء میں ارسلان احمد ارسلی نے ”کلیاتِ مظہر“ بھی مرتب کر دی جس میں ان کا نعتیہ اور عمومی کلام شامل ہے۔ حافظ مظہر الدین نے نعتیہ شاعری میں اپنی پوری تخلیقی صلاحیت صرف کر دی ہے۔ ان کے کلام سے سوز و رونا، جہر اندازوں [Internal Urge] اور فنی درویش متراش ہے۔ نعتیہ غزل کا رک رکھاؤ اور اسلوب کی دلکشی ملاحظہ ہو:

ذرے ذرے میں ہے دل اے سارہاں آہستہ چل  
یہ ہے ماہِ سرورِ کلن و سکاں آہستہ چل  
اے حدی خواں، اے امیرِ کارواں آہستہ چل  
ہے شریکِ کارواں اک خستہ جاں آہستہ چل

اسی عشرے میں اعظم چشتی، عبدالحق ہلال صدیقی، ہلال جعفری، سکندر نکھوی، عبدالحقیم شمر، ساجد اسدی، یوسف ظفر، نازِ حرم حمید صدیقی، نکھوی، اختر الحامدی، خالد محمود خالد، نقشبندی، سر و سہارن پوری، ضمیر جعفری، شمس وارثی اور منور بدایونی کے نعتیہ مجموعے بھی زیرِ طہاعت سے آراستہ ہوئے۔

منور بدایونی کا نعتیہ کلام ”منور نقیش“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں ”کلیاتِ منور“ میں ان کا تمام کلام شامل کر دیا گیا۔ ان کی نعتیہ شاعری میں احوالِ دل بیان کرنے کا سادہ سا انداز ہے۔ اسی سادگی کے باوجود عشاق کا کلام حوام و خواص میں یکساں مقبول ہے۔ منور بدایونی کی شاعری میں تشبیہات، استعارات اور علامات کا اچھا بچ نہیں ہے وہ بیانیہ انداز میں شعری حسن پیدا کرنے کے عادی ہیں۔ ان کے شعری عمل میں ان کے قلب کی گرمی اور شعلِ رسول کی تپش محسوس کی جاسکتی ہے۔

دیکھنے کو تو کیا کیا نہ دیکھا  
تجھ کو دیکھا تو تجھ سا نہ دیکھا  
ان کو پایا تو کیا کیا نہ پایا  
ان کو دیکھا تو کیا کیا نہ دیکھا

ہلال جعفری نعت گوئی کا طویل تجربہ رکھتے تھے اور خوشا نصیب کہ اسی حوالے سے دنیائے ادب میں پہچانے جاتے ہیں۔ ”کشکولِ ہلال“ میں نعتیہ تناسیل ہیں اور ”توشِ ہلال“ ان کا نعتیہ مجموعہ ہے۔

نقصین نگاری ایک مشکل فن اور تخلیقی حوالے سے دوسرے درجے کا کام ہے، کیوں کہ اوّل درجے کی تخلیق ہمیشہ طبعِ زاد ہوتی ہے۔ لیکن یہی دوسرے درجے کا تخلیقی کام بڑے بڑوں کے چھکچھرا دیتا ہے، کیونکہ جس شاعر کے

کلام کی تصمین کی جاتی ہے۔ تصمین نگار کلاس کے تخلیقی تجربے کو پہلے اپنے تخلیقی میزان سے ہم آہنگ کرنا پڑتا ہے۔ پھر اصل شاعر کے بر شعر پر کم از کم تین سرعے ایسے ہم پہنچانے ہوتے ہیں۔ جو تصمین نگار کے سرعوں سے پیوستہ ہو کر سن ہو کا احساس دور کر دیں اور معنوی سطح پر ایک نئی دنیا وجود میں آ سکے۔ ہلال جعفری نے یہ کوشش کی ہے کہ لگ بھگ ایک سو پانچ شعراء کے کلام پر بالائزہام تناسل میں لکھی ہیں اور پیش تر ان کی کاوش کامیابی سے ہم کنار ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو:

طیب کی وادیوں کے دو بام چوم کے  
والیل کی اماں امان بھرے ہوئے  
مانجر کی ستارے دنیا دوش پر لے  
”بر روز روٹالی آقا کے واسطے!  
بر صبح لے کے آتی پسے پھول آفتاب کا“

(تصمین ہفت مذاق العیش)

تناسل کے ان نمونوں سے ہلال جعفری کے فن تصمین نگاری کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ہلال جعفری کا نظیہ مجموعہ ”توشہ ہلال“ بھی نظیہ ادب میں ان کے شعرے contribution کا عکاس ہے۔

ماہ بھر کہتے رہو نصیب شہ اہلار کی  
اک فقہ صورت بھی ہے صبح کے آہار کی

ان اشعار سے ہلال جعفری کے اسلوب کا نظیہ روایت سے گہرا اور مضبوط طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نظیہ ادب میں تخلیق کی رفتار بھی تیز ہوتی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۶ء کے عشرے میں دسویں (۲۳۰) شعری مجموعے شائع کیے گئے۔ اسی عرصے میں ادبی رسائل میں بھی نعتوں کے لیے اوراق وقف کیے جانے لگے۔ مدحت مصطفیٰ کی طرف شاعروں کی توجہ مبذول ہونے میں اس دور کے مقتدر طبقہ بالخصوص صدر بنیا مالحق مرحوم کی ڈرون نعت میں دلچسپی کو بھی دخل تھا۔ سیر حال ہند پھر کہ کوئی ہونہوت کو اس عہد میں خوب خوب ڈرون لگا اور ادبی سطح پر اس منف شعری پذیرائی ہونے لگی، جبکہ اب تک شعراء وادبا مدحیہ شاعری کی طرف سے بحرمانہ غفلت کا شکار تھے۔

”شمسیر قیابا رتہ رحمان کیانی کا مجموعہ کلام ہے۔ انیس ۱۹۶۵ء میں رجز خوانی کے باعث اچانک شہر محل گئی۔ اس کے بعد انہوں نے مسلسل انقلاب اسلامی کو اپنا مسنون بنالیا اور اپنے کلام کے ذریعے اسلام کے حرکی نظریے حیاہ کی تبلیغ کرنے لگے۔ یہ باہد بلا خوف تر دیہ کی جا سکتی ہے کہ جہاں اسلامی کے حوالے سے اردو شاعری میں رحمان کیانی سے بہتر شاعری اب تک سامنے نہیں آ سکی ہے۔ رحمان کیانی اردو کے پہلے شاعر تھے جو نہ صرف نعت کو تھے بلکہ بالغ نظر فادوی طرح مدح رسول کے مروجہ سالیب اور آہنگ سے اپنی بے اطمینانی کا برملا اظہار بھی کرتے تھے۔ رحمان کیانی، نعتیہ شاعری کے اس مقام ہی نہیں گاتے تھے بلکہ ایک نیا تخلیقی شعور بھی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کی شاعری ان کے تخلیقی آدرش کا بھرپور نمونہ پیش کرتی ہے۔ مروجہ اور مقبول نعتیہ مضامین کی نگراں اور مدحت مصطفیٰ میں رنگ تغزل کی آمیزش پر وہ اس طرح تنقید کرتے ہیں:

رہیں کرنے کی جگہ منہ و محراب نہیں  
باریاب اس میں کوئی برباد و محراب نہیں  
اس کے علاوہ انہوں نے ایک مجلد کی طرف سے نعت پیش کرنے کا ذریعہ بھی اپنی شاعری ہی کے ذریعے  
عام کرنے کی سعی کی۔

راجا رشی دھرم دھرم نعت کے فروغ میں معروف ہیں۔ وہ کئی سال سے ماہنامہ "نعت" نکال رہے ہیں،  
جس کے کئی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں۔ "نعت کا کتاب" ایک ایسا نعتیہ انتخاب ہے جس کی تدوین پر انہیں بخشی  
داد دی جائے کم ہے۔ ان کی نعتیہ تخلیقات متعدد مجموعوں کی شکل میں مرتب کی جا چکی ہیں مثلاً حدیث شوق، مجر، درخت  
لک، ذکر، مہر کرم، حرف نعت، ذرا نعت، نعت، حدیث رسول، وغیرہ۔ ان کی نعتوں میں پیغام بھی ہے اور ذکر رسول کی  
حلاوت بھی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

ذہن میں دلت مدینہ کا تصور آتا

پھول اقلت کے مری شاخ نظر پر چکے

۱۹۷۸ء میں حقیقتاً نعت کا مجموعہ "نعت" (مسلم اعظمیہ) کے ادبی رسالے کے ادبی پرچہ کا اداس کی اشاعت کے  
ساتھ ہی حقیقتاً نعت کے شعبہ میں جو گئے اس مہد کے نعت گو شعراء میں حقیقتاً نعت و واحد شاعر ہیں جنہوں نے  
نعت گوئی کے تقاضوں کو بھرپور طریقے سے سمجھا اور شعر کے ادبی پیلوں کو جان کر نعتیہ شاعری میں ایک دلکش اسلوب  
کی بنیاد رکھی ہے۔ "مسلم اعظمیہ" کے نام سے حقیقتاً نعت کا جو دوسرا مجموعہ نعت شائع ہوا اس میں اصناف سخن کے ہر  
تحریر کی پوری فہمی اس بات کا ثبوت ہے کہ شاعر نعت کو محض عقیدے ہی کے زاویے سے نہیں بلکہ شعریات  
(Poetics) کے حوالے سے بھی مرکب کو نگاہ دیکھنے کا سعی ہے اس مجموعے میں ترجیع بند، مثلث، آزاد اور پابند نظمیں،  
سائیت اور سی حرفی جتنی بھی اصناف شامل ہیں، جن کی تخلیق میں شعری، الہیات پر شاعری توہ اور اسلامیاتی حسیت کا  
بھرپور تاثر محسوس رہا ہے۔ حقیقتاً نعت کی کلیات میں ان کے ردعاور پنجابی کلام کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ کو پہنچنے کی  
آرزو اور نہ پہنچنے کے احساس نے کیسے کیسے شعر کہلائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

دیار محبوب کے مسافر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

جو دیکھنا دلکش مناظر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

قبا میں جب ہوں ادا نوافل، سکون پائیں جو دیہ و دول

جو کیف میں روح بھی ہو ذاکر، ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

مسرور کئی کا پہلا شعری مرقع "چراغِ حیا" تھا، پھر اس کے بعد ان کے کئی نعتیہ مجموعے متعدد شہود پر آئے  
مثلاً طراوت، تنال، حرم، مولائے گل، مہر، رحمت، نور، دلی، سیدالکونین، بحدہ، حرف، عطا، آئینہ، انوار،  
عکس، تنال، کس، تمنا، کرم، در کرم، دیا، نور، رنگ، ثناء، بلبل، نور، مرحبا اور سلام ان پر۔ مسرور کئی وہ خوش نصیب نعت گو  
تھے جن کا نعتیہ کلام متعدد انتخابوں کی شکل میں بھی منظر عام پر آیا مثلاً سفید، نعت، مرتبہ، ذاکر، سید ابوالخیر، کشتی، محمد عربی  
مرتبہ محمد امجد، حسین، شافع، محشر، مرتبہ، ارسلان، کشتی۔

مسرور کئی کی شاعری میں سادگی، سلاست اور چھوٹی بحر میں بڑے مفہیم کے شعری پیکر نظر آتے ہیں۔



ان کے ہاں حب رسول اور اتباع رسول کا داعیہ بھی ہے اور دعوت بھی۔ کچھ اشارہ ملاحظہ ہوں:

رہنمائی حیات بھی ہے آپ سے حضور  
تخلیج کائنات کا خلاء بھی آپ ہیں

ذوق جاؤں خیال بظاہر میں  
اس طرح کچھ قرار ہوتا ہے

فقیر فاروقی "باب حرم" کے ذریعے شہرِ نعت گویاں میں داخل ہوئے۔ پھر تو نعت ان کی شاعری کا نمایاں وصف ہو گئی۔ فقیر فاروقی کی شاعری کائنات میں ان کی گیت، نظمیں، ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ ان کا ایک خاص اسلوب ہے، جس کے حوالے سے ان کی انفرادیت مزید نمایاں ہو گئی ہے۔ ان کی نظمیں اور نعتیں غزلیں سب ہی مترنم بحروں میں ہیں اور نثر و کاری کے جذبہ سے آراستہ بھی۔ فقیر فاروقی کے اسلوب کی دلکشی اور بیان کی خوبی ان کے کلام سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور ان کے کلمن کی گونج سے بھی ان کا آہنگ، فضا، نعت پر چھایا ہوا لگتا ہے۔ ان کے متعدد مجموعے شائع ہوئے مثلاً دل سے درنی سمک، کعبہ، عشق، میر سے اچھے حضور، صلابت، نور ازل وغیرہ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

تو امیر حرم، میں فقیر مجھ، تیرے گمن اور یہ لب  
میں طلب ہی طلب، تو مطاعی مطا، تو کچا من کچا

"اچھا مصطفیٰ" "پہلی کرن آخری روشنی" "انکار کی خوشبو" اور "چراغِ مدحت" کے مصنف اچاز رحمانی کی شاعری سراپا دھوئے نکل ہے۔ سیرت رسول اکرم کی خوشبو ان کی نعتوں میں رہتی ہی ہے۔ ان کی شاعری سادہ زبان اور پیغام کے براہ راست اظہار کے حوالے سے انفرادیت کی حامل ہے۔

رہنما ہے آپ کا کردار بھی اور ذات بھی  
ماستے کا ماست ہے روشنی کی روشنی

سلامتی کا سفر، اچاز رحمانی کا طویل مسدس ہے جس کا موضوع "تاریخ اسلام" ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ تاریخ اسلام مسدس کی جگہ میں لکھنے کا یہ پہلا تجربہ ہے۔ مسدس کی زبان رواں دواں ہے اور تاریخی استناد کی بھی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اختتام پر اسلامی تمدن کے حوالے سے چند بند لکھے گئے ہیں جن میں وہی جذبہ کارفِ مابہ جو اقبال کے اس شعر سے جھلک رہا ہے:

ج بٹکے ہوئے مای کو پھر سوئے حرم لے چل!

ملاحظہ ہوا کیسے بند:

حضور! کوئی آیا بشر نہ آئے گا      کسی کی بات میں اتنا اثر نہ آئے گا  
کوئی خدائی میں ان سے نفیر نہ آئے گا      اب ایسا اور کوئی رائے نہ آئے گا  
ہمارے واسطے تفویض کر کے قرآن کو      جہاں کا ماست دکھلا دیا ہے انسان کو  
اسی اثنا میں خالد احمد کی کتاب "تہذیب" منظر عام پر آئی جس میں تین نعتیں قصائد ہیں۔ جدید شعرا میں قصیدہ گوئی کی طرف مائل شعراء میں خالد احمد بہت نمایاں ہیں۔ نثر و نعت کے سلسلے میں ادیب داتے پوری کی مسامی

جلیلہ قائل حسین ہیں۔ ”تصویر کمال محمد“ کلام سے ان کا مجموعہ نعت بھی آچکا ہے۔ اس کے بعد بھی ان کی کچھ کتابیں نثر و نظم میں اسی موضوع پر شائع ہو چکی ہیں۔ وہ نعت میں ایک طویل ترین (پابند) نثر کا تجربہ بھی کر چکے ہیں۔ ان کا پیش تر کلام محافل نعت میں پیش کرنے کی غرض سے وجود میں آتا ہے، اس لیے وہ نعت کے مربوط مضامین دائرے میں ہی رہتے ہیں۔ ان کا کلام غنائی آجنگ کی وجہ سے نعت خوانی کی مغللوں میں گداز قلب پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ ستارہ دارنی ایک صوفی شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ ”آیہ بر صحت“ مدحت مصطفیٰ میں متصوفاً رنگ کلام کا آئینہ دار ہے۔ طفیل دار کا مجموعہ ”العرش“ مضامین کی بوقلمونی کے باعث لائق توجہ ہے۔ انہوں نے شعوری طور پر مدحت رسول کو قافی (Text) کے نمونے سے آشنا کیا ہے۔ خالد عرفان نے طرز و مزاج کی روش بدل کر دنیائے نعت میں قدم رکھا اور نعتیہ ادب میں ”الہام“ کا اضافہ کیا۔

”مرسل آخر“ کلام سے سید قمر باغی نے مختلف آہنگوں کی نظموں کو قلمی کالی میں شیرازہ بند کیا ہے۔ نعتیہ ادب میں یہ تصنیف اپنے ادبی اسلوب اور جذبہ کی تازہ کاری کے باعث ایک منفرد تصنیف ہے۔ تاریخ کے بہاؤ کے حوالے سے شاعر کی موضوعیت (Subjectivity) تو محض مقامات پر ذرا نکلتی ہے۔ تاہم غن مندی کے سلیقے اور اسلوب کی جدت نے اس کو شش کو قیام دیا ہے۔ نظریہ نعت کا ایک نکلانا ملاحظہ ہو۔

آپؐ سے پہلے جہاں میں یہ تلاش کب عام تھی؟

اہل دنیا نے بہت زخموں کو اہل بچائی ہے نہیں

آپؐ کی تکلیف کو سوچا تو اسارے زخم ٹھنڈے پڑ گئے

اہل طائف نے بہت پیچھے ہیں پھر آپؐ

اہل ذر کے کے، لاگو ہو گئے تھے جان کے

آپؐ کے ضبط و قلم کی نہیں ملتی مثال

آپؐ کے اخلاق نے فولا کو کچلا دیا (مرسل آخر)

فدا خاندی دہلوی کبیر مشق شاعر اور سیکڑوں شعراء کے استاد ہیں۔ جنود دہلوی کے جانشین ہونے کے باعث آپؐ کا شاہ کول کئے اہم و قابل اس رنگ سخن کے واحد شاعر ہیں۔ فدا خاندی کا نعتیہ مجموعہ ”ممس“ کلام سے شائع ہوا تھا۔ اس نام میں حروف مقطعات کی چھ دی جھلک رہی ہے۔ نام کی اس تجربے (Abstraction) نے معانی کے دائرے کو وسیع تر کر دیا ہے۔ ”ممس“ میں قدیم اصناف سخن کی بھرپور رائدگی ہے۔ روایت سے آگاہی اور سلیقہ مندی اس کتاب کے ہر شعر سے مترشح ہے۔ غزلوں میں نعت کے موضوع کے احترام اور حدود و دج کے شعور کے ساتھ ساتھ رنگ تغزل اور سوز بھوری بھی ہے اور نظموں میں چنگی اور مشق و بیاخت کی جھلک بھی۔ کتاب میں ایک ہی قصیدہ ہے لیکن بھرپور فنی شعور کے ساتھ۔ مابقی پر فدا خاندی کی گرفت ملاحظہ ہو:

عالم انہیں محبوب خدا کہتا ہے

اک آئینہ صدق و صفا کہتا ہے

کیا شان محمدؐ ہے کہ اللہ اللہ

جو نام نے صل علی کہتا ہے

شعر و ادب اور فکر و فلسفے کی دنیا میں عارف عبدالمعین کا نام یوں تو پہلے بھی قابل اعتبار تھا لیکن جب سے انہوں نے نعت گوئی شاعری ان کا نام نیا دور روشن ہو گیا۔ عارف عبدالمعین کی مدح نگاری کسی خارجی تحریک سے شروع نہیں ہوئی بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صداقت کی تلاش میں مادیت کے فلسفوں سے جھگڑا کر انہیں پیغام نبوتؐ نے اپنی طرف متوجہ کیا اور اس طرح ان پر مدحت گزاری کے دروازے کھلے۔ ”بے مثال“ عارف عبدالمعین کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ ان کی شاعری میں ادب شناسی کا رچا و آوری سمجھاؤ نہایت عمدہ ہے۔ لہجے کے ساتھ جلوہ گر ہے:

کھلے گلاب و حسن جس طرف سے تو گزرا  
ترے خرام سے آئی سب انگاہوں میں

صہبائے اختر نے اپنا ارٹھم شاعری لفظوں کی خوب صورت تصاویر سے سجایا تھا۔ نعت کے اسالیب میں انہوں نے اپنے کرامے لہجے اور پختہ الفاظ کے ساتھ ساتھ مضمون آفرینی کے حوالے سے خاصا اچھا اضافہ کیا۔ ”آقا“ میں شامل ان کی شاعری ان کی قادرالکلامی کی عکاس ہے۔ وہ طویل پابند نظموں لکھتے تھے۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

صبح دم جب بزم گل میں چہچہاتے ہیں طیور  
پو پھنے جب لہلہاتا ہے فضاے شب میں نور  
روشنی جب پردہ غفلت سے کرتی ہے تھوڑ  
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں کے حضور

امید فاضلی بھی حد درجہ شعراء میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ نعت میں ان کی کاوش ہرنے ”سیرے آقا“ کے عنوان سے صورت اختیار پاتی ہے:

جو دیکھ پاتے نہیں ہم تو مال کیا ہوتا  
نہ دیکھنے پہ یہ عالم کہ جیسے دیکھا ہے

”کتاب تو سین“ اقبال عظیم کا پہلا مجموعہ نعت تھا۔ اس کے بعد بھی ان کے دو مجموعے اور ایک کلیات نعت ”زبور حرم“ منظر شہور پڑے۔ اقبال عظیم سادہ لفظوں میں اپنے دل کی کیفیات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کی شاعری کسی قسم کی امیجری، علامت یا استعارے کے استعمال سے گریز کی عکاس ہے۔ خیال کا ابلاغ اور مفہوم کی ترسیل کی شعوری کوشش بھی ان کی شاعری سے مترشح ہے۔ سہل و سادہ زبان اور مترنم بحر کے باعث ان کی شاعری عوام میں بھی مقبول ہوئی اور خواص نے بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ہم نے بھی کبھی جلوے آنکھوں میں سمیٹے ہیں  
انوار کا اک عالم زنجیر ہے آنکھوں میں  
ان کا خیال، ان کی بناء، ان کا ذکر خیر  
مارشنگان عشق کو اپنی خبر کہیں

راغب مراد آبادی اپنے عہد کے ساتھ سخن میں شمار ہوتے تھے۔ نعت کے حوالے سے انہوں نے پہلے پہل غالب کی ریمیں میں کاوش سخن گوئی کا مظاہرہ کیا۔ ”مدحت خیر البشر“ ان کی ایسی ہی نعتوں پر مشتمل کتاب ہے۔



بعد ازاں ان کے اور بھی نعتیہ مجموعے طبع ہوئے۔ ”پہ حضور خاتم الانبیاء“ میں داغ ب مراد آبادی کی ساتھ غیر موقوفہ، مباحیات چھپی ہیں۔ غیر موقوفہ شاعری لکھنے کی کوشش کوئی قاصد ان کا شاعری کر سکتا ہے، چنانچہ یہ فی کوشش بھی ان کی استادانہ طبع کی غماز ہے۔

علم و علم و عمل کا ہے اک کھسار  
اسلام کا نامی وہ رسولِ احرار  
والہ ہے اسی کا حاکم و مالک ملک  
عالم عالم کو ہے محمد دربار

تاہم دہلی منفرد ٹیچ اور مخصوص اسلوب کے شاعر تھے۔ بیان کی سادگی، فکر کی نفاست اور زبان کی سلاست نے ان کی شاعری کو پوقار بنا دیا۔ روایت سے ہم رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی شعری کاوشوں میں تہجد کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ نعت میں انہوں نے اپنے دھیمے ٹیچ، ایمان زبان اور قد رے فلسفیانہ شعری رویے کے باعث انفرادیت حاصل کر لی:

محور ہستی فک و ذات رسول  
دین و دنیا مصطفیٰ کا مصطفیٰ

”تور حرا“ کے خالق نصیر آرزو کا لہجہ سادہ اور دل نشین ہے۔ ان کی نعتیہ غزلیں رنگ تفری سے مملو بھی ہیں اور ان میں احرام کے ساتھ ساتھ موضوع کی تفہیم کے شواہد بھی پائے جاتے ہیں:-

قرار ہے یہی دنیا میں تم کے ماروں کا  
تہناری یاد سہانا ہے بے سہاروں کا

ضیف اسدی نے فارسی نعت میں قدم رکھا تو ان کے پر احماد لہجے اور سلیقہ کے باعث انہیں جلد قبول عام حاصل ہو گیا اور وہ ”ذکر شہ الامام“ کے سہارے مدحت گزبان سرکار دو جہاں میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔

”آپ“ ان کا دوسرا شعری مرقع ہے۔ مخزنہ کے احساس سے مملو شعر ملاحظہ فرمائیے:

بہال مدح رسالت تب کس کو ہے؟  
شہور مرید بے حساب کس کو ہے؟

ماخذ افضل نعتیہ بھی جہت نعتیہ ادب کی خدمت کے لیے وقف رہے۔ وہ موضوع کے ابعاد (Dimensions) سے پوری طرح آگاہ بھی تھے اور نئے سرور کو نہیں کے قرینے سے بھی واقف تھے۔ ان کی شاعری آداب شینگی اور زبان و بیان کی طرح کی عکاس ہے۔ ”جان جہاں“ اور ”عطاء محمد“ ان کی شاعری کے مجموعے ہیں۔

عرق آلود جہیں یاد آئی  
کچھ مرے پاس نہ تھا یاد آئی

”میان دو کریم“ اور ”فیضانِ کرم“ کے مصنف ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی اپنی نعتوں میں ادبیت اور عقیدہ کا حسین احراز پیش کرتے ہیں۔ ان کے لہجے کی سلاست، محبوب رب العالمین سے ان کی وابستہ شینگی

اور ان اہمات کا پتہ دیتی ہے۔

خدا کی ذات کا عرفان انہی کو حاصل ہے

جو لوگ عظمت شہر الہی سمجھتے ہیں

ان شعرا کے علاوہ اسی عشرے میں قلمبند شری کتاب "نعت مصطفیٰ"، نعیم نقوی کا مجموعہ "بصیرت"، قمر انجم کا "مذراۃ عقیدت"، حسرت جمیع خصال "بکمال آجانی کا نعتیہ کلام"، سلسلہ خواب "تقریر دانی کا شعری مرقع" "نہر درخشاں"، صبا شہزادی کا مدحیہ کلام "مصدر الہام"، عبدالمکریم شمر کی کتاب "احسن تقویم"، قمری کانپوری کا بدیع نعت "نور ازل"، اثر زہری کا مجموعہ مدحت رسول "سلسلہ سبیل" اور وحید نسیم کا بدیع عقیدت "نعت و سلام" کے نام سے منصف شہود پر آج اس عشرے میں مدحیادب کی تخلیقی رفتار قابلِ لحاظ حد تک تیز رہی۔ "نور ازل" کے خالق قمری کانپوری کے شعری آہنگ میں ان کی مناجات آمیز نعتیہ غزل کے اشعار اکتانہ خمین ہیں:

شعور فن جو دلا ہے تو یہ کمال بھی دے

کہ نعت نکھوں تو لنگھوں کو خدا خال بھی دے

جو ان کی ذات سے وابستگی مسلم ہے

تو ان کی شان کے شبلاں کوئی خیل بھی دے

عبدالمکریم شمر کے دو نعتیہ مجموعے "احسن تقویم" اور "شاخ سدرۃ" منصف شہود پر آئے تھے۔ ان کا شعری لہجہ دعائیت اور حدیث کا احترام سے عبارت ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

حدود وسعت کون و مکان سے ملتی ہے

مرے خیل کو وسعت کہیں سے ملتی ہے

اثر زہری نے تو آپ پاک کا منکوم تر جز "عمر البیان" کے نام سے کیا تھا جسے ہل علم کے مکتوب میں بڑی پے پرائی ملی۔ "سلسلہ سبیل" ان کی نعتیہ نظموں اور منتخب اصحاب و صحابیہ کا مجموعہ ہے۔ اس شعری عمل میں متن کی استنادی شان بھی ہے اور شعری جمال بھی۔ ملی زہال کا نقطہ طائر شاعر کے دل سے نکلنے والی آہ بھی ہے اور ملت کو کمال کے درجے پر فائز دیکھنے کے لیے دعاؤں کی سسکی آمیز انتہا بھی۔ نعتیادب میں ملی درد کے اعظم کار کا یہ رجحان حالی سے اقبال اور نظر علی خاں تک اور وہاں سے اثر زہری تک پہنچا جسے اثر زہری نے صدقِ دل سے اپنایا ہے۔ "التمنا مکتوب" سید لطیف ایک قصیدہ اہم ہے جس میں تلمیح کے بجائے براہِ راست مخاطب کا انداز اپناتے ہوئے شاعر نے عرض مدعا کیا ہے۔ دو شعر دیکھئے۔

قلم غم خانماں برباد ہوئے ہیں

اے جلد گزشتہ حرم خانہ ارقم

سپاہ سر کنگرۂ قمر مسداں

ازنا نہیں اب صولت صدیق کا پرچم

شاعری کے یہ چند نمونے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اثر زہری کو نعت کے مافیہ [content]۔ اسلوب [style] اور شعری ضرورتوں کی آگاہی نے قادرانگہائی کا امتیاز عطا کر دیا ہے۔

۱۹۷۸ء سے ۱۹۹۷ء تک کے دہے میں تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی سطحوں پر کام مزید آگے بڑھا تنقیدی جہت تو بالخصوص اسی عشرے میں روشن ہوئی۔ اس دور کے میں کم و بیش پونے چار سو تنقیدی مجموعے شائع ہوئے اس عہد میں چھپنے والا کلام ادبی خوبیوں کے لحاظ سے وقیع تر، آہنگ، لہجہ اور اسلوب کے حوالے سے جدید تر اور نئی شعریات کے شعور کے پھیلاؤ اور نعت میں اس کے بھرپور ادراک کے سلسلے میں لائقِ اعتبار ہے اس دہائی میں سامنے آنے والی کتب میں دنیائے ادب میں معروف اور مستند شعرا کے شعری مجموعے خاص بات کا اشاریہ مرتب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ اب ہاتھ و پیچہ و ادب تخلیق کرنے والے شعراء بھی صرف نعت گویاں میں شامل ہونے کو سعادت سمجھنے لگے ہیں۔ شعرا کی اس فہرست میں اختر ہوشیار پوری (برگ ہنر)، سعید وارثی (ورث)، سلیم گیلانی (سیدنا)، سکیل غازی پوری (شہر علم)، نعیم صدیقی (لوری کی نمایاں رواں)، اختر نکسوی (عنقر)، منیر قصوری (چادر رحمت)، جعفر بلوچ (بہت)، سرشار صدیقی (اساس)، دلال صحرائی (لال زار نعت)، احمد ندیم قاسمی (تہاں)، منیر فیصل (اے ہوا موزن ہو)، بخش ہادی (حرف شاہ)، خاطر غزلوی (سلسلہ انوار کا)، حسن رضوی (تہاں احمد مرسل)، نسیم عمر (یہ جو سلسلے ہیں کلام کے)، جاوید اقبال ستار (رحمت بے کراں)، محسن احسان (اجمل و اکمل)، خالد شفیق (عالم افروز)، ریاض مجید (الکھم صل علی محمد)، مسیح رحمانی (ماہ طیب اور چادر رحمت)، ریاض حسین چوہدری (زمر مستر)، سید سلمان رضوی (شہ کثیر)، قمر وارثی (کبک لہری)، شوکت ہاشمی (سارے حرف گلاب)، مبارک موگیلی (ذکر ارفع)، احمد شہباز خاں (قدیل رحمت)، اسرار پوری (طہ سے حرا تک)، طفیل ہوشیار پوری (رحمت یزناں)، ہمایوں (شہ جبریل)، غوث تھراوی (بلافا)، عس مسلم (زمرہ درود، زمرہ سلام، کاوان حرم، حمد نعت)، لطیف اثر (مید نعت)، اثر فاضلی (جے پوری)، تجلیات حرم، چیرہ اندازی (نور بے مثال، منار نور)، اے کے طالب (یا اللہ یا رسول اللہ)، شاہ انصار الہ آبادی (سراج السالکین، سلوۃ و سلام)، آفتاب کریمی (آنکھ بنی شکل)، اور رحمان تبسم فاضلی (طیب الامم)، وغیرہم کے سامنے گرامی شامل ہیں۔

سعید وارثی کی کتاب ”ورث“ جدید لہجے میں نعتیہ شعر تخلیق کرنے کی کوشش سے عہد سے ان کی شاعری میں روایت کے سہارے اسلوب کی جدت کے شواہد ملتے ہیں۔ در حضور ہم ماضی کی تمنا کا اظہار نعتیہ شاعری میں تقریباً ہر شاعر کرتا ہے۔ سعید وارثی نے بھی یہ آرزو شعر میں ڈھائی لیکن دوسرے انداز سے:

یہ تو بجا وہ میر گل رہک بہشت ہے مگر

مردہ اذن ماضی، سوچ مہانتا مجھے

سلیم گیلانی کا مجموعہ ”سیدالگوین موسم بہار“ سیدنا نعتیہ ادب میں ایک مستر اضافہ تصور کیا جائے گا۔ وہ کلاسیکی شاعری کے آہنگ سے مانوس بھی ہیں اور جدید رنگ و خم کا شعور بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شاعری میں روایت کو ساتھ لے کر جدت کی طرف قدم بڑھانے کا رجحان جھلکتا ہے:

ذرا ہوں پہ خورشید سے ہے ربط گل

ظہر ہوں پہ نسبت ہے مجھے وسعت یم سے

سلیم گیلانی نے استعاراتی زبان بھی شعر عقیدت کے لیے بڑی کامیابی سے استعمال کی ہے:

جب وہ چاند نہ ابھرا تھا کتنا کھو اندھیرا تھا

پورن ماشی کا چندا پہلی رات کا لگتا تھا

ٹھانے خواہ کوئیں گوشہ انسانوں کی حیات اجتماعی سے ہم آہنگ کر کے امت مسلمہ کو آئندہ دکھانے کا کام جس فی شعور کے ساتھ نعیم صدیقی نے کیا ہے، وہ منفرد بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ عشق رسولؐ کو اپنا رسولؐ سے شروط کر کے پیش کرنے کا جذبہ ان کا رہنما ہے۔ مدحت سرکار کا ادب کے عصری تقاضوں کے لحاظ سے شعری پیکر دینے کے سلسلے میں نعیم صدیقی کا نام ہمیشہ ایاں رہے گا:

اے عشق محمدؐ اب اتنی سی تمنا ہے

داخل کے طلبوں سے ایماں کو بچالے چل

ہاں اے سخی اقرار ہاں اے سزا سرا

جنت سے گراہوں میں پستی سے اٹھالے چل

منیر قصوری کی شاعری میں فن کی پختگی متعین ہے۔ شعور مقام محمدیؐ کی تاباکی سے ان کے اشعار غور و خیر پر مبنی ہیں اور پیام رسالت کی روشنی سے حرف حرف منور ہے:-

ماہ جمیل نیم شب، مہر جمیل نیم روز

چاندنی ہو کہ روشنی، آپؐ کے دم قدم سے ہے

اختر نکھوی مدح نبویؐ کو غزل کے عصری تقاضوں سے ہم کنار کرنے میں کامیاب بھی رہے اور ان کی شاعری میں احترامِ نعت بھی قائم رہا۔ انہوں نے مدحت سرکار دو عالمؐ کی جگر کاوی سے کی۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے شائع ہوئے، ”نصیرؐ اور ”سرکارؐ“۔

ان کے در پر گئے گردِ ماہِ سحرِ جسم پر رکھ کے ہم

اور پھر یہ ہوا، پہروں روتے رہے در پر سر رکھ کے ہم

پاکستان میں نعتیہ ادب کے فروغ اور نعت خوانی کے احیاء کے لیے ریاض سہروردی کی خدمات ہمیشہ یاد کی جائیں گی۔ ریاض سہروردی نے محافلِ نعت کے لیے کئی تعداد میں کلام نکھ اور ان کا کلام محافل میں پڑھا کر کیا۔ ان کے عہد میں حیاتِ متعدد مجموعہ ہائے نعت شائع ہوئے اور اب ڈاکٹر شہزاد احمد نے ان کی کلیات بھی شائع کر دی ہے۔ یہ کلیات ان کے بیسار لوئیں ہونے کی دلیل ہے۔ صوفی و صافی دل ہونے کے باعث ان کی نعت میں دالہا نہ چن جھلکتا ہے۔ چٹا بیاض ملاحظہ ہوں:-

مجھے نہ دیکھو شبِ بحر و بر کی بات کرو

گناہگار پہ ان کی فکر کی بات کرو

کسی بھی شے کے اثر کا کرو نہ ذکرِ ریاض

کرد تو اہم نہا کے اثر کی بات کرو

علامہ ریاض سہروردی سلسلہ طریقت کے مستند نقشبندی تھے اس لیے انہوں نے ہر ورشد کی مطلوبہ شان، qualification بھی بتا دی ہے۔ نعت کو زندگی کے عملی معاملات سے ہم کنار کرنے کی یہ کوشش لائقِ تقلید ہے۔

مجموعہ نعت ”نیت“ کے ذریعے حضرت بلوچ نے ناز و سلاطین اور فکری اجتماع کی قابل قدر مثال پیش کی ہے:

اسے بھی دعائے لے گی رحمت آقائے دو عالم

پکارا حسن نیت سے انہیں جب عمر حاضر نے

”مطلع“ کے عنوان سے جو نظم کتاب کی رحمت نئی ہے وہ اپنی رمزیت اور تاریخی و عقیدتی اشارت کی

علامت ہے۔ اس نظم میں شاعر پہلے دہلی نے سندھ کی بات کرتا ہے جس کے کنارے اس نے پرورش پائی ہے۔ اس کے بعد وہ دہلی نے رحمت کی بات کرتا ہے۔

سنو اب ایسے دہلی کی کہانی

بھرے ہے جس کے آگے سندھ پائی

حضرت بلوچ کی یہ نظم علاحدیت اور توحید، دونوں سطحوں پر کامیاب نظم ہے۔ اس نظم کا لہجہ نعتیہ شاعری میں

خاص حد تک منفرد اور ناز و کاری کا ناکندہ لہجہ ہے۔

سرشار صدیقی کی مدحت گزاری کی ”اساس“ نئے طرز احساس اور جدید فکر پر فہم ہے۔ ان کی نظیات

میں عظمت پر یکساں اور حروف میں عقیدہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ شعریت کا ادھاک سرشار صدیقی کے تخلیقی وجدان کا حصہ ہے اور ان کی مدحیہ شاعری اس شعری دھاک کی بھرپور نمائندگی کرتی ہے:-

دور سے گنبد خضرتی دیکھ کے دل اس طور سے ہلکا ہوا

روح کے گہرے ستارے میں جیسے شور نشور ہوا

نعتوں میں رہتے ہیں آداب عبادت کے

ہر چند غزل میں ہم شور و ہواں طہرے

”بنیاق“ سرشار صدیقی کا دوسرا مجموعہ نعت ہے۔ اس میں حضور اکرم کی مدحت کے ساتھ ساتھ

”والدہین معذہ“ (مواپہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے مناقب بھی ہیں۔

”جمال“ مدحت نگاری میں شعری بنالیاہ کا بھرپور عکاس ہے۔ احمد نعیم قاسمی نے غزل کے اسلوب

میں سرکار رسالت آپ کا ایسا سراپا لکھا ہے جو آپ کی سیرت کے نور سے مستعیر ہے۔ ”جمال“ کی شاعری میں عقیدہ کا مقدس جذبہ فن میں اس طرح ڈھل گیا ہے کہ عقیدہ اور شعر کی تخلیقی دانش میں ایک حسین توافق (Harmony) پیدا ہو گیا ہے:

اے مرے شاہ شرق و غرب، مان جو ہیں خدا تری

اے مرے پوریا نشیں! سانا جہاں، گھلے ترا

یوں تو تری رسائیاں فرش سے عرش تک محیط

میں نے تو اپنے دل میں بھی پلا ہے نقش پاترا

پورے قدم سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم

مجھ کو جھکے نہیں دیتا ہے سہا تیرا

مسحی نعت گو مذہبِ قیصر کی شاعری میں موضوع کے حوالے سے اپنے احساسات کو لفظوں کی گرفت میں لانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ ان کی شاعری میں علامتوں کا جابجا استعمال ان کی دشوار پسند طبیعت کا ثبوت بھی ہے اور لفظوں کو معنایاتی وسعتوں کے ساتھ استعمال کرنے کی کوشش کا آئینہ دار بھی مذہبِ قیصر کی مدحیہ شاعری کا شرکاء آرزوئے تخلیق کا بے ساختہ پن ہے جس نے اس شاعری کو پرکشش بنا دیا ہے:

چوہوں پاؤں ہجرت والے  
ہجرت والے برکت والے  
کوئل کوئل، شبنم شبنم  
لمحہ بھیج، ہمارے والے

مذہب کی ناقابل تردید حقیقتیں جب پر داغِ سخن میں صورتِ انکسار پاتی ہیں تو لفظ لفظ میں شاعر کا باطنی جذبہ پھر پھر ہونے لگتا ہے اور شہرِ نعت میں اجالا ہو جاتا ہے۔ انہی صورت میں قاری نعت گو شاعر کی کاوشِ ادبی کی داد دے بغیر رہ نہیں سکتا۔ محشرِ ہایونی کی نعتیہ شاعری میں بتدلِ فن بھی ہے اور جذبہ و احساس کی لطافت بھی، لہذا قاری ان کی شاعری پر نہ کر وہ اپنی انھوں سے آشنا ہوتا ہے:

آ کے طیب سے طلب اور ہے تھنہ تھنہ  
دھڑکنیں دل کی صدا دیتی ہیں طیب طیب  
کسی دیوار کا سایہ بھی کوئی سایہ ہے؟  
آپ کے دامنِ رحمت کا ہے سایہ سایہ

خاطرِ غزلوی کے نزدیک نعت گوئی اپنی زندگی کے لئے موجود کو سنوارنے اور مستقبل کو نکھارنے کا عمل ہے۔ وہ والہانہ کیفیت میں نعت کہتے ہیں اور اس کیفیت میں دھڑکنیں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ "سلسلہ انوار کا" خاطرِ غزلوی کی مدحِ گزاری کی غلغلہ کو شش کا آئینہ دار بھی ہے اور ان کے تخلیقی وجدان کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

آؤ مستقبل کو نکھاریں نعت کہیں  
جن نئیں حال کی سب مبارکیں نعت کہیں  
گنبدِ عسکری کی ہریالی آنکھ میں ہے  
موسمِ دل پر چھائیں بہاریں نعت کہیں

غزل گو شعرا جب وادیِ نعت میں قدم رکھتے ہیں تو اپنے مظلومانہ طرزِ احساس کو اس طرح ہموار کرتے ہیں کہ نعت کی انظلیات اور طرزِ ادا سے ایک خاص قسم کی ندرت پیدا ہو جاتی ہے۔ محسنِ احسان کی نعت گوئی میں بھی یہی تخلیقی رویہ کارفرما ہے۔ ان کی نعت نگاری ادبیت اور عقیدت کے حسین رنگوں سے مزین ہے۔ محسن نے خوب صورت تراکیب تراش کر زندگی کے اندھیرے میں چالنے کو جزوِ فن بنایا ہے اور تعلیماتِ محمدی کو موضوعاتِ شعر کے طور پر اختیار کیا ہے:

لذتِ جاں اس نے دی دردِ آشنا اس نے کیا  
بے نوا محسن کو سرمست نوا اس نے کیا



ایک مجہدے میں ہے چہاں کیف ماز زندگی

یہ سستی دے کر شناسائے خدا اس نے کیا

ڈاکٹر ریاض مجید نے تحقیقی اور تخلیقی سطح پر قابل فہم و خوش فہم کیے ہیں۔ ان کی نعتیہ تخلیقات متعدد کتب کی صورت میں منصفہ شہود پر آج بھی ہیں مثلاً: ”الطعم علی علی محمد، سیدنا محمد، اکھبر علی محمد اور سیدنا رحیم۔“ ریاض مجید موضوع کی نزاکتوں سے بھی آگاہ ہیں اور ان کے شعری عمل میں اسوۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا انسانیت افزہ پہلو بھی نمایاں ہے۔ ان کی شاعری میں اسلوب کی حدت اور انہماک کی صفائی نے ہاڈ بیت پیدا کر دی ہے۔ زبان و بیان میں شعریت کا عنصر نمایاں ہے۔ انتخاب الفاظ میں وہ بڑے عطا ہیں۔ ان کی نعتوں میں بندش کی چستی اور رسول اکرمؐ سے مخاطب کا سلیقہ بھی قابل فہم ہے۔ مثلاً:

یقین ابھارتی، تکلیف دور کرتی ہے

محبت آپؐ کی، دل کا حضور کرتی ہے

اما و نفس کو کرتی ہے مجر آگاہ

خوشا وہ چھ دی جو ہے غرور کرتی ہے

ریاض حسین چودھری کے کی نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں مثلاً ”زمزم، سلام ملک، رزق شام، تنائے حضوری، مصباح قلم اور کنگول آرزو“ نئی تشبیہات، نئے استعارے اور نئے علام کی تلاش میں ریاض حسین چودھری بڑی محنت کرتے ہیں اور انہیں جز و شعر بنانے میں بڑی جگر کاوی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ان کی نظیات ادبی حسن کاری کا مظہر اور ایک دھار ماحول کی ذہنی آج کے نماز ہیں:

ایک لمحہ بھی نہیں ان کے کرم سے نکلی

ہر سینے کو عورت کا مہینہ نکلیں

شہر مڑکھ میں چپکتے ہیں جو آنسو میرے

میں انہیں اپنی عقیدت کا پینہ نکلیں

صحیح رحمانی ادبی غلوں، شاعرانہ چہائی اور تخلیقی لطافت کے ساتھ نعت گوئی میں معروف ہیں۔ فن میں جدت پسندی اور غلاقانہ قوت کے باعث استعمال نے انہیں وہ مقام دلادیا ہے جس کے لیے لوگوں کی عمریں بیت جاتی ہیں پھر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ صحیح کی شاعری میں شاعرانہ مصوری کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ ایک خاص بات جو صحیح کی نعتیہ شاعری میں بڑی نمایاں ہے، یہ ہے کہ جدت طرازی اور تازہ کاری کی عمدہ مثال ہونے کے باوجود ان کی نعت تاثراتی سطح پر نعت ہی رہتی ہے، غزل یا عام نظم کے درجے پر نہیں آتی۔ موضوع سادگی گہری دانش اور نسبت شکنی کا اس قدر شدید احساس آتے ہیں کہ شعرا کو ہے:

صحیح ان کی ثنا اور تو کر جیسے عرف کی کشتی

کرے سوخت کی جانب طے سفر آہستہ آہستہ۔

صحیح رحمانی نے خواجہ شریف نیر کھڑے ہوئے ہجوم دل رنگاں کے تاثرات بڑی خوبی اور دل سوزی کے ساتھ رقم کیے ہیں:

کھویا کھویا ہے دل، ہونٹ چپ، آنکھ نم، ہیں مولہ پہ ہم  
 روبرو ان کے لایا ہے ان کا کرم، ہیں مولہ پہ ہم  
 ہوا امتیاز عیسٰی مسلم اپنی فکر راسخ کے ساتھ پیغام و مقصد نبوت پر قلم اٹھاتے ہیں اور نعت کی مختلف جہتوں  
 پر بڑی قادر الکلامی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی حقیقت پیش کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے درود اور سلام پر الگ الگ دو  
 کتابیں ”زمزمہ درود“ اور ”زمزمہ سلام“ تصنیف کی ہیں اسی طرح حج کے موضوع پر ان کا طویل مثنیٰ ”کاروان حرم“  
 کے نام سے منظر عام پر آیا ہے جس میں مدحت رسولؐ کے اشعار بھی بڑی آب و تاب سے روشنی ہیں۔ مسلم کی شاعری  
 میں واقعاتی صدائیں بڑی استنادی شان کے ساتھ جلوہ آ رہی ہیں۔ وہ حد و شریعت کا پاس رکھتے ہوئے مقام محمدیؐ پر  
 گفتگو کرتے ہیں۔

سلام ان پر محبت جن کی تاب اہل دانش  
 ہے جن کے عشق کا سوا سر اہل جنوں میں  
 علاوہ انہوں نے حمد و نعت، مائدہ و رسول، مذہب و نعت، جیسی کتب شائع کر کے نعتیہ ادب میں اضافہ کیا  
 ہے۔ حال ہی میں ان کی تمام کتب کا خلاصہ حضور اکرمؐ کے اسامہ اور آپؐ کی ذات کی طرف مایع ”ظہار“ کی شاعت  
 کے ساتھ بھی سامنے آیا ہے۔ یہ دونوں کتب ”اسامہ مائیں تھیں شعر میں“ اور ”اسامہ مائیں صدف ظہار میں“ کے نام  
 سے شائع ہوئی ہیں۔

یہاں ایک سادہ عرض کرنی ہے۔ بعض ادبی مکتوں میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ حضور نبی کریمؐ عذیا صلوات  
 اللہ علیہ کے لیے ”تو میرا تم، تمہارا“ کے ظہار استعمال کرنا سوہ ادب ہے۔ لیکن وہ لوگ شعر کی نزاکتوں اور لفظ کی  
 حرمتوں سے یا تو واقف نہیں ہیں یا شعر گوئی کے لیے بھی اپنا کوئی نصاب مقرر کرنا چاہتے ہیں اس ضمن میں میری  
 رائے اس طے ملنے کے ساتھ ہے جو شاعری کے تقاضوں اور لفظوں کے برتنے کے سلیقوں کا ادراک رکھتے ہوئے ان  
 ظہار کے استعمال کو معیوب نہیں جانتا۔ جس کا موقف یہ ہے کہ شعر کی مقصدیات، نثر کے تقاضوں سے مختلف ہوتی ہیں  
 اس لیے شعر میں واحد حاضر کی ضمیر کا استعمال، اگرچہ اپنے سے کیا جائے تو جائز ہی نہیں بلکہ اپنائیت کے حسن کا آئینہ دار  
 ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے عیسٰی مسلم کے ان اشعار کا حوالہ دینے میں کوئی غار محسوس نہیں کی ہے جن میں ایسے  
 ظہار استعمال ہوئے ہیں۔ جراً.....

مانتا ہوں میرے کہنے سے، جسے دیکھا نہیں  
 جو ترا محبوب ہے، میرا وہی محبوب ہے  
 صاحبزادہ بحیم سید محمود احمد سرور سہارنپوری نے نعتیہ حقیقتات کو ”زمزمہ، دل“ اور ”مائیں خوبہ“ کی کتابی  
 شکل دی۔ ان نعتوں میں خیال کی پاکیزگی اور اظہار کی نفاست نمایاں ہے۔ نعتیہ غزلوں سے شاعر کے وجدان  
 پر غالب! موضوع کی عظمت کا خیال اور غزل کی مقصدیات کا فنی ادراک مترشح ہے۔ قلب مجبور کی تڑپ کی شدت  
 احساس ملاحظہ ہو:

ہر ایک دھڑکن پہ اب تو دل کی عمال یہ ہوتا ہے سر و جیسے  
 مجھے وہ آواز دے رہے ہیں غلام آئے غلام آئے!



غزل کی چھوٹی بحر میں معنوی بے کرائی کا احساس ہوتا ہے۔ چھوٹی بحر میں شاعری کرنا اور خیال کی بلندی کو چھو لیا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن سر وسہار بنوری نے بحر بزن سہدس اربع مقبوض محذوف الاخر یعنی مفعول۔ مفاعیل۔ فعلن میں کمال کی نعت کی ہے۔

۱۹۹۸ء تک ایسے بہت سے شعری مرتفعہ نعت کے مترجموں پر طوط ہوئے جن کی آپ کتاب نے فادائی مدحت گزاری میں چکا چودہ کر دی ہے۔ عزیزم مسیح رحمانی نے اس مرتلے پر میری توجہ ان مجموعوں کی طرف مبذول کروائی بلکہ بیشتر مجموعے خود ہی میا بھی کر دیے۔ اللہ اس نوجوان کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور نعت پڑھنے نعت لکھنے اور نعت پر تحقیق اور تنقید کی کام کرنے اور اس جذبہ ماضی کو تحریک کے طور پر آگے بڑھانے کی توفیق ارزانی فرمائے (آمین)۔ تو اس عرصے میں جو نعتیہ مجموعے آئے ان کی ایک مثال گہرست کچھ یوں ہے (تکمیل کا دھڑی کرنے کی جسامت میں نہیں کر سکتا) مصوفی مسعود احمد ریزہ چشتی کا مجموعہ نعت "نبی الامین"، رحمن خاوری کی کتاب "محراب حرم"، عزیز الدین غامی کا کازرانہ عقیدہ "نعمات طیبہ"، دلالہ صحرائی کی کاوش "غزوات رحمت اللعالمین" اور "قصیدہ نعتیہ" کتاب کریکی کا مرتقہ جذبات "آنگونی شکول"، سید نبی رضا عظیم آبادی کی تخلیق "حرانا عرش"، جبریلہ آبادی کا مجموعہ نعت "لور بے مثال"، انوار عزیزی کی کتاب "آدم تا رحمت عالم"، الحاق وقار احمد قار صدیقی کا کازرانہ شاعر "نقش اکبریا"، طاہر سلطان کا شعری غزل "نعت میری زندگی"، مسیح رحمانی کا تخلیقی شاہکار "خواہوں میں سہری جانی ہے"، حفیظ تائب کا عکس اکھار عقیدہ "وہی نہیں وہی طے"، بشیر حسین ماظم کا یہ عقیدہ "بہال جہاں فرور"، مسعود چشتی کی تصنیف "تسکین قلب"، اسرار احمد سہاروی کا عقیدہ دیوان "ذوق عرفان"، کوثر بریلوی کی کتاب عقیدہ "پتہ کرم ہے ان کا ورثہ"، یوسف طاہر چشتی کا نقش "روح عالم"، ہلال جعفری کا کلام "کاسہ ہلال"، مظاہر الرحمن شیخ کا مرتقہ "عقیدہ عطائے حرمین"، حکیم محمد رمضان اطہری مدح گزاری کا نقش "حرف طیب"، ریاض احمد پرویز کی نعتیہ مثنوی "آرائے رحمت"، جبر شاہ فارسی کا مرتقہ عشق "العلق حوائط"، اقبال عظیم کی کتاب "بیکر نور"، امتیاز راہی کا حرف عقیدہ "مدحت کے چراغ"، صدیق فتح پوری کی کاوش "سجدہ گاہ دل"، سید وحید الحسن ہاشمی کا یہ عقیدہ "عقیدہ یاسین"، وقار تاجی بی کا شعری شہر منورہ "حرف حرف خوشبو"، محمد حنیف مازش قادری کا نقش شعر "خُن غن خوشبو"، سید انوار ظہوری کی نعتیہ تصنیف "حرف منزہ"، ڈاکٹر خالد عباس الاسدی کا نقش ولایت رسول "بارگاہ ادب میں"، شفیق الدین شارق کی مدحت کی پوٹھی "زول"، بشیم تھراوی کا اکھار عقیدہ "نعت کا دیا"، بشیریل جاوید کی نعتیہ کتاب "رشتک بشر"، مگر اعظمی کا مجموعہ حمد و نعت "رب العالمین و رحمت اللعالمین"، تحویر پھول کا مرتقہ "عقیدہ انوار حرا"، بلیم القساٹا کا نقش عقیدہ "نور حق"، احسان دانش کا سلسلہ مدح گزاری "امریساں"، غالب عرفان کا شعور مدحت گزاری "م"، ایم سلیم چشتی کی کتاب نعت "بساط عجز"، عزیزہ جبران انصاری کا "جہان عقیدہ"، اختر ہوشیار پوری کی تصنیف "بجلی"، مسرور کئی کا مجموعہ "عکس تمنا"، بلیم ماسری کا یہ شائے رسول "طلع البدر معلنا"، خالد محمود کا نقش نعت "حسن ازل"، محمد مشرف انجم کی نعتیہ کاوش "بزرگشہد کے خیالوں میں"، حسین عمر کا مجموعہ "سعادہ"، ریاض حسین چودھری کا نقش "رزق ثناء"، جمیل ملک کا یہ عقیدہ "اوصاف"، سجاد مرزا کا نقش مدحت "شوق نیاز"، راہہ عبداللہ نیاز کا نعتیہ شعری کارنامہ "یہ ہیں کارنامے رسول خدا کے"، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشتی کی لطافت "کامکاس مجموعہ" "نسبت"، خالد شفیق کا کلام حمد و نعت "عالم افروز"، مہنام گوایاری کی کتاب "سب اچھا کہیں جسے"، شیدا جمیل پوری کا

نقش عقیدت "زاو راہ" مولانا حامد حسن قادری کی مدحیہ کتاب "ریاضِ نعید" گوہر ملیانی کی کتاب عقیدت "مناج شوق" دیوسف مرزا کے گل باغ عقیدت کا مرقع "عقیدت" حکیم شریف احسن کا نقش عقیدت و ہنر "عبدہ و رسولہ"، اقبال تقسیم کی کلیاتِ نعت "زبورِ حرم"، ریاض احمد قادری کا نعیدہ مجموعہ "محبتِ نعت"، ریاض حسین چوہدری کی طویل نعیدہ اہم "تمنائے حضور" بنیر قصوری کا عقیدت نامہ "سوئے مصطفیٰ" و غیرہ۔ ان شعرا میں سے بیش تر کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، کیونکہ ان کی ایک سے زیادہ کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔ کچھ شعرا ایسے ہیں جن کی شاعری محض عقیدت کا اظہار ہے لیکن محض شعرا کا کام ادبی حسن اور سلیقہ و ذوق کے باعث لائقِ توجہ ہے۔

دو کار صدیقی انجمنی کے "حرفِ حرفِ خوشبو" سے فن کی پروکار خوشبو بہک رہی ہے۔ ان کی شاعری میں نفاست ہنر بھی ہے اور قادیان لکھائی بھی۔ شعری متن (Poetic text) میں استنادی شان بھی ہے اور زبان کے استعمال میں سادہ سادگی حسن کی آگاہی بھی جھلک رہی ہے مثلاً:

دیکھو تو دما نقش کب پائے عمد  
یہ دما لفظ ہے کہ قدم کچھ نہیں لیتے  
یہ مازِ اہلِ یقیں پر کلا عب معرانی  
جو روشنی ہے وہی روشنی سے مٹا ہے

اس کے علاوہ "حرفِ حرفِ خوشبو" میں قصیدہ اور نظمیں، دو کار صدیقی انجمنی کی فن پر گرفت اور زبان و بیان پر پروکار دسترس کی آئینہ دار ہیں۔

"نسبت" وہ نعیدہ مجموعہ ہے جس میں شعر بانی لطافت و احساساتی صباحت، زبان و بیان کی نفاست اور موضوع سے گہری اور بصیرت آمیز آنکھیں چمکی پڑتی ہیں۔ میرے خیال میں پروفسر ڈاکٹر سید محمد الیاس کشفی کی شاعری میں نعیدہ شاعری کے منظر عام میں پہلی بار شعوری طور پر تخلیق شعر کا تاثراتی سیلان جزو ہنر بنا ہے۔ تاثراتی نقوش قائم کرنے میں جس شہد احساس اور فنی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے وہ کشفی کی تخلیقی دانش کا حصہ ہے۔ Impressionistic Style یا تاثراتی اسلوب میں کسی شعر کا فوری تاثر بھر پور ہڈ بے اور احساس کی لطافت کے ساتھ منقوڑ یا paint کر دینے کا ہنر کارڈ بنا ہوتا ہے۔ "نسبت" کی شاعری میں ایسے بہت سے مناظرِ جنت نگاہ بنتے ہیں۔

انٹاک کو جھکتے ہوئے دیکھا ہے فکر نے  
ہے خواب کبہ شاد مدینہ مرے آگے

شعور و نعت نگاری اور احساس کی لطافتوں و لہجوں میں زنجیر کرنے کا ہنر نسبت کے شاعر کا طرہ امتیاز ہے۔ ان تاثراتی نقوش یا Impressionistic paintings کے علاوہ کشفی کی نعیدہ شاعری میں اسلوب کی کشش نے شاعری کو قائل توجہ بنادیا ہے۔ ان کی شاعری میں ہمیں صحت بھی علمی پوچھیں پتہ پیدا نہیں کرتیں کیوں کہ وہ ہمیں صحت کو بھی اس طرح جزو شعر بناتے ہیں کہ شعر لطافتوں کے دائرے سے باہر نہیں جاتا، احساس کا ایک لطیف ہلال ان کے شعری مرقع کے گرد قائم رہتا ہے:

چوڑی بھتی ہے تو برکت کی صدا آتی ہے  
 مرضی و شاد بدنی رنگِ حنا میں شامل  
 عظیمہ مصری کی کتاب ”طلوع البدیع“ ان کی قادرا لکھائی پر حال ہے۔ عظیمہ مصری تصنیف و نگاری کی طرف  
 لیا واماں ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیہ غزلوں پر بھی نظموں کا گمان ہوتا ہے۔ ان کی بعض نظموں پر اقبال کا پرتو بھی  
 صاف دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

سائلِ مادی پہ ہے شامِ ابد کا سکون  
 آبِ سبکِ رو میں ہے صبحِ ازل کا جنوں  
 فیضِ خلافت بنے دانش و علم و کتاب  
 مکتبِ عرفاں کا عالم کون و مکان

عظیمہ مصری کا لہجہ شبستہ ہے ان کی شاعری کا مافیہ (Content) خوب رسولؐ جہ پے انتہا رسولؐ اور پیام  
 رسولؐ ہے۔ ان کی نظموں و سجع منقہ بہ پیش کرتی ہیں اور ایک خاص حد تک فکری گہرائی کی حامل ہیں اور ان کی نعتیہ  
 غزلیں لطافتِ بیان سے ملبو ہیں۔ ایجاز و اختصار ان کے کلام کی ڈالاں خصوصیت ہے جو ان کی قادرا لکھائی پر وال  
 ہے۔

رسالتِ لدی پہ ہے جس کی مہر دوام  
 وہ جس کے بعد نیا و رسول کوئی نہیں

گوہرِ مہربانی علم و ادب سے بالعموم اور نعتیہ شاعری سے بالخصوص شغف رکھتے ہیں۔ ان کی مطبوعہ کتب  
 میں ”منظرِ نور“ اور ”مناجی شوق“ مجموعہ ہائے نعت ہیں اور ”مصرِ جاوید“ کے نعت کو اسی شعری بہت سے فلسفہ شعرا کا  
 تذکرہ ہے۔ گوہرِ مہربانی سادگی سے نعتیہ غزلیں لکھتے ہیں جو سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ غزل کی مخصوص زبان اور حسن  
 بیان کے باعث پرکشش ہیں:

امت کا غم کھاتے کھاتے رو پڑنا  
 کتنا دور بسا تھا ان کی آنکھوں میں

خالقِ شفیق کی نعت سے وابستگی کا انداز خاص لحاظ سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نعتیہ شاعری اور اس کے  
 متعلقہ پر تحقیقی لازمہ (Matter) ”شامِ وحر“ کے چھ نعت نمبروں میں بڑی محنت، علمی تفسیر اور رسول اکرمؐ کی محبت  
 سے سرشار ہو کر پیش کیا۔ ”عالمِ افروز“ خالقِ شفیق کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ عالمِ افروز کی نعتیہ شاعری میں شوقِ نبویؐ کی  
 دھیمی دھیمی آواز کا سہاگہ لہجہ اور بی شہو اور نعتیہ شاعری کا ادب کے اجتماعی دھارے (Main Stream) سے  
 منسلک کر کے ایک ادبی صنف کے طور پر پیش کرنے اور منوانے کا جذبہ کار فرما ہے۔ خالقِ شفیق کی شاعری میں  
 روایت اور مصری حسیت ساتھ ساتھ چلتی ہیں:

پھر ارضِ مقدس سے سندیں ہمیں آئے  
 پھر ہم کو بلائیں وہ ہم بارِ دگر چائیں

حکیم شریف احسن نے اپنا تذمانہ ”عبدہ ورسولہ“ کے عنوان سے پیش کیا۔ احسن کی شاعری میں

قادر الکلامی کا عنصر غالب ہے اور زبان و بیان سے غلاست جھلکتی ہے۔ حکیم صاحب اپنے خیال کو امتدادی شان کے ساتھ شعری ہیکر عطا فرماتے ہیں۔ قصیدہ گوئی کے لیے جس ملی مزاج کی ضرورت ہے اور زبان پر جو قدرت درکار ہے وہ احسن کی شاعری سے مترشح ہے:

اے بھٹی چشم مر و مہر محبت  
مناجرتے نور کی بر صبح و مسا ہے  
فردوس تری نکلت جاں بخش سے فردوس  
جنت میں ترے نور سے جنت کی نفا ہے

حکیم شریف احسن کی شاعری پر لہجے کی مناسبت اور رفعت فکر کے حوالے سے اقبال کا پرتو محسوس ہوتا ہے۔ گدا ز قلب اور ملی درد کے اظہار میں جاتی کا غلوں جھلکتا ہے۔ اسی طرح ان کی قصیدہ گوئی، عہد العزیز خالد کے ہنر کی ہم پالا گنتی ہے۔ ان کی شاعری دل و دماغ دونوں کو یک وقت متاثر کرتی ہے۔

ذہلی ہے مر و مہر سے کب دل کی سیاہی  
درکار اے شمع رسالت کی نیا ہے

آصف شیرچشتی کی کتاب ”نملہ نعت“ میں متنوع موضوعات نے شعری لباس میں اظہار پایا ہے لیکن ان کی دلی تمنا نعت کہنے اور کہتے رہنے کی ہے۔ یہی تمنا ان کی روح کا نغمہ بن کر شعروں میں ڈھل گئی ہے۔ اس تمنا کے مختلف روپ عقیدہ کے پھول بن کر گلستان نعت میں مہا رہے ہیں۔

ٹائیں آپ کی نوک نہاں پر آ کے ٹھہری ہیں  
لوائے شوق کو باجم دما ہونے کی خواہش ہے

آصف شیرچشتی کے تخلیقی مزاج کا بنیادی وصف ”نعت کہتے رہنے کی تمنا“ ہے۔ ظاہر ہے اس تمنا کی اصل ”سچ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام“ ہے جس کے اظہار کے لیے نمونے کے طور پر صرف ایک شعری درق کروینا کافی ہے۔

مے ولائے رسالت تپ کا نشہ  
سرور و لطف و مے و انجمن سے آگے ہے

تمنا کہ تو ہر نعت کو کاغذ ہے لیکن آصف شیرچشتی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں ان کی تمنا کے ثمر کے طور پر نعت کہنے کا سلیقہ، معر عقیدہ کو سنوارنے کا ہوش اور زبان و بیان کی غلاست کا غامضی حد تک شعور حاصل ہو گیا ہے۔ یہ اوصاف کسی کسی شاعر کو میسر ہوتے ہیں۔

سرور چاندھری ایک کبوتر شاعر تھے۔ ان کی نعتیہ شاعری کی کتاب ”مدینے کے قریں“ کی بدولت نعتیہ ادب میں ان کی شناخت قائم رہے گی۔ ان کی شاعری میں جدید و قدیم روایت کا احترام ہے۔ کتاب میں تمام نعتیں غزلیہ طرز سے لکھی گئی ہیں۔ ”مدینے میں“ کی ردیف میں انہوں نے نعتیہ طرز احساس کا بھرپور ٹکس پیش کیا ہے:

جس کی تشریح ہو نہیں سکتی  
مالی دل ہے عجب مدینے میں

مجموعہ نعت ”تحیت“ شہزاد مجہدی کے عصر عقیدت کا حوالہ ہے۔ ان کے کلام میں شاعرانہ اسلوب، زبان کی پاکیزگی و گفتگویی، متن کی ماست سستی اور بیان کی سادگی نے شعر عقیدت کو ایک خاص لطافت سے ہمکنار کر دیا ہے۔ وہ محبت کے تقاضوں اور اس کے مارتے طے کرنے کے قریب سے آگاہ ہیں اس لیے بڑی سادگی سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

طے کیے ایسے محبت کے مارتے ہم نے  
 رب کے محبوب سے حکم ہے عقیدت اپنی  
 اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور پر نور سید کوئین پر صلوة بھیجے کا ذکر کیا ہے اور فضیلتوں کو بھی اسی وقتے میں مشغول تاکرا بیان کی دولت سے سرفراز ہونے والوں کو حکم دیا ہے کہ تم بھی یہ عمل کرو۔ آیت صلوة کے اس حوالے کو جنس غریب شاعر اس طرح شعر کا متن بناتے ہیں جیسے وہ اس مقدس کام میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہو گئے ہیں۔ شہزاد مجہدی چونکہ ایک عالم دین ہیں اس لیے انہوں نے مناسب سمجھا کہ اس مضمون کو شعری جامہ پہناتے ہوئے اپنی محدود بات کا بھی ذکر کریں۔

میرا درود اور ہے، اس کا درود اور  
 کیسے بھلا میں خود کو شریک خدا کہوں  
 مدینے کی ماضی تو آئینہ خوش بختوں کو نصیب ہو جاتی ہے لیکن وہاں سے واپس آ کر کچھ دن بعد وہ کیف قائم نہیں رہتا۔ خوش قسمت ہیں شہزاد مجہدی کہ یہ کہہ سکتے ہیں:  
 بھلیں کیف مسلسل کبھی یہ لگتا ہے  
 تمام عمر ہوئی ہے ہر مدینے میں  
 عقیدہ ختم نبوت کو چند شیطانیوں کے گرد و کی طرف سے ایک نئی نبوت کے اجراء کی بھڑکی کوششوں سے کمزور کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں اس لیے نعت کو شعراء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنی نعتوں میں اس عقیدے سے مملو اشعار شامل کریں اور اپنے دھوکے کے ساتھ دیکھ لیں بھی ہر ذرا طاس کرتے رہیں۔ شہزاد مجہدی نے یہ کام بڑی خوبی سے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

کہا اللہ نے قرآن میں ختم المرطیں ان کو  
 ”عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا“  
 شہزاد مجہدی نے اپنے عالم ہونے کا احساس کرتے ہوئے اپنا عقیدہ بھی بیان کیا اور قوم کو پیغام بھی دیا ہے۔  
 جس ذات نے بخشی ہیں شہزاد ہمیں سانس  
 اس ذات کا دم بھرا، سرکار کی سنت ہے  
 مضامین کا تنوع اور لکھری گہرائی سے مملو شاعری شہزاد مجہدی کا طرہ امتیاز ہے۔

ایک بڑھتی مشاق کا سیکل شعری روایت کے اندر ہمزگ شاعر کا پہلا انضیب مجموعہ ”تقدیس قلم“ تھا اور دوسرا انضیب مجموعہ ”حدیث شوق“ ہے۔ رشید ساقی زبان و بیان کے ضمن میں روایت کے قائل اور تابع ہیں لیکن ان کے اسلوب میں عصری شعری تقاضوں کے رنگ بھی نمایاں ہیں۔ ان کا کل کلام غزل کی حیثیت میں ہے اور چتر غزلیں۔

مضامین کے ربط اور بیان کے بے جملہ آغاز کے باعث غزل مسلسل کا روپ لیے ہوئے نظر آتی ہیں۔ چونکہ غزل کے مزاق شناس ہیں اس لیے ان کے کلام میں مصرعوں کی چستی اور اظہار کی ہر جھلکی دیدنی ہے۔

آپ کی خاطر تھی ہے کھل کون و مکان

لفظ کن کے آئینے کا اصل جوہر آپ ہیں

پروفیسر نعیم الدین نقیہ (گولڈ شریف) نے نعتیہ ادب میں شہین لہجہ اور ثقہ متن (Text) کا جہام کے ساتھ نقیہ کہیں۔ غزل کا کلاسیکی مزاق ان کے شعری مذاق سے ہم آہنگ ہے اس لیے انہوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں وہی مذاق خن اجاگر کیا۔ زبان و بیان کے اعتبار سے ان کی نقیہ سادہ بھی ہوتی ہیں اور ان میں تلمیحاتی التزام بھی ہے۔ قرآن و احادیث کے مضامین ان کی یوٹیکا (poetics) کا جزو لا ینفک بن کر ابھرتے ہیں۔ علامہ اہل سنت کے برملا اظہار اور ان کے دست ہونے پر اسرار بھی ان کی شاعری سے مترشح ہے۔ مثلاً

ہے خفاغ نقیہ، تری ذات طلق میں

پھر کیا کہوں تجھے جو نہ تھ سا کہوں تجھے

بے مثل ہے تری بشریت بھی نور بھی

لکھوں بشر کو نور سراپا کہوں تجھے

”دیں ہر اوست“ پروفیسر نعیم الدین نقیہ کا مجموعہ نعت ہے جس میں قصائد و کچھ کر شاعری قدرت کلام اور ہر سطح اظہار پر خوشگوار جہاد ہوتی ہے۔ ”مصحوب اسرار اللہ“ کے عنوان سے جو قصیدہ لکھا ہے اس کی نقیہ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے خطاب ہے اور ان سے حضور اکرم کا تہالہ صوری و معنوی جاننے کی کوشش کی ہے۔ پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب ہے:

دون حسان کی جانب سے ملا مجھ کو جواب

ہو نہ آزار تردد میں طبیعت مشغول

ان اشعار کے بعد نعت کے جہاد میں ان میں والہانہ پن کے ساتھ ساتھ علمی ترفیع بھی ہے اور لہجہ کی تمکنت بھی۔ کچھ شاعر عربی کے ہیں جن کو پڑھ کر عبد المعز بن خالد کی شعری لغت کی طرف دھیان جاتا ہے۔ نعیم الدین نقیہ نے کئی زبانوں میں شاعری کی۔ ان کا نعتیہ کلام ان کے دینی فہم حب رسول، تاریخی شعور، ماورائی سلیقے اور فنی مشق و بیاضت کا آئینہ دار ہے۔

آفتاب کریم کی کتاب ”آنکھ بنی مشکول“ ایک ہدیہ، عقیدہ، مرقعہ، شوق رسولی اور سادہ شاعری میں تغزل کی آج لپے ہوئے شعری نگار خانہ ہے۔ ان کی شاعری، والہانہ پن، بارگاہ نبویؐ میں جاں سے گزر جانے کے جذبہ اور دینے کی فضاؤں میں تحلیل ہو جانے کی آرزو سے عبارت ہے۔ یہ شاعری جذبہ کی شاعری ہے جس کی سادگی اور پرکاری سے رسیل جذبہ اور ابلاغ خیال بل ہو گیا ہے:

خدا کرے کہ وہ مسجد ہو آخری مسجد

بچکے تو پھر نہ اٹھے سر نبیؐ کی مسجد میں

”مسعودی الحیب“ کے نام سے محمد مسعود اختر کا نعتیہ مجموعہ شائع ہوا ہے۔ ان کی شاعری میں انتہائی دلچسپی



کی پہچانی، سنجیدگی اور شعری اقدار کی پائیداری جھلکتی ہے۔ انہوں نے غزل کے مزاق سے ہم آہنگ شعر فقیدت میں اپنے جذبات، احساسات اور فکری رجحانات کو اس طور سمویا ہے کہ دل سے بے ساختہ داغ نکلتی ہے اور ان کی اس بات پر یقین پختہ ہو جاتا ہے کہ

تو فیج ثا ان کا کرم ان کی عطا ہے

بر اہل سخن نعت کے قائل نہیں ہوا

ڈاکٹر نثار احمد نثار کو اپنا شعر فقیدت ”نور الہدیٰ محمدؐ“ کے عنوان سے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس نعتیہ مجموعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شاعر نے اپنی فکر کا جو بڑی سادگی اور سلاست کے ساتھ قبضہ کر لیا ہے۔ موضوعات نعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت، شان کے حوالے سے بھی اشعار ہیں اور عصری حیثیت کے ملوثی عکس بھی نظر آتے ہیں۔ دین سے جتنی تعلق اور دین پر چلنے کی پر غلوں آرزو بھی ڈاکٹر نثار کے شعری سفر پر عیاں ہے۔ ان کے اشعار میں قرآن و احادیث کے مضامین بھی شعری کثرت میں آگئے ہیں، جن کے باعث شعری متون میں استنادی شان پیدا ہو گئی ہے۔ شاعر کی راست فکری اور سوز و رنجوں نے خلہ طیب میں قدم رکھنے کی آرزو کو سورن کی چمک اور لفظوں کو شوق نبوی کی چمک عطا کر دی ہے۔

روشنی کیسے نہ ہوتی ان کے آنے سے غار

ظلمت شب رک نہیں سکتی سحر کے سامنے

لالہ سحرانی کے متعدد نعتیہ مجموعے منظر عام پر آئے مثلاً بارانِ نعت (1992ء)، قلمِ جہدے (1993ء)، غزواتِ زمزم الملائین (1997ء)، تحفہ نعتیہ (1998ء)، نگہائے حدیث (1998ء)، نعت ستارے (1999ء)، پھولوں کے لیے پھول (2000ء)، نعت دھنک (2000ء)، نعت سوہرا (2000ء)، نعت حرف (2000ء)، نعت چراغیں (2000ء)، نورِ پارے (سین) موضوعاتی تنوع کے باعث لالہ سحرانی کی نعتیہ شاعری کو ایک منفرد مقام حاصل ہو گیا ہے۔ حضور اکرمؐ کے اوصاف جمید و اسوۂ حسنہ اور غزوات کے حوالے سے ان کی شاعری اپنی علاحدہ شناخت رکھتی ہے۔ ایک طویل عرصہ ادبی خدمات انجام دینے کے بعد وہ آج تک بڑی عمر میں نعت کی طرف مائل ہوئے نہ دیکھتے ہیں:

عشق میرا بے زباں تھا، تنگ تھا، لب بست تھا

مجزا نعت سے نطق و بیاں تک آ گیا

نعتیہ شاعری میں حضور اکرمؐ کی جگہ سے متعلق تعلیمات کا بیان بھی لالہ سحرانی نے بڑے سادہ اور دل نشین انداز میں کیا ہے:

حدود کی کرنا نہ اٹاک نذر آتش تم

نہ پھینکا کسی دشمن کو آگ میں املا

لالہ سحرانی نے اساتذہ کی زمینوں میں بھی نعتیں کہی ہیں اور اچھے اشعار نکالے ہیں:

دل میرا چنے سے باہر اب جو اچھلا جائے ہے

کیا کوئی قاصد دینے سے مرے گھر آئے ہے؟

جو ہم مہینے کی چیں دل میں منگلو کرتے

تو اس میں دوڑتے خوں کو چیں منگلو کرتے

حزین صدیقی کی نعتیہ شاعری ”حرفِ ابجد“، کلام سے لایا زصدیقی نے، ۱۹۹۶ء میں مرتب کی جس میں عام شاعری کے علاوہ ایک حمد، ۲۰ نعتیں، ۳۰ مناقب، ۳۰ سلام، ہیں۔ حزین صدیقی کی شاعری میں کلاسیکی رجحان اور فنی رکھ رکھاؤ موجود ہے۔

نہ کیوں شائے محمدؐ کروں کہ تو آں میں

خدا نے آپؐ یہ باب جمیل کھولا ہے

حزین صدیقی کی شعری فنکارانہ محراب کا احساس بھی چھلایا ہوا ہے اور سرکار کے دربار سے عطا کیے جانے والی قلمی اعزاز کا تشکر آمیز بیان بھی! حضور اکرمؐ کے دربار میں ذاتی طور پر حاضر ہونا اور بذریعہ شعر اس دربار تک رسائی کی کوشش کیا ایک خاص قسم کا ادب کا تقاضا ہے۔ ملاحظہ ہو:

خودی بھی جرم وہاں ہے خودی بھی گستاخی

ادب کا ہوش حضوری میں کام آتا ہے

رفاتی شاعری میں یہ خیال بار بار اعجاز میں آتا رہا ہے کہ کوئی شخص محبوب کی توجہ سے خود لائق توجہ بن گیا۔ حزین نے نعتیہ شاعری میں اس رفاقی خیال کو قادر الکلامی کے ساتھ رقم کیا ہے:

زمانہ آنکو آٹھا کر نہ دیکھتا مجھ کو  
ترے خیال نے آئینہ کر دیا مجھ کو

قرینہ دانی کی نعتیہ کتب: ۱۔ بارگاہِ عرفاں، ۲۔ شجائے محمدؐ، ۳۔ میر درخشاں، ۴۔ ساغر مہر و فیروز، ۵۔ شہود پر آجگی ہیں۔ ان کا شاعرانہ لہجہ بھی رعایت سے ہم آہنگ ہے اور ان کی شعری کائنات میں مضامین کے ستارے بھی رفاقی انداز سے چمک رہے ہیں۔

حضور اکرمؐ کی یکتائی ظاہر کرنے کے لیے شاعر نے سوال جواب کے انداز میں کچھ خفاقی پر دیا شعر پر اجماع ہے:

مازش کل، حق آدم کون؟ احمد مجتبیٰ

بامست تخلیق عالم کون؟ احمد مجتبیٰ

عصر عیسائی نے جس کے حق میں معصوم بعدی کہا

دو نوبہ اس مریم کون؟ احمد مجتبیٰ

نعت نگاری میں عقیدہ کے اعجاز کا رجحان اور جذبے کی کھینچاؤ کا سہارا اپنی جگہ، لیکن شاعرانہ بصیرت اور ادبی شعور کی شمولیت سے شعر میں جو جویر نگر آتا ہے اسے صاحبانِ ذوق ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ”نصرت درخشاں“ میں سلیم اختر فارابی کی نعتیں پڑھ کر پہلا تاثر یہی قائم ہوا کہ ان کی نعت محض جذبہ عقیدت کا اعجاز نہیں ہے بلکہ شاعری کے عصری رجحانات اور لہجوں کی تازگی سے بھی آگاہ ہیں۔ ساتھ ہی وہ نعت کے مافیہ یا Content کے معاملے میں بھی بڑے ادب آگاہ اور متن کی استنادی شان برقرار رکھنے کے خواہش مند بھی نظر آتے ہیں:



اللہ کے رسولؐ نے عین اقیس دیا  
جاگا شعور و ہم و گماں زور ہو گیا  
پروفیسر عظمت اللہ خان کا پہلا نقیہ مجموعہ "گلشنِ صل علی" خوش نظر ہے۔ اس مجموعے کی شاعری میں لہجے اور نظریاتی بحث سے کچھ تازہ کاری کا شعوری عمل ظاہر ہوتا ہے۔ شکر کتا زہ کاری کا یہ عمل رمانیت آگاہی کی اساس پر قائم ہے۔ تازہ کاری اور جدت پسندی، نقیہ شاعری کے لیے خالی نیک ہے۔ اسی لیے میں اس مجموعے میں ہونے والے اجتہاد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے درت ذیل اشعار پسند آئے:

پھول، بادِ صبا آپ کا تذکرہ  
خوشنما باغِ صبا آپ کا تذکرہ  
میں آجائے گا، ماحیں پاؤں کے  
کر کے دیکھو ذرا آپ کا تذکرہ

عظمت اللہ خان کی پیش در شاعری میں یہی تازگی فن محفلتی ہے، اگر وہ اس منف شریف سے منسلک رہے اور شعری محاسن اور لہجے کی ملاحضت کا خیال رکھتا تو ان کا نام اس منف کے حوالے سے ان شاء اللہ ضرور متجسس ٹھہرے گا! شرف الدین شاہی کی "مقاماتِ شاہی"۔۔۔ ماورائی دنیا کے سفر کا ماورائی اور اہل الہیاتی بیان ہے۔۔۔ حسین اشرفین کی زیارت کے ہنگام جو اثرات شرف الدین شاہی کے دل نے قبول کیے ان کا شعری عکس ہی مقاماتِ شاہی میں محفوظ ہے۔ اس شعری نگار نے اپنے دل میں داخل ہو کر قاری کو محسوس ہوتا ہے کہ جن مقامات سے وہ حج باعمرے کے دوران میں گزرا تھا، ان مقامات پر احساسات و واردات کی جھلکیں اس کے دل میں موجزن ہو سکتی تھیں یا ہوئی تھیں۔۔۔ ان کا اظہار اس کے لیے ممکن نہ تھا لیکن اب وہ اس کتاب کے مندرجات کے ذریعے اپنی قلبی روداد بیان کر سکتا ہے۔۔۔ مینہ منورہ میں حاضر، اور حضورؐ کی کیفیات سے لبریز وہ اشعار ملاحظہ ہوں:

عبودیتِ نبیؐ سجدہ حمید ختمِ الرسل ہے  
دوسرے کلمے کی نصف آخر  
شہادت کی مٹی محرابِ نور میں  
نہاںِ حال سے یہ کہہ رہی ہے

یہ وہ شاعری ہے جس کے لیے نفاق کا نکتہ نے اجازت مرحمت فرمائی اور خود رسول اللہؐ نے شعراء کو ترغیب دی ہے۔ ایسی شاعری جو انسان کی روحانی بالیدگی کا سبب بھی بنے اور ذوقِ لطافت کی بھی آبیاری کر سکے! نقیہ شاعری کی عظمت کا خیال ایک عربی سے تک انور مسعود بھیے کا دامنِ کلام شاعر کو نصرت کہنے سے روکتا رہا۔ جج ہے جو شعرا، نقیہ مضامین کی اہمیت جانتے ہیں وہ جس ایک آدھ شعر کہ کر داخلِ حستہ ہونے کو کبھی سمجھتے ہیں۔ یہ بھی جج ہے کہ جو شعراء کو چہرہ مدحت میں داخل ہو کر پھر کسی اور طرف نہیں دیکھتے وہ ہمدِ عمر نصرت ہی کہتے رہتے ہیں۔ باشعور شعراء کی شاعری میں نصرت گوئی کے حوالے سے احساس بے ہنگامی کا اکثر اظہار ہوتا ہے۔ اسی احساس بے ہنگامی نے انور مسعود سے یہ چہرے کھلوائے:

فقط حصولِ سعادت کا اک یہاں تھا  
 کسی سے نعتِ نبیہ کا حق ادا نہ تھا  
 کوئی بھی اس کی جگہ سے آشنا نہ تھا  
 نگر کو تنگی دہاں سے کب جملہ نہ تھا  
 وہ ظلمتوں کے سمندر کو بھرتا ہی گیا  
 وہ روشنی کا کون تھا کہ تیرتا ہی گیا

”باریاب“ میں انور مسعود کی شاعری کا مضربِ عام حضورِ اکرم کی حیاتِ طیبہ کے منور گوشوں سے مستفیر ہے جس کا اسلوب بہت سادہ بلکہ سہل مشہوع ہے۔ حضورِ اکرم کا رخ نظر کیا تھا، اس کی ہڈی موڑ، دل کشا اور سادہ تصویر پر ان الفاظ میں کہنی ہے:

وہ چاہتا تھا وہ دہم زندگی دے  
 بگڑ گیا تھا جو اعزازِ بندگی دے  
 بھٹک رہا تھا جو اسلوبِ آنبی دے  
 اسے یہ دھن تھی کہ اندر سے آدمی دے

انور مسعود کی نعتیہ شاعری میں ایک پہلو بڑا اہم اور قابلِ تھیلہ ہے۔ انہوں نے ایک نعتیہ نظم بچوں کے لیے لکھی ہے اور واقعاً ایسی ہی زبانِ استعمال کی ہے کہ بچوں کے لیے مفہوم سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو اس نظم میں ہمیں اس طرح آئی ہیں کہ ان کا مفہوم جاننے میں زیادہ وقت نہ ہو مثلاً

جب وہ سفر پر چلا کرتے  
 سر پر بادل سایہ کرتے  
 ان کے بول بہاروں جیسے  
 اور اصحابِ ستاروں جیسے

علامہ اقبال کے لکری نظام میں ”غداپ ناٹش حاضر“ کا ذکر بڑی شد و مد سے ملتا ہے۔ انور مسعود نے اپنے ایک شعر میں اس متن کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ ”ناٹش حاضر“ کی تشریح اور اس کی معرکہ رسانی کا اظہار ہو گیا ہے۔

کچل جاتی ہے نئی روشنی تو روحوں کو  
 دلوں کو ناٹش حاضر نے مار ڈالا ہے

انور مسعود نے درحقِ بلا شعر میں ناٹش حاضر کی تعریف کا ذکر کرتے ہوئے اگلے شعر میں ہی ناٹش حاضر کے زہر کا تریاق بھی بتا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

خروید جاں بھی وہاں ہے، ذرا بے خاطر بھی  
 جہاں جہاں بھی تری روشنی کا بلد ہے

”سلیبیل“ کے مصنف ڈاکٹر توسیف تبسم کا نام ادبی دنیا میں جانا پہچانا ہے۔ وہ تحقیق کے میدان کے شہسوار بھی ہیں۔ بچوں کے ادب کے خالق بھی، عام شاعری بھی کہتے ہیں اور حمد و نعت بھی کہتے ہیں۔ سلیبیل، جنت

کی ایک نمبر کا نام ہے۔ شعرا کو اس نام کے معنوی فیضان سے مسلسل رزق ملتا رہتا ہے جو ان کی نورانی فکر کے اظہار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ جو شعراء کوچہ و باغات کے مجازی آبنگ سے غزل کی انگلی پکڑ کر شاعری کرتے ہوئے میدان حقیقت میں پہنچتے ہیں وہ حقائق و معارف کے موتی اس طرح رولتے ہیں کہ ان کی شعری آواز بھی توانا رننی ہے اور ان کے گئے ہوئے احساسات بھی لطافتوں اور زہبتوں کے ساتھ اظہار میں آجاتے ہیں۔ ڈاکٹر تو سیف تبسم کا شمار بھی ایسے ہی شعراء میں ہوتا ہے جو کوچہ و غزل سے حلقہء حجابان معطیٰ میں آئے ہیں۔ چنانچہ ان کی شعری اقدار کے بارے میں تو بلا جھجک کہا جاسکتا ہے کہ وہ مثال طور پر ادبی اسلوب کی حامل ہیں۔ حضور اکرمؐ کے مقام و مرتبے کے حوالے سے بہت سے شعراء نے غلامہ فرمائی کی ہے تو سیف تبسم نے بڑے سلیقے سے وہ مضمون داغ دیا ہے:

وہ خالق و مخلوق میں اک رجا جلی ہے

ہمیان اس کا بھلا کیسے کسی دل سے نکل جائے

ڈاکٹر تو سیف تبسم کی نعتیہ شاعری میں آزاد نظم کے پیکر میں نعت نئی کی نئی نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر

ان کی ایک نظم (جو مدینہ منورہ میں لکھی گئی تھی) کی چند لائنیں ملاحظہ ہوں:

یہاں سے نکلو گے

تورستے میں اک خشک صحرا پہ سگا

تو پھر کیا کرو گے؟

مجموروں کے اس جھنڈ سے

اس طرف، وہ بہت دور روشن منارہ

منارے کے پہلو میں وہ ہیز گنبد

ابھی تک نظر آ رہا ہے!

وہ ہر لحظہ تھیل ہوتا ہوا اشعری رنگ

نور ہوا دامن کا مستقر ہے!

نظامیہ ہشتوں کی پرواز کی سرسراہٹ

عجب نغمہ مردی ہے! کہ جیسے یہاں

وقت بھی سانس روکے ہوئے چل رہا ہو!

یہ تصویر دل میں جھانکنا

ان انوار سے اپنے بچے کو بھر لو!

یہاں سے نکلو گے

تورستے میں اک دہشت ظلمت پہ سگا

تو پھر کیا کرو گے!

(مراجعت)

نعتیہ شعری متفرماے میں مافیہ (content)، ہیئت (form) اور اسلوب (style) کے احزان کی

چند مثالوں میں ڈاکٹر سیف تبسم کی شاعری کو بھی بلا جھجک دکھا جاسکتا ہے۔

حافظ نور احمد قادری کا شعری مجموعہ ”مصاب نور“ ایک شعری مجموعہ ہے کیوں کہ انہوں نے ۳۱ سال کی عمر میں اچانک شاعری شروع کی اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو حمد و نعت و مناقب اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہل اللہ رحمہم اللہ کے لیے وقف کر دیا۔ روضہ مانور پر حاضری کے ہنگام انہوں نے حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یہ عرض کرتے ہوئے اپنا شعری نام وخت پیش کیا:

نور کو آپ کے در سے ملی ہے توفیق

ہو قبول اس کا یہ دیوان، مدینے والے

”رسائی روشنی تک“ میرا راحت کا مجموعہ نعت ہے۔ جس کا اختتام بھی پہلو یہ ہے کہ اس میں شاعر نے نسوانی جذبات کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ میرا نعتیہ مشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

مب سیاہ مجھے بھی ڈا رہی تھی غر

لیوں پہ نام تھا ان کا چراغ ہاتھ میں تھا

میرا راحت نے ”نزدک“ کے عنوان سے بھی ایک ملاحتی نظم لکھی ہے جس میں نزدیک کا یہ احساس کہ وہ نازین کے لیے حضور اکرم کے دربار تک رسائی کا ذریعہ بننے کے باوجود خود روضہ مانور سے پہلے ہی معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ نظم میرا کی تخلیقی ذہانت پر دال ہے۔ رسائی احساسات سے مملو شاعری نے میرا راحت کی شاعری کا یہاں نعت میں کوئی منفرد آواز بنا دیا ہے۔

ادیب، صحافی اور شاعر سعید بھٹو کی نظم ”نعت کیا ہے؟“ متعدد درساں و حیرانہ انداز میں شائع ہو کر داد و تحسین کر چکی ہے۔ اس نظم میں شاعر کا تخلیقی اور تنقیدی شعور شوہرین ہے۔ اس نظم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھٹو نعت کو کیا سمجھتے ہیں؟ ”عرض تمنا“ میں شاعر اس نظم کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

نعت تو نفع خداوندی کا اک اظہار ہے

جس کو یہ نعت ملے اس کا سفید پار ہے

نعت سے تشکیک کے کہار ہوتے ہیں انگوں

نعت سے تمین و تھن کے رشتہ ویران و زیوں

”دل دل مدینہ کوڑ“ عرض تمنا، سعید بھٹو کی نعتیہ شاعری کے مجموعے ہیں جن میں شاعر کا سوز و گداز قلب امت کے حال کو بہتر دیکھنے کی آرزو اور دین و باطنی، دین و حشر کے مصطفیٰ سے محبت جھلکتی ہے۔

رشید امین خٹل بھی کہتے ہیں اور حمد و نعت بھی۔ ”عبدالداک“ سے آگے ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ جس میں مدحت مصطفیٰ سے شاعر کا غلو ص منطوق ہے۔ مذکورہ کتاب میں مزید طور سے لکھی گئی نعتوں میں اظہار کی سلیقہ مندی اور بیان کی سادگی کے باعث کچھ ایسے اشعار بھی وارد ہو گئے ہیں جن کو بہل متعجب کا درجہ حاصل ہے۔ مثلاً

نعت کوئی کا سلیقہ تو نہیں مجھ میں اتنی

میں نے لفظوں میں پرو دی ہے محبت ان کی

اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی معیت میں حضور پر نور رحمت العالمین پر درود بھیج رہا ہے اور اہل ایمان کو بھی درود و سلام بھیجے گا حکم دے رہا ہے۔ نعتیہ شاعری بھی حضور اکرم پر درود بھیجنے کی ایک شکل ہے اس لیے رب تعالیٰ کی

سنت ادا کرنے کا پورا اذریہ بھی یہی ہے۔

بزرگ شاعر مہر وجدانی نے ۱۹۳۵ء سے شعر و ادب کی دنیا میں قدم رکھا اور تا صبح حیات علم و ادب کی خدمت میں مصروف رہے۔ اردو اور انگریزی زبان میں مہر وجدانی کی، درسی اور اخلاقی نوعیت کی تقریباً ایک سو کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ”زمرت عالمین“ (نعتیہ کام) ان کی کثیر المذاقی سوجھ بوجھ کا آئینہ ہے۔ اس میں فارسی، اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں نعتیہ شاعری کی گئی ہے۔

قدم قدم پہ رہے، مہر بھی رسول  
ثبوت عشق کا ممکن نہیں، وفا کے بغیر

مہر وجدانی نے صاحب قرآن کی حیات طیبہ کے 63 سال کے عنوان سے 63 قطعات پر مشتمل ایک نظم بھی لکھی ہے۔ آخری قطعہ ملاحظہ ہو:

ربیع اعلیٰ سے ملنے کو خود بے تاب تھے حضرت  
بشر تھے، اس لیے کچھ روز ان کو بھی بخار آئی  
اسی حالت میں اپنے رب کی خدمت میں ہوئے حاضر  
ترہیضہ سال کی قحطی عمر جس دم پردہ فرمایا

پروفیسر محمد طاہر صدیقی نے اپنے مجموعہ ”نعت“ ”اعزاز حضور“ میں اسکا رسول کی ہمدست اور ہمدان  
استمراری شان چاکر کرنے کی سعی کی ہے۔ مثلاً

دور جدید اور نہ دور قدیم میں  
ہر لمحہ ہم ہیں مہد رسول کریم میں

یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ شاعر نے کوئی خیال کس خوبصورتی سے فنی درو، سہاونا زاہد کاری کے ساتھ  
شعری پیکر میں ڈھالا ہے۔ شاعر ”اعزاز حضور“ نے اہم موضوعات پر اچھے شعر کہے ہیں۔ کتاب میں ایک قصیدہ  
بہت عمدہ ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

”علوم کو تحقیق کی میزان پہ لا کر  
لکھتا ہے سراپائے شب سائے کھڑ

”سلیم شاہجہانی کا نعتیہ مجموعہ ”عقلم انوار“ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں محسن کا کوروی کی طرح  
نظم طبع کی کھٹک موجود ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے جن میں مابعد ماضی و حضوری کی کیفیات جلوہ قلم ہیں:

جلوؤں سے فیضیاب ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
مہتاب و آفتاب ہوں شہرِ نبی میں ہوں

شاعر کو شہرِ نبی میں جو سرشاری، آسودگی اور قلبی سکینت میں آئی اس کا بیان کسی ایک نعتیہ غزل کے بجائے  
اس نے مختلف لمحوں اور مختلف کیفیوں کی غزل کہہ کر کیا۔ شہرِ نبی کی ماضی کا یہ منظر بھی ملاحظہ فرمائیے:

رنگوں کی آبرار ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
صد رشک لالہ ناز ہوں شہرِ نبی میں ہوں

نعتیہ لہجہ فارسی شاعری میں بحر وں کا انتخاب ختم ریزی کے حوالے سے ہوتا ہے۔ سلطان شاہجہانی کی تخلیقی  
دانش کا حصہ بننے والی بیشتر بحریں مترنم ہیں۔

نعتیہ شاعری کے فروغ میں عملاً حصہ لینے والے اہل قلم میں ماہنامہ فیض الاسلام، راولپنڈی، کے مدیر، محقق  
اور شاعر قمر ربیعنی کا نام نمایاں ہے۔ انہوں نے ”مذکر و نعت گو بیان راولپنڈی، اسلام آباد“ لکھ کر نعتیہ ادب سے  
شغف کا عملی مظاہرہ کیا اور پھر ”دلوائے رسول“ کے نام سے اپنا نعتیہ کام پیش کیا۔ قمر ربیعنی کے نعتیہ کام میں حب رسولؐ  
کا اظہار بنے ہوئے رچا و فراز زبان و بیان کے مقابلہ قدر معیار کے ساتھ ہوا ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

پھر مجھے روختِ اطہر سے باروا آیا  
آیا آقا مرے سرکار میں آیا آیا

زبان کے سادہ اور پرکار استعمال، استادانہ قدر رکھ کر کام و بیان کی روحانی اور قوتِ آواز نے قمر ربیعنی کی  
شاعری کو جداگانہ سلاطین عطا کر دیا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ نعتیہ ادب میں قمر ربیعنی کی آواز اپنی ایک الگ پہچان  
رکھتی ہے۔

”ارمغانِ جمیل“، جمیل نقوی کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ ان کی شاعری میں فزنیہ طرز پر نکلی ہوئی نعتوں میں نظم کی  
سی تنظیم پائی جاتی ہے جس کے باعث غزل کو فزنیہ سلسل کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ کہیں کہیں انہوں نے غزل کو نظم کا  
روپ دینے کے لیے خود ہی ایک مرتبہ اضافی کدہ بنا کر تاثر کی وحدت قائم رہے۔ شعر دیکھیے:

عبدِ عربی رہنمائے خیرِ جمیل  
بہالِ صدق بھی ہو مظہرِ صداقت بھی  
جمیلِ مدحت محبوب لا شریک لا  
ہمارا ہدیہ، الفت بھی ہے عبادت بھی

کلام سے چٹکی اور بین السطور عشق کی تڑپ محسوس ہورہی ہے۔ الفاظ کا استعمال زبان پر قدر رکھ کر آئینہ دار  
ہے اور اظہار کی طرحی مشق و مزاوت کی عکاس۔ نعتیہ شاعری کے لیے شاعر کو جن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے جمیل نقوی  
میں وہ تمام اوصاف درجہ کمال موجود ہیں۔ جی ہے

مٹ پیاس کی دین ہے جسے پروردگار دے!

نعت، موضوعاتی سخن ہونے کی وجہ سے ہر صنف شاعری کے ظرف میں ڈھالی جاسکتی ہے اس لیے شعراء  
نے بھی نعتیہ متن (text) کے لیے کسی خاص مستحقیت کی پابندی قبول نہیں کی ہے۔ سید شمس الحق بخاری قادری قدیری  
شخص نے ”مشقِ تنالِ محمدؐ“ میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ یہ مشق ہی دواں دواں بحر میں ہے اور سہل متنع کی  
مثال ہے۔

خدا نے کہا آپؐ کی شان میں  
دیکھ اس کی موجود قرآن میں  
ملائک تمام اور رب وود  
سبھی بھیجے ہیں نبیؐ پر وود

پوری مثنوی تقریباً نو سو اسی (980) لکھتے پر مشتمل ہے۔ جو حمد سے شروع ہو کر دعائیہ اشعار پر ختم ہوتی ہے۔ (حسن و جمال محمد گرامی، ۱۸۹۱ء)

بشیر حسین ماعظم اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور پنجابی زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کی زبان دانی کا بڑا شہرہ تھا۔ زبان کو غافل سے دیکھنا چاہتے تھے۔ اردو شاعری ذرا مشکل زبان میں ہوتی تھی لیکن سنجیدہ معنی کا طلسم بھی اس میں پوشیدہ ہوتا تھا۔ غالب کی مثنویوں میں ان کی طبع آزمائی کا نقش ”جمال جہاں روز“ کی شکل میں نمودار ہے۔

حسن کلام حسن عمل حسن خلق کی  
تکلیف بن کے مرد مسلمان اٹھائے  
فسق و فجور و اثم و خطا جرم کے خلاف  
حسنین و زور و جوش سے طوقاں اٹھائے

قراردارٹی نے حسن اعلیٰ (۱۹۸۶ء)، کبک لوری (۱۹۹۵ء) اور ”جرم سے جرم تک“ (۲۰۰۸ء) میں نعتیہ شاعری کا الوکھا تجربہ کیا ہے۔ انہوں نے طویل ردیفوں کو جزو و نہایت بنا دیا ہے اور اس خوبی کے ساتھ کہ نعت کا آہنگ مدح نثر لوری کے شعری اور شری تقاضوں سے ہم کنار ہی رہا۔

ہیں رو طیب میں کب سے ہم سفر، میں اور چراغ  
ضمیم رکھتے سرور و کیف کی عدل کے آپس میں  
کولب جس وقت کہتے ہیں محمد قل کے آپس میں

طویل ردیفوں کو جدید شعری مضمون سے کاٹنا۔ بنانے کی جو کوشش عام شاعری کے علاوہ شعرا نے کرام نے کی اور جس خوبصورتی سے طویل ردیفوں کے استعمال کو عصری تقاضوں اور ادبی دھاروں سے ملایا اس کی مثالیں ہمیں احمد ازل کے ہاں بھی ملتی ہیں اور چند دیگر شعرا نے بھی اس ضمن میں قابل فخر دکھلائے ہیں۔ قراردادارٹی کی یہ کوشش ایک جداگانہ اور انتہائی وجہ مقصد منقہ سخن ”نعت“ کے ضمن میں ہوئی ہے۔ کیا ز میں کیا آسمان۔ میں اور چراغ اقل کے آپس میں، چاندنی چاندنی کبکشاں کبکشاں، بکب و جاں کے دیے، کے دروازے کھلے وغیرہ ردیفوں کو ہندوستانی کے ساتھ نہایت کوئی آسان کام نہیں ہے۔

میر اپنی دی مقدمہ یا Thesis یہ ہے کہ بیش تر شعرا جمعی نعت میں اپنا دلچسپ اور بھی برقرار نہیں رکھ پاتے جو عام شاعری میں یا تو ان کی پہچان بن چکا ہوتا ہے یا کم از کم عصری میلان کا ایک مخصوص شعری رویے کا عکاس کہا جاسکتا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں جن کا ذکر یہاں طویل کلام کلبا عیث ہوگا۔ البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ بیش تر شعرا نعت کوئی میں نعت کے مافیہ (Content) کو جزو و نہایت نہیں بناتے کیوں کہ یہ موضوعات ان کی تخلیقی دانش کا حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ کوئی کلیہ بھی نہیں ہے بہت سے ایسے شاعر بھی ہیں جو نعت بھی فنی شعور کے ساتھ کہتے ہیں اور اس طرح مدحت مصطفیٰ کو اپنی تخلیقی دانش کا حصہ بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جاذب توجہ کی کتاب ”پہچان“ میں شامل نعتوں کے مطالعے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔



دشمن ہو کو امن کی پوشاک کر دیا  
غیر تمام توڑ دیئے انتقام کے  
لہجہ عداوت کے وہ منسوخ کر گئے  
آواز کو سکھائے چہ احرام کے

پاکستان میں جب نعتیہ شاعری کا غلبہ ہوا تو اس میں شریف کی آبیاری کرنے والے شعراء نے موضوع کی عظمت کو شعری رفعتوں سے آشنا کرنے کے لیے غالب کی زمینوں میں نعتیں کہہ کر نعتیہ شاعری کو شاعری کے اعلیٰ معمولوں سے ہم کنار کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ متعدد نعتیہ مجموعے اس رجحان کی عکاسی کے مظہر بن کر منظرِ شہود پر آئے۔ ساجد اسدی نے غالباً سب سے پہلے غالب کے پورے دیوان کی غزلوں پر نعتیہ غزلیں کہیں اور ”پیغامبر مقررہ“ کے تاریخی نام سے شائع کیں۔ پیغامبر مقررہ کے اعداد ۱۹۷۵ء ہیں۔ اس مجموعے کا دوسرا نام ”غزلِ نعتِ مقبل“ ہے جس کے اعداد ہجری سن ۱۳۹۵ھ کے غلّانہ ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

اک باتوں ہوں بوجھ ہے مجھ پر گناہ کا  
طالب ہوں میں حضور کرم کی نگاہ کا  
وعدہ لا تقطعوا جنتائیں کیا؟  
رحم سے مایوں ہم ہو جائیں کیا؟

غالب کی زمینوں میں نعت کی آبیاری کرنے میں ساجد اسدی نے پہل کی تو ان کے بعد متعدد شعراء نے اس روش کو اپنایا۔ لازم صدیقی نے بڑے فنی رہا اور شعری اسلوب کی دلکشی کے ساتھ غالب کی ۹۲ غزلوں کی طرحوں پر نعتیں کہیں اور خوب کہیں۔ ان کے ہاں غالب کے مرمیوں پر گروہ لگانے کا انداز اس قدر رکھا ہوا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اگر غالب بھی اپنے ان مرمیوں کو نعتیہ شکل دینا چاہتا تو شاید اس سے زیادہ خوبصورت انداز اسلوب اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ غالب کی غزلوں کے مصرعے اس خوبصورتی سے استعمال کر کے لازم صدیقی نے ثابت کر دیا کہ کسی بھی خیال کا قبلہ کس طرح درست کیا جاسکتا ہے۔ غالب کے جو مصرعے نعتیہ مضمون کی نعت کے کام آئے ہیں ان کی شعری تکمیل جن مصاریح سے مل کر ہوئی تھی ان کو دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ مصرعے نعت کی تخلیق میں بھی کام آسکتے ہیں۔ اب چھ اور شعر دیکھیے جن میں بحرِ قوافی اور ردیف تو غالب کی غزلوں سے مستعار ہیں لیکن متن (text) اور اسلوب (style) لازم صدیقی ہی کا ہے:

میرے ہاتھوں میں بیاضِ نعت کا شیرازہ تھا  
ماہِ اک ای قلب کا فیض ہے آغازہ تھا

غالب کی زمینوں میں نعت کہنے کی کوشش بشیر حسین ماعلم اور ماعنب مراد آبادی نے بھی کی تھی۔ ماعلم کی شاعری کے نمونے ہم نے کہیں نقل کر دیے ہیں۔ ماعنب کا مجموعہ فی الحال سامنے نہیں ہے۔ غالب کی غازی غزل مع حق جلوہ گر وطرِ نبیان محمد آست۔ یہ بھی اردو ادبیات میں بہت سی نعتیں کہی گئی ہیں۔ حد ہے کہ چل حسینِ غاں کے لیے کہے گئے قصیدے میں جولا جلاب شعر وارد ہوا تھا



نہاں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا  
 کہ میرے نطق نے بس مری نہاں کے لیے  
 اس شعر کو بھی لوگوں نے نعتیہ شعر تصور کیا اور اس پر کئی تشائیں لکھ ڈالیں۔ مامر کاظمی اور عبدالحزیز خالد  
 نے کمال کی تشائیں کہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

یہ کون طائرِ سدرہ سے ہم کلام آیا  
 جہنمِ خاک کو پھر عرش کا سلام آیا  
 جبیں بھی سجدہ طلب ہے یہ کیا مقام آیا  
 ”نہاں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا“  
 کہ میرے نطق نے بس مری نہاں کے لیے  
 (مامر کاظمی، نعت رنگ شماره ۱۲، کراچی)

مختوری کے سطر میں یہ کیا مقام آیا  
 صبرِ خالد سے آوازِ سلام آیا  
 جو رزقِ دل تھا وہی سوزِ عشق کام آیا  
 ”نہاں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا“  
 کہ میرے نطق نے بس مری نہاں کے لیے  
 (عبدالحزیز خالد، نعت رنگ شماره ۱۲، کراچی)

پاکستان میں نعتیہ ادب کی رفتار کا سال پہ سال جائزہ لینے کی روایت حفیظ تائب مرحوم نے قائم کی تھی۔ راجا  
 رشید محمود، مجوڑے میاں، چودھری محمد یوسف، ورک کاوری اور طاہرہ بیٹی وغیرہم نے نعتیہ کتب کی لہر تیار کی ہیں۔ ان  
 تمام مہرستوں کے اندر راجا کے کی روشنی میں دیکھا جائے تو نعتیہ مجموعوں، نعتیہ کتابوں، نعت سے متعلق تحقیقی و تنقیدی کتب  
 اور رسائل کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ ظاہر ہے اس مقالے میں تو اس قدر داد دینی سرمائے کی کھپت ممکن ہے اور  
 نہ ہی وقت اس بارے کی اجازت دیتا ہے کہ تمام نعتیہ ادب کا احاطہ کیا جائے۔ اس لیے نعتیہ مجموعوں سے ایک ایک شعر نقل  
 کر کے زیادہ سے زیادہ صاحبانِ کتب کا ذکر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قبائل کروں ان پر دامانی زمانے کی  
 جو سخی محمد میں فیروزہ دوانے ہیں  
 (محمد فیروز شاہ، ہوا و صوا آرزو، مہارٹو)

جلوہ فرما ہیں نگر میں چار یارانِ رسولؐ  
 کر رہے ہیں اس طرح سیرِ گلستانِ رسولؐ  
 (کلیا علیہ، تہذیب شاہد وارثی، کراچی)

تیرے عہد کی زندگی موت ہے زندگی نہیں  
 تیرے عہدِ ماز کی مرگ بھی داخلِ حیات  
 (داماد کی، شوقِ مہرِ صابری، ایف)

آپ ہی خزاں میں ہر بھیاں کی دھل  
اور اس د آشتی کی بھی علامت آپ ہیں  
(مقبول نقش، حرف ثبات، کراچی)

مجھے کو مرنے میں بھی چھینے کا قہر چاہیے  
لفف محبوب خدا خاک مدینہ چاہیے  
(عارف اکبر آبادی، فردوسِ آرزو، کراچی)

نعت کہتا بھی ہوں نعت پڑھتا بھی ہوں  
ہے مرے لب پہ صل علیٰ ہر گھڑی  
(عزیز الدین خاکی قادری، ذکرِ صل علیٰ، کراچی)

مر کے مل چھے کوئی جائے مدینہ حیات  
در طیب میں قدم ایسے ادب سے رکھنا  
(حیرت الہ آباد، نور بے مثال، کراچی)

نصیبِ تحریر میں آئیں گے کہاں آپ کے وصف  
میں بھلا آپ کی نگہ پاؤں کا مدحت کیسی  
(علی احمد قمر، زنجیرِ ماسلام آباد)

وجود ان کا وجود جہاں کا باعث ہے  
وہ اک گلاب ہر اک گلستاں کا باعث ہے  
(نسرین گل، تیرا دھواں لکنا، لاہور)

جلوؤ حسنِ قدس پہ بے حد درود  
میر غلاماں کی زینت پہ بے حد درود  
(عبد الغفار حافظ، تحفین برِ سلام امام احمد رضا)

درود اس پر کہ آناپ شریعت جس نے منسلکائے  
درود اس پر کہ اسرارِ حقائق جس نے سمجھائے  
(تھمیں برکات اکبر آبادی) (حافظ عبد الغفار حافظ، تحفینِ تثنائیں، کراچی)

پہ آرزو ہے کہ ہو جاؤں میں غارِ حبیب  
شر دکھائے تو قسم کبھی دیارِ حبیب  
(وسیم قاضی، روشنی کا سفر، کراچی)

مجھے تو اس زمیں کو دیکھ کر ہی عیاں ہے  
یہاں کے درے درے نے مرے آقا کو دیکھا ہے  
(سعادت حسین قاضی، مکتبے حرف، کراچی)

محمد مصطفیٰ کا نام جس دل میں نہ ہو روشن  
 منور اس کی قسمت کا ستارا ہو نہیں سکتا  
 (ریاض ندیم نیازی، خوشبو تری جوئے کرم، بکری)  
 باسٹ رنگ غنی ہے مری قسمت لوگو  
 کیا اعزاز ہے اس نام سے نسبت لوگو  
 (عبدالحلیم کے طالب، یا اللہ یا رسول اللہ، کراچی)  
 تھی نہاں خواب کہہ کن میں ابھی رمت حق  
 دست قدرت نے نہ چھینا تھا ابھی ساز ازل  
 (ساحر لکھنوی، مجذباتِ کراچی)  
 قصد کر فہر مدینہ کی طرف پرواز کا  
 تیری آنکھوں میں اتر آئیں گے طائرِ رنگ و نور  
 (طاہر سلطانی، نعت میری زندگی، کراچی)  
 یہ جہانِ مدحت شاہِ رسل کا فیض ہے  
 جس نے بخشی ہے مجھے عجب و فکر کی روشنی  
 (رشید وارثی، خوشبوئے انشا، کراچی)  
 اتر ہے دل میں شمس کب پل حضور کا  
 رفتار کہہ رہی ہے مسلسل نیا نیا  
 (شیخ عبدالعزیز دیوان، مٹاپ نعت، لاہور)  
 رو حیات میں اے کاش وہ مقام آئے  
 مجھے حضور کی جانب سے پھر پیام آئے  
 (سفری فاطمہ نصیر، صدائے روح، راولپنڈی)  
 مرضی، حق تھی کہ یہ نور زمیں پر بھی رہے  
 لا-کال سے مرے سرکار، کال تک آئے  
 (حسن اکبر کمال، انجمن، کراچی)  
 ہم سے عامی لوگوں کو آسرا محمدؐ کا  
 واسطے سہارے کے وہ کھلا محمدؐ کا  
 (مفتاح پلوری، ادرہ عالم، نوبہ ٹیک سنگھ)  
 جس کا محور ہو ذاتِ رسول  
 ایسی فکر رہا مانگے  
 (مفتاح پلوری، اللہ کی سنت، کراچی)

علم حقیقت ان کی جڑات  
اور انہیں سے مجرّہ فن  
(نظر لکھوی، نعتیہ نظم، اسلام آباد)

ایک وہ شب تھی کہ ہوا پڑا دلتی جڑ  
ایک یہ دن ہے کہ دنیا تری دلتی پہ ہے  
(ماجد ظلیل، روٹنی سی روٹنی، کراچی)

وہ وہ جہاں میں خدا کی ہیں منفرد مخلیق  
انہی کے ذکر سے خلق خدا کی بات کرو  
(حسن ملوی، یہی تصویر کی اذان ہے، کراچی)

حس سرکار کی تعبیر نہیں ہو سکتی  
یہ وہ صورت ہے جو تصویر نہیں ہو سکتی  
(غیر منجلی، رب آشنا، کراچی)

خوشبو کو بہر رنگ ہوا دیتی ہے  
مرجھائے ہوئے پھول کھلا دیتی ہے  
کرتے ہیں کرم جس پہ مہر کن و نکال  
بخشش اسے پیسے سے لگا لیتی ہے  
(محبوب الہی، عطا، چراغ اظہار، نعتیہ دیباچہ، لاہور)

اس کا ہر لمحہ عبادت، اس کی ہر ساعت لطف  
دے دے جسے طیبہ نئے لوحہ پینے کی نوید  
(مشفق باری، حرف مطائے خاص، کراچی)

خدا کے بعد نام آتا ہے ان کا  
فضیلت کا یہ قصہ مختصر ہے  
(مبارک ہو گیری، ذکر بارغ، کراچی)

آپ ہیں اول نیا آخر نیا حق یا نیا  
ہم دلائل سے یہ کہتے ہیں محمد مصطفیٰ  
(خورشید نادر، ماروہوی، قوشہ سخن، کراچی)

ادب کر ادب اسے ہنگامہ تمنا  
کیاں میں کہاں جس روئے محمد  
(حسن زیدی، کیف و طام، اسلام آباد)

مٹی نجات جو آئی تھا دینے میں  
گناہ ذوب گئے موت کے پیچھے میں  
(مولانا جامی بدایونی، زادِ اخبر، کراچی)

براک شے کیوں نہ دیکھی ہو کہ ہے یہ کائنات ان کی  
کواہی ہیں خدا کی ذات پر ساری صفات ان کی  
(منصور دہلوی، مرسل و مرسل، کراچی)

وہ بے مثل ہیں اختر مثل کس سے وہ  
گلاب ان کا پینہ ہے وہ گلاب نہیں  
(اختر اندری فدائی، دیارِ سحر، کراچی)

سرکار دینے میں  
سرکار دینے میں  
(فقیر مصطفیٰ امیر، ہیر جمال و نور، فیصل آباد)

جہاں میں چار سو نور محمد کی نیا پھل  
اُجالیں کے سفیر آئے زمانوں کے امام آئے  
(انور باد، حرفِ وفا، لاہور)

سب ہی صداقتوں کے پیچھے ہوئے ہیں آپؐ  
براک جہان کے لیے رہے ہوئے ہیں آپؐ  
(محمد ساجد اعلوی، نوری، معراجِ محبت، لاہور)

آپؐ کا ہی تھا حوصلہ آقاؐ  
کتنا مشکل تھا راستہ آقاؐ  
(ڈاکٹر محمد فاروق بھٹی، ذکرِ رسول، فیصل آباد)

سب ہیں آپؐ کے مدح سرا  
اُس د ملک خود غلام  
(منیر احمد منیر، راستے دینے کے، فیصل آباد)

انہی کے شہر کا جلوہ انہی کے شہر کی حسرت  
یہ چشم و دل مجھے کتنے حسین معلوم ہوتے ہیں  
(خمار فاروقی، سکارِ مہِ اخلاق، کراچی)

یہ منڈاں سے نعیم اصرار ہے  
دین کی دولت فقط کردار ہے  
(محمد نعیم انصاری، منداۓ نعیم، کراچی)

مدینہ جاتے ہوئے راستوں پہ ہو کے غار  
غبار بن کے مرا کل وجود کو جانے  
(نیلیم شعیب، وسیلہ، سہیل، سہیل)

آپ کے دم قدم سے جہالت مٹتی  
مصدر آگیا آگیا آپ سے  
(جیشید کبیر، سرفراز، پاک، تین)

لفظ بھی نام و نسب رکھتے ہیں یہ جان رکھو  
مدح کرنی ہے تو ہر لفظ کی پہچان رکھو  
(واحد امیر، بلال، لاہور)

بھر دیتے ہیں ہر جھولی گل ہائے محبت سے  
بھڑپے ہی نہیں ان کا دانا پ کرم تھا  
(سعید اکرم، لوح بھی تو قلم بھی تو، چکوال)

مجھے بھی آرزو ہے زندگی کی  
دراگت پہ مرا چاہتا ہوں  
(سید معراج، معراج، عقیدت، کراچی)

مجھ سے کسی نے جب کہا شہر پہ ہے یقین کہیں  
قول رسول پاک کا پڑھ کے بتا دو کہ ہیں  
(امان خان، دل، شہر، لولاک، کراچی)

یہاں بھی وجہ ہوتا آپ کی شریعت ہے  
وہاں بھی بڑی شفاعت سے سالیبت ہے  
(احمد وہیم، شمس، پاک، آنسو، ہوا، پورے، کالا)

میں جو پلوں پہ سجاتا ہوں تری یاد کا دھپ  
وہ مرے درد کا مصیبت نشان ہوتا ہے  
(ہرناد، نور علی، شوری، حرف، تنہا، چکوال)

جس نے سب دشمن پر بھی دی ہے دعا  
بیکر، غم و احساں، ہمارا، نبی  
(قاضی عبدالعزیز، قائم، سید البشر، گوجرانوالہ)

ایسے دروہداں کی توصیف میں آئی ہے  
والفلس نے غرض کی تعریف سنائی ہے  
(سید حبیب احمد، محسن، نقشبندی، مجددی، برقی، نور، کراچی)

آپ کے نور بقیں سے جی افسے مردہ چراغ  
ماوانوں کے اماں کو توانائی ملی

(بشیر رحمانی، بٹارتھ، لاہور)

بیٹہ بخشش کی فکر ہوتی کبھی مٹائے غم نہ ہوا  
گناہ گاروں پہ یا محمد اگر تہہ دارا کرم نہ ہوا

(نور محمد آزاد، مشن محمد، کراچی)

سچ تو یہ ہے آپ کے نقش قدم کو چھوڑ کر  
منزل وحدت کا کوئی راستہ مل نہیں

(دقار عظمیٰ، وسیلہ، کراچی)

مرے مال پر مری فکر پر نہ ہوں کیسے عام فواشیں  
میں گدائے کوئے حضور ہوں سو ہیں کام فواشیں

(سجاد سخن، حاضری اور حضوری، کراچی)

میر نی کی ست ہو چلنے کا انجام  
انکار منتشر کو چاروں بزم کریں

(سجاد مرزا، چٹا آرژو، گوجرانوالہ)

خوشبو صفت مزاج، تبسم جلیس رخ  
شیریں سخن نی ہے، منور خصال ہے

(گستاخ بخاری، مدینہ محدوتہ خدا، فیصل آباد)

آپ آئے تو کافور ہوئی کفر کی علت  
وصایت حق کا یہاں پھیل گیا نور

(مہمان قیصر، جلال سے جمال تک، کراچی)

سیدہ سستی روشن روشن کا بکشاں ہے جھلک جھلک  
ماہ مدینہ تیری ضیا سے ساما جہاں ہے جھلک جھلک

(قمر انجم، جنت صبح خصال، کراچی)

نور حق کائنات کا مطلوب  
میکر عظمت دوام آگیا

(محمد کمال اعظم، حرف عقیدہ، لاہور)

جب درودوں کی تنگ شبنم سے دھلتی ہے زباں  
لب تو لب ہیں پھول کی صورت نکھر جاتا ہے دل

(سمیل غازی پوری، حمد و نعت، کراچی)

سوچتا تھا میں کلم کا حق ادا کیسے کروں  
غیب سے آئی بھارتِ رسولؐ پاک لکھ  
(داتا گھڑتالہ صاحب، نقشبت کتب خانہ، کراچی)

بیدار ہوں یا خواب کے عالم میں ہوں آقا  
ہر وقت ہیں سب کے گمراہ سرورِ عالم  
(سراج الدین سراج، جہانِ مصطفیٰ، کراچی)

بگڑا لطف و کرم ہم پہ بھی سرِ محشر  
کہ آنجنابؐ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں  
(پیر سید غلام قطب الحق گیلانی، کولہاٹ شریف)

محبت میں اطاعت ہے، اطاعت میں محبت ہے  
مرا سرمایہ بستی مرے آقا کی ملت ہے  
(اقبال حیدر، لارنس، کراچی)

طیب کا عزم ہونوں پہ صل علی کا ورد  
میں اور میرے ساتھ ہے اک کاروانِ شوق  
(عمر آپٹو حیدر امین راحت چٹائی، راولپنڈی)

ٹکا ہو کس طرح مخلوق اولیٰں مجھ سے  
کامِ خالق کونین تیری شان میں ہے  
(نعیم تقویٰ، بسیرت، کراچی)

خُضدِی خُضدِی ہوا دینے کی  
صنکی صنکی فضا دینے کی  
(محمد الیاس عطار قادری، مہیلاں مدینہ، کراچی)

زمانے بحر میں اچالا ہی اور کوئی نہیں  
کہ ان کے نور کا پلا ہی اور کوئی نہیں  
(نعیم عمر، یہ جو سلسلے ہیں کلام کے، راولپنڈی)

روشن روشن حرفوں میں ہے عکسِ ترا  
سورج، چاند، ستارے تیرا نام  
(جاوید اقبال، ستارہ رحمت، بکراں)

نہیں مخلوق میں ثانی ہے کوئی ذاتِ احمدؐ کا  
احد کے بعد احمدؐ بھئی کی ذاتِ مفرد ہے  
(انوار رحمان، تنویر پھول، کراچی)



میں سے روشنی پانی بھی بے نور قدروں نے  
اسی کے فیض سے مشرق سے مغرب تک اجالا ہے

(حسن رشوی)

اسے کوئی کیوں کر بھلا رنج و غم ہو  
سہا مای جس کا نیت کا کرم ہو

(شفیق احمد عاروقی، سلام ربی علی نبی، فیصل آباد)

کس کو پاما ہے پیپر کی ٹٹا خوانی کرے  
ہاں گر جتنی خدا توفیق ارزانی کرے

(محمد حنیف مازش قادری، کامرے کے ضلع کوہا نوالہ)

ایک ای اور اتالیق جہاں آئی  
علم و دانش کی علامت زمہ لے لے لے

(آغا صدیقی، قلعہ صاحب اسلام، کراچی)

دھنک خوشبو ہوا پھیلی ہے ہر سو  
دینے کی ہوا پھیلی ہے ہر سو

(احمد خٹک، نفسِ نفس خوشبو، کراچی)

سلام ان پر کہ جن کی اک نظر گر شامل فہم ہو  
تو پھر دشواری شام گراں کم ہوتی جاتی ہے

(محسن حق، میر عرب، لاہور)

ان کو دل میں ہوا لیا ہم نے  
دل میں ہوا لیا ہم نے

(سکندر نکسوی، صاحبِ رحمت، کراچی)

روشنی کی ہے نگاہوں کو تلاش  
آہرا ہے آپ کا جس اہلی

(لطیف اثر، مجید نور، کراچی)

محمد مقصدِ تحقیق ہے ساری خدائی کا  
محمد دہر میں مظہر ہے شانِ کبریائی کا

(اقتدر بجنوری، معراجِ جاں، کراچی)

سلسلےِ حقیقہ کے طیب سے ملائے جائیں  
دہتِ سرکارت کے پھر پھول کھلائے جائیں

(رضا اللہ حیدر، مدینہ یاد آتا ہے، لاہور)

دیکھے گر دیوہ بھا سے ڈبٹ خاک پر  
جلوہ گاہ لا مکان ہے آستانِ مصطفیٰ  
(سید خورشید انور علی انور، خورشید، کراچی)

جن کی مٹی میں ہے کوشن کی دولت احسن!  
ان کے دیوار میں جاتا ہوں گدا کی صورت  
(جادوہ احسن، لوہ شفاعت، ڈیرہ غازی خان)

دیکھے خود میں عکس سیرت پاک  
اک طرف اپنا آئینہ رکھے  
(شفیق اللہ بن شارق، نزول، کراچی)

آخر میں اپنے تین نعتیہ مجموعوں سے ایک ایک شعر نقل کر کے اپنی حاضری لگوانا چاہتا ہوں:

ترپ تو رکھتا ہوں زاد سفر نہیں رکھتا  
کرم حضورؐ کہ میں بال و پے نہیں رکھتا

.....  
شاعری جز مہ آقا بر عمل ہوتی نہیں  
جب سے میں نے نعت پر سوچا، غزل ہوتی نہیں

.....  
جس خدا میں مرے آقا کی صدائیں گونجیں  
ہے وہ لہجہ، تلم سے مغلطہ اب تک

(کرم و نجات کا سلسلہ، ممبئی توفیق، امید علیہ ری، عزیز احسن، کراچی)

جن شعرا کی توجہ شاعری کے ہر رنگ و ہمارے کی طرف ہے اور جو عام شاعری (General Poetry)

میں اپنی ساکھ قائم کر چکے ہیں وہ جب نعتیہ شاعری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس میدان میں بھی شاعری کے حوالے سے فن کا اچھے نقوش بنانا چاہتے ہیں اور خاص حد تک کامیاب رہتے ہیں۔ اس لیے شعرا کی نعتیہ کیت (Quantity) کا اعتبار سے قلیل ہونے کے باوجود کیفیت (Quality) کے لحاظ سے وقیع ہوتی ہیں۔ اس لیے شعرا کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لیے صرف چند شعرا کا کلام نمونے کے طور پر پیش کر کے ایک عمومی تاثر قائم کیا جاتا ہے کہ یہ شاعری ذائقے کا اعتبار سے سزا یافتہ ہے:

جل رہے ہیں جس پہ ہم یہ راستہ ان کا نہیں  
ملت و پیغام ختم لہر طیس کچھ اور ہے

(انوار غزی)

کس نے موجوں سے سنا ذکر محمدؐ سونق  
کس سینے کے مقدور میں اچھالا آیا؟

(سونق تران، کوہاٹ)

وفاق و انتظام و عدل یا قانون سازی ہو  
صلوٰۃ و صوم کے مانند حکما یہ عبادت ہے

(علامہ رازی جے پوری، حیدرآباد)

نہیں کہ تجھ کو بشری سلام کرتے ہیں  
فجر فجر بھی ترا احرام کرتے ہیں

(شاہ حسن عطا)

اللہ اللہ میری قسمت، ایسا رتبہ اور میں  
جائگی آنکھوں سے دیکھوں خواب طیبہ اور میں

(سرور بہارہ بنگلوی)

ثبوت حق کی جو دلائل دروں سے ثابت ہوئی  
تو انفاق کا کبھی انہیں کی ذات ہوئی

(شبیم رومانی)

وہ ذاتِ غیر علم تو ہم طالبانِ علم  
ہم ذرہ ہائے خاک ہیں وہ آسمانِ علم

(حنانت علی شاعر)

شان ان کی سوچے اور سوچ میں کھو جائے  
نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جائے

(خورشید رضوی)

نہی کے در پر ہنسی کے خود کو مثال کرتی ہیں میری آنکھیں  
کمالِ رحمت کو دیکھتی ہیں۔ کمال کرتی ہیں میری آنکھیں

(شاعر لکھنوی)

جلوے عارضِ نبی رشکِ بہاں یوسفی  
سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہو بہ ہو

(رنجس امرودی)

ہاں سے ہم رحمتِ عالم کے ہیں قائل ایسے  
نہ ہٹائیں ہیں کسی میں نہ فضاں ایسے

(سحر انصاری)

کچھ دھوپ ہے کچھ جس کا سحر مرے آقا  
ایسے میں ہوا کا کوئی جھوٹا مرے آقا

(سلیم کوثر)

مکھن کا نکات کا حامل حضور ہیں  
مخمل حضور باقی، مخمل حضور ہیں

(ناصر زیدی)

کسی غم گسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلا دیا  
کہ جو میرے غم میں گھلا کیا اسے میں نے دل سے بھلا دیا

(عتابت علی خاں عتابت)

ناروں میں گل مدینے کا بڑا چمچا رہا  
ہو کرم آقا کہ میں ان سب کا منہ نکلتا رہا

(غلام احمد ایوانی)

جو پوچھا رب نے عمل بھی ہے کوئی پاس ترے  
کیوں کا ہاں! ترے محبوب کی شا کی تھی

(عرش ہاشمی)

اس کی سچائی کے انوار ازل کا پہلو  
اس کے کردار پہ سایہ نہیں افسانوں کا

(صفدر صدیق رضی)

پہنائے تہاں شبہ دو جہاں نہیں  
جو خود ہر ایک سمت نہ بھیلانے لگتی

(مجید فکری)

ترے خیال نے وہ دلچسپی ملا کی ہیں  
قدم زمیں پہ رہے آہاں کو چھو آئے

(طارق نعیم)

جو ہجر کے موسم کو بدل دے وہ طے رہا  
جوان کے درخشاں پہ لے جائیں وہ پردیا

(ندیم نیازی جیسی ٹیلوی)

نعتیہ شاعری کا غالب حصہ غزل کی صورت (Form) میں ہے لیکن مدح سرور وہ جہاں کسی منفرد سخن کے طرف اور مخصوص پہنچی تار سے میں محدود نہیں۔ اعجاز و بلاغت کی جتنی صورتیں اور شعری جتنی اصناف ہیں وہ سب کی سب نعتیہ شاعری میں برتی جاتی ہیں۔ مدحت نے ابھرتا اعجاز ہے کہ اس میں اصناف شعر کے پہنچتی تہوں سے ایک طرف تو صورت (Form) کی رنگارنگی پیدا ہوتی ہے دوسری طرف ہیئت سے ہم رشتہ اسلوب (Form's Related Style) کی طرحی اورتا زکی جنم لیتی ہے۔

قدیم اصناف سخن میں نظم کے بہت سے روپ ہیں مثلاً مشوئی، قصیدہ، قطعہ، مسموس، غزل، ترجیع بند، مثنوی۔

مستزاد، مثلث، رباعی، دو باغیہ، و۔ عبدالحکیم شرر کے اجتہاد نے آزاد نظم بھی متعارف کروادی اور پھر نظم معریٰ یک مصرعی نظم، مثنوی، سی حرفی، مثنوی، سائنٹ، بائیکو اور نثری نظم بھی اصنافِ سخن میں داخل ہو گئیں۔

نعتیہ شاعری میں شعرا نے ہر صنفِ سخن کو مدحت آقا کے لیے برتا۔ سی حرفی کو مفتی محمد قاسمی نے اردو میں متعارف کروایا اور اس صنف میں نعت حقیقہ، تائب، نے لکھی۔ مثنوی کے موجود حنائی، علی شاعر، غفر سے اور سہ مصرعی نعتیہ نظمیں، حنیف اسعدی نے لکھیں۔ یک مصرعی نظم سید ابوالخیر کشتی کی جدت پسند طبیعت کی اختراع، فریبانی اور انہوں نے اس کی ابتدا، نعتیہ مضامین ہی سے کی۔ جمیل عظیم آبادی نے نعتیہ دو ہے لکھے۔ نثری نظم میں نعتیہ شاعری کرنے والوں میں احمد ہمیش اور ابوالخیر کشتی کے نام نمایاں ہیں۔ نعتیہ بائیکو لکھنے والوں میں اکرم عظیم، محمد اقبال، جمی، ظفر وارثی، سرشار صدیقی، مسیح رحمانی، وضاحت نسیم، سہیل غازی پوری، طاہر سلطانی، احمد صغیر صدیقی، سید معراج جامی، آفتاب معطر، شفیق الدین شارق، سید ابوالخیر کشتی، سلیم کوثر، محسن بھوپالی، شبنم دہانی، اقبال حیدر، رضی الدین رضی، مقبول نقاش، انجم اعظمی، اختر شام، معراج حسن عامر اور رونق حیات وغیرہم کے نام شامل ہیں۔

قدیم اصناف میں مثنوی کو جزوِ پنج بنانے والے شعراء میں حنیف جالندھری، ضیا مالتادی، سلیم احمد، اختر الخامدی، منور بدایونی، سیراف کاشمی، احسان دانش اور فدا خاندی، دیو کی کام نمایاں ہیں۔ قصیدہ لکھنے والوں میں جعفر طاہر، حافظ افضل فقیہ، عبدالعزیز خالد، خالد احمد، راز کاشمی، نعیم قوی، رئیس امروہوی، زین پر تاب کریمی، حافظ عبدالغفار حافظ، محمد اکرم رضا، حنیف تائب، حافظہ صبا نوری، خالد عظیم، عظیم ماضی، عظیم شریف احسن وغیرہم کے نام نمایاں ہیں۔

ظہیر ظفر، جاہر چھو نے بڑے شاعر نے لکھا ہے لیکن رئیس امروہوی، اباجا زرحانی، ظفر وارثی، فدا خاندی، دہلوی، حافظہ صبا نوری، اقبال عظیم ہلال جعفری، راجا رشید محمود، عارف منصور، رشید حیدری، مسابہ باری اس صنف کے حوالے سے زیادہ معتبر ہیں۔ مسدس کے فن میں محشر رسول نگری، کمال جواکرمی، احسان دانش، شاہد اکبر آبادی، رضی کپاشی، صہبا اختر، قہری کاپوری، تابش دہلوی، جوش ملیح آبادی، سیما اکبر آبادی، خالد عرفان، لیث قاسمی، ڈاکٹر خورشید خاور امروہوی، محشر بدایونی، طاہر القادری، نسیم امروہوی، امید قاضی، شاہ انصار الد آبادی، رشید وارثی، ہلال جعفری اور حیدر دہلوی وغیرہم کے نام لائق ذکر ہیں۔ نعتیہ نظم لکھنے والوں میں اقبال سہیل، سیما اکبر آبادی، حسن احسانی مراد آبادی، جے۔ سی۔ الہ آبادی، ماقب مراد آبادی، رشید کمال، ریاض الدین مہروردی، سکندر دکنوی، ادیب رائے پوری، خالد نظامی، عزیز ماسل پوری، راجا رشید محمود، منور بدایونی، حافظ عظیم الدین، حافظہ صبا نوری، ظفر وارثی، فدا خاندی، دہلوی، جوش ملیح آبادی، سیما اکبر آبادی، خالد عرفان، لیث قاسمی، ڈاکٹر خورشید خاور امروہوی، محشر بدایونی، طاہر القادری، نسیم امروہوی، امید قاضی، شاہ انصار الد آبادی، رشید وارثی، ہلال جعفری اور حیدر دہلوی وغیرہم کے نام لائق ذکر ہیں۔ نعتیہ نظم لکھنے والوں میں اقبال سہیل، سیما اکبر آبادی، حسن احسانی مراد آبادی، جے۔ سی۔ الہ آبادی، ماقب مراد آبادی، رشید کمال، ریاض الدین مہروردی، سکندر دکنوی، ادیب رائے پوری، خالد نظامی، عزیز ماسل پوری، راجا رشید محمود، منور بدایونی، حافظ عظیم الدین، حافظہ صبا نوری، ظفر وارثی، فدا خاندی، دہلوی، جوش ملیح آبادی، سیما اکبر آبادی، خالد عرفان، لیث قاسمی، ڈاکٹر خورشید خاور امروہوی، محشر بدایونی، طاہر القادری، نسیم امروہوی، امید قاضی، شاہ انصار الد آبادی، رشید وارثی، ہلال جعفری اور حیدر دہلوی وغیرہم کے نام لائق ذکر ہیں۔

مستزاد اور مثلث بھی بہت سے شعرا نے نعتیہ مضامین کے لیے اپنائے ہیں۔ ترجیع بند اور مثنیٰ کے ضمن میں حنیف تائب اور ابوالخیر کشتی نے نظم کا نام آتے ہیں۔ کاروانِ حرم کے نام سے شمس مسلم کا ایک طویل مثنیٰ ہے جس میں حج کے کارکنان کا تفصیلی تذکرہ ہے اور روضہ مدلول پر ماضی کا دالہا ناما خازن سے ذکر ہے۔

رباعی اصنافِ سخن میں ایک مشکل صنف ہے، اسی لیے اس کی طرف قدامت بھی کم توجہ کرتے تھے جدید شعرا تو اس وادی میں پہنچتے بھی نہیں۔ رباعی کہنے کے لیے انھلک جنت، مثنیٰ سخن، گہرے مشاہدے اور فلسفیانہ مزاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ عروضی نزاکتوں سے آگاہی بھی رباعی کہنے کے لیے لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ صنفِ سخن اب محض جنرل کے طور پر برتی جا رہی ہے۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے اس صنف کو برتنے والے شعراء میں سادہ حسن

قاری، قداخالی، دہلی، اے ڈی انگر، حافظ عبدالغفار، حامد یزدانی، راجب مراد آبادی، صبا تھراوی اور حافظ افضل  
 نقیہ کی کوششیں لائق ستائش ہیں۔ صبا تھراوی، راجب مراد آبادی، شاعر نکستی، محبوب الہی عطاء امین نقوی نے  
 غیر منقوطہ رباعیاں بھی لکھی ہیں۔ رباعیات لکھنے والے شعراء کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے ہم چند رباعی گو شعراء کی  
 تخلیقات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں:

نور اہدیت کی تجویز ہیں آپؐ  
 انسان کے لیے باسٹ تو قیر ہیں آپؐ  
 سیرت بھی ہے سانچے میں ڈھلی صورت بھی  
 فی احسن تقویم کی تفسیر ہیں آپؐ

(قمر ربیعی، آپ زم زم، راولپنڈی)

اے کاش کبھی دیکھ لوں صورت ان کی  
 ہو جائے کسی روز زیارت ان کی  
 کرتا ہوں انہیں یاد کرم ہے ان کا  
 رہتے ہیں تصور میں عکاسات ان کی

(قداخالی، دہلی، م، کراچی)

خوشیوں کی حکایت ہو کہ انسان، غم  
 جو کچھ بھی ہے لولاک کھاسے ہے غم  
 آغاز اب ہو کہ ہو تمہید حدوت  
 عنوان ہے بہر رنگ رنگ شاہ ام

(محبوب الہی عطاء، چرخ اطلس، لاہور)

نعتیہ غزلوں کے اشعار پر تفسیر کرنے والوں میں ہلال جعفری، ساجد اسدی، حنیف اسدی، حافظ  
 عبدالغفار اور راجہ شید محمد پیش پیش ہیں۔ یہاں صرف حنیف اسدی کی تسنیم کا ضوہ پیش کیا جاتا ہے:

کون ایسا ہوا ہے مرحلہ ہاں  
 شان معراج کس طرح ہو بیاں  
 مہر و سہ ان کی منزلوں کے نشان  
 ”گرد و پا ان کی ہزم کا بکشاں  
 رگزر ان کی چرخ بیتاں“

(تفسیر پر کلام راجب مراد آبادی)

خوشا کہ مجھ کو بھی نعت نبیؐ کا اذن ملا  
 نصیب وجد میں ہے رقص میں ہے فکر رسا  
 گلے لگاؤں تجھے اے شعور مدح و ثنا

”بلائیں ہوں تری اے جذب شوق صلی علی  
کہ آج تاجن دل کھنچ رہا ہے سوئے رسول“

(تخصیص کا نام بیہوشی)

یورپی صنف سخن سائنس اردو میں نیا دھڑ چل نکلی لیکن نعت کے میدان میں سائنس لکھنے والے جو شعراء  
نمایاں رہے ان میں افسر صدیقی احمد وہی، نعیم نقوی، تنویر پھول، حفیظ تائب، عارف منصور اور مسیح رحمانی وغیرہم کے  
نام آتے ہیں۔

آزاد نظم کو نعتیہ مضامین سے آشنا کرنے والے شعراء میں اطہر نعیمی، محمود زکھر، شبنم روحانی، سرشار صدیقی،  
نعیم صدیقی، عبدالعزیز خالد بقر باقی، انور مسعود، جیلانی کامران، عارف عبدالحقین، شاہ کور کچھوری، محمد فیروز شاہ،  
سعید وارثی، حفیظ تائب، محمود شام، جاذب قریشی، ریاض حسین چودھری، رشید پیرانی، امجد اسلام امجد، جنظر بلوچ،  
جیل نقوی، حامد بن دانی، قصین لڑائی، انجم یازدی، ابو اللیث کشلی، ذاکر قوسی، محمد انصاری، محسن احسان،  
اقبال صلاح الدین، رشوان منائی، احمد سفیر صدیقی، عمران نقوی، سلیم اختر طامانی، نذیر نعیم اور مسیح رحمانی شامل ہیں۔  
شعرا نے بھی اس صنف میں گل ہائے حقیر پیش کئے ہیں جن میں پروین شاکر، وضاحت نعیم، ماہید رحمان، ہبید اور  
ماہید قاسمی کے نام نمایاں ہیں۔

عرواق کی آنادی سے نظم آزاد لکھنے والے شعراء کے لیے لہری دھنوں کوئی گرفت میں لینے کی سہولت پیدا  
ہوئی اس حلقے کی تجربے نے نعت میں ناز و کاری کو راد دی اور آزاد نظم کے ذریعے عصری حسیات نعتیہ شاعری میں بھی جھلکنے  
لگی۔ نعتیہ شاعری کو ادبی صنف سخن بنانے میں آزاد شاعری لکھنے والوں کا ہر حصہ ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے  
کہ آزاد نظم کے کچھ نمونے بھی پیش کر دیے جائیں۔

تمام دنیاؤں، سب جہانوں میں آپ سے بڑھ کر

کوئی پیارا نہیں خدا کا

کوئی دلا رہا نہیں خدا کا

خدا سے کہیے!

خدا را، اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیے!

کہ ہم کو پھر سے آپ کے دین پہ

آپ کے نقش پا پہ چلنے کی استقامت دے

استقامت دے

حوصلہ دے!

(عہد زکھر)

جس نے دیکھا نہیں

اس کی بیانی کے عجب و عمل گئے

اس پر آفاق کے سب و رقی کھل گئے



جس نے مانا انہیں  
 اپنے دیکر میں شیر یقیں ہو گیا  
 جس نے جانا انہیں  
 جہل بھی اس کا علم آفریں ہو گیا  
 جس نے چاہا انہیں  
 اس کی چاہت بتا کی بکارش غنی  
 اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی  
 جس نے چاہا انہیں  
 اس کو چاہا گیا  
 اس کی دلی تک بردہا با گیا

(حرفِ نسبت --- شبنمِ رومانی)

حیرتِ آوازِ حقیقی روشنی کا سفر  
 برفِ پگھلی تو سورج چمکنے لگا  
 تو نے سحر کی ازتی ہوئی ریت کے درمیاں  
 بے چراغی زمیںوں پہ گھر رکھ دیے  
 حیرتِ چھاؤں میں زخمی بن آگئے  
 تو نے دیبا میں جاسے شجر رکھ دیے

(روحِ جاں --- چاؤبِ قریشی)

اس کا پیغام  
 قل اعوذ کو سب بات کے کھائیں، پھنیں  
 کوئی بھوکا نہ رہے، کوئی برباد بھی نہ ہو  
 ایک بھائی سے کسی بھائی کو اپنے انٹے  
 آج میں سوچتا ہوں، دیکھتا ہوں، سوچتا ہوں  
 روشنی پاس ہے، ہم چر بھی چیر غلٹ کے اسیر  
 ہم ترانا تو ایسے ہیں تر تیرا پیغام  
 کس قدر چار سے طاقتوں پہ چار کھا ہے

(شام --- محمود شام)

سلام اس پر  
 جو بے نواؤں کا آمر ہے  
 جو مارے عالم کی ابتداء ہے



جو سب زانوں کی انتہا ہے  
سلام ان پر  
جو ماحول پہ طار با ہے کہ رضا ہے  
جو سب کو حق سے طار با ہے کہ حق با ہے

(کہ حق با ہے۔۔۔ لاطہر نفیس)

بیرون و وطن ہے  
کہو یہ تخلیق دو جہاں کا و مرد ہوگا  
و مرد ہوگا

تو ہم سے ہے راہ و کم مضید و  
گناہگاروں کا ذکر ہی کیا  
کہ انہما ان کے شہر مقدم کو  
صف پہ صف ایستادہ ہوں گے  
اور ان کے لب پہ درد ہوگا

سلام ہوگا

سلام ان پر

درد بان پر

فدا ہمارا و جوان پر

(غہور۔۔۔ مرثا صدفی)

عرش

کری اور نکال

کا نکاح

کتنے بڑے ہیں۔۔۔ یہ لفظ

اور ان کے مفاتیح۔۔۔ ہمارا اور کا نکاح کا حقہ ہیں

ہم ہیں۔۔۔ یہ لفظ بھی ایسے ہی ہیں

گنہگار کا کوئی مفہوم نہ ہوتا

یہ لفظ۔۔۔ موتی سے بنائی صدف کی طرح ہوتے

اگر محمد نہ ہوتے

محمد۔۔۔ ان سب لفظوں کا مفہوم ہیں

سلام ان پر۔۔۔ درد بان پر

(ڈاکٹر سید ابوالخیر کشتی)

اور یہ خوش ہو کھرتی رہی قریہ قریہ  
 اور اتنی تاباقتی  
 تل صداء موق صبا بن کے بڑھا  
 اس کے ہونٹوں سے کھلے لفظ  
 شہاؤں جیسے  
 جاگتی، بولتی، نرم و سوجھیں  
 ذہن انساں میں اٹھانے لگیں طوفان نے  
 ایسے طوفان  
 کہ بت سارے زمیں یوں ہوئے

(احمد رفیع صدیقی)

برہند پا کا ظلمیادان بے اماں میں  
 بھٹک رہے تھے، بھٹک رہے تھے  
 نہ کوئی چشمہ، نہ کوئی سایہ، نہ کوئی زاد سفر ہاتھا  
 بشر کہ مر رہے تھے، ہاتھا، بشر کہ تھی تھی کے مر رہا تھا  
 بیپ آشوب ہش آہا، رہا ہاتھا  
 بشر خود اپنی ہی آگ میں کسمار ہاتھا۔۔۔ کہ دھنچا پھل  
 کہ شہر بھلائی کی رنگ در رنگ سرزمین پر  
 بسیدہ فارماں کی چمنوں سے  
 طلوع مہر منیر و انور کے ساتھ ہی تابشوں کے تل ہزار پہلوئوں کے لپکے  
 (میلاد حضور۔۔۔ حسین: اتی)

ارامی کے سفر میں جب ہوا رک رک کے چلتی ہے  
 سوادہ میں ہر آرزو چپ چاپ چلتی ہے  
 کسی مادیہ و غم کا کھر میں اپنا ہوا سا ہے  
 زمین نا آسمان پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے  
 گزرتا وقت بھی غمرا ہوا محسوس ہوتا ہے  
 تو ایسے میں قری خوشبو  
 محمد مصطفیٰ مصل علی کے نام کی خوشبو  
 دل و دشت زرد کے ہاتھ پر یوں ہاتھ رکھتی ہے  
 صحن کا کوہ غم جتنا ہوا محسوس ہوتا ہے  
 سفر کا راستہ کتنا ہوا محسوس ہوتا ہے

(امجد اسلام امجد)

جاپانی مستف بخن بائیکو کے تجربات اردو شاعری میں کئے گئے تو شعراء نے اس زمین کو بھی مدح رسول  
سے آسمان بنا دیا۔ شبنم رومانی، سہیل غازی پوری، سرشار صدیقی، اقبال حیدر، مہیج رحمانی، شفیق الدین شارق،  
اجم اعظمی، ابو الیاس کشتی، محسن بھوپالی، وضاحت نسیم، رونق حیات، سمران حسن عامر، آفتاب مضطر، رضی الدین رضی،  
سلیم کوثر، اختر شمار، مقبول گلش، سید قمر باغی، مظفر وارثی، اکرم کلیم، اقبال نجمی، آفتاب کریمی اور طاہر سلطان وغیرہم نے  
نعتیہ بائیکو کہے۔

ہو مجھ پا، احمد محمود

میری مشکاں کے یہ ستارے ہیں  
آپ کے کام کئے جا رہے ہیں

(عہد اقبال نجمی)

طاہران تیر کی سہاڑ گئے  
جس طرف سے بھی ہوا ان کا گزر  
ماتے منزل کی جانب مڑ گئے

(مظفر وارثی)

ترے قدموں کی آہٹ  
اک عنوانِ بلاغت کا  
اک خطبہ ہے ہدایت کا

(سید ابوالیاس کشتی)

زیست کیسے گلست کمائے گی  
موج مجھ کو سلام کرتی ہے  
میں مجھ کا اتنی غمرا

(اختر شمار)

اس تمام نکسوں  
جس کے کام کی برکت ہی  
زندہ رکھتی ہے

(سلیم کوثر)

صرف مدینے میں  
اور کہاں پر آگئے ہیں  
سورق چنے میں

(مہیج رحمانی)

بروز اور

کابکشاں سے بڑھ کر ہے

طیب کا رستہ

(محسن بھولپاشا)

یہ بھی ہے عظمت

سارے عالم پر پھیلا

نامان رحمت

(سکیل غازی پوری)

حسن نماں ہے

حسن محمد صلی اللہ

کامل وائل ہے

(آفتاب منظر)

دنیا کی مختلف زبانوں میں ہونے والی نعتیہ شاعری کے تراجم بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس سمت میں کام کرنے والے شعراء میں پروفیسر محمد حبیب، ڈاکٹر شان الحق حقی، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشلی، عبدالعزیز خالد، منیر قصوری، ڈاکٹر نجم الاسلام، عزیز حامد مدنی، انجم احمد مدنی، پروفیسر آفاق صدیقی، پروفیسر عمر انصاری، آفتاب کریمی اور صاحب اکبر آبادی شامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی ایک نعت بہتر درجہ عالم الحروف نے بھی کیا ہے۔ تراجم کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

وہا کیزہ چشمہ جوارق قلب سے چٹانوں پہ اترا

سحابوں سے اوپر بلند آسمانوں پہ جولاں ملائک

کی ہاشم جگہداشت کے سائے سائے

چٹانوں کی آغوش میں صبر برائی تک جوئے جولاں بنا

چٹانوں سے نیچے اترتے اترتے

وہ کہتے ہی صدر تک مائیکروفون رہے

آغوش شفقت میں اپنی بیٹے

بہہ سے سسکتے ہوئے، ریچتے دست، کم مایہ سوتوں کو

چمکاتا ملکاتا، ساتھ لپٹا ہوا خوش فرماں چلا

بے خوفادریاں لہلہانے لگیں

پھول ہی پھول چاروں طرف گل گلھے

جس طرف اس کا رخ پھر گیا

اس کے بغیر قدم سے بہار آگئی

(نعتہ محمدیہ گوئے بحر من شاعر] ترجمہ شان الحق حقی۔ جواہر المصنوع بہرہ۔ عزیز احسن [صابری])

ہماری حمد کا طالب خدا نہیں  
 محمدؐ چشم بر بادِ ثا نہیں  
 خدا ہے جو حمد مصطفیٰ میں  
 محمدؐ حمد حمد خدا میں  
 دعا کی ہو اگر خواہش ہی انہی  
 قنوت چاہیے اس شعر پر ہی  
 رہوں خواہاں محمدؐ سے خدا کا  
 خدا سے وصف حب مصطفیٰ کا  
 نہیں مقرر مناسب بالارادہ  
 سخن کی ضرورت سے زیادہ

(سیر مظہر جانِ جاں [فارسی] مترجم: بھرانصاری۔ نعت رنگ شمارہ ۳)

اگر محمد مصطفیٰ آجائیں

آپ کے دروازے پہ دستک دیں

..... شرم میں سوچتی ہوں

انہیں اپنے گھر کی جانب آتے دیکھ کر

آپ دروازے پان کا استقبال کریں گے

بڑے پہلے کپڑے ہائیں کماور پھر گھر کے اندر بلائیں گے

(کو لباس کے اسلامی تقاضوں کے مطابق ہوں)

بڑے کچھ رسالے چھپائیں گے

اور ان کی جلد: آن رکھ دیں گے

اور اپنے فی وی پر چلتی بالغ سودی کو

کہاں لے جائیں گے

اور ریڈیو بند کریں گے؟

..... ذرا سوچئے!

اگر سرکار آجائیں

آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارنے!

(Wonder) اسٹریٹ کیلاڈور، مترجم: آفتاب کریمی، نعت رنگ ۴)

اے سید السادات! ترے در پہ کھڑا ہوں

خوشنودی کی امید پہ مصروف دعا ہوں

اللہ کی مخلوق میں تو بہتر و برتر  
 میں شیخو "دیوان" ترا صرف ترا ہوں  
 یہ دل تری عزت کی قسم، تجھ پہ نچھاور  
 رہ جانے ہے کس پہ میں دل و جاں سے فدا ہوں  
 کوئی بھی نہ ہوتا جو تری ذات نہ ہوتی  
 دنیا ترے قدموں میں پڑی دیکھ رہا ہوں  
 وہ مجھ سے تیرے تجھے کہ مخلوق تھی عاجز  
 کیا ذکر فضا کی ہو کہ بے نطق و نوا ہوں  
 اک گوشت کے گھرے نے کہا زہر ہے مجھ میں  
 اک کوہ پکاری کہ میں حاضر پہ صدا ہوں  
 اک بھیڑیا بولا کہ ہوں بھونکا کلی دن سے  
 برقی کا بگ، میں بھی تو محروم غذا ہوں  
 جنگل کے دھندے تجھے دیتے تھے سلاہی  
 اک اونٹ کا فقوہ تھا میں دنیا سے تھا ہوں  
 جب تو نے درختوں کو اشارے سے بلایا  
 ہر پتہ پکانا کہ میں قدموں میں پڑا ہوں  
 تو وہ کہ کب دست سے پانی ہوا جاری  
 سنگر کی صدا آئی کہ میں موٹا ہوں  
 بادل نے کیا صرف تری راہ میں سلاہی  
 اک بڑ کا دعا کہ میں ملنے کو کھڑا ہوں  
 بیمار تھی دنیا، ترے ہاتھوں نے شفا دی  
 ہر زخم پکارا، میں طلب کار دعا ہوں  
 وہ قحط کے حالات وہ پانی کا برسا  
 ہر بوند کا کہتا کہ محمدؐ کی دعا ہوں

(امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ و عربی محترم: قیصر الجھڑی، نعت رنگ ۱۲)

تراجم کی تعداد ستھاروں میں ہے لیکن یہاں صرف چند نمونے ہی پیش کرنے کی گنجائش ہے۔

منکوم سیرت کی کتب بھی اچھی خاصی تعداد میں شائع کی گئی ہیں۔ شاہنامہ اسلام تو حنیفہ جالندھری نے  
 لکھا تھا جس میں پیشہ ذکر غزوات کا تھا۔ فتوحات اسلام کے نام سے ہما صدیقی نے منکوم تاریخ اسلام لکھی تھی جس  
 کے کچھ اشعار ہم نے کہیں نقل کر دیے ہیں۔ "حیات طیبہ و سیرت مطہرہ حضرت محمدؐ" کا منکوم انکھار سید محمد علی ولی  
 طالب گھڑی نے کیا تھا۔ خورشید انظر نے "سبع اعلیٰ بکالہ" کے نام سے اردو میں ساڑھے ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل

سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام لکھی ہے جسے نشریات لاہور نے شائع کیا ہے۔ ”سرور کائنات“ کے عنوان سے  
 حکمرانِ عظمیٰ نے منظوم سیرت پاک لکھی ہے۔ نمونہ کام دیکھئے۔

صبح دم کو د مفا پر چڑھ گئے اک دن نئی  
 نام لے کر سب قبیلے فالوں کو آواز دی  
 آپؐ کی آواز سن کر لوگ سارے آگئے  
 کیا ہوا کیا بات ہے ان سے لگے وہ پوچھنے  
 میں کہیں کیا مان لوگے بشکر حیران ہے  
 کوہ کے پیچھے جو لانے کے لیے تیار ہے  
 سب یہ بولے ہم کو تیری بات پر آؤ یقین  
 جانتے ہیں تجھ کو ہم بچپن سے صادق اور امین  
 سن لو! میں بھیجا گیا ہوں، یہ کہا پھر آپؐ نے  
 اک مذاپ سخت سے تم کو ڈرانے کے لیے

(حکمرانِ عظمیٰ سرور کائنات، منظوم سیرت پاک، کراچی)

حضور اکرمؐ کی احادیث مبارکہ کے بھی منظوم تراجم سامنے آئے ہیں ایک نمونہ حاضر ہے:

رسول حقؐ سے کسی نے پوچھا  
 کہ کیا ذریعہ نجات کا ہے؟  
 تو اس کو آقائے یہ بتایا  
 نہاں کو قابو میں اپنی رکھو  
 گھروں میں اپنے رہو حقید  
 کرو خطاؤں پہ انگ ریزی

(نجات کا ذریعہ) (انہی مشطوں سے دیے چلے، منظوم احادیث، مطہر عارفی)

انہی اصولات نے حضور اکرمؐ کا ”خطبہ جو کہ“ نظم کیا ہے اور اس کی تشریح میں بھی اشعار کہے ہیں۔ مثلاً

کے کچھ اشعار دیکھئے:

لب آدمی پہلے تو چشرہ صافی اعلیٰ آیا  
 رسول اللہؐ نے محمدؐ و ثناء کے بعد فرمایا  
 مجھے جو تم سے کہنی ہے یہ پہلی بات ہے لوگو  
 کتاب اللہؐ بے شک سب سے پہلی بات ہے لوگو  
 کہا اس حکیم صادق نے سن لے جو بھی سنتا ہے  
 جہاں میں ”سب سے حکیم قطعہ زنجیر تفتویٰ ہے“  
 یہ پھر حضرتؐ نے فرمایا مسلم اس کی ہے عظمت

جہاں میں بہترین ملت ہے اور انکم کی ملت  
 کہا پھر یاد رکھنا یہ مری سب کو ہدایت ہے  
 جہاں میں بہترین ملت محمدی کی ملت ہے

(شریٰ خطبہ، جنوک، منکوم، انوارِ صولت، اسلام آباد)

پاکستان کے مختلف شہروں میں نعتیہ شاعری کی رفاقتی تیز رفتاری کا اب بعض شہروں کے حوالے سے نعت  
 کے دبستان تشکیل پاتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں (۱) دبستان کراچی (۲) دبستان لاہور اور (۳)  
 دبستان فیصل آباد وغیرہ کے حوالے سے باتیں بھی ہوتی رہی ہیں۔

اردو نعتیہ شاعری کو شعریت اور شریعت کی کسوٹی پر پرکھنے کے لیے ۱۹۹۵ء میں "نعت رنگ" کے ذریعے  
 ایک تحریک کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں تو اس رسالے کے قلمی معاونین کی تعداد تھوڑی تھی لیکن پھر اس رسالے کے مدیر مہیج  
 رحمانی کی مسلسل مانتھک اور ہر مخلص نعت رنگ لائی ہذا اب اس کتابی سلسلے کے قلمی معاونین میں بڑے بڑے مشہور نام  
 شامل ہو گئے۔ راقم الحروف کو بھی تنقیدی مضامین لکھنے کا حوصلہ "نعت رنگ" کی قلمی معاونت کے ذریعے ہی ہوا۔  
 تحقیق کے علاوہ تحقیق تنقید اور تدوین کا کام بھی نعتیہ ادب کے سرمائے میں اضافے اور اخبار کا سبب بنا  
 ہے اس لیے لازم ہے کہ ابتدائی طبع پر ان مسامی کا بھی ذکر کر دیا جائے۔

تحقیق: اردو نعت کے تحقیقی سرمائے میں وہ تمام لازماً شامل ہو سکتا ہے جو انفرادی طور پر کسی محقق نے مقالے یا  
 مضمون کی شکل میں لکھا ہو یا ایم۔ اے ایم۔ فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر باقاعدہ طور پر مندرجہ پبندی کے تحت لکھا گیا  
 ہو۔ اردو نعت میں "پی ایچ ڈی کی سند حاصل کرنے کے لیے لکھے گئے تحقیقی مقالے درج ذیل ہیں:

- ۱۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق
- ۲۔ اردو میں نعت گوئی، ڈاکٹر ریاض مجید
- ۳۔ اردو نعت پر فارسی روایت کا اثر، ڈاکٹر پرویز عاصی کسرائی
- ۴۔ اردو نعت کے جدید رجحانات، ڈاکٹر شوکت زریں چغتائی
- ۵۔ اردو نعت کا تکنیکی مطالعہ، ڈاکٹر افضل احمد انور
- ۶۔ اردو نعتیہ ادب کے انتہائی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالمعین خان (عزیز احسن)
- ۷۔ پاکستان میں نعت، ڈاکٹر شہزاد احمد
- ۸۔ ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر (سفرِ طوبی سے سفرِ طوحاک)، ڈاکٹر محمد طاہر قریشی
- ۹۔ ملاحظہ حیا نوری کی نثر اور شاعری، ڈاکٹر مشہد احمد قادری
- ۱۰۔ علاؤ الدین ڈاکٹر ابو الیث صدیقی نے پہلی مرتبہ اپنے مقالے (نکتہ کا دبستان شاعری) میں کسی نعت گو  
 شاعر کا تفصیلی ذکر کیا اور شعری محاسن کی قدر راقم الی کی۔
- ۱۱۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے پاکستان میں پہلی مرتبہ نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک تذکرہ "انتخاب" اردو کی  
 نعتیہ شاعری" لکھی جس میں نعتیہ ادب کا ابتدائی جائزہ بھی لیا۔
- ۱۲۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق۔ یہ مقالہ بھارت میں ۱۹۵۵ء میں لکھا گیا تھا۔ سن



۱۹۷۶ء میں پاکستان میں بھی شائع کیا گیا۔ اس کے باعث پاکستان کی جامعات میں نعتیہ ادب کی تحقیقی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

۱۹۸۰ء میں پاکستان میں "اردو میں نعت گوئی" کے عنوان سے ڈاکٹر میاں مجید نے پہلا تحقیقی مقالہ لکھا جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی سند سے نوازا گیا۔

اردو حمد و نعت پر فارسی روایت کا اثر، ڈاکٹر پروفیسر عاصی کسائی کا مقالہ بھی پی ایچ ڈی کی سند کے لیے لکھا گیا تھا جس پر انہیں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی گئی۔ اس مقالے نے اردو نعت پر مرتب ہونے والے فارسی اثرات کا ادراک پیدا کیا۔

"اردو نعت کے جدید رجحانات" کے عنوان سے مقالہ قلم بند کرنے پر ڈاکٹر شوکت زریں چٹائی کو پی ایچ ڈی کی سند ملی۔ اس مقالے میں نعتیہ شاعری میں مادہ پانے والے جدید رجحانات کی نشاندہی کی گئی ہے جو تنقیدی شعور بیدار کرنے کا وسیلہ ہیں۔

"اردو نعت کا مکتبی مطالعہ" کے موضوع پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹر افضل احمد نور نے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ یہ مقالہ ابھی غیر مطلوبہ ہے۔ موضوع کے اعتبار سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیوں کہ اس مقالے میں اس بات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نعت جہاں ایک موضوعاتی صنفِ سخن ہے وہ شاعری کی کس کس صنف کا اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے ہے۔

"اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ" کے عنوان سے مقالہ لکھنے پر عالم المعروف (ڈاکٹر عبدالعزیز خان) (عزیز احسن) کو جامدہ کراچی سے ۲۰۱۲ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل ہوئی۔ یہ مقالہ شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں کل آٹھ ابواب ہیں جو تمام کے تمام ایسی تحریروں کی نشاندہی کرتے ہیں جن میں نعتیہ ادب میں تنقیدی شعور کی جھلک پائی جاتی ہے۔

"پاکستان میں نعت" ڈاکٹر شہزاد احمد کا وہ مقالہ ہے جس پر انہیں جامدہ کراچی سے ۲۰۱۲ء میں پی ایچ ڈی کی سند عطا کی گئی ہے۔ اس مقالے میں تحقیقی طور پر بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں مذکورہ نگاری اور نعتیہ ادب کی رفتار کیسی رہی ہے۔ یہ مقالہ ابھی تھنہ طلباغت ہے۔

"ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر (مستوردہ سے مستورادِ حاکم)" کے موضوع پر مقالہ لکھنے پر ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے جون ۲۰۱۳ء میں جامدہ کراچی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر محمد طاہر قریشی نے اس مقالے میں ۱۸۵۷ء سے ۱۹۷۱ء تک اردو ادب میں ملی رجحانات کی حامل شاعری کو نکھل کر اس میں نعتیہ عناصر کا سراغ لگایا ہے۔ یہ مقالہ بھی غیر مطلوبہ ہے۔

"ما فظلمہ حیا نوحی کی نثر اور شاعری" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹر شبیر احمد قادری نے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ ما فظلمہ حیا نوحی جوں کا ایک اہم نعت گو شاعر تھے اس لیے اس مقالے میں ان کی نعت گوئی کے حوالے سے بہت کچھ کہا گیا ہے۔ یہ مقالہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے۔

لکھنؤ کا دبستان شاعری، ڈاکٹر ابوالدین صدیقی۔ یہ مقالہ شاعری کے عمومی رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن یہ اردو ادب میں پہلا تحقیقی مقالہ ہے جس میں "محسن کا کودی" کے نعتیہ کلام پر یہ ماحصل نگاروں کی گئی ہے۔

گویا یہ مقالہ نقیہ شاعری کے ادبی معیارات اور شعریات و شریعت کی پرکھ کی طرف توجہ کرنے کی اولین کوشش ہے۔  
 اردو کی نقیہ شاعری، ڈاکٹر فرمان چیمبرس۔ یہ کتاب نقیہ ادب کے معرانیہ جائزے کی صورت میں ۱۹۷۲ء  
 میں پہلی بار شائع ہوئی اس کتاب نے پاکستان میں ادبی سطح پر نقیہ شاعری کی اہمیت کا احساس دلایا۔  
 تحقیق: ۱۹۹۵ء میں کراچی سے مہجے رحمانی نے ایک کتابی سلسلہ "نعت رنگ" کا اجرا کیا جس کا مقصد نقیہ ادب  
 میں تنقید کو فروغ دینا تھا الحمد للہ اس کتابی سلسلے کے ۲۴ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں جن میں تنقیدی مضامین کی تعداد  
 پاکستان میں شائع ہونے والے تمام رسالوں سے زیادہ ہے۔ اسی لیے اس میں شائع ہونے والے تنقیدی مضامین  
 بعد ازاں کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ پھر اور لوگوں نے بھی تنقید کی طرف توجہ دی اور کچھ کتب مندرجہ شہود پر  
 آگئیں۔ کتب کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۲۱ اردو نعت اور جدید اسالیب (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)، عزیز احسن
- ۲۲ نقیہ ادب میں تنقید اور مشکلات تنقید، مادیب رائے پوری
- ۲۳ نعت کی تخلیقی چٹانیاں (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)، عزیز احسن
- ۲۴ بد با رنگ ہے (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)، عزیز احسن
- ۲۵ نعت کے تنقیدی آفاق (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)، عزیز احسن
- ۲۶ نعت اور نقد نعت، ڈاکٹر سید ابوالکلام اشرفی
- ۲۷ شاعرانہ نعت، راجا رشید محمود
- ۲۸ فن نعت کی ترقی جہاں مجھ جیسا چھائی
- ۲۹ اردو میں نعت گوئی، چند گوشے، پروفسر شفقت رضوی
- ۳۰ سرو نعت، مایو الہ آباد، س۔ س۔ مسلم
- ۳۱ نعت کے جدید رنگ، جاذب توجہ
- ۳۲ اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، شریعت اسلامیہ کے ناظر میں، رشید وارثی
- ۳۳ نعت گوئی اور اس کے آداب، پروفسر عبداللہ شاہین، تقریباً فی، پروفسر ڈاکٹر اشفاق احمد بدک
- ۳۴ نعت حقیقت کے آئینے میں، محمد شفیع اختر
- ۳۵ غالب شائے خواجہ، سید مسیح الدین مسیح رحمانی
- ۳۶ نعت اور آداب نعت، کوکب نورانی اوکاڑوی
- ۳۷ صدف ہزار رنگ، میرزا امجد مازی
- ۳۸ نعت گلر کا باغ، ڈاکٹر سید ابوالکلام اشرفی کی نعت گوئی و نعت شائے کا ایک جائزہ، مسیح رحمانی
- ۳۹ نعت میں کیسے کیوں، پروفسر محمد اقبال چادہ
- ۴۰ قافلہ عشق کے مسافر، پروفسر محمد اکرم رضا
- ۴۱ تاجدار ملک غن، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان، پروفسر محمد اکرم رضا
- ۴۲ نقیہ ادب کے تنقیدی نقوش، پروفسر محمد اکرم رضا

- ۶۲۔ کاروانِ نعت کے نوری خواں، پروفیسر محمد اکرم رضا  
 ۶۳۔ جادو و رحمت کا مسافر، ڈاکٹر حسرت کاظمی  
 ۶۴۔ نعت رنگ کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ، پروفیسر شفقت رضوی  
 ۶۵۔ دلیل آفتاب، مطالعاتِ نعت، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی  
 ۶۶۔ نعت کے آجاز مرقی، محمد اقبال مجی  
 ۶۷۔ نعت شناسی، ڈاکٹر سید ابوالکلام کشفی، مرتبہ: ڈاکٹر طاہرہ عثمانی  
 ۶۸۔ عاشقِ رسول، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ: طاہرہ سلطان  
 ۶۹۔ توثیقِ مرثیہ صدیقی کے عصرِ حفیظ، پناہل علم کے تراجم، مرتبہ: اطہر عباسی
- یہ تمام کتب انہی ہیں جن میں نعتیہ شاعری کی پرکھ کے شواہد ملتے ہیں اور جن میں نعتیہ تخلیقات کے پیشہ  
 محاسن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بعض کتب میں کسی حد تک معائنہِ سخن کی بھی غامدی کی گئی ہے۔ ان کتب میں نعتیہ مجموعوں  
 پر تفصیلی یا ابتدائی آراء موجود ہیں۔ ان کتب کی اشاعت کے بعد ماقدمین سخن بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور اب نعتیہ  
 ادب میں تنقیدی تحریروں کا دن بدلنے لگا ہے۔
- تذکرہ: نعتیہ ادب میں ”گلہ سستے“ شائع کرنے کی روایت بڑی پرانی ہے۔ پاکستان میں انفرادی نعتیہ مجموعوں  
 کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں نے نعتیہ کتاب بھی شائع کیے ہیں۔ ان کتب میں قابل ذکر کتاب درج ذیل ہیں:
- ۱۔ شیرالہٰی کے حضور میں، مرتبہ: ممتاز حسن
  - ۲۔ ارمغانِ نعت، مرتبہ: شفیق بریلوی
  - ۳۔ مخزنِ نعت، مرتبہ: محمد اقبال جادو
  - ۴۔ جواہرِ نعت، مرتبہ: عزیز (احسن) صابری
  - ۵۔ نقوشِ رسولِ نبی، جلد ۱، انتخابِ نعت
  - ۶۔ انوارِ حرمین، مرتبہ: صدیق اسامیل
  - ۷۔ بوستانِ نعت، مرتبہ: احمد علی سیف کلاواری
  - ۸۔ بہارِ نعت، مرتبہ: حفیظ تائب
  - ۹۔ مصلی اللہ علیہ وسلم، مرتبہ: راز کاظمی
  - ۱۰۔ گلہ سستے، نعت، مرتبہ: خیا محمد ضیاء طاہر شادانی
  - ۱۱۔ کشفِ اعرافان، مرتبہ: ڈاکٹر نور محمد ربانی
  - ۱۲۔ رحمتِ تمام، بزمِ ادب، نعت، پبلک آف پاکستان
  - ۱۳۔ نعت کا ناکھ، مرتبہ: راجا پرشید محمود
  - ۱۴۔ ایوانِ نعت، مرتبہ: سمیع رحمانی
  - ۱۵۔ حریمِ نعت، رئیس احمد
  - ۱۶۔ مستند نعتیہ کام، مرتبہ: قاری محمد اظہار

۱۷۔ انتخابِ نعت، مرتب: عبدالحق قمر۔ تیرہ جلدیں

۱۸۔ شہرِ نعت، مرتب: آصف بشیر چشتی

۱۹۔ درودانِ پرستار، مرتب: یوسف مثانی

۲۰۔ رنگِ نعت، (نعتِ رنگ شاعر ۱۹۲۵ء سے نعتوں کا انتخاب) مرتب: پروفسر محمد فیروز شاہ

۲۱۔ خواجہ قین کی نعتیہ شاعری، ترتیب و تقدیم: خوش میاں

ان انتخاب ہائے نعت میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے تحقیقی اور کسی حد تک تنقیدی مضامین بھی ہیں جن میں مرتبین کا تحقیقی و تنقیدی شعور جھلکتا ہے۔ کئی تحریریں ایسے مباحث پر مبنی ہیں کہ اگر مستقبل کا محقق توجہ دے گا تو بہت زیادہ تحقیقی مقالے صرف ان انتخابوں کے دیباچوں یا مقدموں میں لکھائے ہوئے نکاح کی روشنی میں لکھے جاسکتے ہیں۔  
دہقان وارثہ، کراچی کے ادبِ نظم نے طرحی مشاعروں کے لیے صرف ردیف، کالفا یا الفاظ دینے کی طرح ڈالی۔ ان کے مشاعرے کئی برس سے ماہانہ بنیاد پر منعقد کیے جاتے ہیں اور ہر سال کے آخر میں ان مشاعروں میں پیش کیے جانے والے کام کا انتخاب شائع کر دیا جاتا ہے۔

**تذکرہ نگاری:**

۲۲۔ تذکرہ نعت گو یاں (ماہِ پند، اسلام آباد)، تحقیق و ترتیب: قمر بخشی، اسلام آباد

۲۳۔ ہر زمان ہر زمان، (فیہِ مسلم نعت گو شعراء کا عالمی تذکرہ) تحقیق و ترتیب: نور احمد میرٹھی، کراچی

۲۴۔ عصرِ حاضر کے نعت گو، گوہرِ ملیانی، لاہور

۲۵۔ پاکستان کے نعت گو شعراء، سید محمد قاسم، کراچی

۲۶۔ نعت گو شعراء، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری

۲۷۔ تذکرہ نگاری کے شعبہ میں، پروفسر سید یونس شاہ شاہکار کندان اور محمد صادق قصوری کے اسمائے گرامی بھی

نمایاں ہیں۔

**نعتیہ کتابی سلسلے، مجلے اور رسائل:**

نعت، جب نعت خوانی کی محافل سے ”ادبی“ میدان میں آئی تو اس کی ترویج کے لیے کچھ رسائل، کچھ کتابی سلسلے اور کچھ مجلے بھی منظرِ عام پر آئے۔ ایسے رسائل، کتابی سلسلوں اور مجلوں کی تعداد کا تخمینہ طویل طور پر احاطہ کرنا تو ناممکن ہے۔ چند مطلوبہ کا ذکر کما حقہ پیش کیے جاسکتے ہیں:

۲۸۔ ”مائون پاکستان“ مدیر: شفیق بریلوی، ادارہ سرحد جہاں اور طلعت شہناز، رسولی، نبر

۲۹۔ ”ماہِ نو“ مدیر: رسولی، مدیر: نظیر زبیدی

۳۰۔ ماہنامہ بصیر، کراچی، رسولی، پاک نبر، مدیر: اعلیٰ نظیر حمید دہلوی

۳۱۔ سیارہ ڈائجسٹ، رسولی، نبر، مدیر: اعلیٰ، سید قاسم محمود

۳۲۔ سربرِ خمار، قصید و نثر، مدیر: علیا، رحمان طلعت خان، (جامعہ سندھ) یہ مجلہ نعت سے متعلق نہیں ہے لیکن

اس میں نعتیہ قصائد پر بھی مضامین ہیں۔

۳۳۔ حمایتِ علی شاعر، مرتب: سربرِ خمار، نعت نبر، (شعبہ، مارو سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد)

- ☆ حضرت حسان نعت ایثار، کراچی جیل (مدیر اعلیٰ) غوث میاں، حضرت حسان حمد نعت بک، بینک کراچی
- ☆ محمد اقبال نجی، منیف، سرسای (نعت نبر)، گوہر انوال
- ☆ جیل ہیلتھ نعت، گل بہار نعت کونسل پاکستان، زمست کراچی
- ☆ ڈوپ نعت، ملک، مدیر: سید شاہ کراٹھادری، چشتی نظامی، اہلکار، رابطہ عاتک (پاکستان)
- ☆ ماہنامہ سیارہ، عبدالعزیز خالد نبر، منیجنگ ایڈیٹر: نوحہ اسلام صدرتی
- ☆ شام و عمر نعت نبر، مدیر خالد شلیق
- ☆ جیل گورنمنٹ سنی کالج (پاکستان نبر)، مدیر: پرویسروہم، فاضل، عالم اکبر کراچی (اس جیل میں راقم الحروف کا ایک طویل مضمون "پاکستان میں نعت گوئی" ہے)
- ☆ کتابی سلسلہ ایمان نعت، مرتب: ملک فاروق کتبہ، ایمان نعت، لاہور
- ☆ دنیا کے نعت، مرتب: عزیز الدین خاکی کراچی
- ☆ عقیدہ، مرتب: شاکر کندان، مرگودھا
- ☆ ماہنامہ الاحسن، ملتی زبدی خان، کراچی
- ☆ ماہنامہ الرشید، نعت نبر، مدیر: عبدالرشید، رشید، لاہور
- ☆ "پناش" ماہنامہ نعت نبر، منالہ احمد، عمران منگور، لاہور
- ☆ آونق لاہور جیل ترتیب و تدوین ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، گورنمنٹ ڈگری کالج شہدہ لاہور
- ☆ ماہنامہ نعت، (مدیر) ماہارشیہ محمود، لاہور
- ☆ ماہنامہ حمد و نفع (مدیر) شہزاد احمد، کراچی
- ☆ کتابی سلسلہ ایمان نعت، (مرتبین) ملک فاروق حمد، لاہور
- ☆ کتابی سلسلہ نعت رنگ، (مرتب) سید مسیح الدین مسیح رضانی، کراچی
- ☆ ماہنامہ نوائے نعت، (مدیر اعلیٰ) کاویب مائے پوری، کراچی
- ☆ کتابی سلسلہ کارخان نعت، مافی و ماشرودیر محمد امیر، رضیف فضل، لاہور
- ☆ کتابی سلسلہ سفیر نعت، (مرتب) آفتاب کریچی، کراچی
- ☆ کتابی سلسلہ ادب و جاہ، (مرتب) غلام محسنی امدی، کراچی
- ☆ سرسای عقیدہ، (مرتب) شاکر کندان، مرگودھا
- ☆ کتابی سلسلہ نعت نذر، (مرتب) احمد زکیا شیخ الاشرافی، کراچی
- ☆ کتابی سلسلہ شہر نعت، (مدیر اعلیٰ) شبیر احمد قادری، فیصل آباد
- ☆ کتابی سلسلہ خوشبوئے نعت، مرگودھا، (مرتب) ڈاکٹر محمد شرف حسین، انجم
- ☆ ششماہی "مناہ ایمر" (میلاد مصطفیٰ نبر)، مدیر اعلیٰ محمد امیر نواز امیر، فیصل آباد
- ☆ نقوش رسول نبر، مدیر محمد طفیل، لاہور
- ☆ ماہنامہ دعوت (سیرت و نعت نبر)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۶۶ ماہنامہ تحریریں (نعت نبویؐ) حقیقہ صدیقی، زاہد احمد صدیقی

۶۷ ماہنامہ نگار (نعت نبویؐ)، ایڈیٹر: اقبال رفیق، لاہور

۶۸ گل چیدہ حقیقہ غالب، لاہور

ان کتابی سلسلوں؟ پیکوں اور رسالوں میں سے آئیٹیاں نکھڑ گئی ہیں۔ "نعت رنگ" ان میں سب سے فہرست ہے یہ واحد کتابی سلسلہ ہے جس کا تنقیدی جائزہ بھی شائع ہو چکا ہے اور جس میں شامل مضامین اور خطوط بھی کئی کتب کی صورت میں منظر عام پر آ گئے ہیں۔ یہ اہل علم کی نظر میں اس کتابی سلسلے کی جود رہے اس پر بھی ایک کتاب مرتب کی جا چکی ہے۔ اس کے اداروں پر مشتمل ایک کتاب الگ سے مرتب کی جا چکی ہے اور ڈاکٹر سہیل شفیق نے نعت رنگ میں شائع ہونے والے مضامین اور دیگر نوازے کا اشاریہ بھی مرتب کر دیا ہے جو کتابی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔

#### مصاحبے (INTERVIEWS)

طاہر ساطفی نے "نعت کی بہاریں" کے نام سے ۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب مرتب کی ہے جس میں کراچی کے ۱۰۳ نعت گو شعراء سے مصاحبے کا انداز ہے۔

نعتیہ شاعری کرتے ہوئے رفیقہ شعراء کا تو ذکر ہی کیا، محض شاعرانہ سے بھی مثنوی (Textual) انداز ہو چلا کرتی ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ مضمون کے آخر میں چند تنقیدی اشارے بھی دیے جائیں۔ یہ تنقیدی نکتہ میں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ" میں ذرا تفصیل سے پیش کر دیے ہیں۔ یہاں ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

#### لفظوں کا صحیح استعمال:

**لفظ:** ادب بچوں کے لفظوں کے بہترین استعمال کا متقاضی ہے اس لیے اشعار میں لفظ کے تلفظ کی باندھنی لازمی ضرورت ہے۔ یہ بات ذہنی سمجھی نہیں ہے کہ لفظ کا تلفظ شعری سے واضح ہوتا ہے یا اس لیے سند کے طور پر صرف اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

**مثنوی استعمال:** جن الفاظ کے معنوی پھیلاؤ میں الجھے اور کراہیت آمیز، دونوں طرح کے مفہام پیدا ہونے کا احتمال ہو ان کا ترک کرنا ضروری ہے۔ حضور اکرمؐ کی محفل میں "راعیا" کے بجائے "انکرا" کا لفظ استعمال کرنے کا قرآنی حکم و دشمنی ہر بات ضروری ہے۔ ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے: جیسے نبی:

ایک صاحب نے بلا سوچے سمجھے حضور اکرمؐ کے لیے جیسے نبی کی ترکیب استعمال کی..... چٹھا، اشیاء کی شیرینی کے لیے تو استعمال ہوتا ہے، افراد کے لیے اس کے استعمال میں خوبی کے بجائے ذم کا پہلو ہے۔

"عرش علی سے اعلیٰ جیسے نبی کا روضہ"

ہے ہر جگہ سے بلا جیسے نبی کا روضہ"

اس نعتیہ غزل کے بارے اشعار ہیں۔ اس طرح "جیسے نبی" کی ترکیب تیسرے مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ اہل لفظ "جیسے" کو استعمال سے ملاحظہ فرمائیے جو افراد کے لیے ہوں تو کیا معانی دیتے ہیں:

جیسے (کنایہ) کو شخص جس کی باتیں اور حرکتیں عورتوں کی ہوں، زنانہ رفتاریں (فارسی) (فارسی) (فارسی)



۲۔ مٹھا شک: مٹھی مٹھی باتیں بنا کر ٹھٹھنے والا یا رد و غالباً نہ بد دیانت، جھوٹا دوست، بے ایمان دوست، ہنگاموں کے اس  
 ۳۔ قے کا آدمی جو مٹھا تیلیا (ایک زبر) کھلا کر مسافروں کو ہلاک کرتا اور لوٹ لیتا ہے، بیٹھے والا (پلیٹس)؛ فرنگ  
 ۴۔ صنف: مخزن انجاء و مات (۳۔ مٹھی چھری: ۱۔ (مجازاً) دشمن نہ دوست، وہ شخص جو دوستی کے پیرائے میں دشمنی کرے،  
 وہ شخص جو ظاہر دوست اور بیاطن دشمن ہو ظاہر میں خوشنما اور ماصل میں معرتہ رساں اس میں کچھ شک نہیں کہ "مٹھا"  
 اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو طبعاً طبع، مرد بار و دھیمے مزاج کا آدمی ہو اور جسے قصہ نہ آئے۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ جس  
 لفظ میں برائی کا کوئی پہلو پوشیدہ ہو وہ شاعر ابشر جناب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے استعمال کرنا بے ادبی اور  
 روج قرآن کے منافی ہے۔

عروض: کلاسیکی یا ریاضی امتیاز غن، مثلاً غزل، رباعی، قطعہ، مثنوی، مسدس، مسط، خمس، ترجیع بند وغیرہ، مثنوی  
 بیت کے علاوہ عروضی اور زمان و بحر کی بھی پابند ہوتی ہیں۔ یہ ضروری تو نہیں کہ ہر شاعر عروضی داں ہو۔ لیکن ہر شاعر کا  
 موزوں طبع ہونا بہر حال لازمی ہے۔ عروضی اسقام سے بچنے کے لیے تھوڑی بہت عروض کی شہد بھی ہونا چاہیے۔

مناجیح و فصیح کا پانزدہ: شاعری میں حسن پیدا کرنے کے لیے خیال کو اچھے سے اچھے اور  
 انجانی موزوں الفاظ کا چلمہ پہنانے کی کوشش کی جاتی ہے اس کوشش میں شاعر کچھ مناجیح و فصیح کا استعمال بھی کرتا  
 ہے۔ مناجیح و فصیح کے بالقصد استعمال سے کچھ الفاظ میں حسن تو پیدا ہو جاتا ہے لیکن اشعار میں فصیح اور مناوے کا عنصر بھی  
 داخل ہو جاتا ہے تاہم محتاط کاوش شعری حسن میں اضافے کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

معاصی غن سے گریز: شاعر کے لیے معاصی غن سے بچنا بھی ضروری ہے مثلاً اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میب تاثر  
 کیا ہے اور کیسے پیدا ہوتا ہے؟ تنقید کے کہتے ہیں اور اس کی موجودگی سے شعر میں کسی کراہیت پیدا ہو جاتی ہے؟ شاعر  
 اگر یہ کیا ہوتا ہے اور اس میں شاعری میں کیا خرابی پیدا ہوتی ہے؟ ایسا کہتے ہیں اور اس سے بچ کر شعر کہنا کتنا  
 ضروری ہے؟ معاصی غن کی فہرست خاصی لمبی ہے۔

شرعی معاملات کی پرکھ کے اصول: نعت کے مافیہ (content) یا متن (text) کی اہمیت ہر قسم کی شاعری کے  
 مافیہ سے زیادہ ہے۔ نعت کے نفس مضمون کے فکری رشتے قرآن و حدیث سے بڑے گہرے ہیں اس لیے قرآن و  
 حدیث کے مفہیم کو شعری قالب میں ڈھالنے کے ہنگام استنادی شان کو برقرار رکھنا اور متن کا شعری حسن بھی برقرار  
 رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تاریخ اسلام کے مستند حوالوں کو شعری جگر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے اس موقع پر  
 اپنے جذبہ باطنی خواہشات اور اپنے مذہبی تعصبات کو قابو میں رکھتے ہوئے راہ مستقیم پر چلنا اور داعی نعت سے سرخرو  
 گزر جانا بہت بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔ کیوں کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سچائی کا عنصر بر سطح پر برقرار رہ سکے۔ نعتیہ  
 شاعری میں جذبے اور احساس کے ارتقا شاعر کو شعری پردے پر ابھارنے کا عمل انجانی سچائی اور احتیاط کا تقاضا کرتا  
 ہے۔ یہاں شاعر کا ایمان ناؤ پر لگا ہوتا ہے۔

جدید عہد نے نعتیہ مضامین کو بڑی وسعتوں سے ہمکنار کیا ہے ان موضوعات میں کیا کیا شامل ہے؟ اس  
 طرح کی کوئی فہرست بنانا تو ممکن نہیں ہے لیکن اس مسئلے کو چند احساساتی اور فکری ابعاد (dimensions) کے  
 حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر نعت کی جاسکتی ہے:  
 ۱۔ حضور اکرم کی ذات کے بحالی، صوری، اسمائے مبارک کی معنوی تصویر، بحال معنوی یعنی اسوۂ مقدسہ

- ۶۲ حضور اکرمؐ کی الفت اور آپؐ کی اتباع کی آرزو
- ۶۳ حضور اکرمؐ کی تعلیمات کا ذکر
- ۶۴ حضور اکرمؐ کا تعلق مع اللہ
- ۶۵ نبیؐ کا تعلق مع الخلق
- ۶۶ نبیؐ کی ذات کی عظمت کا ذکر
- ۶۷ نبیؐ کے عجز و استغاثہ کا ذکر، اصحاب رسول اللہ تعالیٰ علیہم السلام سے نبی اکرمؐ کے تعلق کا اظہار
- ۶۸ نبیؐ کا اپنے اہل بیت یعنی آپؐ کی ازواج مطہرات کے ساتھ تعلق
- ۶۹ نبیؐ کا اپنی آل اور اہل قرابت کے ساتھ تعلق
- ۷۰ نبیؐ کے اقوال، نبیؐ کے اعمال
- ۷۱ نبیؐ کی "تقریر" حضور اکرمؐ کے عجز و استغاثہ کا ذکر، حضور اکرمؐ کے خطبات کا مضمون اظہار
- ۷۲ حضور اکرمؐ کی مردم آزمائی، شاعری طرف سے اپنے فہم کا استکاٹے کی شکل میں اظہار، امت کی طرف سے استکاٹے پیش کرنے کا عمل، شفاعت طلبی کی اہمیت
- ۷۳ خواب میں حضور اکرمؐ کے دیدار کی آرزو کا شعری اظہار، حضور اکرمؐ سے نسبت رکھنے والے اشخاص، اصحاب، ازواج اور اشیاء کا ذکر (شرط صرف یہ ہے کہ آپؐ کے اقوال یا تاریخی حوالوں سے بات نہ اٹھائی جائے اور بیان میں احتمال رہے)، مدینہ منورہ کا ذکر، اس تک رسائی کی آرزو اور اس شہر کی فضیلتوں کا بیان، گنبد شعری کا تذکرہ سب ہی کو نصیب دینا کا حصہ بن سکتا ہے۔ شاعر اپنے احساسات کی جی بکاس کرتے ہوئے جب رسولؐ کا اظہار کرے تو وہ بھی نعت ہی ہے شرط صرف یہ ہے کہ شاعر موضوع کے تقدس کا خیال رکھے اور زبان بیان کے معاملے میں محتاط طریقہ اپنائے۔
- شاعروں کے لیے یہ بات بھی بے گناہم ہے کہ گناہ گروہ براہ راست حضور اکرمؐ سے خطاب کریں تو قرآن کریم کی ہدایت کو پیش نظر رکھیں۔ قرآن کریم میں ہے:
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○
- ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بلند کرو اپنی آوازیں اوپر نبیؐ کی آواز کے اور نہ اونچی کرو اپنی آواز اس کے سامنے بات کرتے وقت جیسے اونچی آواز میں بولتے ہو تم ایک دوسرے کے ساتھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ غار سے ہو جائیں تمہارا سنا عمل اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ○ (المقرآن ۴۹:۲)
- ممنوعہ نعت: نعت کے اشعار کی شعری نعت میں شرعی حدود کا خیال رکھنے کے لیے کچھ انتہائی زاویوں کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً
- ۷۴ نبی کریمؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس تصور کے منافی کوئی خیال شعر میں نہیں باندھنا چاہیے۔
- ۷۵ حضور اکرمؐ اللہ رب العزت کے بندے ضرور ہیں لیکن اللہ کی تمام مخلوقات میں صرف آپؐ کی ذات افضل ہے۔
- ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخضر



ایسی صورت میں کسی اور کو آپ کا ہم مرتب یا ہم رتبہ ظاہر کرنا۔ کسی خاص صفت میں نئی کا شریک قرار دینا۔ صرف یا شرک فی المذہب ہے۔ حضور اکرم کی ذات ہی صرف وجہ تکلیف کا نکات ہے۔ صرف حضور اکرم ہی کی ذات "معصوم عن الخطا" ہے۔ حضور اکرم کے قرابت دار اصحاب اور ازواج سب "مخلوطة من الخطا" ہیں۔ یہ نکتہ ضرور ملحوظ رہے۔

۲۶ محض عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے خیال سے کسی فنی گانے کی طرز پر نفاذ شعر کہے جائیں اور نہ ہی اس گانے کی ذہن اپنائی جائے۔

۲۷ حضور اکرم سے ایسا مطالبہ نہ کیا جائے کہ "آپ ایک بار پھر دنیا میں تشریف لا کر ہماری حالت زار ملاحظہ فرمائیں۔" کیوں کہ اسلام میں آپ کی طبیعت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسکا شبہ بھلا خیال پیش کرنے میں کوئی حق نہیں۔

۲۸ انبیائے سابقین کی ذات سے حضور اکرم کی ذات اقدس کی افضلیت ثابت کرتے ہوئے کہیں ان انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کا پہلو نہ لگے اس ضمن میں بہت احتیاط رکھنا ہے۔

۲۹ کسی صحابی یا آپ کے کسی رشتہ دار یا حتیٰ کا ذکر اس طرح نہ کیا جائے کہ حضور اکرم کی تبلیغی سرگرمیوں کی کامیابی کا سہرا ان کے سر ہاندھنے کی کوشش ظاہر ہو۔ یہ ظاہر ہو کہ اگر وہ صحابی نہیں ہوتے تو دین پھیلتا ہی نہیں۔ تمام اصحاب انبیاء، ازواج انبیاء اور نبی کے باطنی قرابت دار امت کے لیے محترم ضرور ہیں لیکن حضور کے صرف خادم اور امتی ہیں۔

۳۰ معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو اپنی دنیا نیاں دکھانے کے لیے ملک الافلاک کی سیر کرائی تھی۔ اسی باعث کا ذکر قرآن کریم میں ہے اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔ معراج کی تفصیلات قرآن کریم میں موجود ہیں اور تفاسیر میں معراج کی روایت صحیح احادیث کی روشنی میں بھی ملتی ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ "اللہ نے حضور اکرم کو دہار کے لیے طلب فرمایا تھا" بڑی بھاری لفظی اور ظلم ہے کیوں کہ اللہ کی شان "العبود" کا انتخاف ہوتا ہے۔

۳۱ معراج کے بیان میں بھی صرف حضور اکرم کی عظمت کا خیال پیش کیا جائے، کسی صحابی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے کسی معجزے کا تصور پیش کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔

۳۲ نعتیہ شعراء میں اصحاب انبیاء، ازواج انبیاء اور نبی کے قرابت داروں کا ذکر مناقب کے اشعار کی صورت میں اتنا سکنا ہے۔ لیکن صرف اس لیے کہ ان اشعار سے حضور ہی کی عظمت ظاہر ہو۔ ان معجزات میں سے کسی کا بھی ضمن میں نہ لے کر ذکر کرنا امت، اور حسن معنوی، صرف اور صرف حضور اکرم کی تربیت اور فیضانِ فکر کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

### تاریخی استناد کی روشنی میں نعتیہ اشعار کی پرکھ کے اصول:

۳۳ تاریخی واقعات کو بھی اپنے تعصب کی لذت نہیں کیا جانا چاہیے۔ حقائق کسی کے توڑنے مروڑنے سے پیچھے نہیں ہیں، بالخصوص ان کوششوں سے تفرقہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تاریخ میں کذب و دروغ کی بڑی گنجائش ہوتی ہے۔ تاریخ اسلام میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں۔

۳۴ خیال کو واقعہ بنا کر پیش کرنے کی جہ سے نعت میں بھی "کذب و دروغ" کو ذرا دخل ہے جو نعتیہ شاعری کے مطلوبہ معیار اور مزاج کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے بھی متصادم ہے۔ ایسے اشعار بہت بڑی تعداد میں مل سکتے ہیں جن میں یا تو شاعر قبر سے شعری زبان میں گفتگو کرنا ہوا محسوس ہوتا ہے یا شرک کے ہنگام اپنی

کامیابی کا اعلان کرتا ہوا لگتا ہے۔ عام شاعری کے اس رویے پر ڈاکٹر عبداللہ شادانی نے گرفت کی تھی۔ وہ ملاحظہ فرمائیے اور نعت کے حوالے سے تصور فرمائیے کہ یہ روش اس صوبہ مقدس کے لیے کتنی معصرت و مہم کی ہو سکتی ہے۔

”معاذ کا عقیدہ تو اکثر غائب میں پایا جاتا ہے لیکن قیامت کب آئے گی اس کی تعیین کسی نے نہیں کی۔۔۔ ہمارے شعراء خصوصاً چوٹی کے غزل گو جس وجہ حساس واقع ہوئے ہیں، وہ ظاہر ہے۔ بھلا ان سے اس غیر معین حالت کی برداشت کہاں ممکن تھی اور وہ کب تک انتظار کر سکتے تھے اس لیے انہوں نے اپنی خیالی دنیا بنائی اور اس دنیا میں پہنچنے کے لیے فرضی طہر یا تو جلا و محبوب کی چھری سے ہلاک ہوئے یا پھر اس کے جوہر ستم کے باعث اپنے پاؤں رگڑ رگڑ کے جان دیدی۔ پھر قیامت قائم کی۔ حشر و نشر کے سامان ہوئے۔ خدائی دہرا رہا اور نادار محشر کے سامنے فدا دے کر پہنچے۔ چوں کہ یہ حضرات شاعر ہونے کی حیثیت سے گویا ایک ہی ”امت“ کے افراد ہیں۔ اسی لیے حشر میں سب کھنڈر پر ایک ہی قسم کے واقعات پیش آتے ہیں۔“

(دور حاضر اور غزل گوئی، ڈاکٹر عبداللہ شادانی، شیخ غلام علی ایڈیٹر، لاہور ۱۹۵۱ء)

اس تحریر کی قرأت کے بعد یہ کہنے کی قلمی حاجت باقی نہیں رہتی کہ نعت میں قہر و حشر کا حال اس طرح بیان کیا جیسے وہ پیش آچکے ہیں یا پیش آ رہے ہیں، مبالغہ ہونے کے باعث لائق ترک ہے۔

☆ **اللہ کے ذیل نام کے ساتھ کھڑکی چل:**

قرآن میں اپنی کتاب ”ولائے رسول“ میں لکھتے ہیں:

”اُم میں نے لفظ اللہ کو فعلوں کے وزن پر ان نہیں لکھا بلکہ اس میں اللہ کی جائے ہوڑ کو واضح طور پر مفعول کے وزن پر لکھا ہے یعنی

لَ اللہ کو ان نہیں اللہ کہا“

اللہ کا لفظ پانچ حرفی ہے (بر وزن مفعول) اور اس کا ہر لفظ پانچ لکھا جاتا ہے اس لیے اس سے کسی طور چار حرفی (بر وزن فاعل) بنا کر نہیں لکھا جاسکتا ہے۔

☆ **”کبریا“ کا بے محل استعمال:**

کبریا کا لفظ ہمارے ہاں بڑے بڑوں نے ”اللہ“ کے معناتی نام کے طور پر استعمال کیا ہے۔ شعراء نے بھی اس طرف دھیان نہیں دیا کہ ”کبریا“ کو پہلے پہل جس نے بھی اللہ کے معناتی نام کے طور پر استعمال کیا ہوگا اس نے عربی قاعدے سے واقفیت کی بنا پر یا اپنے لفظ اجتہاد کی بنا پر ایسا کیا ہوگا۔ حالانکہ یہ صرف صفت ہے اس صفت نہیں ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ صرف دو بار آیا ہے۔ سورہ یونس اور الباقیہ میں:

۱۔ وَتَكُونُ لَكُمْ يَوْمَ الْكِبَرِ يَافَى الْأَرْضِ ۝

۲۔ يَوْمَ الْكِبَرِ يَافَى السُّحُوبِ وَالْأَرْضِ ۝

۱۔ اور حاصل ہو جائے تم دونوں کو ہر داری اس ملک میں۔ (انقرآن ۱۰: ۷۸)

۲۔ اور اسی کو ہر دوار ہے بڑائی آسمانوں اور زمین میں۔ (انقرآن ۲۵: ۳)

قرآن کریم کی روایت بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ کبریا بڑائی کو کہتے ہیں ”بڑے“ کو نہیں۔ اللہ کے لیے ”اکبر“ بھی اسم ذات (اللہ) کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ خصوصاً اس بات کا ہے کہ یہ غلطی اتنی عام ہو گئی ہے کہ اردو لغت

یورڈ کی مرتب کردہ لغت میں بھی ”کبریا“ کے معنی خدا تعالیٰ کے صفاتی نام کے ہی دیئے ہیں۔ حالانکہ اسی لغت میں اس لفظ کے معنی بزرگی، عظمت، شان و شوکت، جا و جلال، قدرت اور فضیلت بھی رقم ہیں اور مصر کا یہ شعر بھی صریح ہے جو اس لفظ کے بالکل درست استعمال کی طرف اشارہ کر رہا ہے:

”نعم ما جئ معبت خاکہ اللہ“

ان نے یہ کبریا کہاں پائی

ان حقائق کی روشنی میں ”کبریا“ کا اللہ کے صفاتی نام کے طور پر برتنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

#### ☆ مدینہ منورہ کے لیے شرب کا استعمال

حضور اکرمؐ کے دور و مسعود سے قبل جو شرب ”شراب“ کہلاتا تھا وہ آپؐ کی آمد کے بعد ”مدینہ النبیؐ“ ہو گیا۔ اس لیے نصت کو شعراء کے لیے شرب کا لفظ استعمال کرنا مناسب نہیں۔ پھر اس لفظ کے معانی بھی اچھے نہیں ہیں۔ بعض احادیث میں بھی مدینہ منورہ کو ”شراب“ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

قرآن کریم میں سورہ احزاب (۳۳) کی آیت نمبر ۱۳ میں لفظ شراب، منافقین کے قول کے طور پر آیا ہے:

وَاذْكُلُوا لَنَا مِنْهُم مَّا هَلْ يُغْرِبُ لَا يُغْلَمُ لَكُنْمْ (اور جب کہ ان (منافقوں) کی ایک پارٹی (یعنی

اوس بن قحطی اور اس کے ساتھیوں) نے کہا: ”اے شراب خانو! (یہاں) تمہارے قیام کا کوئی موقع نہیں۔“

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر میں لکھا:

بنو ی نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے مدینہ کو شراب کہنے کی ممانعت فرمائی ہے اور

ارشاد فرمایا: ”یہ ظاہر ہے۔ حضورؐ نے مدینہ کو شراب کہا اس لیے پسند نہیں فرمایا کیوں کہ شراب کا لفظ فحش، بظرفہ اور

فسق اور فحش غلبہ اور الترف سے مشتق ہے (یعنی مادہ سب کا ایک ہے لیکن استعمال فعل بفعول اور فاعل اور

افعال سے ہوتا ہے اور فحش جو بالتراب یا فحش سب کا معنی ہے ملامت کرنا، عار دلانا، کسی جرم پر ذلیل کرنا اور

فحش اس شخص کو کہتے ہیں جو بخشش میں دمازدست نہ ہو۔ قاموس (تفسیر مظہری، جلد چہم، ص ۲۲۵)

میں نے اپنے مضمون میں اچھے، زبان و بیان کے لحاظ سے قدرے بے داغ، اسلوب میں دلکش اور اظہار

میں کلاسیکی یا جدید معیار ماہ کے دو ہفتے کے ماضی اشعار کے زیادہ سے زیادہ نمونے قلماس پر لکھے دیئے ہیں۔ لیکن

بہت ساری کتب ایسی بھی نظر سے گزریں جن میں نئے زبان ہی معیاری تھی اور نہ ہی بیان میں احتیاط کے شواہد پائے

جاتے تھے۔ تاہم میں نے کتب کے نقائص ظاہر کرنے کے بجائے اچھے، دو دو چار چار اشعار منتخب کر لیے ہیں۔ مضمون

کی محدودیت کے پیش نظر اچھی شاعری کے نمونے بھی بعض صورتوں میں زیادہ بعض میں بہت کم دیئے ہیں۔ اس

مضمون میں کسی شعری کاوش میں نقائص کی مذمت ہی سے گریز کیا ہے۔ اسی لیے آخر میں صاحبِ سخن کی چند صورتوں کی

صرف مذمت ہی کر دی ہے۔

حضور اکرمؐ کے زمانے میں عرب کا بچہ بچہ شعری ذوق سے مالا مال تھا اس ماحول میں بھی معیار برقرار

رکھنے کے لیے حضورؐ نے دوسرے شعراء پر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی اور ان کی اس قدر عزت و احترام

کہ منبر بھی عطا فرمایا اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی: ”اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ“ (اے اللہ! روح القدس کے ساتھ

اس کی مدد فرما!)۔ کیا آج کا کوئی سنجیدہ شاعر فقیر شاعری کرتے ہوئے اس حقیقت کو نظر انداز کر سکتا ہے؟؟؟

اس مقالے میں اردو فقید شاعری کے ادبی سفر کا جائزہ لینے کے لیے پاکستان کی تخلیق کے بعد سے ۲۰۱۳ء تک ایسے نعت گو شعراء کا نیا دور ذکر ہے جن کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لیے ۱۹۳۷ء سے قبل کی اردو شاعری کا ذکر نہیں چھیڑا گیا۔ اختتام پر اقبال کے دفا شعراء پر درویش چاہتا ہوں:

وہ دلائے سہل قسم الرسل مولا نے کل جس نے  
غبارِ مادہ کو بخشا ڈروٹ قادیہ سینا  
بگاؤ عشق و مستی میں وہی اہل وہی آخر  
وہی قرآن وہی قرآن، وہی نہیں وہی طا

(اقبال، بول جبریل، ۲۵، کلیات اردو ۳۱۷)

اس مختصر سے جائزے سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہندوستان کے شعراء میں عشق نبوی، تعلیم رسول اور سیرت و کردار رسول کے ذکر سے اپنے کام کو مستغرق بنانے کا رجحان بڑھ رہا ہے جو ”رُفَعْنَا لَكَ ذِكْرُكَ“ (اے نبی! ہم نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آواز بلند کر دیا۔ القرآن ۴: ۹۲) کے اعلانِ ربانی کی عملی تفسیر ہے۔

خدا پرورد نے معرفت کے مضامین کے حوالے سے پیش گوئی کی تھی:  
پہلے گا اس زمان میں گزار معرفت  
ہاں میں زمین شعر میں یہ قسم ہو گیا  
ہمارے عہد میں ڈروٹ نعت کی کوشش کرنے والا کوئی بھی شاعر کہہ سکتا ہے:  
کھلتے رہیں گے مدحت آقا کے اب گلاب  
ہاں میں شعور نعت کا وہ قسم ہو گیا

☆☆☆☆

نوٹ: مضمون کے متن میں نکتہ حد تک کتابوں کے حوالے درج کر دیے گئے ہیں۔ اس لیے کتابیات کا تفصیلی ذکر ضروری نہیں سمجھا گیا۔

## ڈاکٹر احسان اکبر

### برصغیر اور زبانِ اُردو تک سیرت نگاری کا سفر

عرب ہندو راجے تو بہت پہلے سے تھے مگر محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ کی فتح سے عرب ہندوشتہ ایک تسلسل کے ساتھ قائم ہوا۔ ورنہ جنوب میں مالابار کے ساحل تک عرب تاجروں کے بیڑے بہت پہلے سے آتے جاتے رہے ہیں۔ شمال تک بھی عرب قرامطہ آتے رہے ہیں۔ فتح سندھ کے ساتھ یہ ہوا کہ برصغیر کا عرب کے علمی مراکز یعنی مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، بغداد، دمشق، کوفہ اور بصرہ کے علمی و فکری مقامات سے رشتہ قائم ہو گیا۔ سندھ میں علماء کے لیے عربی رسم الخط مقامی زبان کے لیے بھی رائج ہو گیا۔ پہلی بار وہ صدیوں تک یہاں کے مسلمان اہل علم نے عربی میں جن میدانوں میں کام کیا وہ فقہ، اصول فقہ، ادبیات، معقولات، حدیث، تفسیر اور قرآن کریم کی تعلیم پر ہونے والا کام تھا۔ اس سارے زمانے میں سیرت النبی اور معارف پر کام کی توجہ نہ تھی۔ ورنہ علمی رفتار یہ تھی کہ اسی شہر طبعہ (سندھ) کے اہل علم کی کتب کثیت و کم میں عرب علماء کے کامیابیوں کے برابر ہوتیں۔ دوسری صدی ہجری کے امام عبد الرحمن الادراعی، محمد ہاشم قصصی، ابو الحسن سندھی، محمد عابد سندھی کے کتب کے کام عرب دنیا میں مقبول اور مشہور ہو چکے تھے۔

تاسع سیرت رسول کریم کے ساتھ برصغیر کے اندر جہاں کام ہوا وہ حالیہ دو صدیوں میں ہوا اور یہ ایسا نام کام تھا کہ عرب اہل علم نے اپنی کتب میں ان کے حوالے دیئے۔ کہنا چاہیے کہ انہی کے کام نے عرب علماء کو اس میدان میں آگے بڑھنے کے ماتے بھیجے۔ فرانسس کی محمود غزنوی کے زمانے کے عرب مکران، ہندوستان جو تھے ان کی کنز وری نے انہیں مدد دکر دیا تھا۔ اب برصغیر کے واسطے قدرت نے فیض کا دھارا رواڑہ فارسی کے ماتے کھول دیا۔ دہلی کی خود مختار حکومت قطب الدین ایبک کے زمانے ابھرتی ہے۔ تب یہاں وسط ایشیائی نصاب پائے تعلیم پڑھائے گئے۔ تدریس میں بھی قرآن شریف، حدیث پاک اور سیرت آنجناب پر پوری توجہ دی جاتی تھی۔ اور یہانی اذکار کی اہمیت کے حوالے سے علم الکلام پر بہت زیادہ زور رہا۔ برصغیر کے مسلمان کو اب تو عربی اور فارسی زبانوں کی وسیع لغت اور زبان دانی ہی نہیں بلکہ ان کے ماتے ہندو علم کا فیض بھی نصیب ہوا۔ یہاں پر بھارتی بھارتی زبان کے لیے کھاد کا کام کر رہا تھا۔ اردو کا بھارتی ہی اظہار کے یہ تو اہل خزانہ نصیب ہو گئے۔ برصغیر کی مسلم بادشاہتوں نے گواہ اسلام کے پھیلنے کے حوالے سے کوئی خدمات انجام نہ دی تھیں تاہم عربی و فارسی زبان و ادب تک رسائی رکھنے کے باعث یہاں کا مسلمان دین اسلام کو اس کے بنیادی عقائد و ذرائع سے پہچاننے اور سمجھنے کے ہمیشہ قابل رہا اور مذہب کسی تصوف کی بھولی بھلیوں میں گم نہیں ہوا۔ سب جودیک یہاں بہت سی مقامی تحریکوں نے اسلام کو جذب کر کے ختم کر دینے کے پورے عہد تمام ہر زمانے میں کئے۔

پہلے ہزار برس گزرنے کے ساتھ ہی اٹنی تحریک کے زمانے سے ایک پرفرتاب لہجہ یہ کہہ کر جاری کر دی گئی کہ اسلام صرف ایک ہزار سال کے لیے آیا تھا۔ اقبال جسے دانشور ہی دیکھ سکے ہیں کہ اس



دھوک کا پردہ چاک کرنے کا کتابی کام حضرت مجددؒ نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لیا۔ جنہوں نے بڑے مضبوط اور مبسوط دلائل سے اس فتنہ کا تار و پود بکھیر کے دکھ دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کام میں عمریں کھپا دیں۔ اسی عظیم الشان کام کو روٹن تر رکھنے والی سیرت محمدیؐ تھی، روایات و احادیث تھیں۔ شاہ ولی اللہؒ حضرت محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیزؒ نے فارسی زبان میں سیرت آنحضرتؐ پر بنیادی کام کیا۔ پہلی کتاب شیخ محدث کی تھی۔

۱۸۵۷ء سے پہلے اردو میں بھی سیرت کے موضوع پر نہیں لکھی جاسکتی تھیں۔ ان میں بددلدلہ کی کتاب سیرت اولیت رکھتی ہے۔ غیاث احمد کا کوروی انگریز کے معتبوب ہو کر اذہان کے جزائر میں بھجوا دیئے گئے تھے۔ وہاں گندگی اٹھانے کی ذہنی بھی کرائی گئی مگر واہری حب رسولؐ اس سارے ہر گندہ ماحول میں بھی لکھنے کو وقت نکالتے رہے اور محض پاداشت کے زور پر "تواریخ حبیب اللہ" لکھ دی۔ تاہم احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اصل ذرائع دیکھے بغیر طاعت کو نہ جانے دی۔ آزاد ہو کر کتب خانے دیکھے تو "تواریخ" کے مندرجات کو نو بہ مو درست پایا۔

فارسی کتب سیرت کا ایک سلسلہ تو عربی زبان سے کئے جانے والے ان تراجم پر مشتمل ہے جو تاحذ کی حیثیت رکھتے تھے۔ "سیرت ابن ہشام" کا ترجمہ "تواریخ ہشام" کے نام سے چھپا۔ "تواریخ ہشام" کا پھر اردو میں منظوم ترجمہ ہوا جو بے حد مقبول بھی رہا۔ امام ترمذی کی "شامل نبوی" کا ترجمہ کرامت علی جوہری نے کیا۔ "زاد المعاد" کا ترجمہ نواب مصطفیٰ خاں شیف نے کیا۔ "سیرت ابن ہشام" کا ایک ترجمہ مولوی انشاء اللہ نے بھی کیا۔ اسی طرح قاضی عیاض کی کتاب "الاصطفا" کا فارسی ترجمہ مولانا اسماعیل کاندھلوی نے کیا۔ نور مصطفویؐ کے شعلے کو جب طوفانوں نے بجھا دیا چاہے تو یہ آنحضرتؐ کے عہد کی روایت رہی کہ انہوں نے اور بھی قرن دی سے خدمات سیرت نگاری کئے دی۔

لارڈ کیک کے زمانے میں دہلی کی آخری طبع بھی جب بجھ گئی۔ مسلمانوں کے عقائد و روایات شک اور تعزیر کی زد میں لائے گئے تو ایک طرف علامہ الدین جیسے لوگ سپردی ہو کر آنحضرتؐ کے خلاف لکھنے لگے وہاں مولانا حالی اور چراغ علی ایسے دانشوروں نے سیرت پاکؐ کا لکھ کر دفاع کیا۔ سرسید نے یوپی کے یقینیت گورنر کی مجلس کتاب "Life of Muhammad" جو چار جلدوں میں تھی اس کا جواب دیا۔

سرسید احمد خاں نے علی انداز میں خالص معروضی حوالوں سے سیرت پاکؐ کا پہلی جلد میں جائزہ لیا۔ ۱۸۶۰-۶۳ء میں مجلس گئی اس کتاب کا سرسید بھی چار جلدوں میں جواب دینا چاہتے تھے۔ مگر دہلی فرنگ میں رہنا ان کے لیے مشکل ہو گیا سو انہیں واپس آنا پڑا۔ سرسید اس کام کے لیے اپنا کتب خانہ کیا چائیداد تک فروخت کر کے مکمل کرنا چاہتے تھے۔ سرسید اردو میں لکھ کر انگریزی میں ترجمہ کرا کے طبع کراتے تھے۔ اس کتاب نے تاہم سیرت نگاری کے جذباتی کے بجائے علمی اسلوب اور معروضی نقطہ نظر کو جو راہ دی تھی اسی نے بعد کے سیرت نگاروں کو فائدہ پہنچایا ہے۔

ظہور پاکستان سے ملے زمانے میں مولوی عبدالحق نے سیرت آنحضرتؐ کے سلسلے میں لکھنے والوں کا ایک قاموس مرتب کر لیا تھا جس کے مطابق جب تک اردو میں سیرت پاکؐ پر کوئی دو سو کتب اور میلاد ہموں ہجرات ناموں وغیرہ کا لگ سے کوئی سوا سو لیسے ۲۲۵ مطبوعہ طور پر موجود تھے۔

ان زمانوں میں اور طرح سے یادگار کام سامنے آئے۔ پروفیسر سید نواب علی کی لکھی سیرت کے علاوہ قاضی سلیمان منصور پوروی کی ”دعوت اللہ للعالمین“ مولانا شبلی اور سید سلمان ندوی کی ”سیرت النبیؐ“ ایسی یادگار تھیں۔ ”خطباتِ عمارت“ میں بھی شبلی نے سیرت کے حوالے سے اہم کام چھوڑا ہے۔ مگر جب رسولؐ ایسا موضوع نہیں کہ فتح و رسالت کے پروانے اپنے حصے کی خدمت انجام دینے سے رک جاتے۔ شاید ان سب سے اہم کام وہ ہے جو آخری نصف بیسویں صدی پر محیط ڈاکٹر حمید اللہ کا سیرت النبیؐ، غزوات اور قانون اسلام پر مشتمل تحقیقی کام ہے۔

انداز و نہیں کیا جاسکتا کہ بیسویں صدی ایسے دور کے زمانے کا دانشور مورخ صدر اول کی تاریخ کی کڑیاں قرآن، صوفی قدیم، احادیث صحیحہ و روایتی تھاموں کی داخلی شہادتوں سے تاریخ کا مورخ بننے والے مواقع و مقام کی اس صحت سے باز آفرینی کر لے گا۔ انہوں نے خود سفر کئے، ذاتی طور پر جہنم اور فتنہ کی پیمائشیں کیں اور سارے ہی میدان جہاں عمارت ہوئے، سب محل جہاں اہم فیصلے ہوئے ان کی نشان دہی کر دی۔ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم فرانسیسی، جرمن، انگریزی، برائی، عربی، فارسی اور اردو سب سے حسب ضرورت مدد لے سکتے تھے۔ سب کے وسیلے سے تحقیق کر کے ماخذ تک جاسکتے تھے۔ ایک ہزار مقالات اس عظیم علمی کام کے علاوہ بھی جس کا نام ہے: ”The Prophet of Islam-His Life and Work“ انہوں نے یہ کتاب اولاً فرانسیسی میں لکھی۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے بڑے ہوئے مؤرخ و محقق کو بھی مخالف اور معاصر یورپی اسرائیلی مستشرقین و ”محققین“ کے ان بود و بد میں نے سمجھ دی جن کا لب لباب یہ تھا کہ نحوذا اللہ! غرضورینی اسماعیل ہی سے تعلق نہیں رکھتے تھے یا حدیثیں غیر تاریخی بنیاد رکھتی ہیں یا اسی طرح قرآن کریم کے بارے میں ان کے بہت سے دعویٰ۔ اسی حوالے سے روایت کے استناد کو ڈاکٹر صاحب نے توجہ دی اور مظلوم روایت کو دلائل سے رد کر کے عموماً صحیفہ قدیمہ سے اپنی دلیلیں نہیں جن کا مخرضین جواب نہیں دے سکتے تھے۔ ان کے مضامین کو دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ مغرب اسلام کے بارے میں محض تنگ نظری نہیں مندی بھی ہے۔ یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی کہ مغازی کے مانتے انہوں نے جس اعتماد اور صحت و تدقیق سے بات کی ہے وہ خود مغازی کی مرکز کی اہمیت کو واضح کرتی جاتی ہے۔

اردو میں مغازی کے مانتے مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوری کی کتاب اپنا ہی مقام رکھتی ہے۔ مولانا اور بیس کاغذ صلوٰی کی سیرت نے پہلے کے سیرت نگاروں کی بعض کوتاہیوں کو درست کیا مگر مستشرقین کی مسلسل دہاندازیاں شاید ان کے علم ہی میں نہیں آئیں۔

علامہ اقبال کی ایکسا مکمل آرزو یہ تھی کہ قرآن پاک سے سیرت پاک کا نقش مرتب کیا جائے۔ یہ آرزو لگتا ہے کہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے ہاتھوں پوری ہوئی ہے۔ مسکریات کے مانتے پاکستان کے جنرل اکبر خاں کی ”حدیث و دفاع“ اور بریگیڈیئر گلزار کی غزواتِ نبویؐ کا ٹیپوچ کتب ہیں۔ تاہم عراق کے بریگیڈیئر جنرل محمود شیت خطاب کی ”الرسول القاتم“ نے جزئیات پر لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ شام کے جنرل مصطفیٰ طلاس نے اپنے رنگ پر حریات پہ لکھا۔ ان کتابوں کے اردو تراجم کی شاید ابھی صورت نہیں بن سکی۔

☆☆☆☆

## ڈاکٹر اقبال آفاقی

### نعت: ایک روحانی تجربہ

شیم اللغات کے مطابق نعت سے مراد وہ نظم ہے جو حضور کی مدح میں ہو۔ نعت کی اس تعریف میں تین الفاظ اہم ہیں۔ ایک نظم، دوسرا مدح اور تیسرا حضور۔ چونکہ یہاں تیسرا لفظ مرکزیت کا حامل ہے، اس لیے بات کا آغاز اسی سے کرتے ہیں۔ جب حضور کا سراپا ذہن میں ابھرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی احسن و اکمل کے تصورات بھی طلوع ہوتے ہیں۔ شمسِ سجدی سے منسوب تصورات کمال و تہال کو اپنے ایک نعتیہ قطعے میں کچھ اس طرح باندھا ہے کہ یہ قطعہ اسلام کی تہذیبی روایت کا قابلِ اموش حصہ بن چکا ہے۔ نکتے ہیں۔۔۔ حضور کی ذات میں کمال ایسا تھا کہ سدرۃ المنتہیٰ کی ذرائع اور تہال ایسا کہ جس نے زمانے کی تاریکیوں کو پاش پاش کر دی۔ جہاں تک نعت کے حوالے سے لفظ 'نظم' کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ نعتیہ شاعر کو قادر الکلام فصیح و بلیغ اور بے منہ ہونا چاہیے۔ بعد ازاں لفظ 'مدح' تو بے طلب ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ مدح کس کی اور کیوں؟

یہ دنیا جس میں ہم زیست کرتے ہیں کینٹکی، لالچ اور ڈب کی دنیا ہے۔ چالوسی اور مطلب براری کے لیے انسان کس کس کی تعریف نہیں کرتا؟ ماکم وقت کی قصیدہ خوانی تو ہر مہم میں ہوتی رہی ہے۔ بعض اوقات ہم چھوٹے چھوٹے مہم سے داروں کے دل جیتنے کے لیے تعریفوں کے پل یہاں تک باندھتے ہیں کہ تصنیفات میں گرتے چلے جاتے ہیں، قریطاس و قلم کی تقدیریں کا معاملہ تو خیالی مجال کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ حرم و احتیاط تو ایک طرف ہم عزت نفس کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ نعت کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ جب نبی اکرمؐ کی مدح کا مقام آتا ہے تو حرم و احتیاط کے ساتھ احترام آدمیت کی شرط لازمی قرار پاتی ہے۔ یہاں ہندی و دیوانگی چلتی ہے نہ ہی مطلب براری۔ چالوسی اور Propitiation کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آخری لفظ ظہیم و عمر کی دنیا سے مشتق ہے۔ اس لیے زیادہ پرہیز کی ضرورت پڑتی ہے۔ یوں کہہ لیجیے کہ پل مراٹھ کا سفر درپیش ہوتا ہے۔ خدا کے معاملے میں دیوانگی کا اظہار ممکن ہے۔ مگر جب ہم مدحت و سول میں کچھ نقصان چاہیں تو ہوش و حواس میں رہنا پڑتا ہے۔

حضرت اقبال عاشقِ رسولؐ تھے۔ اس کے باوجود رڈرڈ کریم رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ کہہ بغیر نہ رہ سکے کہ ہا محمد ہوشیار باش یعنی دربار رسالت میں حاضری کے لیے عداوت کی پاس داری ہی پروانہ راہ داری ہے۔ غالب کو ہی دیکھ لیجیے جب وہ دو حید و جوی پر مضامین باندھتا تو سرشاری اور بے باکی سے اس قدر کام لیتا کہ تاویلات کے پر لگا کر اڑتا ہی چلا جاتا۔ وہ وحدت الوجودی تھا۔ حکماء نے کہا ہے وحدت الوجود ہمارے شعر گفتن خوب است۔ غالب کے ساتھ بھی کچھ ایسی معاملہ تھا۔ اس میدان میں اس کا تو سن فگر سر پٹ دوڑتا تھا لیکن جب وہ حضورؐ کے بارے میں کچھ کہتا تو وہ بڑی احتیاط سے کام لیتا۔ گنگ ہو جاتا کہ شانے خواہ میں ہندی و دیوانگی کا وہ بیان یہ ممکن ہی نہیں جو غالب کے یہاں بافراط موجود ہے۔ ایک اور وجہ شاید اس کا غلبہ ہے۔ وہ خود آگاہ آدمی تھا، اپنے اعمال کا عکس کو کیسے؟ اموش کر سکتا



تھا۔ وحدت الوجودی تصور جہاں کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تاویل کی دنیا اس حد تک وسعت پذیر ہوتی ہے کہ عالم مثال تک چلی جاتی ہے اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نظر اودیت وفاقیت کا عمل دخل بہت زیادہ ہوتا ہے، انا، Self کی تکمیل کی جاتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ غالب کے یہاں اپنی انا کی تکمیل کا ذوق یہ مقدار وافر موجود تھا اس سلسلے میں ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے دانی غزل کا ایک ایک شعر گواہی دیتا ہے۔ ایسے انا پرست شخص کے لیے نصرت کے میدان میں طبع آزمائی کرنا کیوں ممکن تھا؟ اس کے باوجود غالب کا یہ نعتیہ شعر کمال کی چیز ہے:

غالب ٹانے خواہجہ پہ بڑیاں گزرا شمیم

کاں ذات پاک مرتبہ دان عمد است

غالب کے بارے میں اس قدر طویل گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنی انا اتنی عزیز ہے تو کوچہ عشق میں داخل ہونے سے گریز میں ہی شہر ویرکت ہے۔ کوچہ عشق میں تو مجز واکھسار سے کام لینا اور سراپا باادب ہونا پڑتا ہے ورنہ ذمہ اختر شیرانی جیسے مد مشرب شاعر کو بھی گستاخ کا سر پھوڑنے کو تیار پاتے ہیں۔ نبی اکرمؐ کا احاطہ انا کی توقیر اسلام کا بنیادی جز ہے۔ صحابہ کرامؓ آپ کو اپنے والدین اور جان و مال سے زیادہ عزیز رکھتے۔ وہ نہ صرف آپ کے معتقد اور پیروکار تھے بلکہ آپ کی حرمت و تقدس کے تحفظ کے لیے جان نثار کرنے کے لیے ہر لحظہ تیار رہتے۔ رسول مقبولؐ کی ذات مقدس میں ان کو وہ سب کچھ نظر آتا جو سب کو اوجھل نامعلوم میں موجود ہوتا ہے۔ اس تجربے کو ایک ایسی مابعد الطبیعی ذالطعن کہا جاسکتا ہے جسے وگس مشائن نے Seeing-as کا نام دیا ہے اس میں ادراکی تجربے کی کیفیت تجربے سے معنویت میں مختلف ہو جاتی ہے۔

اگر چہ آقائے نامدار نے اپنے بشر ہونے پر مسلسل اصرار کیا اور خود کو ذات حق تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور پیرو ظاہر کیا جس کو اللہ نے اپنے احکامات کو کب تک پہنچانے کی ذمہ داری (vocation) سونپی تھی لیکن بایں ہر حضورؐ کی صحبت کا شرف حاصل کرنے والوں کو ہر نہاں علوم تھا۔ وہ راز جسے ابو جہل اور اس کے پیروکار کبھی نہ جان سکے کیونکہ وہ علم بانی اندھے پن (Epistemic Blindness) کا شکار تھے۔ ان کے برعکس صحابہ کبار کو خدا نے وہ پہچان عطا کی تھی جو سب سے اور بھر کا فرق کرنا جانتی تھی۔ یاد رہے کہ یہ انکو سکے کی کان سے ہی مراد ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے ان کے نزدیک فرق صاف ظاہر تھا۔ وہ نہ صرف خدا کے محبوب اور مثالی انسان تھے بلکہ ان کے ہر کام میں خدا کا ہاتھ نظر آتا۔ اسوۂ حسنہ کے ہر ایک پہلو میں ان کو عالم مثال کا عکس دکھائی دیتا۔ حضورؐ کی ذات صحابہؓ کے لیے ایک سراپا نور اور تجلیات ربانی کا مرکز تھی۔ ان کی عظمت کا ایک ایک نقش صحابہ کرامؓ کے قلوب پر کچھ ایسا شبہ ہوا کہ پھر کبھی مٹ نہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی مصائب کو کبھی جو ڈاکارنت کی طرح ان سے بے وفائی کرنے اور پیٹری کی طرح ان کے انکار کی جسامت نہ ہوئی۔ آپؐ سے بے پناہ محبت کا یہ فیضان تھا کہ ان کے مصاحبین دونوں جہاں کی روٹیوں سے بالامال ہوئے، انہیں نبی مکرمؐ کی کیسی گری نے خالص کندن میں تبدیل کر دیا۔ یوں کہیے کہ یہ ستاروں کا ایک جھرمٹ تھا جو زمین پر اتر آیا تھا۔ یہ ستارے اپنے سونے کے اس قدر وقار کیش تھے کہ تاریخ میں ان کی مثالیں نہیں ملتی۔ وفا کیشی اور کردار کے کندن پن کا انعام یہ تھا کہ حضورؐ کے شیدائی جلدی قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک بن گئے علامہؒ مانتے ہیں:

کی محبت سے دعا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صحابہ کرام کے لیے حضور کی ذات اقدس اس قدر کشش تھی کہ ایک جماعت جنہیں اصحابِ ہدیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر مسجد نبوی کے محفل میں ایک چہرے میں آن بیٹھی تاکہ نہ صرف رشد و ہدایت سے فیض یاب ہوں بلکہ آفتاب رسالت کا مسلسل دیدار بھی کر سکیں۔ سید علی ہجویری دہلوی کی کتاب کشف المحجوب میں اصحابِ ہدیہ کی مثال فہرستِ مندرجہ ہے۔ ان عاشقانِ نبوت نے کبھی واپسی کا تصور بھی نہ کیا۔ کیونکہ حضورؐ کی Presence سے ان کو جانی شعور ذات حاصل ہوا تھا جس نے ان کی زندگیوں کو تسکین اور اطمینان سے بھر دیا تھا۔ اب ان کے یہاں حزن و ملال تھا نہ رنج و پشیمانی۔ حتیٰ کہ موت کا خوف بھی منہا ہو چکا تھا۔ اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا تھا۔

لارینب تو حید کے تصور کو تو ان میں مرکزیت حاصل ہے لیکن نشانِ خاطر رہے کہ تو حید کا تصور تہا کی سر زمین پر نیا نہیں تھا۔ حضورؐ کی بعثت سے پہلے بھی یہ تصور موجود تھا۔ مزید یہ کہ مکہ کے مشرک اللہ کے وجود کے منکر نہیں تھے۔ وہ اسے رب کعبہ کے علاوہ رب الارباب کے نام سے بھی جانتے تھے۔ اگرچہ وہ لاکھ منات اور غزنی کے بتوں کی پرستش بھی ساتھ ساتھ کرتے۔ یہ بت بیت اللہ میں پرستش کے لیے رکھے گئے تھے چنانچہ اندازہ یہی ہے کہ وہ Pagan نہیں تھے۔ قریش مکہ کو بالخصوص ان کے بارے میں تکلیف بہر حال لاحق ہوگی۔ کیونکہ اگر ان کا یہ دھڑکی درست تھا کہ وہ ایمان و اسلام کی اولاد ہیں تو دینِ ابراہیمی کی بنیادی شرائط ان کے تحت اشعور کے کسی نہ کسی کو نے کھدوے میں ضرور چاگزین ہوں گی۔ ان کے درمیان اختلاف کا موجود ہونا ہمارے اس دورے کی تائید کرتا ہے۔ اختلافِ بنی سے دیوبندیوں کے منکر تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر پختہ ایمان رکھتے۔ اختلاف کی فہرست میں بہت سے حضرات کا نام آیا ہے۔ تو ان کریم میں بھی اختلاف کا ذکر ملتا ہے۔

مستشرقین کے مطابق قدیم یونانی فکر یہ تو حید (Primordial Monotheism) کے خدوخال بھی عربِ رہا پاک میں شائع تھے۔ یہاں سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ اس قدیم یونانی فکر یہ تو حید اور اسلام کے مابین بنیادی فرق کیا تھا؟ اور پھر اختلاف کے فکر یہ تو حید اور اسلام کے فکر یہ تو حید کے درمیان حد فاصل کون سی چیز تھی۔ وہ کون سی تیوری تھی جس نے اسلام کی امتیازی شان کو واضح کیا؟ ان سوالات کا جواب حضورؐ کی شخصیت اور ان کے نظریہ رسالت میں مضمر ہے۔ جو بالکل خاص طور پر وہ اختیار و امتیاز تھی وہ رحمتِ عالمین کا تصور اور حضورؐ کے بعد دنیا میں نبوت کے اختتام (لا نبی بعدی) کا فکر یہ تھا۔ یہ ایک بالکل نیا تصور جہاں تھا، یہود و نصاریٰ کے تصور راجہ جہاں سے بالکل مختلف۔ نہ کسی انسان کی خدائی کا دعویٰ تھا اور نہ ہی خدا کی منتخب قوم کا تصور۔ اسلام کے تصور جہاں میں حضورؐ کی میراث و رسالت اور انسانی مسافات کو مرکزیت حاصل تھی۔ شہادت صرف یہ نہیں کہ کوئی الہ نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ شہادت کا دائرہ اس وقت تک تکلیف نہیں ہوتا جب تک کہ ہم اس بات کی گواہی نہ دیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ گویا اسلام کا اصل راز حضورؐ کی نبوت اور خاتمیت میں ہے۔ اگر آپ تو حید کی تصدیق کریں اور حضورؐ کی رسالت و شخصیت کو قیاموش کر دیں یا انسانی شرف و مسافات کے تصور کو کس منہر میں دھکیل دیں تو آپ کا اسلام ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

یہ وہ خصوصی نکات ہیں جو اسلام کی شناخت کا سبب بنے اور جن پر مسلم تہذیب کی بنیادیں استوار

ہوئیں۔ ان کے بغیر شاعری کا امتیاز واضح ہوتا ہے اور نہ ہی تو حید کے معنی کون سی تو حید؟ کیا یہ وہ تو حید ہے جسے یہودی کہتے ہیں؟ کیا یہ وہ تو حید ہے جس کی تشریح مسیحی نظر یہ تثلیث کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ یقیناً اسلام کا نظریہ تو حید ان دونوں روایات سے مختلف ہے۔ اسلام میں تو حید کے وہ معنی قابل قبول ہیں جن کو نبی کریم نے رائج کیا، جن کا ایک مخصوص سیاق و سباق ہے اور ایک مخصوص متن۔ اس متن سے باہر تو حید کے معنی بدل جاتے ہیں۔ ہم ایک تصور جہاں سے دوسرے تصور جہاں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

اس تصور تو حید کو حقیقت محمدیہ کی تفہیم کے بغیر جاننا نہیں جا سکتا۔ واقعہ معراج حقیقت محمدیہ کی تفہیم کا ایک مقدم اشارہ (Signifier) ہے اور سورہ عالم تشریح کی آیت ”وَادْعُنَا لِنُكَذِّبَكَ“ اس اشارے کی تصدیق۔ حقیقت محمدیہ کے سر نہاں کو تصور حقائق سے ابن عربی اور جامی دوسری دیمیری تک سب ایک تجربے کے طور پر جانتے اور مانتے تھے۔ اقبال نے بھی دیر میں اسم محمد سے اجالا کرنے کی بات اسی حوالے سے کی۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حقیقت محمدیہ میں صرف لوگوں کے معنی ہی نہیں، اس میں انسانیت کی معراج، تہذیب کی سر بلندی، روح کے ارتقاء اور فی الواقعہ کے معانی بھی موجود ہیں۔ گویا حقیقت محمدیہ کے تصور کا دائرہ بے پناہ وسعت کا حامل ہے۔ اس میں چاہو جلال کے مقامات بھی آتے ہیں اور احساسِ تنہا کے نہر لطفِ لکھا بھی۔ اس جلال و تنہا کے وسیع تر دائرے میں ہی اسلامی تہذیب کی تشکیل اور انسانیت کی تکمیل ہوئی ہے۔ نعت رسول بھی چونکہ جلال و تنہا کے اس وسیع تر دائرے سے برآمد ہوئی ہے، اس لیے نعت رسول بنیادی طور پر ایک روحانی تجربہ ہے جو حضوری (Presence) کے شعور کے بغیر ناممکن ہے۔ جنول فہیم احمد نعت کا شعور ایک ایسے انسانی تہذیبی اور فکری شعور سے برآمد ہوا جس نے دنیا کو ایک نئے موڑ اور ایک نئی جہت سے آشنا کیا ہے۔“

میرے نزدیک نعت کا مقصد ایک قلبی واردات کو شعری سانچوں میں ڈھالنا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل میں نہ صرف شعری ذراکتوں اور فنون پر عمل دسترس کی اہمیت، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اظہار عقیدہ اور جذبہ محبت کو تہذیب اور شائستگی کی حدود میں رکھنا بھی لازمی ہے۔ نعت یقیناً ایک تخلیقی عمل ہے لیکن عام شاعری کے تخلیقی عمل سے ذرا مختلف۔ نعت کے تخلیقی عمل کا ایک پہلو شعری جمالیات ہے جس میں احساسِ سرحد و خط کی اپنی حیثیت ہے۔ احساسِ سرحد جو Sublime کے وقوف سے بھرپور ہونا چاہیے۔ تاہم نعت جمالیاتی سرحد و خط کی خاطر ذہنی آوارہ گردی اور تخیل کے بے محابا استعمال کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ یہاں کسی کو Poetic Licence کے بھونے کا کارا نہیں۔ جس کا بھوننا نظم میں بالعموم اور غزلیہ شاعری میں بالخصوص شعرا کرتے نظر آتے ہیں۔ نعت میں علامہ خیال کی ایک حد متعین ہے۔ نعت کے تخلیقی عمل کا دوسرا پہلو روح کی لطافت و ترفع ہے۔ کچھ اس طرح کہ روح کا گداز پن آئینوں کو کھلانا چاہئے۔ محبتیں ذات کی گہرائیوں میں نہزنی چلی جائیں اور رشتوں اور رابطوں کی ایک حسین دنیا آباہوتی چلی جائے۔ چراغ سے چراغ روشن ہو۔ چمک بکھیرا کھار ایک روحانی واردات کا آئینہ دار ہونا ہے لہذا اس میں غلو اور زور و لید ہمری کا کوئی کام نہیں۔ نعت کی ان کڑی حد و دلکھرا انداز نہیں کیا جا سکتا۔

نعت جس قلبی واردات سے برآمد ہوتی ہے اس میں یقیناً وراثت کا ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں زمان و مکان لپٹا ہو جاتے ہیں۔ بس وراثت ہی وراثت رہ جاتی ہے لیکن اس وراثت میں حالتِ سکر سے گریز اور ضبطِ محاسبہ سے پرہیز کڑی شرط ہے۔ گویا نعت کا بنیاد قابل گرفت ہونا چاہیے۔ بلند آہنگی اور خود مری بھی یہاں ممنوع ہے۔ نعت

لکھتے ہوئے نبی اکرمؐ کے شخصی وقار اور ان کی سیرت و تعلیمات کی پابندی ہی ہر چشمہٴ نور کی بات ہے۔ یہاں ہم کسی قسم کی مقصدیت کی بات نہیں کر رہے، بات تو سعادت کے معیار اور لوازماتِ عداوب کی ہو رہی ہے یعنی نعت کے شاعر کے عقل کو دانش و حکمت کی حدود اور اس کے روحانی ترقی کو شریعت کے قواعد کی پاس داری کرنا ہوتی ہے۔ چنانچہ نعت ایک ایسی تکنائے ہے جس سے گزر کر ہی نعت کو قیامت و کامرانی کی منزل کو پاس کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ دونوں اطراف میں غول بیا بانی کی عمل داری ہے جو انسان کو گمراہ کر کے جلتے ہوئے پھر اگے بھاگنے لگا کر آگستہ کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال کی مزید وضاحت کے لیے قصیدہٴ نور دو کے مصنف امام شرف الدین یوسفی کا یہ شعر مددگار و معاون ہو سکتا ہے۔

دع ما اذعنه النصارى طی نبیہم

وا حکم بما شئت مدحا و احکم

ترجمہ: مدح رسولؐ میں صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا مٹائی نصرتوں نے اپنے نبیؐ کے بارے میں کیا ہے اس کے بعد جو تمھارا نبیؐ چاہے حضورؐ کی شان میں کہو اور جو حکم چاہے لگاتے جاؤ۔

☆☆☆☆





”بیگم اللہ تعالیٰ، حسان کی مدح جریں سے فرماتا ہے۔“

نعتیہ شاعری کی اپنی ایک مذہبی روایت ہے جو عربی سے فارسی میں منتقل ہوئی اور پھر اردو ہندی زبانوں کے علاوہ ہر صغیر کی تمام علاقائی زبانوں تک پھیل گئی۔ فارسی کے نامور شاعروں نے نعت گوئی کو اپنے ذہنی فکر، اپنی محبتوں اور اپنی تہذیبی قدروں کا اظہار بنایا ہے۔ عطار، نظامی، خواجہ گیلانی، رومی، سعدی، جامی، امیر خسرو، عرفی، قدسی، نظام الدین اولیاء اور اقبال نے نعت گوئی کے حوالے سے بڑی اہمیت پائی ہے۔ اردو میں قلی قطب شاہ سے غالب تک تمام شاعر اپنے دیوان میں حمدیں اور نعتیں عاشقانہ تہذیبی عقیدہ کے ساتھ پیش کرتے رہے لیکن حانی نے جدید شاعری کی طرح جدید نعت کو بھی متعارف کر لیا۔ انہوں نے پہلی بار آشوب عصر کی آئینہ کو اور ملت اسلامیہ کے نامساعد حالات کو نعت کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی۔ حانی نے نعت کے عاشقانہ ذہنیاتی الملوپ میں فکری و عملی عناصر کو شامل کیا۔ رسول اکرم کی زندگی کو اپنی زندگی کے مسائل سے ملا کر خود کو سمجھنے اور سمجھانے کی ایک نازہ جہت کو مسدس حانی کی نعتیہ مناجات میں تلاش کیا ہے۔

اے خاصہ خاصانِ رسولِ وقتِ دعا ہے  
امتِ پُرتری آ کے مجبِ وقتِ ہزا ہے

حانی نے مشرقی اقدار کی شکست و ریخت کو اسلامی تعلیمات سے دوری کو اور مسلمانوں کو انگریزی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کیا۔ جدید نعت کی اس روایت کے ساتھ نئے عقائدوں کے پیش نظر پادری برحق کے اسوۂ حسنہ کو موضوع بنانے کا رتبان پیدا ہوا۔ اردو میں نعتیہ شاعری کی یہ ایک نئی توانائی اور ایک نئی صورت تھی جس سے پہلے امیر جیتانی، محسن کا کوروی اور بیدم وارثی نے اپنے اپنے تخلیقی اسالیب میں نعت کو آگے بڑھایا تھا۔ محسن کا کوروی نے اپنی لازوال نعت کے ذریعے ہندو اسلامی تہذیب کو اپنی مٹی اور اپنے موسموں کی خوشبو کو نعت کا پھراہن دیا اور کہا کہ:

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ مقبرا ہاں  
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے عبا گنگا جل

محسن کا کوروی کا یہ نعتیہ اسلوب آگے چل کر غیر منقسم ہندوستان میں ایک نیا رتبان ثابت ہوا۔ ان سب سے پہلے کرامت علی خان شہیدی اور غلام امام شہید، دو رسول سے محبت کرنے والے تھے جنہوں نے نعت گوئی کے معیار کو بلند کرنے کی اہم کوششیں کی تھیں۔ ان دونوں شاعروں نے فارسی اور اردو زبانوں میں نعتیں لکھی ہیں۔ بیسویں صدی کے برصغیر میں انگریزوں کی آمرانہ مملداریوں میں مسلمانوں پر ہونے والے تشدد کو شاعروں نے بھی محسوس کیا اور نعتیہ اسالیب میں اپنے احساس و خیال کا اظہار کرنے کی کوششیں کیں۔ علامہ اقبال، محمد علی جوہر، ظفر علی خان، حسرت موہانی، جوش اور حفیظ جالندھری نے حانی کے پیش کردہ نعتیہ اسالیب کو ایک ایسی جدت کے ساتھ تخلیق کیا کہ نعت کو پوری توانائیوں کے ساتھ آگے بڑھنے کی سکت مل گئی۔ اقبال نے نعت کو نہ صرف فکر و عمل سے ہم آہنگ کر دیا بلکہ اقبال اردو کے اہم ترین نعت نگاروں میں شمار کیے جانے لگے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں متحدہ دیکھوں پر انشعرت کی سیرت کا فالہانا اظہار کیا ہے۔ جو من شاعر کو سچے کی مشہور نظم (نقد مجدی) کا آزاد ترجمہ بھی کیا جو ”پیام شرق“ میں ”جوئے آب“ کے نام سے شامل ہے۔ اقبال کی شاعری کا حقیقی محور سیرت محمدی اور اسوۂ رسولی ہی ہے۔

کی محنت سے وقاٹوں نے تو ہم تیرے ہیں  
یہ جہاں ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں  
اس زمانے میں لطف جاپوئی نے ایک ایسا شعر لکھا جس کی مثال نہیں مل سکے گی۔ انہوں نے لکھا کہ:-  
زرخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دھرا آئینہ  
نہ ہماری ہر دم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

لطف جاپوئی نے اس شعر میں جس طرح عاشقانہ جالیات کا اور سیرت طیبہ کو ایک دھڑے سے جوست کیا ہے کہ اس میں خدا اور انسان دونوں کے درمیان رسول اکرم کی عظمت کا اعتراف ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مطلوب تھا جس پر پاکستانی شاعروں نے حیات طیبہ کی عملی و فکری، مادی اور روحانی صداقتوں کو الگ الگ کر ایک عظیم وحدت میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ رسول اکرم کی بزرگی و برتری ایک پیچ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نعت لکھنے والے قرآن و احادیث سے روشنی اخذ کر کے اپنی تمام تر فنی و روحانی صلاحیتوں کے ساتھ لکھنے کی خواہش کرتے ہیں، اس طرح غن اور خیال کی کمالی معیار زندگی کے عمل کو تیرے کر دیتے ہیں۔

اللہ کی یاد دہانی کی محنتوں سے وابستہ ہے کہ ذات حق تو مبتدا کی طرح ہے جس کی خبر رسول اکرم ہیں۔  
مکان سے یقین تک کے سارے امکانات رسول اکرم کے ذریعے ہی نکلتے ہیں اور رسول کی صفات کا ادراک اور اس کا اظہار شاید اور کسی طرح امکان میں نہیں جس طرح اللہ کی عظمتوں کو محدود عقلیت کے ساتھ سمجھنا اور اس کا بیان امکان میں نہیں۔

ہزاروں سال کا انسانی ارتقا ہمارے عہد کی نیک نالوجی اور سائنس ایجادات کے ساتھ اپنی جن فتوحات تک پہنچا ہے ان کے درمیان رسول اکرم کی فکر اور ان کا عمل اپنے انم ہونے اور اپنے اثبات کے ساتھ موجود ہے بلکہ گزرے ہوئے موجود اور آنے والے زمانوں کی تصدیق دینے والا رسول اکرم کے فکر و عمل ہی سے ہو رہی ہے۔  
موجودہ نقیہ شاعری رسول امام کی ان صفات کا انتخاب کرتی ہے جو عصر حاضر میں بند دروازوں کو کھول سکیں۔ پاکستان کے بعد نقیہ شاعری کے حوالے سے شناخت رکھنے والے بزرگوں میں ہندو لکھنوی، حمید صدیقی، لکھنوی، یوسف ظفر، نعیم صدیقی، ماہر القادری، جگر مراد آبادی، شمیم طبع آبادی، خورشید آراء، بیگم، منور بدایونی اور مابعد پڑیاں کے کام شامل ہیں۔

رسول اکرم کے حوالے سے شہر مدینہ اور گنبد بزرگ نعت گوئی کے انم موضوعات رہے ہیں۔ اس شہر کی عقیدہ و محبت کی تمام بنیادیں رسول اکرم کے تعلق پر رکھی گئی ہیں۔ نبی کریم کی صفات و توصیف بے حد و حساب ہیں کہ اس سمندر کا کوئی ساحل نہیں اس کے آفاق بے کناں اور اس زمین کے طویل سلسلے کا اختتام نہیں۔  
مکملی دہائی میں جن شاعروں کی پہچان نقیہ شاعری تھی ہے ان میں حفیظ تائب، حنیف اسعدی، مظفر فاروقی، مرثا صدیقی، مجاز رحمانی، مہجد ظلیل، مادیب رائے پوری، قمر انجم، دقتر فاروقی کے کام سامنے ہیں۔

حفیظ تائب تسلسل کے ساتھ نعتیں لکھتے رہے ہیں۔ انہوں نے سیرت طیبہ کے طاقوں میں بے شمار چراغ جلائے ہیں، ان کی عقیدہ میں بڑی گہری ہیں۔ دہری اور غازی خطبات کے درمیان اردو کے لکھنوی کو ایسی عاجزی سے لکھتے کہ نعت کا داخلی و خارجی وجودا جائے کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ حفیظ تائب کے اسالیب میں علمی و فکری سطح

انگریزی ہونی دکھائی دیتی ہے لیکن ان کی روح کا گہرا آئینہ کو دکھلا دیتا ہے۔ ضیف اسعدی کا نام چند برسوں میں تو اتر کے ساتھ آیا ہے۔ وہ سادہ اور سہل لفظوں میں جذبات کی شدت کو اور نیچے کے بے ساختہ بین کو اس طرح لکھ دیتے کہ ان کی محبت ذات میں تاریقی ہونی محسوس ہوتی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ محبوب خدا ان زمانوں کے لیے بھی رحمت ہیں جو زمانے ابھی نہیں آئے ہیں۔ ضیف اسعدی نے رسول اکرمؐ کے حوالے سے خالق کائنات کو پایا ہے۔ وہ اپنے آقا کی محبت کو آسودہ زندگی کی اساس کہتے کہ اسی چھاؤں میں انسانی رشتوں کی فزونی کا پتہ دیکھا جاسکتا ہے۔ مظفر وارثی ان معجزہ نصت لکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی فطرت عمومی اور خصوصی شہرہ و مقبولیت تک جا پہنچتی ہیں۔ پاکستان، ہندوستان اور عرب ممالک میں مظفر وارثی کی نعتیہ آواز سنی جاتی ہے، پڑھی جاتی ہے اور محفل میں لائی جاتی ہے۔ ان کے بیشتر اسالیب استعاراتی ہیں جس کی بنا پر ان کی فطرت تخلیقی روح کی پکار بن گئی ہیں جو فخر کے اعتبار سے بھی تازہ اور خوبصورت ہیں اور اپنی معنویت میں بھی غریب و ماثرباز ہیں۔ سرشار صدیقی لکھنے والے دفاعی فکری علم و تربیت کے ساتھ خالق کائنات کو اور محبوب ربؐ دو جہاں کی عظمتوں کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ سرشار صدیقی نے پہلے اپنے ربؐ کو پھر محبوب ربؐ کو جذبہ و خیال کا تجربہ بناتے ہوئے اپنے احساس ماقامی کے اعتراف کے ساتھ پورے وجود کا اعتبار و اعتماد کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح سرشار صدیقی اپنے تجربے میں اور اپنے اسلوب میں منفرد ہو گئے ہیں۔ رسول اللہؐ کے نفاذ و کردار کو خصوصی طور پر اپنی نعتوں کا موضوع بنانا اعلیٰ درجائی کی پسندیدگی کی بنیاد ہے۔ ان کی بیشتر فطرت میں ہماری عملی و فکری کوتاہیوں کا احساس دلاتی ہیں۔ ان کے اسلوب میں آسان لفظ اظہار پاتے ہیں۔ وہ عمومی انداز کی نعت لکھتے ہیں اور اجتماعی شہرہ حاصل کر لیتے ہیں۔

گزشتہ چند دہائیوں میں ان محنت فطرت لکھی گئی ہیں اور سینکڑوں کتابیں شائع ہوئی ہیں جن کی فہرست لکھنا امکان میں نہیں لیکن جو چند نام یادداشت میں ہیں ان میں صبا کبر آبادی، سلیم گیلانی، طفیل ہوشیار پوری، محشر رسول مگرمی، احسان دانش، تابش رولہ، مایہ مراد آبادی، محشر بے ایوبی، شاعر نکستی، اقبال عظیم، اعظم چشتی، اقبال شوقی، عارف مہدائیتین، شبنم رومانی، صبا اختر، مہمان عزیز خاند، حافظہ حیانوی، صبا تھراوی، قمر ہاشمی، صابر کوثر، صاحبزادہ نصیر، خاند احمد، اقبال صفی پوری، محمد علی عبوری، عاصی کمالی، مسیح رحمانی اور امید قاضی شامل ہیں۔

پچھلی صدی کی آخری چار دہائیوں کے درمیان اردو ادب میں نعت نگاری کو جو ارتقا حاصل ہوا ہے اس کے حوالے سے نعت کے لب و لہجے اور نعت کے اسلوب کے ساتھ نظریات میں بہت کچھ تبدیلیاں آئی ہیں۔ رسول اکرمؐ کی عقیدہ و محبت تو وہی ہے لیکن نعت اپنے شعری تخلیقی و فنی رویوں کے ساتھ زندگی کے بنیادی اعتبارات اور کائنات کے جذبہ تجربوں کو لے کر آگے بڑھی ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں قلم نعت کو لکھ رہے ہیں، پڑھنے والوں کی ان محنت دھڑکنیں چوٹ کر رہی ہیں کہ مطالعے سے گزر رہی ہیں۔ موجودہ عہد روح انکار کی قمشیل ہے۔ یہاں تک کہ انسان خود اپنی ذات کو ہونے اور نہ ہونے کے درمیان رکھتا ہے۔ اس شعلہ انکار میں انسانی اقتدار جل رہی ہیں اور انسانی تاریخ کے کھاتے اور واقعاتی آئینہ میں آؤتے چلے جا رہے ہیں، مگر موجودہ نعت سے نئے آئی کی کردار سازی کا کام لیا جا رہا ہے۔

شمیم احمد نے نعتیہ شاعری پر لکھتے ہوئے کہا ہے کہ ”حیات نو کا مرکزی جوہر حضورؐ کی ذات گرامی ہے جو ایک مثالی اور باعمل معاشرتی نسب الحسن کا وہ حصار روشنی ہے جو پوری انسانی تاریخ میں ایک آئینہ عمل معاشرے کی تھی۔“



کرتا ہے اور اسے اپنے ہاتھوں سے عمل میں بھی لے آتا ہے۔ جدید نعتیہ شاعری کی روح کوئی مذہبی تشخص نہیں ہے بلکہ وہ انسانی تہذیب اور فکری شعور ہے جس نے دنیا کو ایک نئے سموز سے اور ایک نئی جہت عمل سے آشنا کیا ہے۔

نعتیہ شاعر کے سامنے صرف ایک مستفخمی کی ضرورتوں کا مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ عظمت کی بے حد حساب رقتیں، خیال و احساس کے لیے اونچی ازانوں کا سبب بنتی ہیں جہاں ہر جنبش پر خود احتسابی چاہتی ہے۔ نعت ایسے بچہ جذبوں اور ایسے پاکیزہ خیالات کی تصویریں اتارتی ہے جو براہِ اعتبار سے محترم سمجھی جاتی رہی ہیں۔ نعت شاعر کے ذہن و ضمیر کی آواز ہوتی ہے بلکہ پورے وجود کا اظہار یہ ہوتی ہے۔ مدحت رسولی عمومی اوصاف کا تذکرہ نہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو شاعر ہر کسی کی تعریف میں مبالغہ کی حدوں کو پار کر کے مائی کو پہاڑ بنانے کا فن جانتے تھے وہ مدحت رسولی میں ایسے ثولیدِ بیان ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ لکھ سکے۔ مثلی جذبات کے اور مادی خواہشات کے لوگ نعت کے قابل نہیں ٹھہرتے۔ نعت لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ حضور اکرمؐ کے حالات و واقعات، سیرت اور ان کی تمام فکری و عملی فضیلتوں کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ہندو طرازی کے درمیان غلو آرائی سے بچا جاسکے۔ امیر حسن طہری نے خواجہ نظام الدین اولیاء سے شاعری میں مبالغہ کے بارے میں دریافت فرمائی تو آپ نے جواب دیا کہ ”جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن وہ جھوٹ جو شعر میں بولا جائے گناہ نہیں ہے۔“ خواجہ صاحب نے اس کے ساتھ لکھنے والے کے ہندو ہونے کو ضروری قرار دیا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ شعری صداقت حسن و اثر پذیری میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ ذاتِ محمدؐ کے اوصاف سے بے خبری کی ترتیب خوردگی تو سیف کے بجائے ترو دیج بن جاتی ہے۔ نعت میں شعری حلا زما اور عظمت رسولؐ کے مقام کا شعور نعت کو ادبِ عالیہ میں برتر مقام دلا دیتا ہے اور ایسا قرینہ اجتماع رسالت کے حوالے سے شہرہ و سعادت کی علامت بن جاتا ہے۔

ہمارے مہدی نعت گوئی کوئی دینی چیز نہیں ہے۔ یہ ہمارے عقیدہ ترین اہل علم اور پر خلوص جذبات سے دی کی ہوئی شاعری ہے جس سے نعت گوئی کے سرمائے میں جدید اسالیب کا وہ بحر پور تجربہ شامل ہو گیا ہے جس نے نعتیہ شاعری کو ہر قاعدہ و فن کی شکل دے دی ہے۔ نعتیہ شاعری صاف سخن نہیں ہے ایک عظیم موضوع ہے جس کے حوالے سے آخر میں ایک لحاظ کا تذکرہ اور کرنا چاہوں گا کہ دنیا کی شاعری کے اساسی موضوعات کا کٹا۔ انسان اور ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والے عملی و فکری حالات و واقعات ہیں لیکن نعتیہ شاعری کا مرکز اور اس کا دائرہ اور اس کے دائرے کے تمام پھیلاؤ ایک عظیم ذات ایک اعلیٰ ترین انسان اور ایک لازوال نام سے وابستہ ہیں۔ رسول اکرمؐ ایک ایسے مہدوؐ ہیں اور ایک ایسا موضوع ہیں جن کی نظر ادبیت کو جن کی یکنائی کو اور جن کی بے کناری کو ان گنت اسالیب میں لکھنے کے بعد بھی کوئی قلم اپنی تحریر پر آسودہ نہیں ہوا ہے۔ رسول اکرمؐ کی حیاتِ لازوال کو لکھنے والے تمام ہاتھ شرمندہ ہیں کہ وہ رحمتِ عالمین کی عملی تصویر اتارنے سے قاصر ہیں اور ڈیڑھ ہزار سال سے ضعیف اسعدی کی طرح یہی دعا کر رہے ہیں کہ۔

یارِ جب یہ تمنا ہے کہ نازل ہو وہ ہم پر  
جو نعت ابھی قرض ہے قسط و قلم پر

☆☆☆☆

## پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاہ کراچو

### ممدوح کائنات

مشہور روایات کے مطابق رحمت کائنات کی صفات عالیہ کا بیان اسی دم سے آغاز ہوا جب آدم کی تخلیق ہوئی۔ جب آدم پر پہلا الہام ہوا تو آپ کو ”ابو محمد“ کہہ کر پکارا گیا۔ آدم نے نور محمدی دیکھ کر تعجب سے پوچھا: ”میرے پروردگار یہ کیسا نور ہے؟ ارشاد ہوا:۔

”یہ نور اس نئی کائنات ہے جو تباری اولاد میں سے ہوگا۔ جس کا نام آسمانوں پر احمد اور زمین پر محمد ہوگا۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ یہ زمین و آسمان پیدا کئے جاتے۔“ (سیرۃ النبویہ والاخبار الحمدیہ از سید احمد زینی الشافعی، حاشیہ سیرۃ حلبیہ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ ہجری سنہ ۱۹۰۷ء)

گویا خود رب کائنات نے اپنے بندے کا تعارف کرا دیا اور جہاں عالم مثال میں اولاد آدم کی روحوں سے پیدا ہوا۔ اُسٹ پر آدم؟ وہاں اولاد آدم سے بیٹے کئے جانے والے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی روحوں سے اپنے بندے اور رسول کی شہرت و اعانت کا عہد بھی لیا۔

و اذا عملنا للہ منہ بق النہن لما اتکم من کتاب و حکمہ ثم جاءکم رسول مصلح لما معکم لتؤمنن بہ و لتصرنہ۔ قال ءالہم و اخذتم علی ذالکم اصری قالوا القررنا۔ قال ذالہم لہوا و انا معکم من الشہدین۔ (۳۰ آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: ”اور جب کائنات تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی ظہیر آئے جو مصدق ہواں کا جو تمہارے پاس ہے تو تم اس رسول پر اعتقاد رکھو لانا اور اس کی طرف داری بھی کرنا۔“ فرمایا کہ ”آپ تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟ وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

یہ اولین مجلس میلاد النبیؐ، مہم میلاد کا کھلا بیان ہے۔

جبو آدم کے بعد جب آدم کو حضرت حواء سے قرب کی خواہش ہوئی تو حضرت حوا کا مہر حضرت محمدؐ پر میں بار درود شہداء (نشر الطیب فی ذکر النبیؐ، مولانا اشرف علی تھانوی، فصل دوم رطابت ۳، بحوالہ سلاۃ الاہزان، ابن جوزی، سیرۃ النبویہ ص ۸)

روئے زمین پر سمیع بخدا کا یہ پہلا ذکر تھا۔ پہلا درود، پہلی دعائے دعا و پہلی نصرت جو انسانوں کے عہد امجد، پہلے انسان اور خدا کے پہلے مامور خلیفہ ارضی، حضرت آدمؑ نے آنے والے محمد بن عبد اللہ کے حضور میں پیش کی۔۔۔ اب تو ہر آنے والے پر واجب ہو گیا کہ جانے سے پہلے ممدوح کائنات کے آنے کی بشارت دے۔ اس کی نشانیاں بتائے (نصرت کہے) اور اس کی صفات بیان کرے (دعائے کہے)۔ مشرق و مغرب کے سبھی انبیاء و مرسلین نے اس رطابت کو

پہلایا۔ قرام آسمانی کتابیں، الہامی صحائف، حدود زمانہ کے ہاتھوں روو بدل کے باوجود آج بھی اس شہادت کی ادائیگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر فاروقی نے تو رات کے حوالے سے آپؐ کی یہ صفات بیان کیں:-  
 ”امت کے حال کا گواہ، ہمارے دینے والا، ڈانے والا، گروہ دشمن کا پتا دہندہ، میرا خلیفہ، نہ بدخلق نہ سخت مزاج، ہمائی کا بدلہ برائی سے نہ دینے والا بلکہ معاف کر دینے والا اور بخش دینے والا، ہمارا آنکھوں کو بھرا اور دشمنوں کا لوں کو شفا کر دینے والا اور سربست دلوں کو کشادگی دینے والا۔“ (حدیث عطا عابن یساف مشکوٰۃ الصالح، بحوالہ مسند ابی نعیم، سید المرسلین)

کی ہے جس کا انداز یہاں ممکن نہیں۔

ان کا جنوں کی کہانت کا کاروبار باخوضا حسان کتب سادوی پر منحصر تھا جن سے اعلیٰ عرب آشنا تھے۔ شرک و بت پرستی سے متحرک رہے اور اپنی کتابوں کے حوالے سے رسول اکرم کی آمد کے چھ عام کرتے رہے اور آپ کی آمد کے منتظر رہے۔ یہ مصنفین کا گروہ تھا۔ اور ان کی پیش گوئیوں کی بنیاد کتب سادوی پر تھی۔

ان جنات میں یوحنا کی انجیل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے الوداعی بیانات میں جس روح القدس (فارقلیہ جو پھر کلی طلب کا سرچ ہے اور جس کا معنی احمد ہے) پر نباس نے اپنی انجیل میں ”احمد“ بحال رکھا۔۔۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو انجیل برنباس (ارود) صفحات ۳۶۱-۳۶۲، انجیل برنباس (ارود) پروفیسر بشیر محمود اختر مطبوعہ ۱۹۷۶ء) مددگار شفیق و چٹائی کی روح و روکیل اسی فارقلیہ یا احمد کی صفات ہیں۔ انجیل میں بار بار ذکر ہوا۔ مثلاً:

- ۱۔ حضرت یحییٰ کی اصل تعلیم جسے لوگ بھلا چکے یا جس میں روہ دل کر دیا گیا از سر نو یاد دلانے والا۔
- ۲۔ حضرت مسیح کی عظمت و جلال کو دنیا میں قائم کرنے والا۔
- ۳۔ حضرت مسیح کی گواہی دینے والا اور ان پر ایمان نہ لانے والوں کو گنہگار ٹھہرانے والا۔
- ۴۔ اپنی طرف سے کچھ نہ کہنے والا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتیں بیان کرنے والا۔

(یوحنا باب ۱۳ آیت ۲۹، ۲۹، ۲۵ باب ۱۵، آیت ۲۶ باب ۱۶ آیت ۱۳ تا ۱۴)

یوحنا نے جب ہتھمہ دینا شروع کیا تو بروہم سے فریسیوں کے استادہ کا بن اور لادوی (یہودی علماء) اس سے پوچھنے لگے کیا تو ”وہ نبی“ ہے؟ تو اس نے جواب دیا ”نہیں میں تو اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق بھی نہیں۔ وہ اہل اللہ دیکھ تمہارے ساتھ رہے گا۔“ غرض یوحنا، لوقا، اہمال، کتاب پیدائش، مکلفہ، یوحنا اور استثناء میں حضور اکرم کی مذکور صفات یوں ہیں:

”زور آور، روح القدس، دنیا کا سرکار، بنی اسرائیل کے بھائیوں سے آنے والا، ٹھیل موسیٰ، فاران سے ظاہر ہونے والا، جب تک سورق رہے گا اس کا نام رہے گا، ایک سادہ کی عہد باندھنے والا تا کہ اولاد اہل ایمان اہل اللہ دیکھ خدا کو یاد کرنے والی رہے، سچا، برحق اور راستی کے ساتھ انصاف کرنے والا، بہت تاجوں والا، بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند یعنی جامع اکمالہ نبی“۔ (علی الترتیب نوکا باب ۳، آیت ۱۳۔ یوحنا باب ۱۳ آیت ۳۵، اہمال باب ۲۳ آیت ۲۱ تا ۲۳، استثناء باب ۲۳ آیت ۲، مطلق باب ۲ آیت ۲، کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۷۰، مکلفہ باب ۱۹ آیت ۱۱ تا ۱۳)

ساتھ برس کی عمر میں آپ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے تو ماہ مجسم آپ کو عکاظ کے ماہب کے پاس لے گئے جو امراض چشم کا ماہر تھا۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا ”تو وہی ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب دے چکے ہیں۔“

(ماہ نوکراچی سیرۃ رسول نمبر ۱، جولائی اگست ۱۹۶۳ء، صفحہ ۴۴)

مہاتما جہ نے یوقت مرگ خدا کو روئے دیکھا تو تسلی دیتے ہوئے کہا

”میں کوئی آخری بدھ نہیں۔ اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بدھ آئے گا۔ مقدس، منور القلب، عمل میں دائمی، سلیرین، مبارک، عالم کا نکات و ماسانوں کا حکیم سردار، جو فی حقیقی حقائق میں نے ظاہر کئے وہ بھی ظاہر کرے

گاہ ایک تہاں مضابطہ و حیات اور کمال نظام زندگی کی تبلیغ کرے گا۔

مہاراجہ نے خدا کے جواب میں یہ بھی فرمایا:

”وہ تیرا (رحمتِ عالم) کے نام ہی سے آئے گا۔“ (اقبلی الحاکم، از منظر احسن گیلانی، اخبار ریڈ والہ آباد ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء) دے دیں میں آپ کے والد بزرگوار کا نام دشو بگت (عبداللہ) والدہ ماجدہ کا نام سانی (آمنہ) جگہ پیدائش سالہ تپ (عرب) اور تاریخ بارہواں دن سووارستانی مئی ہے۔ دے دیں میں نے آپ کو جگت گرو (سرورِ عالم) محمد رحمت اور کلنگی اوتار (نہاتم انجیون) کے لافانی خطابات والفاظ سے یاد کیا ہے۔ حکومت کیتا کلنگی پان اور بھوشہ پان کے علاوہ سام دے پچا جگہ ۲ کھنڈہ ۶ متر ۸ میں آپ کی مسافت یوں بیان ہوئی ہیں: احمدی چوہر میدہیا امرتسہر چیا گرو کا نام سوہیا پوہ جتی۔

ترجمہ: احمدؔ نے اپنے رب سے ہر نکتہ شریعت پائی (جس کے کارن) میں سورت کی طرح روشن ہو رہی ہوں۔  
(تفصیلی مطالعہ کے لیے مجلہ پندرہویں صدی، کراچی شمارہ جولائی ۱۹۸۵ء، سید الانبیاء، سید احمد حسین ص ۲۲ ملاحظہ ہو)  
یعن کہہ دشاہلا کہہ نے جسے حق پائی بھی کہتے ہیں، شراب پر چڑھائی کی سادوں اور خنزرت دن بھر اس  
نے صرف جنگ، رنج اور راحہ کو اس کے لشکر کے لیے کھانا وغیرہ بھیجے۔ حق نے اس اخلاق سے متاثر ہو کر مسلح کی  
درخواست کی۔ معابد و مسلح ملے پانے کے بعد، اس و خنزرت کے اہل بدوؤں و خجہ بن حلات اور بن یامین قرعی سے کہا۔۔۔  
حیرت ہے آپ لوگوں نے دوران جنگ۔ میں میری فوجوں کو اس طرح خوراک پہنچائی جس طرح قومیں اپنے لشکر یوں  
کی نگہداشت کرتی ہیں۔ مجھے اسی شے نے متاثر کیا آخر یہ سب کچھ کیوں؟ بنیامین قرعی نے جواب دیا۔ وراصل ہمیں  
یقین تھا کہ آپ اس شر کو فتح نہیں کر سکتے۔ وہ کیوں؟ حق نے سوال کیا۔ بنیامین یولے۔ یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو  
قریش سے ہو گا یہ شہر ماموں کے طور پر مذکور ہے اس پر حق کر ز گیا اس کا یہ شعر اس واقعہ کی یادگار ہے:

الفن الى نصيحة كى ازدهار

عن قرية محجورة بمحمد

ترجمہ: مجھے اس ہستی سے ہٹ جانے کی نصیحت کی جو مجھ کے لیے محفوظ و مامون رکھی گئی ہے۔

پھر اس نے یہ شعر کہے:

ذهبت علي احمد انه

نهي عن الله باري التيم

فلو مد عمرى الى عمره

لکنت وزیر اعلیٰ و این عم

وَجَاءَهُمْ ذِكْرُكَ يَا ذَا الْكَرَمِ

و فرجست عن صدره گل غم

له أمته سميت في الزبور

لله أمة في غير الإسلام

ترجمہ: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ احمد اُفدہ کے نبی ہیں جو پان ڈالٹے والا ہے۔ آپ کے ظہور تک اگر



میری زندگی نے وفا کی تو میں آپ کا وزیر (مددگار) اور چچا زاد بھائی ہوں گا۔ نکواری سے آپ کے دشمنوں کے خلاف لڑوں گا یہاں تک کہ آپ کی دل تنگی کشادہ دلی اور رحمت میں بدل جائے اور آپ کے دل سے سارے غم دور ہو جائیں۔ آپ کی امت جس کا ذکر یورپ میں ہوا بہترین امت (شیرالام) ہوگی۔

شیخ کے دو شعر اور بھی غائبے مشہور ہوئے جو خالص نعت کے ذیل میں آتے ہیں:

و یاتی بعبدہ وجعل عظیم

نسی لا یز عمن فی الحرام

بسمی احمد بالیت انی

اعمر بعد مدحہ بعام

ترجمہ: ”اس کے بعد ایک عظیم انسان آئے گا وہ نبی جو کسی حرام کی اجازت نہیں دے گا۔ اس کا نام نامی احمد ہوگا۔ اسے کاش میں آپ کی بیعت کے بعد ایک آدھ سال تک زندہ رہتا۔“ (شرح الطحا جلد ۸ لٹ، رحمت العالمین، جلد دوم ص ۴۱، سیرت النبویہ ج ۱ اول صفحہ ۲۸۳) شیخ کے شعروں میں آپ کا نام بار بار ”احمد“ لیا جا رہا ہے۔ اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ شیخ مذکور قوماط اور دوسرے آسمانی صحائف کا حوالہ دے کر یہود و نصاریٰ سے سن کر آپ کو ”احمد“ کہہ رہے ہیں۔ یاران حید کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بھی آپ کو ”احمد“ کے نام ہی سے یاد فرمایا۔

سیرت النبویہ میں ہے کہ ابو ایوب انصاری کا وہ مکان جہاں ہجرت مدینہ کے بعد آپ نے قیام فرمایا۔ اسی شیخ نے آپ کے لیے قہر کر لیا سو ذکر ابن اسحاق ان هذا لیت الذی لابی ایوب بناء له (ص) نبع الحمیری۔

■ دھپاک سے سال ڈیڑھ سال قبل آپ کے والد کو ایک دیہا کے حضور ذبح کیا جانا تھا مگر ایک کاہن کے مشورے سے سواذوں اور خواہ مہمان پر نہ ڈالا گیا۔ قہر ماذوں کے نام نکلا۔ اونٹ ذبح کر دیے گئے اور خواہ مہمان نہ لیا۔ مکہ کی خواہش کے مطابق بیچ گئے اور جب خواہ مہمان کے گھر آپ کی ولادت کی خبر مکہ میں عام ہوئی تو چھوٹے بڑے کی زبان پر پڑا نہ تھا۔

بشارک فیک اللہ من غلام

بابن الذی من حرمۃ الحمام

نجماء بعون الملک العلام

قودی غنۃ العرب بالہام

بمسلة من السبل سوام

ترجمہ: ”تو نہایت ہی مبارک لڑکا ہے۔ اس شخص کے فرزند جو خدا جہاں کی اعانت سے موت کے منہ سے بچ گیا۔ قرعہ کے روز اس کے عوض سواذت زبان کئے گئے۔ (آخر موجودات از ابو جلال ندوی، ماہ نو، کراچی، سیرت رسولؐ) فرج جولائی اگست ۱۹۶۳ء) دانا محترم نے آپ کا نام محمدؐ اور والد ماجد نے احمدؐ رکھا۔ سبحان اللہ! اس سراپا ستودہ صفات کا نام بھی کیا طے جن پر قصائد کے کروڑوں دفتر زبان۔

اک طرف یا نئی اسم خاص آپ کا  
نعت میں لکھے ذکر تمام اک طرف

(مالم الحروف)

دستور وقت کے مطابق رضاعت کے لیے جب حلیمہ سعدیہ نے آپ کو شیر پچھ کر نامل کیا تو آپ کی  
والدہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:-

بما طهر سلسی عن ابنتک فانه سيكون له شان

ترجمہ: اے نایا تسلی رکھ۔ تیرے اس بچے کی بڑی شان ہوگی۔

جب حلیمہ سعدیہ آپ کو لے چلی تو اماں آمنہ نے یہ شعر پڑھے۔ فقہ رفدہی کے بعد آپ کی شان میں  
کہے گئے نعتیہ شعروں میں ان شعروں کی کو درجہ اولیت حاصل ہے۔

الحمد لله ذي الجلال

من شرم امر على الجبال

حتى اراه جامل الحلال

وبفعل العرف الى السوالى

وغيرهم من حشوة الرجال

ترجمہ: اللہ کی پناہ مانگتی ہوں (اس بچے کے لیے) اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے شتر  
سوار سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور در ماندہ لوگوں کے ساتھ ٹیک۔ لوگ اور احسان کرنے والا ہے۔ (ترمذی  
العالمین، سلمان منصور پوری، جلد دوم، ص ۹۳، طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۸۰-۱۶۹)

فتح الباری اور مواہب کے مطابق آپ کی ولادت کی اگلی صبح ایک یہودی مابہب جس کا نام یوسف تھا کہ  
آ رہا تھا، اس نے فرمایا: سے کہا

”اے گروہ قبیلہ! رکھو، آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ آج شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اس  
کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نہانی ہے۔۔۔۔۔۔ قبیلہ نے مطلوبہ کیس تو معلوم ہوا خولہ عہد اللہ ابن  
عبدالمطلب کے گھر بچہ پیدا ہوا تھا۔ جب یہودی نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان، مذکور نہانی دیکھی تو بے  
ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد بولا:

اے گروہ قبیلہ! نبی اسرائیل سے نبوت ختم ہوئی۔ سن لو یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ اس کی ذرہ شرق و مغرب  
تک شائع ہوگی۔ (سیرۃ النبویہ ص ۳۶-۳۵، نشر المطبۃ النجفیہ، روایت نمبر ۷)

علاء، یہود نے اس نہانی کو مہر نبوت سے تعبیر کیا اور جنس باطل گروہوں نے ”خاتم النبیین“ یعنی نبیوں کے  
سلسلے کو ختم کرنے والا اور آخری نبی، کے معانی مہر نبوت لے کر سلسلہ نبوت کو جاری رکھنے کی راہ کھول دی اور اپنے  
ارتداد کو اسلامی خلاف پہنایا۔ حالانکہ یہ معلوم عربی قاعدہ ہے کہ خاتم کے ساتھ جب تک علی کا صلہ نہ ہو مہر کے معنی دینا  
ہی نہیں اور آیت قرآنی ”ما کان محمد الا احد من رجا نکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ میں ”علی“ ہے ہی نہیں لہذا سوائے  
سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا، کما در کوئی مفہوم خاص کر نبیوں کی مہر نبوت ہی نہیں۔۔۔۔۔

سفر شام سے واپسی کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام میرہ کی زبان سے آپؐ کی صفات اور کچھ دوسلورا (راہیوں) کی باتیں سنیں تو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے ان کا ذکر کیا۔ بزرگ ورقہ الحیات کے بہت بڑے عالم اور مذہباً عیسائی تھے۔ انہوں نے حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کی صفات سننے کے بعد وہ قصیدہ کیا جسے بعض سیرت نگاروں نے وحی اولیٰ کے واقعہ سے منسوب کیا ہے۔ یہ قصیدہ ابن ہشام نے جسے اولین قریٰ میں ماخذ کی حیثیت حاصل ہے، حدیث خدیجہؓ کے تحت عنوان واقعہ نکاح کے بعد باب ۴۱ میں نقل کیا ہے جب کہ وحی اولیٰ کے نزول کا ذکر باب ۴۰ میں ہے۔ خود قصیدہ کی ماضی شہادت بھی اس خیال کی تصدیق کرتی ہیں۔

لجوت و کنت فی ذکرى لجوجا  
لهم طالعاً بعث الشجعا  
ووصف من غلبه بعد وصف  
فقد طال انتظاري يا خديجا  
بطن المكنى على رجائي  
حبيبك ان اذى منه عروجا  
بما خبرتنا من قول فس  
من الرهبان اكبره ان يعرجا

(سیرت النبویہ، یالا بن ہشام (عربی)، جلد اول ص ۱۹۱، ابوالسلاطین، جلد دوم ص ۲۰۹)

ترجمہ: ۱۔ میں نے ایک ایسے معاملے کا طویل انتظار کیا۔ جس نے رورہ کر گلو گرفت ہو کر بیٹھ جانے والے کو بھی مستعد بنا دیا۔ آج تو یہ ہے کہ میں ہمدرد عظمت کا پیشہ ہی بٹھ کر رہا۔

۲۔ خدیجہؓ سے ایک کے بعد ایک وصف سنا خدیجہؓ! میرا انتظار بہت طویل سمجھ گیا۔

۳۔ اس خدیجہؓ! تیری بات کا ٹکڑا رکھ کے دونوں بطنوں کے درمیان ہو گا۔

۴۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تیرے اور دوسرے درمیان کی جو بات تو نے مجھے سنائی تھی، کیا غلط ہو جائے۔

بزرگ ورقہ نے آپؐ کے مقرب سردار ہونے کی پیش گوئی کی اور آپؐ کا ساتھ دینے والوں کے غلبہ اور آپؐ سے لڑنے بھگڑنے اور جنگ آزما ہونے والوں کی شکست کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

فما لبسى اذا ما كان ذاكم  
ذهبت و کنت اكبرهم ولو ججا  
وان اهلك فكل فنى سلفنى  
من الافئدة مملوغة عروجا

ترجمہ: ۱۔ کاش! میں بھی اس وقت تک زندہ رہوں (ماضی و موجود ہوں) جب تمہارے سامنے شان و افتاح کا ٹکڑا ہو گا اور اس (دین ہدایت) میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حصہ دار بنوں۔

۲۔ اور اگر میں مر جاؤں تو ہر جہان مرد کو قضا و قدر کے فیصلوں کے بموجب ہلاک ہوا اور اس دنیا سے چلے جاتا ہے۔



جیل انور میں جب پہلی بار آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے یہ بات عرض کی کہ:

كَلَّا وَاللّٰه لَا يَخْزِيْكَ اللّٰه اِيْذَا اَنكَ تَصِلُ الرَّحْمَ وَتَجْعَلُ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ تَقْرِيْ نَوَاصِيْ عِلْيٰى نَوَاصِيْ الْعَقْلِ (مشکوٰۃ المصابیح، باب بردا لولّٰی، بخاری شریف، تفسیر سورہ العلق، میر تقی میر، ج ۱، ص ۲۶۶، رحمت المصلحین جلد اول ص ۴۷، جلد دوم ص ۱۳۵)

ترجمہ: ”گھبراہٹ میں نہیں اللہ آپؐ کو غمزدہ نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ ثابت دلوں سے جز کر رہے ہیں۔ درمندانوں کی دلچسپی کرتے ہیں، تہی دستوں کی امداد فرماتے ہیں اور مسکینیت زدوں کے کام آتے ہیں۔“ اور آپؐ کو صدیق اکبرؐ کے ہمراہ رگ ورقہ کے پاس لے گئیں۔ تفصیل سن کر ورقہؓ نے حضورؐ کو مبارکباد پر بوسہ دیا اور کہنے لگا:

فَدُوسَ فِدُوسٍ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّكَ لَنَسِيْ هَذِهِ الْاُمَةِ... الخ

ترجمہ: ”قدوس قدوس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، آپؐ اس امت کے حقیقی نبی ہیں۔ آپؐ کے پاس بلاشبہ وہ مومن اکبرؐ آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ آپؐ کی قوم آپؐ کو بھلائے گی آپؐ کو اپنے دے گی، مکہ سے نکال دے گی (یہ مثیل موسیٰؑ ہونے کا مفہوم۔ مؤلف) اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو نصرۃ اللہ نصرۃ یعلمہ میں اللہ کی مدد کروں گا جیسا کہ نصرت کا حق ہے، یعنی میں دین حق کا محافظ ساتھ دوں گا۔“

اس دور کی نعت نے جس میں موضوعات احرف و نام نظم تھا ہیں دنیا والوں کو ایک ایسا نشان کی آمد کی خبر دی اور ایک ایسے شر کا دل سے متعارف کر لایا جس کی میرٹ بشر ملک ہوئے ہوئے رہتی دنیا تک اسوۂ حسنہؐ سے۔۔۔ اسے مزید گرمیاں قرآن حکیم کی ان آیات نے پہنچائیں جو حب محبوب اور اطاعت حبیبؐ کا موضوع لے رہے ہیں۔

صحیفہ مادی، کہانیاں اور قدیم ترین مذہب ہندومت اور کٹھ بدھ کی لڑائی الہی المفسر کی جو نشان بیان ہوئی قرآن مجید نے نہ صرف اس کی تصدیق کی بلکہ میرٹ رسولؐ کا ایک ایک پہلو اس کا ثبوت لایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپؐ کو ایسا ہی پایا اور مانا جیسا کہ سنا اور آپؐ کے کام لیا آپؐ پر آج بھی ایسا ہی ایمان فانیان رکھتے ہیں اور عہد نبوتؐ سے چودہ سو سالہ دوری کے باوجود بلا کم و بیش اور قوم و وطن آپؐ ہی کے اسوۂ حسنہؐ کو شعلہ راہ اور آپؐ ہی کی ذات ستورہ منار کو مرکز ملت سمجھتے ہیں۔ محبت و ذوق کی آگ میں جلتے تر پتے ہیں تو رضائے محبوبؐ کی چٹاس اور شربت دہار کی آس میں جیتے ہیں کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم کا فرمان الہی اب بھی جاری ہے۔ قرآن حکیم میں تو حید کی جو تعلیم دی گئی جس کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب کہ یہی مقصد رسالت اور مدعائے نزول قرآن تھا، غرض اطاعت رسولؐ اور حب محبوبؐ کے سلسلے میں جس حدود سے خطبے دیے گئے اتنا زور تو حید کی تعلیم پر بھی نہیں آتا۔ کیونکہ اسلامی معاشرے کے استحکام اور اسلامی ضابطہ حیات کے قیام و دوام کے لیے مرکز ملت سے استواری لازمی ہے۔ اس ضمن میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ حضورؐ پر پہلی وحی رب کی حمد و ثناء میں تھی (الفرأء باسم ربک الذی خلق) تو دوسری وحی اس کے رسولؐ، مثالی انسان (عبده) کی مدح میں، جو ایک طرف آپؐ کو تسلی و تسفی کا بہرام میں ہے تو دوسری طرف آپؐ کے خلق کریم و عظیم کی سند پیدا کرتی ہے۔

ن. والقلم و ما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمعجون۔ ان لک لاجر غیر و معنون۔ و انک لعلیٰ خلق عظیم۔ فسیبصر و یبصرون۔ یا بکم المفعون۔ (۶۸ تا ۷۱)

ترجمہ: ”مستم ہے قلم کی اور جو کچھ دیکھتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے فضل سے بزرگ بزرگ مجنون نہیں۔ بلاشبہ آپ کو کبھی نہ تم ہونے والا ہے۔ طے گا۔ آپ تو اخلاق حسنیٰ کی سران پر ہیں۔ پس ذرا صبر کیجئے آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ (مجنون کہنے والے) بھی دیکھ لیں گے کہ کس کا دماغ چل گیا ہے۔“

گویا عیسیٰ عیسیٰ میں دوسری وحی کا لاحقہ لگا کر نبوت کے انقض و حقوق بیان کر دیے گئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سارے عقائد سمجھا دیے گئے۔ انقر اہاسم ربک اور القراء و ربک الاکرم کائن پر رانٹیں ہو سکتا جب تک انک لعلی خلقی عظیم کو مشعل راہ نہ نظایا جائے۔ عن یثاقی الرسول من بعد ما تنی لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیراً۔ (۳ النساء آیت ۱۱۵) اور جو شخص اس حق ظاہر ہونے کے بعد الرسول کی مخالفت کرے گا اور اہل ایمان کی راہ چھوڑ دے گا۔ ہم بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور فاصل جہنم کر دیں گے اور کو جہنم بدترین جگہ ہے۔۔۔ و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (۳ النساء آیت ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی۔ صرف اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور محبت کا دھڑا بے معنی ہے جب تک رسول کا اتباع اور پیروی نہ ہوگی۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔ (۳ آل عمران آیت ۳۱) کہتے ہیں اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میں تم کا اتباع کرو اللہ تمہیں چاہے گا۔ حقیقت تو یہی ہے کہ قرآنی تعلیمات کی روح، اطاعت رسول ہی سے روحوں میں رہتی ہیں سبکی تھی۔ یہی تو وہ واسطہ ہے جس کے ذریعے انسانوں نے جبریل و خدا اور قرآن والہ سے آگاہی حاصل کی۔ اسی واسطے نے تو ہمیں عہد و عہد اور بندہ و حوالہ کے باہمی رشتے اور وحدت و رسالت کے اصول وضوابط سے آگاہ کیا۔ اسی لیے جہاں قرآن پاک کا ایک معتد بھی حصہ بذات حضور نبی کریم کی سیرت و کرامات (طلق عظیم) اور شان رسالت و مسالہ ارسلناک الا رحمة للعالمین کے ساتھ ساتھ تکمیل بشریت و مہدیت قبل انما انا بشر مثلکم ط یوحیٰ الی انما الہکم الہ واحد کا آئینہ دار ہے وہاں اہل ایمان کے لیے ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا السالین امنواصلوا علیہ وسلموا تسلیما واجب نہراً۔ جہاں آپ کو وللآخرت غیر لک من الاولیٰ کی نوید سنائی گئی اور ہم دنیٰ فضلہ فی کلن ظاہر فوسین اوادنیٰ کی محرات کمال پر دکھایا وہاں مازاغ البصر وما ظفی سے آپ کی صلاحیت و شخصیت اور خدا داد قابلیت بھی جتلی اور وما حصل صاحبکم وما غویٰ کی لاج الی سند فضیلت سے بھی نوازا۔۔۔ غرض میں پارے قرآن کریم کی آیات میں مذکور کرنے والے ہر آیت کو نفیٰ رسول کا سر قہ پاتے ہیں کان غلقہ انقر ان۔ نہ آپ کی صفات کا شمار ممکن نہ قرآن حکیم کا احاطہ ممکن۔ غرض:

نہ حسنہ غلبہنی دارد نہ سعدی راسخن ہاہاں

یہی وہ تعلیمات قرآنی اور صحف آسمانی کی بجا مات تھیں جن کے ساتھ خلق محمدی کی چاشنی نے صحابہ کرام کو مجسم عشق بنا دیا تھا۔ جب قرآن حکیم حب الہی کے لیے اطاعت رسول کو دنیاوی شرط قرار دے تو حضرات صحابہ کے رنگ و پے میں آگاہے ماہار کی محبت خون کی طرح روڑنی ہی تھی۔ بخاری و مسلم، طبقات ابن سعد، اسد الغابہ، حکایات صحابہ سیرت رسول اور سیرت صحابیات جیسے پتھر وں کتابیں صحابہ کے عشق رسول کے واقعات سے بھری ہیں۔ اس باب کی وسعت اہل تہذیب و فکر سے پوشیدہ نہیں چند واقعات سے آنکھیں روشن کئے دیجئے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں بھی ان کی صف میں

شامل ہونے کی توفیق سے نوازے آئیں تم آمین۔

ابن عبد البر، جہرۃ اشعار العرب، اسد الغابہ، موابہب اللہ نی اور مجموعہ المکھانیہ کے علاوہ میرے کی تمام کتابوں میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ حضور اکرمؐ سے ابو سفیان وغیرہ جامل قبیلہ کی یاد کوئی کی شناعت کی گئی، آپؐ نے فرمایا "اے اللہ! لوگ میری جو کہتے ہیں، میں شاعر نہیں تو خود میری طرف سے ان کی جو کہتے ہیں، بعض دوسری روایات میں ہے آپؐ نے اپنے جاں نثاروں کو جمع کر کے فرمایا:

"تم لوگوں نے تمہارے میری مدح کی قبیلہ میری جو کہتے ہیں کیا تم میں کوئی ہے جو زبان شعر سے میری مدد کرے؟"

حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے بنائے حضورؐ نے فرمایا "یہ تمہارا کام نہیں"۔ پھر حضرت حسانؓ اٹھے۔ آپؐ اسلام سے پہلے حیر و اور فسان کے ملک کے درباری شاعر رہ چکے تھے اور لاشعری اور انشاء چمے ہند سے عکاظ وغیرہ قبیلوں میں راجن پانچے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں! مگر تو قبیلہ کی جو کیسے کہہ سکے گا؟ جب کہ میں خود بھی ان میں سے ہوں۔ حضرت حسانؓ نے عرض کی فکر نہ کیجئے میں آپؐ کو ان سے اس طرح (اس احتیاط سے) لگ کر دوں گا جس طرح کندھے ہوئے آئے سے ہاں۔ (اسی اسلک منہم کما نسل الشعرة من العجین) تاریخ ادب عربی میں حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت حسانؓ ان ثابت کے علاوہ حضرت عباسؓ ابن مرادؓ اور حضرت عباسؓ ابن مہدؓ مطلب کوہ شعرائے رسولؐ لکھا گیا ہے جنہوں نے ہر موقع پر اعدائے دین کے شعراء کا جواب لہاں شعر میں دیا۔ آپؐ کے شفیق چچا خواجہ ابوالطالبؓ، جب تک زندہ رہے آپؐ کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔ وہ آپؐ ہی تھے جنہوں نے قبیلہ کی دھمکیوں سے بے پرواہ ہو کر فرمایا "بیچہ جاؤ جوئی میں آئے کرو خدا کی قسم میں نہیں خواہی نہ چھوڑوں گا" اس موقع پر خواجہ ابوالطالبؓ نے یہ شعر بھی کہے:

والله لن يصلوا اليك بجسمهم  
حنى او يد في التراب دفيننا  
فاصدع بامرک ما عليك غصاصة  
واشر بذاک و لمر منک عرونا  
ودعوننسى وزعت انک ناصحنى  
ولقد صدقت و کنت نم امیننا  
وعرفت دیننا لا محالة انه  
من غیر ادیان البریة دیننا

ترجمہ: اللہ کی قسم وہ اپنی تمام جمعیت کے ساتھ تجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک میری بیٹھن کی مٹی سے نہ لگ جائے۔ (جب تک میں زندہ ہوں)

- ۱۔ تجھ پر کوئی ہتھی نہیں چلائی دعوت عام کر خوش رہا اور اپنے کام سے آنکھیں نہ کھڑی کر۔
- ۲۔ تو نے مجھے نہ خواہی حیثیت سے دعوت حق دی تو نے بچ کبلا شپ تو ہمیشہ سے امانت دار ہے۔
- ۳۔ جو دین تو نے پیش کیا الاحمال و دنیا کے تمام دینان سے بہترین دین ہے۔

آپ کا ایک معروف قصیدہ جس میں ایک ایک قبیلے کو نام نامی محمدؐ کی اعانت پر ابھارا اور ان کا ان کیا کہ محمدؐ کو برگزیدہ برگزینا نہیں چھوڑا جائے گا۔ قصیدہ کا لفظ غلوں میں ڈوبا ہوا شعر ہے۔ غیرت، حمیت اور سوز اس قصیدہ کا جوہر ہے اور سچ سچ عتاب لطف اور عذرا جیل کا آئینہ دار ہے۔ پورا قصیدہ نقل کرنے کے قابل ہے۔ عزم و قوت کی متابعت سے انتساب درج ہے:

فمن مثله في الناس أي مؤمل  
إذا قامه الحكام عند تفاضل  
حليم رشيد عادل غير طليش  
بوالى الها ليس عنه بغافل  
وبيض بنفسى الغمام بوجهه  
ثم الينا سى عصاة للارامل  
لقد علموا ان ابننا لا مكذب  
لدينا ولا يعنى بقول الاباطل  
كذبتم وبيت الله نرى محمدا  
ولما نطاعن دونه ونناهل  
ونلسمه حتى نضرع حوله  
ونناهل عن ابنائنا والحلائل

(سیرت ابن ہشام، جلد اول، ص ۲۶۹ تا ۲۷۶)

ترجمہ: ۱۔ مخلوق میں آپؐ جیسا کون ہے؟ جب فضیلتوں کا موازنہ کرنے والوں نے موازنہ و مقابلہ کیا تو آپؐ میں حبیب قسم کی برتری پائی۔

۲۔ وہ ہر بار سیدگی ماہ چلنے والا منصف ہے۔ جلد باز نہیں اور آپؐ کا اپنے محبوبوں سے تعلق ہے جو اس سے غافل نہیں۔

۳۔ جو ایسا روشن چہرے والا ہے کہ اس کے ویلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو قیہوں کا سر پرست اور عداؤں کی پناہ ہے۔

۴۔ سب پانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا (محمدؐ) کبھی جموع نہیں بولتا اور نہ جھوٹے اقوال کی طرف اشتباہ کرتا ہے۔

۵۔ بیت اللہ کی قسم، تم غلط سمجھے کہ محمدؐ کے بارے میں تم سے دج جائیں گے۔ ابھی تو ہم نے آپؐ کی حفاظت میں نذر اونی ہی کی ہے نہ تیرا انداز۔

۶۔ ہم اپنے اہل و عیال اور بیوی بچوں سے غافل ہو کر آپؐ کی حفاظت میں آپؐ کے اطراف میں بچھ جائیں گے۔

آپؐ کے دوسرے چچا امیر حمزہؓ کو اپنی بیٹی کی زبانی آیات قرآنی سن کر متاثر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا اس موقع پر یہ شعر کہے:

و احمد مصطفیٰ فینا مطاع  
فلا تغشوه بالقول العنیف  
فلا والله نلحمه بقوم  
ولیمان نفس فیهم بالتیوف

ترجمہ ۱۔ احمد مصطفیٰ ہم میں ایک برگزیدہ شخصیت ہیں جن کی اطاعت اور پیروی کی جاتی ہے لہذا آپ کی شان میں کوئی ملامت نہ کیو۔

۲۔ خدا کی قسم ہم کسی طرح ان کو قوم کے حوائج نہیں کر سکتے جن کے بارے میں ہماری کمواریں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتیں۔

قریش کے مقام بروز بروز رہتے رہے یہاں تک کہ ہجرت حبشہ پر مجبور کر دیے گئے۔ ہجرت کرنے والوں میں عبداللہ بن حارث بھی تھے۔ مہاجر حبشہ سے مطلق آپؐ کے اشرار کو کبھی شہر نہ ملی:

باراکباً بلغنا عنی مطلقاً  
من کان یرجوا بلاغ اللہ والذین  
السا وجدنا بلاد اللہ واسعة  
تنجی من الذل والمغزاة والهون  
انا بعمنا رسول اللہ واطرحوا  
قول النبی وعالوا فی الموازین  
فاجعل عذابک فی القوم الذی بغوا  
وعذابک ان یصلوا لیطغوننی

(سیرہ ابن ہشام، جلد اول، ص ۳۰-۳۲)

ترجمہ ۱۔ اے مسافر! میری جانب سے (شہرِ حبشہ، مطلقاً) یعنی ہرگز ان لوگوں کو جو اللہ کے احکام اور اللہ کے دین کی تبلیغ و ترویج چاہتے ہیں، کہہ دے:

۲۔ یہ کہ ہم نے اللہ کے شہروں کو وسیع پایا جو بابت، ذات اور رسوائی سے خیراتے ہیں (یعنی ادھر چلے آؤ)۔

۳۔ ہم نے اللہ کے رسول کی پیروی کی عمر قریش نے نبی کی بات پس پشت ڈال دی اور حقوق کی امانت کی خیانت کی۔

حضور اکرمؐ کے پھر بھی نادیدہائی ابو احمد بن جحش نامی تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ آپؐ نے ہجرت کے کربا تکبیر واقعہ کا رقت آمیز بیان ان شعروں میں کیا۔

الی اللہ وجہی والرسول ومن یقیم  
الی اللہ یوماً وجہہ لا ینخیب  
و کم قد ترکنا من حمیم متاصح  
وناصح یجمع تبکی وتغیب



اجابوا بحمد الله لما دعاهم

الى الحق داع والنجاة فاعبوا

(ابن ہشام، اول ص ۸۳-۸۴)

- ترجمہ: ۱۔ میرا رخ خدا اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جو کوئی اللہ کی طرف متوجہ ہو کب محروم رہتا ہے۔  
۲۔ اور ہم نے کتنے ہی شر خدا اور گمراہ دوستوں کو اور شرعوای میں چٹختی چلائی اُنہو بہائی خواتین کو چھوڑا۔  
۳۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے حق اور نجات کی طرف لانے والے کی دعوت پر ایک کی۔  
مکہ اور مکہ والوں کے مظالم کے بیان میں اہل ایمان کا کام درحالیہ ضرور ہے مگر اس میں ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے پر اعلیٰ رافضیوں کی بجائے اللہ کا شکر اس کام کا جوہر ہے۔ ہجرت کے صدماہ کا بیان بھی اس سے خالی نہیں لیکن جلد ہی غزوات کا سلسلہ شروع ہوا۔ خواجہ ابو طالب تو نہ تھے عزیز ہزاروں کے عزیز، مکار زونوں کی مکاریں مشرکین کے خون، پاک سے سیر ہو رہی تھیں۔ سراقہ بن مالک کی ابو جہل کے کام منظم صحیبہ ظاہر ہونے لگی تھی اگرچہ ابھی وہ شرف اسلام نہ ہوا تھا۔

بامریرودالناس فہبامرہم

بان جمیع الناس طریبالہ

(ابن ہشام، ص ۸۴ (عربی) حاشیہ ص ۳۹۰)

- ترجمہ: (اے لاکھم) ابو جہل) تجھ پر لازم ہے کہ (قوم کو) کھڑے کیچھے دوڑانے کی بجائے اس کام سے روک دے۔ کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا معاملہ ایک دن ظاہر ہو رہا ہے گا اور اس کا پچھرا بلند ہوگا۔  
ہجرت مدینہ کے ساتھ آپ کو ایسے دوست مل گئے کہ آپ کو بلیغ خاطر دین حق کے نفاذ کا موقع ہاتھ آیا۔ موانع قائم ہوئی بیوقوف مرتب ہوا اور امن و امان کی فضا قائم ہوئی۔ ابو قیس سرمد بن ابی الس احنانی درود حق کو بزرگ تھے۔ ترک علق کر کے تلوں کی مہارت سے سیرا ہو چکے تھے۔ زمانے میں رب ابیہیم کی پرستش کرتا ہوں۔  
توحید باری کی تذکیر موضوع حق تھا۔ (بلوٹ انوار پبلشرس ص ۳۰۳) حضور مدینہ تشریف لائے تو اسلام قبول کیا وہ آپ کی تشریف آوری کو اللہ کریم کا خصوصی انعام اور فضل و کرم قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

نعادی الذی عادی من الناس کلہم

جمعاً وان کلان الحیب المصافیا

- ترجمہ: جن لوگوں نے آپ سے دشمنی کی اور جس سے آپ نے دشمنی رکھی وہ ہمارا کیا ہی دوست کیوں نہ ہو ہم بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں۔  
اب گویا النبی المکرم، النبی المود کی منزل میں داخل ہو گئے۔ عمرانی تاریخ میں کمال انقلاب آیا۔۔۔ ریاست مقتدر داخلی ہونے کی بجائے اہل ریاست کا عمرانی معاہدہ قرار پائی اور آئینی ریاست کا ایسا نقش ہوا کہ آج دنیا کی کوئی ریاست بے آئین نہیں۔۔۔ باغی فحش! خود اس دین اسلام کے کام لیا آئین سے باغی، آئین معطل کرنے والوں اور مفسوخ کرنے والوں کے دست بازو بننے پر غور کرتے نہیں شرماتے۔  
حضرت سواد بن قارب، اہل یمن کے اسلام لانے والوں میں سرفہرست ہیں۔ ان کے ایمان لانے کا

وَأَنْتَ أَذْنَى الْمُرْسَلِينَ وَسِيْلَةٌ  
إِلَى اللَّهِ يَا بَنِي الْكَرَمِ مِنَ الْأَطْنَبِ  
فَمَرْنَا بِمَا يَأْتِيكَ يَا خَيْرَ مَرْسَلٍ  
وَأَنْ كُنْ فِيمَا جَنَّتْ شَيْبُ الْأَوْتَابِ  
وَكُنْ لِي شَفِيعاً يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ  
بِمَنْ فَيَلْأَمُنُ سَوَادُ ابْنِ قَارِبِ

ترجمہ: ۱۔ اے اربابِ عزت اور پاکیزہ ترین لوگوں کی اولاد میں گماہی دیجائیں کہ تمام انبیائے کرامؑ میں آپؐ کی ذلت اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے بہترین وسیلہ ہے۔

۲۔ اے شہرِ سلیمان! ان باتوں کا حکم دیجئے جو اللہ کی طرف سے آپؐ کے لئے کر آئے ہیں (تا کہ ہم ان پر عمل کریں) لکھا ہے ہمارے ہاں بھی سفید کیوں نہ ہو جائیں۔

۳۔ یا رسول اللہ! آپؐ اس دن میرے شفیع ہو جائیں جس دن سجاد بن قارب کو کسی اور کی سفارش ذرہ بھر فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

340

لانے۔ مولانا عبدالقادر دہلوی ہاشمی نے ارمغانِ نعت مرتبہ شفیق بریلوی کے مقدمہ میں، اشعش بن قیس کو اشعش المازنی سمجھ کر صحابی لکھ دیا۔ اسی طرح اشعش بنو کبر کو بھی صحابی لکھ گئے۔۔۔ حالانکہ وہ ایمان نہ لایا تھا۔۔۔ اشعش المازنی کی زوجہ (معاذہ) جھکڑ الوختون تھی، اشعش سفر سے واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ معاذہ لڑ جھکڑ کر مطرف بن یسعل کے پاس چلی گئی ہے۔ وہ لڑے کر حضور کی خدمت میں آیا۔۔۔ یہ نظم استغاثہ کی اولین مثال ہے اس لیے نقل کی جاتی ہے:

يا مريد الناس ودين العرب  
اليك الكواذية من ذروب  
كالذبة الغصافي طل الرب  
خرجت ابغها الطعام في الرجب  
فخلفني بنزاع و حرب  
اخلفت العهد ولطت الذنب  
وتوالفتي من غيظ مرتشب  
وهن شر غالب لمن غلب

(اسد اللغات باب الشعر، ص ۱۳۶)

حضور نے آخری مصرعہ وہن شر غالب لمن غلب ہے حدیث سنداً ملایا اور بار بار دہرایا۔

ترجمہ: ۱۔ یا سر دارِ عالم! اور عرب کے منصف اعظم میں ذروب کی بیٹی (معاذہ) کی شکایت لے کر حاضر ہوا ہوں۔  
۲۔ میں رجب میں اس کے لیے روزی کی تلاش میں نکلا۔ معاذہ تل کی پھوار میں بھوری بھڑ کی طرح جھکڑ الوختی۔

۳۔ میرے پیچھے وہ جھکڑ النساء کے گھر چھوڑ گئی۔ اس نے مہدی ز اور آلودہ گناہ ہوئی۔

۴۔ وہ مجھے گھٹے بنگل میں پھنسا چاہتی ہے۔ یہ عورتیں ایسا شر ہیں کہ جوڑب چائے اسے خوب دلاتی ہیں۔  
گھٹے بنگل سے مراد باہمی فتنہ و فساد ہے۔ ظاہر ہے ان انجیزوں سے بچنے کا احساس الہی شرب کو پیشق مریضی نے دلایا تھا۔

طوائف کے خوف سے ایک سے ایک بہتر شعر اور ایک سے ایک بلند نظم چھوڑنے پر مجبور ہیں تاکہ ان شعروں اور شاعروں کا ذکر ہو سکے جنہوں نے اسلام کی حرکی تاریخ کو منکوم قائم کیا۔

اسلام کے حرکی دور کی شاعری میں انبی المذکر کے میرے ذکر دار، فضائل و شمائل اور دعوے توحید اور تبلیغ دین کی چٹائی ویزائی کے بیان کے ساتھ بحیثیت انبی المومنین، اصحاب رسول کی بیانیوں، فداکاریوں اور افتوں مجتہدوں کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ لیکن سابق ادوار کی طرح محض مظلوم اور شہید جاتیان رسول کا درد و کرب اور بے پناہ مشکلات و مصائب پر صبر و شکر کے تذکرے کم سے کم تر ہوتے جاتے ہیں۔ اس دور کی شاعری میں حق کے کام لیواؤں کی برتری، بالادستی، شان و شکوہ، فتح و کامرانی اور باطل کی شکست و سخت، دل پر شکنجے، تپائی اور مہم بادی کے چرچے ہیں۔ جو العصر ان الانسان لفي خسرة الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات الخ کے بیان کردہ کھفتا رخ کی حقانیت و صداقت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہی کچھ ماضی میں ہو چکا تھا۔ والین و الزینون و طور سینین و هنا



البلد الامین۔۔۔ اسی فاعصر کی تفسیریں اور تفصیلیں ہیں۔ نبی بدروحمین اور احزاب و جنوک کی کیفیات کا درس ہے۔ اہل حق و فخر سے اور اہل باطل و ظلمت سے دو چار ہوئے۔ دو داد وسیع اور اہل ذوق اصحاب رسول کی رستم ریزیاں و کشین اور روح فہم ہیں لیکن مسلمات کا دامن تنگ ہے اس لیے بس نمونا زخروارے۔۔۔ اس دور کا آغاز، یوں تو بیعت عقبہ ہی سے ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان الفاظ سے مخاطب کیا، اذن للسلین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقمصر (۲۳ سورۃ آلہ ۳۹) جن اہل ایمان کو ظلم کا نشانہ پایا جا رہا ہے اب انہیں بھی جنگ کی رخصت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے۔۔۔ گویا نصرت صرف ان کا حق ہے جماعہ حق کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اسی سے تو قوم موسیٰ نے انکار کیا۔ فلا ھب انت و ربک لقاتلانا ھنا فاعدون (۵/مائیدہ، آیت ۲۴) اے موسیٰ تو اور تیرا خدا اچا کر لڑو۔ ہم اھر بیٹھے ہیں (حیرت گئے تو آکر ہمیں بھی لے جانا)۔۔۔ کتنی اور کیسی قسم طریقہ ہیں کہ آج ہماری ساری قومیں آپس کی جنگوں اور دہشت گردیوں میں ضائع ہو رہی ہیں مگر منبر کھراب اے اللہ کشمیر کو آزاد کرما اے اللہ فلسطین اور روسیا کے مسلمانوں کی امداد کر۔ کیا یہ عمل فلا ھب انت و ربک ففعلنا سے ملحق ہے۔ یہ ہمال یا ایک جملہ مترضہ ہو گیا۔ اسلام کی حرکی تاریخ کی تہمتان عربی شاعری بہت زیادہ ہے ہم چند ایک شعر بغیر کسی تفصیل کے درج کرتے ہیں:

**نصرت سہما صدیقی اکبر:**

وان برکبر طمانہم و ضلالہم

فلیس عذاب اللہ عنہم بلات

ترجمہ: پھر اگر وہ اپنی گمراہی اور سرکشی کے کھنڈے پر ہی طرح سوار ہیں تو اللہ کا عذاب ان سے دریغ نہیں کرے گا۔ (ابن ہشام جلد اول باب ۹۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے اسلام لانے کے بعد شعر کہے ہی نہیں۔ ہشام عربی، ما شیعہ ۳ ص ۵۹۲)

**نصرت سہما صدیقی اکبر:**

فما بعد رام فی عدو

بہم یا رسول اللہ فلی

فلانک ان دینک دین صلی

وفوا حق قبوت بہ و عدل

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۶۴۴)

ترجمہ: ۱۔ اے اللہ کے رسول! دشمن پر مجھ سے قبل کوئی تیر چلانے والا تیر نہ چلا سکے گا۔

۲۔ اس لیے کہ آپؐ کا دین سچا ہے اور آپؐ نے اس کے ذریعے حق اور انصاف کی بات پیش کی ہے۔

**نصرت سہما صدیقی اکبر:**

باصبر رسول اللہ اول خالفی

علیہ لواء لم یکن لاح من فلی

ترجمہ: الرسول کے حکم سے جہاں امر کا پہلا پرچم کشا ہے۔ ایسا پرچم اس سے قبل میں نے کبھی کھلتے نہیں دیکھا۔

مکتوبین بدر پر اسودان المطلب کے فوجہ کا ایک شعر:

فلایکسی علی بکرو لکن  
علی بنو لغاصرت الجلود  
(ابن هشام ج ۱ ص ۷۰۶)

ترجمہ: اے عورت! جہان اوش کے کھوجانے پر نہ رہا ہے تو بدر کے سانچہ پر رہ جب سرداران مکہ کا نصیب  
پھوٹ گیا۔

حضرت حسان:

بنادہم رسول اللہ لما  
لفظنا ہم کاکب فی القلب  
لما نطقوا ولو نطقوا لقالوا  
صدقت وکنت ذارابی المصیب

(ابن هشام ج ۱ ص ۷۰۹)

ترجمہ: ۱۔ جب ہم نے ان کے جتنے کے جتنے تڑھے میں ڈالے تو رسول اللہؐ نے انہیں پکار کر فرمایا۔ کیا تم نے نہیں  
جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دونوں کو پکڑ لیتا ہے۔

۲۔ انہوں نے کوئی بات سنی، بول سکتے تو کہتے کہ آپؐ نے سچ کہا، مگر مائے آپؐ ہی کی تھی۔

باطل کے مقابلے میں یہ لہجہ معذرت خواہانہ نہیں رہا۔ اب سنت آنکھ سے آنکھ ملا کر حق کی آواز بلند کرنے کا لہجہ اختیار کر  
رہی۔ جشن فتح، طعنہ زنی طرور رکھتا ہے مگر سرسجدہ و شکر میں غم اور آنکھیں اشک سرسجہ سے غم ہیں۔

ان قصائد میں کچھ قصائد تو وہی ہیں جن کی تفسیر با نسب اسی چالی طرز پر استوار ہے جس کی بنیاد امراء القیس نے  
رکھی تھی۔ مثلاً کعب بن زہیر کا قصیدہ ہانت معاد الاثمی کا قصیدہ والم قصیدہ جس جاکا و حضرت حسانؓ کے دوسرے قصائد  
کے علاوہ غنث ذات الاصابع شامل ہیں۔۔۔ کچھ دوسرے قصائد وہ ہیں جو دشمنان اسلام کی ہجائیہ شاعری کے جواب  
میں کہے گئے۔ ہر دو قسم کے قصائد محض دین حق کی سر بلندی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اساتذہ میں مجاہدین اسلام کی  
قربانیوں ہی کا تذکرہ کرتے ہیں اس لیے انہیں نعت کے مقاصد سے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔ جناب ذکی مبارک نے  
نعت کے اس پہلو پر توجہ نہیں دی اس لیے انہیں یہ قصائد نعت کے ذیل میں ٹھہر نہ آئے۔ حالانکہ یہی وہ قصائد ہیں جنہیں  
نیا بن جن اور معیار فن نے اردو کے آئندہ کے نقیہ ادب کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جاتا رہا ہے۔ ان کی زمینوں میں ہر دور  
کے بدیہہ گوؤں نے نقیہ قصائد کہہ کر داد جن دی۔ ان کو مثلث، غنث، مسدس کا روپ دے کر نئے خوبصورت کھرا ہیں  
جوائی جاتی رہی ہیں۔۔۔ شراب و شباب کا ذکر ایسا ہی محبوب و محبوب ٹھہرے تو متاخرین خصوصاً صوفیاء کے کلام کا اکثر  
ویژہ حصہ۔ چار چھٹنے کے لائق ٹھہرے گا۔

حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ کے انہی ایام میں جب آپؐ کو وہ جہوک سے فارغ ہو کر قاتح عرب کے لقب  
سے ملقب ہو چکے تھے۔ جو تمیم کا ایک وفد اپنے شعراء و خطباء کی معیت میں مقابلے اور مباہلے کے لیے آیا۔ وفد کے  
نامور شاعر زبر کلان کے جواب میں حضرت حسانؓ نے اسی کی زمین میں انہیں اشعار کا فی الہدیہ قصیدہ کہہ

ان الفوائد من فہر و اخواتہم

فقدینوا منہ للناس یبع

ترجمہ: ”فہر اور فہر کے معاصر قبیلوں کے چوتھی کے سرداروں نے وہ طرز زندگی اختیار کیا لوگ جس کی پیروی پر مجبور ہیں۔۔۔۔۔“ ایک دو شعروں کے علاوہ جو براہ راست نعت یا محاسنِ دینیہ کے بیان میں ہیں باقی سب اہلِ مدینہ کی تعریف میں ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اکرم بقوم رسول اللہ طبعہم

الذفرقت الہواء والشبع

(ابن ہشام ج ۲ ص ۹۲، ۹۳)

ترجمہ: وہ قوم جس کی جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے اس وقت تک تھی صاحبِ شرف و مہر ہوتی ہے جب قوموں کی تقسیم خواہشات و فکریات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

جنابِ ذی مبارک اس قصیدے کو نعتیہ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس قصیدہ میں دہریہ روح نہیں اس لیے کہ شاعر اتباعِ رسول کی عظمت بیان کرتا ہے مگر قبیلہ اور گروہ (عصبیت) کے حوالے سے۔ (المدائح النبویہ ص ۳۰، ۳۱) بحثِ طویل ہے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ رسول اللہ کی جماعت کی تعریف اور دین کی پیروی کے سبب اس کی دوسری اقوام اور جماعتوں پر فوقیت یقیناً حزبِ اللہ کی حزبِ اہیطان پر فوقیت ہے جو روحِ دین ہے۔ یہی دل و زبان کی رفاقت کا نثر ہے جو روح کو لیدگی اور کلام کو اثر آفرینی بخشتا اور تقرب الہی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایسا کلام نعت کے زمرے سے کس طرح خارج کیا جاسکتا ہے؟ واللہ ین مد کے حوالے سے قرآن نے بھی تو محاسنِ دین بیان کئے۔ مثلاً: **فی السورۃ و مثلم فی الانجیل** کا آسمانی خزانہ کیا اصداء علی الکفار و حماء بہنہم ہی کی وجہ سے نہیں؟ حضرت حسانؓ کے اس قصیدہ میں اسی جماعت یا عصبیت کا حال تو ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا صلہ و سلام، دعا کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا کیا ذی مبارک اس کو بھی عصبیت کی تیغ سے قطع کر دیں گے؟ وہ ایسا نہیں کر سکے۔ کسی کو یہ حرج اٹھ ہو سکتی ہے۔ ان کی کتاب المدائح النبویہ کا پورا باب آلِ بیتِ رسولؐ کے لیے وقف ہے۔ کیا یہ عصبیت نہیں جسے جنابِ ذی مبارک نے روحِ دین کے متافی نہیں سمجھا اسی امت کی کتب سے تو الگو ہے۔ وہ انعام جس نے لوہب اور ابو جہل جیسے کئی محکمہ مندوں کو اترتائیت کر دیا ہے۔ اسلامی ادب کا ایک طویل باب معرکہ کربلا کے حوالے سے رقم ہوا اور قرینہ قرینہ دو سالہ ادب براہ راست نعت کے وجود سے غافل ہے۔ یہ پورا دور اہلِ بیت کی تعریف کے حوالے سے نعت ہی کا ایک منفرد دور ہے جسے نہ عصبیت کا اثر ام دیا جاسکتا ہے نہ روحِ دین سے غافل۔ قرآن دیا جاسکتا ہے۔ کیا امام شافعی کا بیان حسبِ رسولؐ سے غافل ہے؟

لو کسان رفضتاً حسب آل محمد

فلیعلم الشغلن انی رفض

اگر اہلِ محمد کی محبت رفض ہے تو ساری دنیا جان لے میں رفضی ہوں اور شایہ کوئی شخص مسلمان ہوتے ہوئے اہلِ محمد سے بغض رکھنے کی جہالت نہیں کر سکتا۔

حضرت کعب بن مالک نے جو سے متعلق جو شعر کہے جمع کر دیے جائیں تو ایک ذخیرہ بن جائے۔ ضرار بن الخطاب کے یہ قصائد کا تو ایسا جواب دیا کہ وہ گفت کی گفت مٹاتے مٹاتے اور بھی رسوا ہوئے۔ نئی معر کے چال اور مشین بھی نے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لَا نَعْبُدُكَ إِلَّا لِمَا نَسْرُجُ غَيْرَهُ  
وَجَاءَ الْجَنَانُ إِلَّا الْإِنْسَانُ زَعِيمُهُ  
نَسَى لَهْ فِي قَوْمِهِ ارْثَ عِزِّهِ  
وَأَعْرَاقَ مَنَاقِبِ هَذِهِهَا أَرْوَمُهُهَا  
فَرَبَّنَا حَتَّى هَوَى فِي مَكْرِنَا  
لَمَنْخَرِ سَوْءٍ مِنْ تَرَى عَظَمُهُهَا

(ابن رشام جلد دوم باب اول)

ترجمہ: کیونکہ ہمارے پاس ان کا زہیم آیا تو ہم نے اللہ کی بندگی اختیار کر لی اور جنت کی امید میں اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ وہ ایمانی ہے کہ اسے قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور اس کے سچے اصولوں نے اسے مہذب بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی (نوعہ کے چاہوں پر) یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے محلے میں ہولوں کے مرہا مارا ہے منگڑھے میں جا کرے۔

وَنَطْبَعُ أَمْرِنَا وَنَجْعُهُ  
وَإِذَا دَعَا لَكَ رَبُّهُ لَمْ نَبْقِ  
وَمَنْ يَطْبَعُ قَوْلَ النَّبِيِّ فَاِنَّهُ  
فِينَا مَطَاعُ الْأَمْرِ حَقِّ مَصْنُوقِ

(ابن رشام ج ۲: باب فردہ خندق ص ۲۶۲)

ترجمہ: ۱۔ اور ہم اپنے نبی کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور ایک کہتے ہیں۔ جب آپ جنگ کے لیے پکارتے ہیں تو ہم کسی سے پیچھے نہیں رہتے۔

۲۔ حضور ہم میں واجب الاطاعت ہیں آپ سچائی پر ہیں اور صدیقی شدہ امور کی طرف بلا تے ہیں۔ جس نے آپ کی اطاعت کی وہ بھی مطاع ہو گیا۔

حضرت کعبؓ کے ذیل شعر پر تو رسول خداؐ نے آپؓ سے فرمایا کعب! اللہ نے تمہارا شکر یہ ادا کیا ہے۔

وَجَاءَتْ مَخْبِئَةُ كَعْبٍ تَحَالِبُ رَهْبًا  
فَلَيْسَ لِمَنْ مَحَالِبُ الْمَحَالِبِ

ترجمہ: تحید (چالیت میں قبائش کا لقب تھا) اس لیے آئے تھے کہ غلبہ پانے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں مگر سب پر غالب آنے والے کا مقابلہ کرنے والے ضرور مغلوب ہو کر رہتے ہیں۔

حضرت عباسؓ ابن مروان نے ہر موقع پر قصیدہ کہا لیکن وہ قصیدہ جس میں بنو سلیم کے ضحاک بن سفیان کاہلی کی بطور پہ سالار تقرری کا ذکر ہے صحابہؓ کے رحماۃ صفا علی الکفار کے کردار کی یونہی تصویر ہے۔

يا خاتم النبىاء انك مرسل  
 بالحق كل هدى اليل هداكا  
 ان الاله ينسى عليك مجة  
 فبى خلفه و محمد سماكا  
 لم النبين وفوا بمما عا منتهم  
 جنبعت عليهم الضحاكا  
 ما يرجون من القريب قرابة  
 الا بطاعة ربهم وهو اكابر

(ابن بشام ص ۲۱۲ اب فزود حین)

- ۱۔ ترجمہ: آپؐ بے شک رسولِ حق ہیں۔ آپؐ ہی کی ہدایت صحیح ہدایت ہے۔
- ۲۔ بلاشبہ اللہ نے اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد آپؐ ہی پر رکھی اور بجا طور پر آپؐ کا نام محمدؐ (قابلِ تعریف) رکھا۔
- ۳۔ پھر وہ لوگ (صحابہؓ) جنہوں نے آپؐ سے کیا معاہدہ وہی ماکیا وہ ٹکڑ جس پر آپؐ نے ضحاکؒ کو امیر مقرر کیا۔
- ۴۔ وہ رشتہ داروں کی رشتہ داری سے بے نیاز صرف اپنے رب کی اطاعت اور آپؐ کے فلاح کی تکمیل میں مصروف تھے۔

حضورؐ کی کریم نے آپؐ کو جس قصیدہ پر اپنا خط مبارک ملا: ہاں اس کے دو شعر نقل ہیں۔

رايتك يا خير البرية كلها  
 نثرت كتاباً جاء بالحق معلماً  
 فرعت لنا دين الهدى بعد جورنا  
 عن الحق لما اصبح الحق مظلماً

(سخن التوارىخ از محمد تقی، ص ۹۹-۲۹۸)

- ۱۔ ترجمہ: اے خیر البریہ! آپؐ نے ایک ایسی کتاب پیش کی جس نے حق و صداقت کی تعلیم دی۔
- ۲۔ آپؐ نے ہمیں دینِ حق پر مبنی شریعت دے کر راہِ راست دکھائی جب کہ ہم راہِ حق سے ہٹ کر گمراہی میں کھو گئے تھے۔
- ۳۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورؐ پر نور آپؐ کا کلام خدق کھودتے ہوئے پڑھتے جاتے تھے۔

اللهم ان الاجر اجر الاخره  
 فارحم الانصار والمهاجره  
 لئن رواحہ کے جن شعروں نے آفاق گیر شہرت پائی:  
 روحى الغناء لمن اخلاقه طهت  
 يافيه خير مولود من البشر

عمت فضائلہ کل العباد کما  
عم الیوبہ ضوء الشمس القمر  
لولم یکن فیہ آیات مینہ  
کیانت ینہیہ تکفی عن الخیر

ترجمہ ۱۔ میری روح اس ذات پاک پر فنا جس کے اخلاق حس اس بات پر شاہد ہیں کہ وہی نوع انسان میں سب سے افضل ذات ہے۔

۲۔ اس ذات پاک کے فضائل و کرم کا چشمہ فیض تمام بندگان خدا کو اسی طرح سیراب کرتا ہے جس طرح آفتاب و ماہتاب کی ضیا باریاں بلا تخصیص کائنات کے لیے عام ہیں۔ اگر اس ذات پاک کی صداقت پر ہر تصدیق ثبت کرنے والی روشن نکاتیاں نہ بھی ہوتیں تو بھی آپ کی اپنی ذات آپ کے پیغام کی صداقت کے لیے کافی تھی۔

فالح خیر اسد اللہ الغلاب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کعب بن اشرف منافق کے قتل اور بنو نضیر کی ہلا وطنی پر جو شعر کہے وہ ان کی شان طہارت کا مظہر ہیں۔

عرفت ومن یعدل یعرف  
وابفنت حقاً ولم اعدل  
عن الکلم المعکم الملاء  
من لدی اللہ ذی لراحت الاراف  
فباہبا الموعودہ سفاهاً  
ولم یسات جوراً ولم یعتف  
النم یخافون اولی العذاب  
وما آمن اللہ کما الاعرف  
فانزل جبریل فی قلبہ  
بوحی السی عبدہ ملطف

(ابن ہشام عربی ج ۲ ص ۱۹۷)

ترجمہ ۱۔ میں نے حق بات جان لی اور جو بھی اعتدال کی راہ اپنائے گا جان لے گا مجھے یقین ہو گیا اور اس سے اعراض نہ کروں گا۔ رحمت و شفقت والے اللہ کی طرف سے میں نے یہ یقین حاصل کیا۔۔۔ اے مگر ہو یا جو اس کے کہ حضور کی طرف سے کوئی ظلم نیا دئی نہیں تم جہالت میں نہیں دھمکیاں دیتے ہو۔۔۔ جسے اللہ تعالیٰ کی امان حاصل ہو اور جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ نے کر رکھا ہے (واللہ بعصمک عن الناس کی طرف اشارہ ہے) کوہ کب خوف زدہ ہوتا ہے۔ کیا تمہیں غدا اب الہی کا خوف نہیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے جبریل امینی کے ذریعے اپنے صاحب لطف و کرم بندے کو کعب کے قتل کا حکم دیا۔

غزوہ طائف کے پرغلی افراد میں مالک بن عوف بطریق الحمازی کے مائل و مائل بھی شامل تھے۔ حضور



کو بتایا گیا کہ وہ یقین کے پاس طائف میں ہیں تو آپؐ نے فرمایا اگر اسلام قبول کر کے آئے تو نہ صرف اس کے آل و عیال اور مال و منال واپس کر دوں گا بلکہ سواخت مزید دوں گا۔ مالک راتوں رات حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حسب وعدہ مال و منال لے کر لوئے۔ حضورؐ نے انہیں ان کی مسلم قوم پر عامل مقرر فرمایا۔ ان کا ایک شعر اس حوالے سے پیش کیا جاتا ہے:

ما ان رابت ولا سمعت بمثلہ

فی الناس کأنهم بمثل محمد

ترجمہ: دنیا بھر کے انسانوں میں محمد جیسا نہ میں نے دیکھا نہ سنا۔

ایک استقبال وقتا جب آپؐ اور صدیق اکبرؓ بیت عقبہ کے ایٹا میں وارد مدینہ ہوئے اور قبا میں بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا بجا کر نحن جوار من بنی نجار یا حبذا من جوار کے گیت گائے۔ وہ ایک بے وطن مہاجر کا استقبال تھا۔ ایک دن وہ بھی آئی جب غارِ مکہ کی حیثیت میں غزوہ جوک سے واپس لوٹے، ریلست مدینہ کے سربراہ (اولی الامر منہم) کا استقبال ہوا۔

طلع البدر علینا

من لیلات الوداع

وجب الشکر علینا

مادعنا للہ داع

ایہا المبعوث فینا

جنت بالامر المطاع

(کامہ السلوک مرحۃ حضرت عثمان غنیؓ ۱۷۲)

ترجمہ: جنوبی پہاڑیوں (وداع کی گھانٹوں) سے ہم پر چرکال طلوع ہوا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے اس عمدہ تعلیم دین کے لیے جس کی جانب آپؐ بلاتے ہیں۔ اس اللہ کی طرف سے مبعوث رسول! آپؐ ایسا امر لے کر آئے جس کی اطاعت واجب ہے۔

پہلے یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ حضرت حسان کا المویہ مروی اللہس کے خطاب سے شعرا نے دنیا در رسالت کی سرخیلی نصیب ہوئی۔ آپؐ نے اپنے قصائد میں حسب اعلان: پیش کے ہم کھو حضور اکرم کو بکمال احتیاط الگ رکھا۔ اس قصیدہ میں جلالہ سفیان ابن الحارث کے قصیدے کے جواب میں کہا سنان نے حضورؐ کی شان اس طرح بیان کی:-

تہجروہ ولست لہ بکفر

فشر کما لیسیر کما فداء

ترجمہ: تم آنحضرتؐ کی تہجرت نہ کہتے ہو مالا نکدہ تمہاری کھوسے ہیں۔ میں تمہارے شر کو تمہارے شر پر قربان کرتا ہوں۔ (تمہاری جان کی کیا برابری)

رب العالمین جل جلالہ نے خود آپؐ کو "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" سے کے خطاب سے نوازا۔ العالمین --- ہر وہ ہزار عالموں کو محیط ہے۔ اولاد آدمؑ تو ازل سے اب تک آپؐ کی نعت کہتے آئے اور کہتے رہے گی۔ گستاخ

نے نسل انسانی کے ساتھ ساتھ شجر و حجر چرند پرند کو بھی اس احسان عظیم کا مداح اور ثنا کو دکھایا ہے۔ مٹی میں بند کنگریوں نے آپ کی صداقت پر گواہی دی، جانوروں نے اپنے مالکوں کی امانت دہانی کے خلاف مالش کی اور چاروسازی دیکھی۔ جنگلی برن شکاریوں کے خلاف فریاد لے کر آئے اور بچوں کو پا کر کڑیاں بھرتے خوش خوش لوگ۔ کڑیوں نے غار شور کے دہانے پر جا لے کر شان نبوت کی حفاظت میں حصہ لیا۔ یہی نہیں دوسرا تقدیس ملائکہ جنہوں نے آدم کو خلافت ارضی سے نوازے جانے پر **اجعل فیہا من یفسد فیہا ویصلح فیہا** کی نگرہ لگائی تھی۔ آپ کی رحمت لعلائینی کے پرچم تلے خود بد میں سرکین کا خون بہانے میں حصہ لیا۔ اس بے غش اور ہر طرف تابع فرمان مخلوق کے علاوہ ایک سرکش اور فرمان مخلوق جبرائیل بھی اسی رحمت لعلائینی پرچم تلے آنے پر مجبور ہوئی۔ ابلیس جس نے آدم کی بشریت کی تحقیر کرتے ہوئے اپنی فاسقیا کرتے ہوئے بیعت سے انکار کیا اور فاسق جبرائیل کو دھوکہ دیا کہ اس نے آدم کی اسی مخلوق سے قرآن من العین۔ مگر جب آنحضرتؐ کے پرچم رحمت کھلے تو آپ کی چوکت پر سر تسلیم خم کرتی ہوئی آئی۔۔۔ قرآن پاک کے مطابق جنوں کی جماعت نے کتاب اللہ سن کر تعجب کیا۔ یہ عجیب کلام ہے یہ بھلائی کے راستے کی طرف بلاتا ہے ہم اس پر ایمان لائے۔ کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہیں بنائیں گے۔ سوا دین قارب کے ایمان لانے کا قائل پہلے دین ہو چکا ہے۔ جنوں کے قائلہ در قائلہ۔ چلے کاظم ہی انہیں اکساتا رہا۔ اہل عرب جنوں سے بہت خوفزدہ تھے۔ کابینوں اور شاعروں کے قبضے میں ان کا ہوا ان کے بنیادی عقائد اور عقائد میں سے ہے اسی حوالے سے انہوں نے حضور کو شاعر مجنون کہا۔

اہل عرب دو مان مفر کسی مادی کے نام پر شہبازی پر مجبور ہو جاتے تو بلند آواز میں اس مادی کے غالب جن کی پناہ مانگتے تھے اس نے جنوں کو اور بھی سرکش بنا دیا تھا (سورہ جن)۔ مگر جب حضورؐ نے توحید کا ڈنکا بجا تو جن بھی اللہ کی پناہ مانگنے لگے۔ حضرت خرم گو جنوں کی پناہ مانگنے کے جواب میں جن ہی کی طرف سے بھیجے ہوئی۔ تمہ پر افسوس ہے اب بھی جنوں کی مانگنا ہے اللہ کی پناہ میں آ۔

وبسبح اللہ عذبا للہ ذی الجلال

والمجد والسماء والافضال

(خصائص اکبر: ج ۱ ص ۳۱)

تمہ پر افسوس اللہ کی پناہ مانگ جو صاحب جلال بزرگی اور نعمتوں والا اور فضل کرنے والا ہے۔ ہاتھ نہیں نے حضرت خرم کو مطلع کیا، اللہ کے رسول حضرت محمدؐ کی بعثت کے بعد جنوں کے فریب چل گئے۔ یہ جن مانگنا ہی نجد کے مسلمان جنوں پر حضورؐ کی طرف سے امیر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ طویل مضمون ہے اس لیے اسی تعارف کے ساتھ عمر مانگنے کا ایکسا درختہ قصیدہ کے انتخاب پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

عمر واپسی، کشمہ قافلوں کے لیے رونے والیوں سے مخاطب ہے کہ ان لوگوں کا نام نہ لے کر ساری مصیبتیں ان کے سبب مازل ہوئیں۔ تجھے چاہیے کہ تو عمر واپسیوں پر کچا دھسے کس کر دنیا بد سالت میں حاضر ہو جاوےاں بچنے کر تیری ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔

وارحل قرصاً یفقد من علی

رواہ فیض ازاج بہ الکرب



لَبِيسِي هَبْدِي وَنِيْسَه تَقِي  
فِيْغَاك تَقِيْن لِه الْعَرَب  
بِمَحْمَدِن الْمَبْعُوْثِ وَذِيْ اِل  
غِيْرَات مِّنْ اِلِه الرِّحْب  
فَمَلُوْا اِلِه الْخَلْق عَلِيْكَ  
وَجَاد مَحَلِّكَ الْمَكْب

(قصیدہ چیمہ، ہرودوتی کتبہ، ظفر ۱۹۶۸ء)

ترجمہ: نو عمر اونٹنیوں پر کچا وہ کس کر دربار رسالت میں جا ضعی کے لیے نکل کھڑا ہوتا کہ وہ تمہیں انٹھڑی کی خدمت میں لے جائیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات جسم رحمت و رافت ہے۔ آپ کی خدمت میں ملحق کر تہیاری ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ اس نبی کی بارگاہ میں جمائے عالم کے ہادی، بڑی شان والے اور صاحب کھو کی ہیں اور اسی وجہ سے سب نکل عرب نے آپ کی اطاعت کا قیادہ اپنی گردنوں میں ڈال دیا ہے۔ اس محمد کی جناب میں جوئی نوع انسان کے ہادی بن کر آئے۔ آپ کی بارگاہ رحمت و رافت کے لحاظ سے نہایت کشادہ ہے اور آپ بڑی بزرگیوں اور عظمتوں والے ہیں۔ بس آپ پر ہمیشہ صلوات سلام ہو اور رحمت و رضوان الہی کی بارش آپ کی فز و گاہ پر ہمیشہ ہمیشہ رہے۔۔۔۔۔ آمین۔

☆☆☆☆

## شاگردان

### کتابیات پاکستانی نعت

معلوم حوالے کے مطابق منظوم نعت رسول مقبول کا آغاز حضور نبی کریم کی ولادت سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ہو چکا تھا، جس میں تنقیدی پیمائش کے شاعر لکھے جاتے ہیں۔ جب سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور اب تک رہے گا۔ اردو میں حضرت امیر خسرو کے نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ اور تب سے یہ سلسلہ درگھٹا لک ڈکرک کی فضا کو قائم رکھے ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد حضور نبی کریم کی شان اقدس کے منظوم بیان اور ذکر میں اضافہ ہوا اور خاص طور پر محمد ضیاء الحق کے دور حکومت سے نعتیہ کتابوں کی اشاعت میں تیزی آئی۔ جب سے تقریباً ہر شاعر حضور کی شان میں کوئی تحریر چھوڑ چکا، سعادت اور وسیلہ و مغفرت سمجھتا ہے۔

۱۱۴۱ھ سے اب تک ہزاروں مجموعہ ہائے نعت اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ ہر کتاب تک رسائی تو ممکن ہے لیکن جو چند ایک میرے علم میں آئیں ان کی کتابیات یہاں پیش کر رہا ہوں۔ تہذیب سن قادری لکھی ہے۔ پہلے کتاب کا نام، پھر شاعر کا نام اور بعد ازاں جس شاعر سے شائع ہوئی، مضمون کے طویل ہو جانے کی وجہ سے باقی معلومات درج نہیں کی گئیں۔ نیز جن کتب کی مثال معلومات نہیں مل سکیں ان کو بھی شامل کتابیات نہیں کیا گیا۔

سردست اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر جنوری ۲۰۱۴ء تک ۱۵۴۰ (پندرہ سو چالیس) نعتیہ شعری مجموعوں کا اشاریہ پیش ہے۔ یہ فقط معلومات شخص کرنے کے لیے بہت سی کتب سے استفادہ کیا گیا۔ جن کے نام تحریر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

۱۹۴۷ء

روح قرآن، دل محمد، خواجہ، لاہور

۱۹۴۸ء

حرف، شاعر، محشر، بدایونی، لاہور

کفر فایمان، بہتر ادب، لاہور

نابشر، افسر، افسر بے خودی، مولانا، کراچی

۱۹۴۹ء

پتھر، عیادت، اصطلاح، لاہور، کراچی

نغمہ ہائے مبارک، ضیاء، قادری، بدایونی، کراچی

سلام فیروز، فیروز دین و سکوی، لاہور

کوثر و نسیم، آفاق صدیقی، پروفسر، کراچی

دیوان قادری، قادری، چاندھری، لاہور

۱۹۵۰ء

ماہ حیات، ہما صدیقی، کراچی

دیوانی، ضیاء، قادری، بدایونی، کراچی

آفتاب تاج تاج عرفانی، لاہور

نغمہ روح، خاور دہانی، لاہور

۱۹۵۱ء

جام وارث (حصہ اول) امیر دہانی، کراچی

ہزم و برہم، اسد شاہی، لاہور (آخر میں قوی نظمیں اور کچھ غزلیں بھی شامل ہیں)

۱۹۵۲ء

مکتبہ تاج سرعش تاج جام مگری، کراچی  
گلہ سبز نعت، غافل کبر آبادی، کراچی  
سلام عقیدہ، عبدالحجید خانی، کراچی

میلا و حسن تغیر، غریبے خودی، مولانا، کراچی  
ذکر حبیب، امیر دہانی، لاہور  
آفتاب تاج، عرش ملیانی

۱۹۵۳ء

شعاع حرم محمود حسن رضوی، سید، کراچی  
شاخ طوطی، آغا صادق، کوئٹہ

جام وارث (حصہ دوم) امیر دہانی، کراچی  
قصیدہ نعت، وارث جیلانی، فیصل آباد

۱۹۵۴ء

نغمہ حرم، اسد شاہی، ملتان  
مسدس کامل، کامل جواکرمی، کراچی

شائے حبیب، ہزار لکھنوی، کراچی  
محمود نعت، محمد ثناء الدین، لاہور

۱۹۵۵ء

بارہ کوثر، مبین شرقی، لاہور  
انتخاب کلام امیر دہانی، سرچہ: خالد بیٹانی لاہور  
شہان مصطفیٰ، شیر محمد ترمذی، سید، لاہور

ارمان نئی، ارمان اکبر آبادی، کراچی  
بہار عقیدہ، اختر الحامدی، سیالکوٹ  
دیوان نعت، محمود خاتون، لاہور

۱۹۵۶ء

ذکر حضور، ہزار لکھنوی، کراچی  
صدق مقال، عبدالحجید صدیقی، کراچی

تمنائے مدینہ، عبدالحفیظ خان، لاہور

۱۹۵۷ء

فردوس عقیدہ، صابر براری، کراچی  
گہوارہ، غفر، امداد حسین نصر، کراچی  
نظم صداقت، ابو الیسف قتیق، کراچی

کیف بہاں، آزاد کبر آبادی، کراچی  
نغمہ دہانی، خیا القادری، مولانا، کراچی  
محمد سید المرسلین، محمد عظیم الہ آبادی، میرپور خاص

۱۹۵۸ء

بکھرو ہر دیکھا تھا، ہر صہبائی، لاہور  
چراغ صبح بتال، رئیس اسروہوی، کراچی

گلشن وفا، وفا ثانی، کراچی

۱۹۵۹ء

غزنیہ، بہشت، خیا القادری، کراچی

دیان باغی، محمد سلیم، کراچی

والی لطافت سے گورنا سپوری، لاہور

افسر انجیا، مافسر بے خودی، مولانا، کراچی

۱۹۶۰ء

بدال رسول، اختر الخادی، حیدرآباد

گکھائے نعت، ربیعہ چشتی، صوفی، کراچی

گل کدہ حرم، ہیر پتلی، بھٹی، کراچی

تنبیر، ماسطفا نکھوی، کراچی

افسر جلیل، مافسر صابری، کراچی

گر دکارواں، احمد شجاع، ساحر، تعلیم، لاہور

نور محمد، مافق کالمی، سروہوی، ملتان

انکار جیل، ملاق، مصافی، لدھیانوی، کراچی

۱۹۶۱ء

غبار تراز، راج عرفانی، کوئٹہ

آمنہ کا چاند، صابر، براری، کراچی

جام نور، عزیز، حاصل پوری، لاہور

فخر کوئین (حصہ اول) عشر رسول، مگری، کوئٹہ

شہاب، قتب، قتب، قتب، کراچی

جہاں حرم، سید مقرر، نیانی، کراچی

۱۹۶۲ء

بستان نئی، غلام نبی، کراچی

مکھی غاروں، احسان، سروہوی، کراچی

چمکیا، احسان الحق، فاروقی، کراچی

کمال رسول، اختر الخادی، حیدرآباد

شعروالہام، علیم النساء، کراچی

صلوٰۃ و سلام، شفیق طارق، لاہور

مذماتہ عقیدہ، علی رضا صدیقی، کراچی

گکھائے مقام، ہوش، مکی، کراچی

۱۹۶۳ء

مذماتہ ادب، محمد عبدالغنی قادری، کراچی

خوننا، دل، نور جہاں، جاپانی، کراچی

معلوم، ہاشم، ہاشم رضا نیانی، کراچی

مکملین روح، سکندر نکھوی، کراچی

انتخاب، کمال نیر، کمال جواگرمی، کراچی

جلو، مصوویت، احسان، سروہوی، کراچی

۱۹۶۴ء

قارقلیل، عبدالعزیز، نکلہ، لاہور

جام حیات، ساحر صدیقی، لاہور

فخر کوئین، (حصہ دوم) عشر رسول، مگری، کوئٹہ

مکمل کشت بہشت، علی شائق، سید، کراچی

صدیقت نعت، ولد اعلیٰ شاہ، ڈھاکہ

نعت لطیف، عبداللطیف، کراچی

مذماتہ عقیدہ، محمد اختر، تعلیم، کراچی

۱۹۶۵ء

صطر جذا، ایشاپوری، کراچی

رتیل، اختر حسین، کراچی

نار، موع، محمد اسماعیل، موع، کراچی

صیبا، مدینہ، آثم، نکالی، لاہور

کرم ہی کرم، جیلہ کیانی، سیالکوٹ

گکھائے حسین عقیدہ، محمد تان، ہدم، قصور

۱۹۶۶ء

جانی رحمت، ہلال جعفری، ملتان

معراج، مطلق، ہلال جعفری، ملتان

مفتی عبدالعزیز خاں، لاہور  
چشمہ کوثر، ظہیر الدین علوی، گوجرانوالہ  
گلشن چشتی، مقصود احمد چشتی، لاہور

مفتی محمد سعید، قندھاری، سید، ملتان  
قصیدہ شاد کوئین، نیاز الدین نیاز، کراچی

۱۹۶۷ء

چشمہ کوثر، آغا صادق، ملتان  
ورد کا دریاں، ورد کا کوروی، کراچی  
شاخ طوطی، ادب سیمائی، ملتان  
عرفان، سکیل بناری، لاہور  
ننائے حبیب، محمد علی گھوری، لاہور

یہ ہیں کاما سے مرسل خدا کے محمد عبداللہ نیاز، لاہور  
کام یکا محمد، عبدالعزیز، کراچی  
میلاد جامعہ، جامعہ الخوارق، لاہور  
مصابیح، محمد، عبدالرحمن، لاہور  
نوائے سرور، شاد احمد، کراچی

۱۹۶۸ء

خزینہ نعت، بشیر زفاری، کراچی  
سحاب رحمت، سکندر لکھنوی، کراچی  
ریاض الفردوس، محمد یحییٰ چشتی، حافظ ملتان  
گل ہائے عقیدہ، (دیوان ریاض)  
ریاض چاندھری، مرگودھا

گلپا تک حرم، حمید صدیقی لکھنوی، کراچی (آخری حصہ غزل ہے)  
نعتیہ حرم، مریم قادری، کراچی  
حجاب مصطفوی، عرفان رشیدی، لاہور  
خزینہ قمر قرین، دانی، سیالکوٹ  
ننائے روح، محمد عظیم چشتی، لاہور (چھٹا ایڈیشن)

۱۹۶۹ء

بنائے کوثر، مہتمم وزیر آبادی، لاہور  
سراج منیر، بشیر زفاری، کراچی  
عقیدہ کے پھول، طاہر علی صدیقی، کراچی

جام کوثر، ورد کا کوروی، کراچی  
سبح رعتا، رعتا کبر آبادی، کراچی  
داد و ندان، فقیہ قادری، لاہور

۱۹۷۰ء

تم نمانہ، مزموم، مینا زہری، کراچی  
نیا عظیم، عظیم چشتی، لاہور  
گلپائے عقیدہ، مینا زہری، کراچی  
تم نمانہ، محمد قمرین، دانی، سیالکوٹ  
نور کوئین (تیسرا حصہ)، محشر رسول مگری، کوئٹہ

ارمغان عقیدہ، محشر حسین مگور، لاہور  
شعاع نور، مقبول قریشی، کراچی  
یاد حرمین، سائلک نقوی، کراچی  
تجلیات، محمد منیر الدین، حافظ، راولپنڈی

۱۹۷۱ء

ننائے خواجہ، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد  
عقیدہ، محمود اختر کیانی، راولپنڈی  
نور نور، ریلوی، کراچی

طلوع سحر، ہلال جعفری، ملتان  
نعتیہ عشق، عبدالغنی ملک، کراچی

ہنر گنبد، ساغر صدیقی، لاہور

قراچی، خالد محمود نقشبندی، کراچی

میاں رسل (صدر جم) میاں مدین سید، کراچی

نقشبند شمس محمد غنی نیازی، کراچی

لاکھوں سلام، اختر الہامی، حیدر آباد

مکرم سید نقشبندی، بشیر نقشبندی، فیصل آباد

نصرت چانہ، مینا زہری، کراچی

۱۹۷۲ء

انوار قصیدے (کلمیں) اختر الہامی، کوئٹہ انوالہ

دربار رسالت، صبا قرادی، کراچی

قصیدہ بلا الف، سیف الدین طاہر، کراچی

ہر گسٹوٹی، منکرواحہ عاجز، لاہور

اعجاز مصطفیٰ، اعجاز رحمانی، کراچی

ہدیہ عثمانی، عثمان احمد قاسمی، لاہور

۱۹۷۳ء

قرآن مدینہ، ہنر انکسوی، کراچی

فصل اعجاز، حسن رضا حسن، سید، لاہور

دیوان منور، نور الدین بخاری، سید، لاہور

دعائے نیم شبی، نصر علی، رشید بیگم، لاہور

پھول ہی پھول، ظہیر احمد جت، کراچی

تجلیات، ذکی کا کوری، کراچی

گلستان مدینہ، ناصر فاروقی، کراچی

۱۹۷۴ء

منور نقیب، منورہ ایوبی، کراچی

گلہ سہ شہساز، محمد حسین غریب، کراچی

ارمغان حرم، سکندر نکسوی، کراچی

ارمغان ضمیر، منیر جعفری، سید، راولپنڈی

صیبا حرم، سہیل اختر، کراچی

نعت محل، ذوق نعت نبوی، اختر الہامی، لاہور

موقت نور، شہاب الدہی، بہاولپور

دارین، احسان دانش، لاہور

قتیل حرم، فاضل کرمانی، مظفر گڑھ

قتیل حرم، بیان بزدانی، لاہور

مجموعہ نور، نور خالدی، لاہور

۱۹۷۵ء

کرم ہائے کرم، ہنر انکسوی، کراچی

پیام مفرط، ساجد اسدی، کراچی

درد و دان پر، یکتا امر دہوی، کراچی

مناجعات کا رمان، شفیق کیر آبادی، کراچی

مکمل منیر، منورہ بہا، مدینہ، کراچی

جام طہور، عبد الرحمن عاجز، فیصل آباد

شاخ سدرہ، عبدالمکریم شمس، لاہور

جلوہ گاہ، مظہر الدین، حافظ، راولپنڈی

حرف و لہجہ، شمس وارثی، کراچی

ذکر حبیب، شفیق کیر آبادی، کراچی

شہداء دل، الطاف احسان میرٹھی، کراچی

مینائے عقیدہ، مینا زہری، کراچی

۱۹۷۶ء

مرد و بہ کائنات، سکندر نکسوی، کراچی

صفا، عبدالحق، خالد، لاہور

تجلیات شمس، شمس الحق، لاہور

شمس قمر میر جمی، لاہور

سولتیا شاہ، راجب مراد آبادی، کراچی

ذیاب و طاہر، طاہر و صدیقی، کراچی

زمزم، حق محمد علی، حافظ، ماہولپندی

صحیفہ نعت، ماکبر عالمی، کراچی

مدحت، عامی کراچی، لاہور

مرآت اعرافان، میر علی شاہ، پیر سید، ماہولپندی

باب حرم، مظفر وارثی، لاہور

اس قدم کے نشان، ادیب رائے پوری، کراچی

لب کشا، اقبال عظیم، کراچی

نشان طہ، خالد عظیم، لاہور

۱۹۷۷ء

قدیل نور، صابر کاسکچی، اسلام آباد

ورفتا لکڑ کرک، رشید محمود راجا، لاہور

خبر کمر، ساجد اسدی، کراچی

حق رکھ، مالوری، وزیر پوری، لاہور

حمود شاہ، قسیم رضوانی، ڈاکٹر، لاہور

ماہدایت، اختر اقبال، کراچی

کتاب قوسین، اقبال عظیم، کراچی

شبان رسول، بشیر قادری، لاہور

نعت، ذہان، فیضی، سید، لاہور

انکار نہیں، نہیں خجندی، کراچی

۱۹۷۸ء

روشنی، سیف زنگی، لاہور

نعت مصطفیٰ، قیوم نگر، لاہور

منع انوار محمد با بین وارثی، کراچی

بسیر، نعیم تقویٰ، کراچی

اوصاف شتم المرسلین، جمیل رضوی، امرہوی، کراچی

طیبر کوچلو، جمید بیک عالم، کراچی

نسیم گلشن، نعت، حقیر قادری، لاہور

جلوؤں کی بحر، خورشید احمد عابد، لاکھ پور

نوبہ عمر قمر تاجزی، ماہولپندی (غزلیں بھی شامل ہیں)

سلوا علیہ واک، حفیظ، لاہور

۱۹۷۹ء

ذکر شہداء، راجح عرفانی، گوجرانوالہ

دیوان اکبر محمد خدا، علی شاعر، شجاع آباد

بقعہ مالوار، قسیم بن دانی، فیصل آباد

الوارثین، ساجد اسدی، کراچی

رویت کا نکتہ، صائم چشتی، فیصل آباد

تہال مدینہ، حسن المرغنی، ناہور، لاہور

رنگ عقیدہ، سکندر حیات یلوی، کراچی

شمسیر ضیاء، رحمان کیانی، کراچی

شوق محمدی، مالوری، بیگم سکھر

آئینہ کلام، محمد حسین رضی، لاہور

ٹکنا نہ بچا، بیٹا زہری، کراچی

چراغ حجاب، مسرور کھٹی، کراچی

گفتار عزیز، عزیز الحق عزیز، کراچی

باب جبریل، مظہر الدین، حافظ، ماہولپندی

جام طہور، صابر براری، کراچی

مذہب، حبیب، حبیب نقشبندی، لاہور

نور و نغمہ، ظہور احمد خان، کراچی

مطلع الوار، جعفر علی آبادی، سیالکوٹ

نغمہ محبوب، خالد حفیظ، سید، لاہور

مدحت شہداء، راجب مراد آبادی، کراچی

نغمہ محبوب، محمد رفیق قادری، ڈسکہ

حسنت جمیع خصال قمر انجم، کراچی



سفینہ دہل، سکندر لکھنوی، کراچی  
 سراجا منیر، سکندر لکھنوی، کراچی  
 سامان بخشش، مصطفیٰ خان نوری، سکھر  
 نوائے شائقانہ، فقیر اللہ خان شائق، لاہور  
 آیہ رحمت، دستار فاروقی، کراچی  
 نذرانہ، عاقل بریلوی، کراچی  
 نور و نکمت، بغیاض احمد کاوش، سیالکوٹ  
 مخزنِ نعت، جاوید اقبال، لاہور  
 بخسورِ حرم، المعالمین، مبارک علی شاہین، لاہور  
 شیر الوری، ظہیر صدیقی، لاہور  
 نعم، کرم حیدری، لاہور

۱۹۸۰ء

طاہر دلائی، مسرور کھلی، کراچی  
 نعتِ حبیب، سعادت حسن خان شیدا، سکھر  
 آؤ عمر گاہی، نصرت عہد انور شید، لاہور  
 مہر درخشاں، قمرین دانی، سیالکوٹ  
 نوائے ظہوری، محمد علی ظہوری، لاہور  
 صل علی محمد احمد شاد، گوچرا نوالہ  
 شعبانِ ایمان، اظافہ حسینی، کراچی  
 متاعِ عزیز، عزیز لدھیانوی، گوچرا نوالہ  
 آگے عشق (اول)، عبدالحق ملیک، کراچی  
 مالہ شب، حافظ بھیرپوری، ملتان  
 دیدارِ محمد، غلام رسول غازی ماروہال  
 صبحِ ازل، نسیم اسروہوی، لاہور  
 انوارِ سخن، ابوالقاروق، انور، لاہور  
 ارمغانِ حق، صابر القادری بریلوی، کراچی

قاسم خلد، سکندر لکھنوی، کراچی  
 عقیدت، کے پھول محمد عاشق، لاہور  
 کشید حضور، حافظ لدھیانوی، لاہور  
 تصویرِ کمال، محبت، ادیب رائے پوری، کراچی  
 آہِ خشک، شہرے، مسائم چشتی، فیصل آباد  
 نعماتِ نعت، انبی، غلام نبی بیٹا، کراچی  
 در شمیم، اختر سیدی، فیصل آباد  
 آخری کرشمے، خورشید آرا بیگم، کراچی  
 معراجِ خمس، رسول، شفیق حسن، کراچی  
 چشمہ نور، نور اللہ شاہ، لاہور

نجم عمر، ذوقی، مظفر گری، لاہور  
 لیوٹس العربین، مہد اعزیز شرقی، ملتان  
 سرور نور، مہد صدیقی، راولپنڈی  
 سلسلہ خواب، نعل آغا، حیدر آباد  
 انکارِ قدس، انور ذمہ دوقی، کراچی  
 دیوانِ حمد و نعت، مہر فطوہ آبادی، کراچی  
 گنبد نور، دینا ناز شتی، کراچی  
 نوبائلِ قصری، کپھری، کراچی  
 صدر رنگ، ابرار صدیقی، کراچی  
 ضیائے نبوت، عبدالرحیم ضیا، لاہور  
 میاں شب، مدینہ محمد انور قادری، لاہور  
 ارمغانِ نور، نور الحسن چشتی، لاہور  
 شاہ رخ پرچہ، شادافسری، لاہور  
 ہم کلام، محمد ضمیر خان، سیالکوٹ

۱۹۸۱ء

بہارِ حرم، مسرور کھلی، کراچی  
 حدیثِ آشنا، اقبال سلاج الدین، لاہور  
 حدیثِ جاں، داغ عرفانی، گوچرا نوالہ

نور الہدیٰ، احسان فاروقی، کراچی  
 رجائے بخشش، عبدالحق سالک، لالہ موسیٰ  
 معصومہ بیگم، بیگم شاد وارثی، لاہور



اقراہ صیبا اختر، کراچی  
منور قطعات، منور بدایونی، کراچی  
حسب کائنات، صائم چشتی، فیصل آباد  
امام القلیعین، سکندر لکھوی، کراچی  
مصدق الہام، صبا مہراوی، کراچی  
مدت رسول، مرغوب مراد آبادی، کراچی  
نعت کے پھول، محمد احمد شاہ، گوجرانوالہ  
عبدہ و عبدالحزین خالد، فیصل آباد

ہوائے طیب، عبدالرحمن قاضی، لاہور  
نعتیہ قطعات، حافظہ صیبا نوری، فیصل آباد  
حمد و نعت، سرور بخنوری، فیصل آباد  
سرمایہ حیات، اخلاق احمد سالک، کراچی  
میلا و جیب، حبیب احمد، حافظ، کراچی  
تغیر انقلاب، رحمن کیانی، کراچی  
ہندہ نعت، نذیر بدیم، کراچی  
لحز کوئین (کنال) عشر رسول مگرمی، کوئٹہ (باروہم)

۱۹۸۲ء

احسن تقویم، عبدالکریم شہر، لاہور  
مولائے کل، مسرور کٹلی، کراچی  
ساز تاز، سیما کبر آبادی، کراچی  
سوت کھڑ بڑ، صدیقی، کراچی  
حسرت نعت، آسی فیانی، سیالکوٹ  
لوائے تاز، صفیہ شمیم طبع آبادی، راولپنڈی  
اثر ریز، محمد عباس اثر، سیالکوٹ  
صبح صادق، مہدائے حسن، عاجز فیصل آباد  
قدم قدم سجدے، خالد محمود نقشبندی، کراچی  
مثنوی، مال محمد، شمس الحق بخاری، کراچی  
شہان کائنات، صائم چشتی، فیصل آباد  
حدیث شوق، رشید محمود راجہ، لاہور  
ٹٹائے حبیب، نجم علی بھٹی، کراچی  
دیوان ریاض، ریاض الدین سہروردی، کراچی  
آقا ہمارے، عارف حسن، آس، مانگ

نور احمد و کئے، راجہ نہاں، سیدہ، لاہور  
پہلی کرن آخری روشنی، مجاز رحمانی، کراچی  
حزیم نعت، اقبال شیدا، فیصل آباد  
سے نمانہ تصویر، اکوید علی بھٹی، کراچی  
نوح عقیدہ، شوکت اللہ خان جوہر، کراچی  
حرف حرف روشنی، قمر صدیقی، راولپنڈی  
قوت پروردگار، ساغر مشہدی، ملتان  
منظمر نور، گوہر مسیانی، صادق آباد  
رحمت کے درجے مجید، یک عالم، کراچی  
کیت مسلسل، حافظہ صیبا نوری، فیصل آباد  
نقصین مبین، عزیز، حاصل پوری، ملتان  
عروٹ مریا واسطی امر و ہوی، کراچی  
نعت اور سلام، وحید نسیم، کراچی  
گکھائے عقیدہ، غلام جیلانی باصر، لاہور

۱۹۸۳ء

چادر رحمت، منیر قصوری، لاہور  
ٹٹا، لطاف قریشی، مظفر آباد  
فیضان کرم، عابد نظامی، خولید، لاہور  
آئینہ مظہر، تاج محمد مظہر صدیقی، پشاور  
م۔ م۔ فنا خالدی، دیوبند، کراچی

نور رب العالمین، شمس آرا تاجاب، ڈاکٹر، لاہور  
نوریناں، مسرور کٹلی، کراچی  
محفل نور، عزیز، حاصل پوری، لاہور  
ٹٹائے حبیب، بیانی مراد آبادی، کراچی  
نغمات ادیس، اویس مظہر، میان، راولپنڈی

مرسل آخر قمر باغی، کراچی  
نعت رسول مقبول، ضیف احمد، کراچی  
سید المرسلین، سکندر نکستوی، کراچی  
کتاب حرم، الطہر حسین زبیری، کراچی  
مختصر صاحب لولاک، بیدل فاروقی، راولپنڈی  
حرف آئینی، مجید کھام کھانوی، کراچی  
سوز و دل، بشیر بخاری، لاہور  
نعت رسول، نجم نعمانی، لاہور

مجمع سعادت، یزدانی چاندھری، گوجرانوالہ  
آیات عشق (دوم)، عبدالغنی علیگ، کراچی  
سلیس باثر زبیری، کراچی  
گلہ سبز، عقیدت، سلطان محمود، کراچی  
بہار نور، عزیز جاسل پوری، ملتان  
نعت و منقبت، سرور بخاری، فیصل آباد  
نعت عقیدت، ضحیر اعظم، راولپنڈی  
سوز نور، نجم ہزاری، لاہور

۱۹۸۳ء

کاروان شوق، عالم یزدانی، گوجرانوالہ  
خورشید حواء، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور  
بعد از خدا، طفیل (لاہور)، لاہور (دوسری بار)  
آپ رحمت، سرور بدایونی، فیصل آباد  
حرف حقیقت، غلام زہیر مازش، گوجرانوالہ  
ناظر ہادی صدیقی، راولپنڈی  
میرے آقا، امید قاضی، کراچی  
ذکر الامام، ضیف سعیدی، کراچی  
رحمت گل، مہر علی بھٹی، کراچی  
پیشانی فکر، عبدالحکیم رشیدی، کراچی  
سیرۃ النبی، رضوانی، پشاور  
چاند ستارے، بخاری علیگ، کراچی  
نور حیا، نصیر آرزو، کراچی  
مختل نعت، ظہیر صدیقی، لاہور  
زول کرم، الطاف احسانی، کراچی  
کلام شہادت، شہت علی، حیدرآباد  
بہار مدینہ، رشید ہادی، لاہور  
نعت حبیب، نسیم گل، کراچی  
باب رحمت، سرور بدایونی، فیصل آباد

لولاک لہار، نور بہار، ملتان  
عقیدت، راشد یزدانی، ملتان  
ایسا اللہ رسول، کرم حیدری، اسلام آباد  
میزاب رحمت، سرور کھٹی، کراچی  
ہلال حرم، ہلال جعفری، ملتان  
محبوب، خالد احمد، لاہور  
حمد و نعت، سید مسلم، لاہور  
نور ہازل، ظفر وارثی، لاہور  
حمد و ثنا، شہدائوری، کراچی  
عمر آرزو، نصیر آرزو، کراچی  
ارمغان بیٹی، عہد علی بیٹی، کراچی  
گل فشان، محمد احمد عزی، کراچی  
انوار شہ لولاک، آفتاب وارثی، کراچی  
شراب طہور، محمد اسماعیل ذبیح، راولپنڈی  
جلوۃ تابان، تاباں عابدی، ملتان  
الہام، خالد عرفان، کراچی  
معلی اللہ علیہ وسلم، فاضل حمیدی، شہاد پور  
رحمت مصطفیٰ، محمد ہادی، کراچی

۱۹۸۵ء

عید میر نجر، مسٹر علی شاہ، ملتان

محمد علی محمد، امین علی نقوی، فیصل آباد

میرے حضور، میرے جیسا، میرا، میرا، لاہور

نکبت و نور، خادہ، خادہ، خادہ، لاہور

حرف نیاز، ساجد، ساجد، لاہور

جمال الہام، شمس، شمس، لاہور

چراغ عالمین، اسما، اسما، لاہور

نار و نار، شمس، شمس، لاہور

محبت، محبت، محبت، لاہور

عرفانیت، عارف، عارف، لاہور

حرا کی خوشبو، انجم، انجم، لاہور

نسیم کرم، الطاف، الطاف، لاہور

مکرم، مکرم، مکرم، لاہور

صوبہ کریم، سکندر، سکندر، لاہور

بے مثال، عارف، عارف، لاہور

کلیات، قادری، قادری، لاہور

صل علی محمد، عارف، عارف، لاہور

نسیم منی، رابع، رابع، لاہور

نوائے صائم، صائم، صائم، لاہور

مرکولور، حکیم، حکیم، لاہور

نعت، صیب، سکندر، سکندر، لاہور

ارمغان فیض، فیض، فیض، لاہور

نکس، جمال، ارشد، ارشد، لاہور

ضامن حقیقت، ضامن، ضامن، لاہور

صاحب جمال، انجم، انجم، لاہور

یانی سلام، عارف، عارف، لاہور

نور، نور، نور، لاہور

شمس، شمس، شمس، لاہور

نعت، ایوبی، صلاح، صلاح، لاہور

فردوس نعت، صائم، صائم، لاہور

بیاغری، صوبہ، صوبہ، لاہور

ماچی، ساغر، ساغر، لاہور

ارمغان، حافظ، حافظ، لاہور

یاد دہی، شمس، شمس، لاہور

بعد از خدا، رگبت، رگبت، لاہور

رحمت سفر، ڈاکٹر، ڈاکٹر، لاہور

سرمہ خاکسار، وقار، وقار، لاہور

صل علی یا محمد، فکیل، فکیل، لاہور

مدحت شان، رسول، رسول، لاہور

حسن العبادت، احمد، احمد، لاہور

ارمغان، جمیل، جمیل، لاہور

ماڈل، عارف، عارف، لاہور

کلام، سراف، سراف، لاہور

وسیلہ، عالم، عالم، لاہور

نعت، قیوم، قیوم، لاہور

مختار، نام، نام، لاہور

نقد، شمس، شمس، لاہور

الحکم، بر، بر، لاہور

نورالانوار، صدق، صدق، لاہور

انوار، حرمین، حرمین، لاہور

ماچی، سلام، سلام، لاہور

۱۹۸۶ء

مطر، مطر، مطر، لاہور

سید، نکتہ، نکتہ، لاہور

میتا، حرم، حرم، لاہور

الحول، فکیل، فکیل، لاہور

میر، عرب، عرب، لاہور

سروش، سدرہ، سدرہ، لاہور

برق، نکتہ، نکتہ، لاہور

شمس، شمس، شمس، لاہور

مکرم، مکرم، مکرم، لاہور

سوئے حرم سوئے طیب، گہرا مٹھی، کراچی  
بہشت عقیدت، واٹن، ٹکوری، کراچی  
قدم بل عرش شریف، امر و ہوی، کراچی  
نعت مصطفیٰ، محمد رفیق غازی، کراچی

مصراب جاں، اختر، جنوری، کراچی  
ٹائے حبیب، علی اکبر سلیم، لاہور  
انوار، کرم حیدری، اسلام آباد

۱۹۸۷ء

برگسہ ہنزہ، اختر، ہوشیار پوری، اسلام آباد  
مصرات، خرم، حافظ محمد مستقیم، حیدر آباد  
گلہائے عقیدت، انور، اختر، فالوری، بکھر  
مطلع غار، حافظہ حیا، نئی، فیصل آباد  
حمزہ شاہ، الطاف علی، حسینی، سید، کراچی  
ہرینے کی خوشبو، محمد حبیب قادری، لاہور  
حقا کوئین، سکندر، لکھنوی، کراچی  
لوائے خادم، محمد ضیف، خادم، کراچی  
ارمغان نعت، فیض الحسن شاہ، صاحبزادہ، فیصل آباد  
سفینہ بخشش، رضا خان، اختر، کراچی  
ساز حقیقت، رفیع الدین، ذکی، قریبی، لاہور  
ناؤ قہقہ، ساقی، کھراقی، لاہور  
انگھا و عقیدہ، صدیق نقوی، کراچی  
مری آواز کے اور ہرینے، خیال آفاقی، لاہور  
نور کی ندیاں، رواں، نعیم صدیقی، لاہور  
افکار کی خوشبو، اعجاز، حسینی، کراچی  
بستان فیوض، عاشق حسین، عاشق، راولپنڈی

سوئے طیب، محمد اسلم خواجہ، لاہور  
فیضانِ نظر، اشیر، مشا، نئی، میا نوالی  
ورث، سعید، وارثی، کراچی  
طاب طاب، عبدالعزیز، خٹک، لاہور  
ٹائے رسول، گہرا مٹھی، کراچی  
مرحبا، مسرور، کیفی، کراچی  
نعت ہی نعت، نئے اسعدی، کراچی  
وحدت و وحدت، جمیل، عظیم آبادی، کراچی  
حرف معجز، منیر احمد، یو کے  
حرا کا چاند، محمد صابر، کوثر، کراچی  
نور و حکمت، رفیع الدین، ذکی، قریبی، لاہور  
سیدنا، سلیم، گیلانی، سید، لاہور  
نعت حافظہ، رشید محمود، راجا، لاہور  
شیر عظم، سہیل، غازی پوری، کراچی  
خود شہد رسالت، خود شہد، لکھنوی، کراچی  
صبح بہا، ماں، عزیز، لطیفی، کراچی

۱۹۸۸ء

نیر حرم، بے چین، رچھوری، لاہور  
ساغر کوثر، قمر، زبانی، مرید کے (شیخو پورہ)  
برگسہ شاہ، بابش، مہرانی، سکھان  
آفتاب حرا، نگہ، بدھیا، نئی، لاہور  
بارانِ رحمت، منیر کمال، فیصل آباد  
مطلع الہد، رملینا، ریاض احمد پرواز، فیصل آباد  
رحمت قلب، اقبال، صفی پوری، کراچی

سجدۂ حرف، مسرور، کیفی، کراچی  
ٹا اور طرح کی، انجم، زبانی، لاہور  
روح بھی تو تھم بھی تو، راز کا شیری، گوہر، نوالہ  
صباح محمد، ایمین علی، نقوی، فیصل آباد  
حضور، اختر، لکھنوی، کراچی  
صبح و نماز، وحید، انجم، سیالکوٹ  
کاروانِ حرم، ناس، مسلم، لاہور

سرکش جسم، غلام مصطفیٰ جسم، لاہور  
 مصدر برانوار مہر وجدانی، کراچی  
 یا رسول اللہ درفش احمد کلام رضوی، کراچی  
 نمود صبح، چہر علی زیدی، حیدر آباد  
 لائبریری، امین علی نقوی، فیصل آباد  
 چراغ طور، طور لوہانی، لاہور  
 ٹائپ محمد کوثر جہاں، کراچی

قصیدہ و رسول تہامی، عبدالغفار حافظ، کراچی  
 ورفحان لکڑکرک، احمد اللہ فاروقی، کراچی  
 جذبہ محبت، پولس ہوج، کراچی  
 صحت عشق، مزیہ احمد علی، لاہور  
 برقی تپاں، احمد علی ذکا نوی، شیخ، لاہور  
 ٹائپ محمد، عبدالسلام حکیم، راولپنڈی  
 شاہن مظہر جمیل، منور قادری، کراچی

۱۹۸۹ء

ذہبت، جعفر بلوچی، لاہور  
 تھلیا، حرم، ایٹا فاضلی، کراچی  
 شبہ دھوا، اصغر سودانی، سیالکوٹ  
 صبح صادق، بنیر کمال، فیصل آباد  
 نگاہ حرم، ممتاز بنوری، کراچی  
 ذکر شیر الوری، عزیز اللہ بن خاکی، کراچی  
 معتراب، اقبال عظیم، کراچی  
 صدائے تنقید، عنایت رسول قادری، کراچی  
 مدحت رسول اللہ محمد وکیل جیلانی، فیصل آباد  
 محبت حرا، رافع عرفانی، گوجرانوالہ  
 شمیم سحر، اعطاف احسانی، کراچی  
 ٹائپ خواجہ، حافظہ صدیقا، فیصل آباد  
 وسم فردوس، ذوقی ظفر مگرمی، لاہور  
 حبیب رحمت، محمد منظور علی شیخ، لاہور  
 منارہ نور، جہانگیر، کراچی  
 طلوع شمس، شمس الحق نظامی، کراچی  
 کعبہ عشق، ظفر وارثی، لاہور

محمد رسول اللہ محمد امین علی نقوی سید، فیصل آباد  
 میڈر نفعت، لطیف اثر، کراچی  
 گہر باغ، نوران، عرفان رضوی، لاہور  
 مشعل عشق، عرفان رضوی، راولپنڈی  
 خزینہ منہ رست، محمد عبدالغفار سرودھوی، کراچی  
 پھولوں کی ڈالی، میاں حسین زیدی، ساہیوال  
 مہر جہاں تاب، منور حسین انور، کراچی  
 ذکر سرور، بی بی احمد قریشی، لاہور  
 میاں لادن، منزل سٹری، بہاولنگر  
 حرف نیاز، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور  
 نگار قصیدہ، عبدالغفار حافظ، کراچی  
 کتب مسلسل، حافظہ صدیقا، فیصل آباد  
 ذکر جمیل، ماہر القادری، لاہور  
 دما در سنگ الارحمت، لعل حسین منہیم نیازی، رحیم یار خان  
 نقد میں، حسین عمر، ملتان  
 ماہلیہ، مسیح رحمانی، کراچی

۱۹۹۰ء

اس کے پھول، سعادت حسن اس مایک  
 ضوئیاں، محبت خان بخش، کوہاٹ  
 یا صاحب الجہاں، حافظہ صدیقا، فیصل آباد  
 عنوانی تہا، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور

راویہ تہا، عرفان رضوی، راولپنڈی  
 صل علی انبی، حافظہ صدیقا، فیصل آباد  
 معراج سخن، مسعود رضا خاکی، لاہور  
 میر خاراں، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور

مدینہ کی مہک، طاہر سلطانی، کراچی  
 کلیاتِ راقب، مرتبہ: محمد صادق قصوری، لاہور  
 آئینہ رحمت، منیر قصوری، لاہور  
 معجزاتِ رسول، فضل جالندھری، لاہور  
 المکملہ فرائد، بدرخان رومی، کراچی  
 مشکوٰۃ، از پروانہ، لاہور  
 سبحان اللہ العظیم، حافظہ حیات نوری، فیصل آباد  
 اسرار، مرثاہ صدیقی، کراچی  
 مہر جہاں شاہ، مقبول شاہ، حیدرآباد  
 میلادِ عائشہ، بیگم رضیہ احمد، لاہور  
 مکس خوردشید، ساجد رضوی، راولپنڈی  
 مرحبا سیدی، پابش ممبائی، ملتان  
 زخم طیبہ، سعید احمد خان، لاہور  
 توحید الہی، عارف بیگانی، کراچی

قصیدہ نظام شہر الامام قمر اجتائی، لاہور  
 گلشنِ انوار، عبداللطیف مظہری، ملتان  
 نقدِ بانگ، محمد اقبال مجلی، گوجرانوالہ  
 خیابانِ رضا، محمد مریم احمد چشتی، فیصل آباد  
 عرشِ تنہا، محمد افضل کوٹلی، فیصل آباد  
 سبحان اللہ و خدیو، حافظہ حیات نوری، فیصل آباد  
 وسلو اسلمیہ، حفیظ تائب، لاہور  
 وسیلہ بخشش، محمد حفیظ نقشبندی، کراچی  
 بہارِ گلشنِ نعت، عزیز یار خان، لاہور  
 بد رکابل، ممتاز اختر ظفر، گوجرانوالہ  
 نور مصطفیٰ، عبدالکریم عابد، بہاولنگر  
 وحدت کے پھول، رئیس خان نیال، فیصل آباد  
 شائے حبیب، حبیب سید، کراچی

۱۹۹۱ء

توین نعت قمر انجم، کراچی  
 جذبِ حسان، حافظہ حیات نوری، فیصل آباد  
 تہالِ خلیل، خلیل خان، ملتی، حیدرآباد  
 معراجِ تمجیل، ساجد ہنگامی، سرگودھا  
 رؤف و رحیم، عابد نظامی، خواجہ لاہور  
 نسیم تاجز فنی، دہلی، کراچی  
 مدحت شہر الامام، کاوش زیدی، فیصل آباد  
 دیوانِ محمدی، محمد یار فریدی، رحیم یار خان  
 حق علی اللہ، ریاض مجید، فیصل آباد  
 کیفیات، امتیاز حسین کیف، ڈاکٹر مرزا، کراچی  
 عقیدہ، شمیم بلستانی، اسلام آباد  
 بدر رحمت، مسعود خانم، کراچی  
 شفاعت، قمر زیدی، سید ملتان  
 حوالہ الصالح، جبر شاہ واری، کراچی  
 بدالدینی، عبدالستار نیازی، فیصل آباد

سلو اسلمیہ، حفیظ تائب، لاہور  
 برکب، بدرہ، ظلیق قریشی، فیصل آباد  
 دھاک کی خوشبو، عارف رضا، فیصل آباد  
 میان دو کریم، عابد نظامی، خواجہ لاہور  
 عرفانِ عید، عبدالرحمن عید، امریکہ  
 کیف و سرور، مقبول احمد قادری، راولپنڈی  
 لالہ زار نعت، لالہ محرم، ملتان  
 بدالدینی، راجب مراد آبادی، کراچی  
 صبحِ گل، راجہ نباش، سیدہ، راولپنڈی  
 بدر کریم، طالب جلال، کراچی  
 فردوسِ آرزو، عارف اکبر آبادی، حیدرآباد  
 تابانِ تاباں، لیث قریشی، کراچی  
 صبحِ گل، شریف احمد دہوی، کراچی  
 بابِ رحمت، سرور دہلوی، فیصل آباد  
 کیف و سرور، اکرم علی اختر، لاہور



قندیل حرم، نجم نعمانی، سبز داری، لاہور  
حربم حرف، مذہب تیزی، درجہ ہارخان  
شعاع نور، لطاف احسانی، کراچی  
العران، غلام، بی بی، فیصل آباد  
نعت مصطفیٰ، ناصر زیدی، راولپنڈی

خطائے محمد، محمد افضل فقیہ، صوفی، لاہور  
تفسیر، طہر ضیائی، کراچی  
کئی میں بات، عرش صدیقی، ملتان  
شعاع نور، کشور علی صاحب، لاہور  
نکاحین، غلام اسلمی، لاہور

۱۹۹۳ء

آبہ کریم، محمد بارون، الرشید مارشد، لاہور  
سبز گندہ، آسمان، محمد قاضی، کراچی  
حرف، مظاہر و رکلی، کراچی  
بتال، احمد عظیم قاسمی، لاہور (پہلی بارے ۱۹۷۷ء)  
شمیر، جبریل، ہفتا نکاحی، عظیم آباد، کراچی  
نائید، جبریل، حافظہ صیغہ لوی، فیصل آباد  
بتال، السانی رحمت، حبیب اللہ، جاوی، اسلام آباد  
بتال، کون و نکاح، طاہر لاہوری، لاہور  
مصابہ، درویش، عزیز اللہ صیغہ لوی، گوجرانوالہ  
دارالافت، لالہ سحرانی، کراچی  
ہام عرش، منکورا محمد مجبور، لاہور  
تقدیر، نکاحی، انصاری، آباد، دی شاہ، کراچی  
سوئے حرم، فضل حق، چوہدری، لاہور  
نعت، نقیص، نقیص، القادری، کراچی  
بدحت، امیر کریم پوری، کراچی  
نکاحی، رسول اللہ، نکاحی، شام احمد خان، کراچی  
دستہ گل، غلام شہابی، لاہور  
سحر کاغذ، بشری، کراچی  
سیر، منکوم، رشید محمود، راجہ لاہور  
منجلی، انوار، سجاد علی جوہر، کراچی  
سرمایہ، حیات، دانیال، ساجد، لاہور  
موبق، عرفان، عارف رحمانی، حیدر آباد  
تجلیات حرم، عارف صدیقی، اسلام آباد  
رحمت، قلب، منزل سٹری، لاہور

کفل، سرکار، مسلم، غلام، غلام  
چاہے آرزو، سجاد، گوجرانوالہ  
لا زوال، حفیظ صدیقی، لاہور  
سیرت، سیرت، بشیر فاروقی، کراچی  
اطاعت، حامد، دانی، لاہور  
نعت، رابعی، حافظہ صیغہ لوی، فیصل آباد  
سجاد، سعید، سعید اللہ، نمان، لاہور  
تبیہ، تبیہ، خورشید، غلام، لاہور  
جان جہاں، محمد افضل فقیہ، حافظہ، فیصل آباد  
دل سے درہنہ، نگار فاروقی، لاہور  
حسین محمد، تاجین علی نقوی، فیصل آباد  
رحمت، ہماں، طفیل، ہوشیار پوری، لاہور  
محید، نور، لطیف، کراچی  
توصیف، شہباز، دانی، جالندھری، لاہور  
کوثر و نسیم، رفیق شاہ، کراچی  
بلا، فخر، تحریک، کراچی  
ناوا، خرم، مولانا جامی، کراچی  
ارم، دارم، نظیر، شاہجہان پوری، کراچی  
رحمتوں کا سایہ، محمد میر و ناصر، حیدر آباد  
خرید، نور، سمیع، ناقابل، یو کے  
در و نقیص، بیاض الدین، عیش، کراچی  
انکھار، فقید، انکھار، شرف سید، کراچی  
رحمت، مصطفیٰ، کفیل، احمد قادری، کراچی  
محید، نور، نور، صابری، شجاع آباد

کیف منکوم، اختر یک، مرزا، اسلام آباد

نظر نظیر طیب، شعیب، آبرو فیض آبادی، کراچی  
چاند رحمت، مہیج رحمانی، کراچی  
آئینہ انوار، سرور کھلی، کراچی  
شہان، دو کریم، محمد الیاس، جسٹس، لاہور  
سید سادات، خالد یزدانی، لاہور  
دیوان، ہیدم، بہید مشاہد، لاہور  
لوہ رحمت، رفیع الدین، ذکی قریشی، لاہور  
روزی، رازی، مسعود احمد، بی، مصوفی، کراچی  
حرف منز، انوار کھوری، سید، لاہور  
نور چرا، جان محمد، عطف، کوہاٹ  
کعبہ طیب، ع۔ س۔ مسلم، لاہور  
زمزم، اسلام، ع۔ س۔ مسلم، لاہور  
خورشید نبوت، خورشید، لکھنؤ، ری، کراچی  
مرآت السالکین، انصاری، آبادی، شاہ، کراچی  
چاند رحمت، رافع مراد آبادی، کراچی  
نوائے بے نوا، پوس ہو یا، کراچی  
رسالت، آب، بنشتر اکبر آبادی، کراچی  
یا اللہ یا رسول اللہ، اے کے طالب، کراچی  
۹۲ (قلعہ) رشید محمود، راجا، لاہور  
سیلا درخیم، رحیم دہلوی، کراچی  
خیلاں خیلاں، ام، عبدالرحمان، خالد، ملتان  
صدائے حبیبی، محمد افضل حبیبی، چو نیاں

۱۹۹۳ء

جلو، سرکار، انوار عثمانی، واہ کینٹ  
حسین طیب، س۔ سیم، ڈاکٹر، لاہور  
خاتم النبیین، کے حضور، پیدائش، حافظہ صلیا نوری، فیصل آباد  
سنہری جالیوں کے سامنے، خالد یزدانی، لاہور  
خاور تجاز، بشیر فاروق، کراچی  
پیام مہر، مہر حسین چشتی، کوئٹہ، سارنگ  
رماض نعت، رفیع الدین، ذکی قریشی، لاہور  
وحد و سرور، محمد صابر قادری، سیالکوٹ  
حرف شیریں، عاصی کرمائی، کراچی  
نور چرا، سرور کھلی، کراچی  
اللہ و رسول، ع۔ س۔ مسلم، لاہور  
زمزم، درود، ع۔ س۔ مسلم، لاہور  
ثنائے محمد، بابا زصدیقی، ملتان  
صلوٰۃ و سلام، انصاری، آبادی، کراچی  
خوان رحمت، بشیر حسین، ناظم، لاہور  
نعت نذرانہ، منیر جعفری، سید، راولپنڈی  
قلم سید، لالہ سحرانی، کراچی  
انکار برق، برق اجنبی، ری، کراچی  
نذرانہ عقیدت، بشیر فاروق، کراچی  
حمد و نعت، تقی عمر زجری، کراچی  
سمجد خضر، کی خضر، عظیم الدین، عظیم، کراچی  
نوائے نور، نور صابری، لاہور

۱۹۹۴ء

انکھار عقیدت، انکھار، قریشی، نقاب شاہ  
موت کوثر، اقبال احمد، تان سہیل، کراچی  
ذکر صل علی، عزیز الدین، ناک، کراچی  
شاہ نور، شوکت باغی، لاہور  
کلام لاکلام، انصاری، آبادی، شاہ، کراچی

حرف عقیدت، محمد کمال، انکھار، لاہور  
الحکم صل علی محمد، ریاض مجید، فیصل آباد  
اجل فاکل، مجسن احسان، اسلام آباد  
حرف معتبر، ستارہ وارثی، پنجاب، راک  
عظائے رسول، محبوب الحسنی، عطاء، ایٹ آباد



حرف تابد و نغم میر غمی، کراچی  
صد صلوة و حمد سلام، سلطان شاہ جهان پوری، اسلام آباد  
میرزا پرحمت و سرور کشتی، کراچی  
دیوان احمد دہشت (جلد اول) احمد حسین قریشی، کمرات  
احمد احمد محمد الیاس، جنس، لاہور  
ارمغان تیار، عبدالحق تائب، لاہور  
صبح ازل، افتخار حیدر، سید، کمرات  
بعد از خدا، بیای مراد آبادی، کراچی  
اچان و جیل فکر، کراچی  
سید سادات، خالد بزمی، لاہور  
قوس عقیدت، سکیل اختر، کوئٹہ  
زر خاص، شہاب کاکلی، امریکہ  
سوغات، منظور رحمانی، کراچی

رفیع الشان، عزیز لدھیانوی، فیصل آباد  
جواب داہرم، لطیف اثر، کراچی  
جواب تلک، محسن کاکوروی، کراچی  
قدیر و شیر محمد الیاس، جنس، لاہور  
سرمایہ بدروش، مبین گیلانی، سید، شیخوپورہ  
سراج قرین، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد  
ذکر ارفع، مبارک موگی، کراچی  
ایک طاق دو حجاب، شوکت اللہ خان جوہر، کراچی  
انکس کے پھول، مانی قادری، کراچی  
ربیع بخش، رضا خان رحمان، کراچی  
الحار مدینہ، محمد داز، سید، کراچی  
سنگولی عقیدت، عشرت حسینی، لاہور  
مہمان مہلی، آثم فردوسی، لاہور

۱۹۹۵ء

نغمہ فاراں، سلیم اختر فارانی، گوجرانوالہ  
زخمہ دل، سرور سہارن پوری، لاہور  
شیر کیم، سلمان رضوی، سید، اسلام آباد  
اول بھی آپ آخر بھی آپ، نثار زیدی، نیویارک  
آیات وحدت، رباعی نواز صاحب مراد آبادی، کراچی  
تابندگی، خمار انصاری، کراچی  
بیکر نور، اقبال عظیم، کراچی  
شائع معشر، لطیف اثر، کراچی  
مذماتہ، اشک، ادیب رائے پوری، کراچی  
نئی الحرمین، ربیع چشتی، صوفی، کراچی  
ریاض مدینہ، ریاض بابر، لاہور  
آہنگ شاہ، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد  
لامثال، حفیظ صدیقی، لاہور  
رحمت بیکریاں، چاویہ اقبال ستار، کراچی  
سارے حروف کتاب، شوکت ہاشمی، لاہور  
مستاع شوق، گوہر ملیانی، صادق آباد

جان کون دوکان، محمد نواز اختر، لاہور  
موت زعزم، ضیا محمد ضیا، لاہور  
سرور ناٹیا، دریا ضیا احمد پیر واز، فیصل آباد  
جواب حجاب، شوکت اللہ آبادی، کراچی  
رنگ روشنی خوشبو، سجاد خٹن، کراچی  
مدحت کے پھول، حامد امروہوی، کراچی  
سرکار، اختر نکستی، کراچی  
سرکار دو عالم، لطیف اثر، کراچی  
سب مچا کہیں جسے، انعام گوالیاری، کراچی  
عالم رحمت، شاناں دیوی، کراچی  
ردائے رحمت، ریاض احمد پیر واز، فیصل آباد  
نعتیہ مثنویاں، حافظ لدھیانوی، فیصل آباد  
زر مستتر، ریاض حسین چوہدری، لاہور  
روشن آواز، سکندر مایا، فیصل آباد  
کابل لوری، قمر وارثی، کراچی  
کائنات شاہ، منیر، سید، لاہور

نگلستان نعت، مادم صابری، رحیم پور خان

نوائے نوری، مسرت جہاں نوری

عرش رسا، آثم فریدی، لاہور

۱۹۹۶ء

اسماء احمد محمد افتخار الحق، ارقم، سکرات

چراغِ مدحت، اعجاز رحمانی، کراچی

عالم افروز، خالد شفیق، لاہور

یہ جو سلسلے ہیں کلام کے، رحیم پور ماہی، اسلام آباد

بذاتی احمد مرسل، حسن رضوی، لاہور

بارگاہِ ادب میں، خالد عباس الہادی، اسلام آباد

نقشبِ بدایں، مسرور کیفی، کراچی

حضور ہیں کے رنگ، جی کجانی، لاہور

مصرات محمد اعظم چشتی، لاہور

چاند نور، غفار باہر، وزیر فاسیل خان

جہل نور محمد بشیر، مولانا، لاہور

اعتداف بگڑ، حافظہ صیغہ نوری، فیصل آباد

فردوس خیال، حافظہ صیغہ نوری، فیصل آباد

ذوقِ نعت، حسن رضا خان، مولانا، لاہور

آپ، ضیف اسدی، کراچی

سلسلہ نوار کا، خاطر غزنوی، پشاور

نقشہ طیبہ، عزیز الدین خاکی، کراچی

قدیم دل مدحت، محمد شبیر، فیصل آباد

نفسِ خوشبو، احمد خیال، کراچی

لوڑ علی نور، فکر زیدی، سید، لاہور

روح کی خوشبو، شتاہین بھٹی، لاہور

حرفِ معتبر، شوکت ہاشمی، لاہور

گل کدہ غلبہ، علیہ چشتی، کراچی

طہر سے حرام، مافراہ پوری، کراچی

ذوالجلال، ولا کرام، حافظہ صیغہ نوری، فیصل آباد

نگل مراد، فضل منہاس، راولپنڈی

رحمت للعالمین، عارف نکستی، کراچی

حرفِ ابد، جزیر صدیقی، ستان

تحسینِ احیاء، محمد بطین، شیخوپورہ، لاہور

لوہا ایمان، فیضان احمد قادری، کراچی

سرورِ حرم، منظور اسلمی، کراچی

لوڑ علی نور، نور الدین نور، لاہور

حرفِ مطلق، شتاہین بھٹی، لاہور

ماہِ محبت، عرفان رضوی، راولپنڈی

جانِ ارض و سما، تمیس جالندھری، لاہور

شہرِ کرم، رشید محمود، راجا، لاہور

تا حدِ حرم، منظور الحق، ڈاکٹر محمد، لاہور

میر کا جھنڈا، سول، ظفر فارسی، لاہور

میزاب، مظہر الدین حافظ، لاہور

الہام نور، یوسف شاہ یوسف، گوہر انوالہ

خمن خمن خوشبو، محمد ضیف سائش قادری، کاموکی

رحیم عرش، شتاہین بھٹی، لاہور

اے ہوا سوزن ہو، نذیر قیصر، لاہور

سعادۃ کے موتی، رجب علی نصر، فیسی، کراچی

نوائے نور، نور صابری، لاہور

بھٹی، اختر ہوشیار پوری، لاہور

حرفِ طیب، محمد رمضان اظہر، فیصل آباد

ماہِ خمن، عطا قاضی، پسرور

آوازِ دل، ملاح الدین میر، لاہور

نعتِ منیر، منیر حامدی، کراچی

انوارِ حرا، تنویر پھول، کراچی

نعتِ میری زندگی، طاہر سلطان، کراچی

غدا نہ، حقیقت، سلطان شاہ جہانی، اسلام آباد

نور بے مثال، حیرت الہ آبادی، کراچی

نوائے شوق، شوق پونوی، کراچی

محبوب، جاوید اقبال، مصطفیٰ، کوئٹہ  
 بیوہ کرم، سچان کاورث، کوثر، ملیہ، کراچی  
 مدتی سرکار، رشید محمود، راجا، لاہور  
 محراب حرم، رحمان خاور، کراچی  
 حرف حرف خوشبو، عبدالستار نیازی، لاہور  
 ارمغانِ مدینہ، صائم چشتی، فیصل آباد  
 برکاتِ اعلیٰ، غافل اتنی، کراچی  
 ہادی، ہر حق، اسرار عارفی، کراچی  
 محروبت کا نکات، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 سرکاری گلی میں، محمد حسین، حافظہ، لاہور  
 حسرت ازل، خالد محمود نقشبندی، کراچی  
 سجدہ کا دل، صدیق نقوی، کراچی

روح عالم، یوسف طاہر قریشی، فیصل آباد  
 یاسین، وحید الحسن ہاشمی، لاہور  
 مولائے کائنات، ناز زیدی، سعید، نواب رگ  
 نصابِ جمال، محمد اکرام شاہ جیلانی، لاہور  
 عکسِ قمر، مسرور کیفی، کراچی  
 سفر نورضیا، لاہور  
 سرکارِ عالم، طاہر یوسف قریشی، فیصل آباد  
 نوربین، ریاض تصور، لاہور  
 نعماتِ مدحت، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 شہادتِ حسرت، حسین حسرت، لاہور  
 شہ پہ عرش، محمد علی حسن ہاشمی، لاہور  
 آنکھ بنی کنگول، آفتاب کریمی، کراچی

۱۹۹۸ء

ذوقِ عرفان، ناصر احمد سہاروی، گوجرانوالہ  
 رنگ و بکھت، روشنی، پیکی اتنی، کراچی  
 لوح بھی تو قلم بھی تو، منور ہاشمی، اسلام آباد  
 نقوشِ حرم، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 آئینہ کرم، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 نور اول و حسن و حسین، بلہور حیدر چارچوی، لاہور  
 مدحت کے چراغ، امتیاز احمد مائی، کراچی  
 شوقِ نیاز، سجاد مرزا، گوجرانوالہ  
 مدحتِ رسول کی، فکیل اورنگ آبادی، فیصل آباد  
 تو صیف، محمد علی ظہوری، لاہور  
 عطائے خرمین، عطا مارضی، لاہور  
 نور کوئین، موسیٰ حکیم بھٹائی، لاہور  
 بنال جہاں فروز، بشیر حسین، اسلام آباد  
 نورِ اوج، قربان بھٹائی، لاہور  
 فاضلی، وقی محمد فاجد سلطان  
 گنبد بے در، محمد عید الحفیظ چشتی، لاہور  
 شائے کریمین، محمد ایسا، جسٹس، لاہور

مرسل و مرسل، منصور مظانی، کراچی  
 نور و نور، ساجد علوی، اسلام آباد  
 ویس ویس، حفیظ تائب، لاہور  
 کیفیاتِ دوام، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 مطلعِ انجمن، حافظہ حسنا نوری، فیصل آباد  
 اوصافِ بغیر، منکور حسین خیامی، لاہور  
 کتابِ عشق، محمد جعفر ضیا، القادری، لاہور  
 جان ایمان، محمد سعید نقشبندی دہلوی، کراچی  
 فیضانِ رحمت، شوکت ہاشمی، لاہور  
 نگاہِ مدینہ، حاج علی شاہ، لاہور  
 نفسِ الامانیان، محمد مشتاق احمد فاروقی، لاہور  
 بے کنارہ کوثر، مانی فاروقی، کراچی  
 کیفِ حضور، منور علی نجم، لاہور  
 مدحتِ مولائے کل، شریف الدین تہ سہروردی، لاہور  
 صبحِ مدینہ، اختر شیرانی، لاہور  
 طاہر مدینہ، نسیم اختر مجتبیٰ، لاہور  
 دستِ دعا، صبا اکبر آبادی، کراچی

وسیلہ نجات و سحر شیوی منی دہلی  
قطعات نعت و رشید محمود، راجا لاہور

حرف خوشبو، وقار صدیقی، کراچی  
حی علی اہملوچہ، رشید محمود، راجا لاہور

۱۹۹۹ء

ابو شیبہ، احسان دانش، لاہور  
برسات، تاب و اختر ہوشیار پوری، لاہور  
نزل، شفیق الرحمن شارق، کراچی  
روپہ کوئین، عثمان نعم، واہ کینٹ  
عقاب کل، مانور فیروز پوری، لاہور  
برکات محل، احمد میاں، برکاتی، حافظہ، لاہور  
قرآن مطلق، حافظہ صبا نوری، فیصل آباد  
آنکھ میں گندہ خیرتی، حیدر گریزی، ملتان  
سعادت، حسین عمر، ملتان  
بہار گندہ خیرتی، شفیق ہیلوی، کراچی  
ریگ رضا، صدیق اسماعیل، کراچی  
طلع الہد، رملینا، طلیمہ، صری، لاہور  
نسبت، محمد الیاس، کٹنگی، سید، کراچی  
پیشانی انیس، شوکت جمیل، مستانہ، شوپور  
مناج کون و کماں، ماہر کراچی، لاہور  
الذی حضور، عزیز، لدھیانوی، گوجرانوالہ  
ان کی پادان کا خیال، ساجد علوی، راولپنڈی  
نعت ستارے، لالہ سحران، جہانیاں (خلفہ ال)  
زبور حرم، اقبال عظیم، کراچی  
محسنات نعت، رشید محمود، راجا لاہور  
جہان عقیدہ، عزیز، بہران انصاری، سکھر  
ساقی کوثر، کوثر چشتی، بند با رکہ  
آدینک اذان، فہیم رودلوی، کراچی

ضیائے نعت و خفاں، سلیم اختر فارانی، گوجرانوالہ  
نوح و قلم، حیرت طاہر سیفانی، لاہور  
گل باب، سید محمود گیلانی، لاہور  
خیر النور، فکیل ساقی، کراچی  
پادان رحمت، سلطان احمد چشتی، قادیان، لاہور  
مصدر رش، حافظہ صبا نوری، فیصل آباد  
لغات نور، جزیرین کاشمیری، لاہور  
رزق شاہ، ریاض حسین چوہدری، لاہور  
ماحت العاشقین، منزل سٹری، لاہور  
بہار طیب و طاہر شوکت ہاشمی، لاہور  
ضیاء المسرکار مدینہ محمد یعقوب عاجز، لاہور  
مدینہ مدینہ، بیار مدینہ محمد یعقوب، دوس، گوجرانوالہ  
قرب محمد، مریم فیض، مساجد زادی، لاہور  
ازل تا ابد، نگار قادیان، کراچی  
نکبت نعت، ریاض احمد قادری، فیصل آباد  
باب رحمت، محمد احمد شاد، پروفسر، گوجرانوالہ  
نغمہ، عنایب محمد یوسف علی عزیز، حافظہ، کراچی  
محبوب آقا، ہشام علی حافظہ، کراچی  
محمد، غالب عرفان، کراچی  
گلزار خلیل، خلیل بیاضی، سرگودھا  
سراپا رحمت، طاہر کتب، اسلام آباد  
منع رحمت، مسعودہ فاطمہ، کراچی

۲۰۰۰ء

حیرت حرمین، محمد حسین آسی، پروفسر، شکر گڑھ  
خیر الیشہ، اختر ہوشیار پوری، لاہور  
تمنائے حضور، ریاض حسین چوہدری، لاہور

عبد نور سلیم، شریف احسن، عظیم، فیصل آباد  
صل و سلم، دانا، ارشاد اعجاز دانا، فیصل آباد  
گلشن صلی علی، عفت اللہ خان، فیصل آباد

انوار رسالت، عبدالمعز عرف راجح، حافظہ  
 سلام کے لیے حافظہ غلام ہو جائے، مجمع رضانیہ کراچی  
 حسنت، مجمع فصحاء، انور، تہذیب، مہمان  
 اہل شریعت، جمیل، عظیم آبادی، کراچی  
 مدینے کی ہوا، حسن رضوی، لاہور  
 شاکی خوشبو، معارف، رضا فیصل آباد  
 نقد، بس قلم، رشید ساقی، اسلام آباد  
 حکمت، دلو، شاعر، کھنوی، کراچی  
 رحمت، تب، نظیر اکبر آبادی، لاہور  
 دہب، جبریل، غلام، اختر الدین، سیالوی، لاہور  
 صاحب، التاج، نظیر وارثی، لاہور  
 دین، ہما، دست، نصیر الدین، نصیر، گولڑہ شریف  
 عیسٰی، انیسیم، امداد، بنگالی، لاہور  
 نعت، محمد، ریاض الحسن، جیلانی، سید، کراچی  
 ثنائے آقا، عبدالحق، بارہ، کراچی  
 حرف، نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 گلشن، اولیس، زاہد، فتح پوری، کراچی  
 سجدوں کی معراج، غاروق، مازاں، کراچی  
 نور، مبین، ریاض، قصور، لاہور

عکس، انوار، انوار، فری، وزیر پوری، علامہ، فیصل آباد  
 کلیات، عظیم، محمد، عظیم، چشتی، لاہور  
 بیاض، ریش، بشیر، رضانی، لاہور  
 شہر، مدینہ، ایسا ہے، محمد، حسین، حافظ، لاہور  
 توشہ، سخن، خادو، امر، ہوی، کراچی  
 ریاض، مدحت، ریاض، حسین، زیدی، ساہیوال  
 گوہر، انوار، محمد، ایوب، ساگر، لاہور  
 صفات، محمد، ظفر، لاہور  
 بر، لکھ، نیا، طور، غلام، مصطفیٰ، محمد، دی، لاہور  
 نذران، شکیل، شگانی، لاہور  
 سونے، مصطفیٰ، بنیر، قصوری، لاہور  
 یحییٰ، نور، محمد، جمال، لاہور  
 حمد، دعت، سکیل، غازی، پوری، کراچی  
 نیر، الکلام، منکھور، احمد، عظم، صابری، رحیم، رخان  
 ثنائے حضور، ریاض، حسین، چوہدری، لاہور  
 لہ، کرم، قبا، نبیان، کراچی  
 صدا، پہ، سحر، شمس، جیلانی، کینڈا  
 لفظ، آفس، ناصر، الدین، صدیقی، کراچی

۱۹۸۱ء

دیوان احمد، احمد علی، لاہور (دوسری بار)  
 صدقہ، مدینے والے، محمد شرف، حسین، نجم، لاہور  
 نجات، عابد، سعید، علی، گوتم، خان  
 خواب، مدینے کے، محمد، یعقوب، فریدی، لاہور  
 اکبر، علیر، بر، ہوگئی، عظم، حسین، کاظمی، لاہور  
 حضور، میر، گہرا، مضمی، کراچی  
 روشنی، ہی، روشنی، ماسد، ظیل، کراچی  
 عقیدت، کے، پھول، صلاح، الدین، ناصر، راولپنڈی  
 عقیدت، عاشقان، نیاز، سیالکوٹ  
 گلجائے، عقیدت، حمید، الدین، احمد، کراچی

نیم، مدینے، علی، افضل، حیدری، ڈاکٹر، لاہور  
 صدائے دل، ناصر، حسین، احمد، قریشی، قلعہ، داری، گجرات  
 محمد، کس، محمد، یعقوب، فریدی، لاہور  
 ماز، شب، دو، عالم، اسلم، فریدی، کراچی  
 ماہر، کلیم، عثمانی، لاہور  
 نعت، محمد، لطیف، لاہور  
 یہ، میری، عقیدت، صلاح، الدین، ناصر، راولپنڈی  
 جہان، شوق، ابو، بکر، عظم، لاہور  
 حرف، نیاز، غلام، ربانی، فروغ، انک  
 کاروان، حرم، س، مسلم، لاہور



محراب جان، مساجد علوی، راولپنڈی  
 نور محمد نور، غنیمت علی جاوید چشتی، لاہور  
 فیضان، رفیع الدین ذکی قیشی، لاہور  
 عزیزہ ہدایت، محمد یحیٰ علی، سید روی، لاہور  
 ذکر رسول، زبان سیرانی، کراچی  
 رحمتوں کا سائبان، عبدالرشاد شاہ، لاہور  
 طور پینا، طور نورانی، لاہور  
 چراغ اطلال، محبوب الہی، عطاء، لاہور  
 محمد زبید غفری، لاہور  
 حضوری، عاطف حسین قاسمی، کراچی  
 کھلے دل کا گلشن، عابد علی، کراچی  
 حرفِ مدحت، اختر ہاشمی، ڈاکٹر، لاہور  
 کتابِ نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 اشعارِ نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 شہرِ کلام، فیضان سید الانام، غلام رسول قاسمی، سرگودھا  
 تہالہ، پیدلولاک، یحیٰ حسین زیدی، لاہور

نسبت، محمد رضوان رانا، لاہور  
 روشنی کی روشنی، خورشید انور رضوی، راولپنڈی  
 توشہ شوکت، راز، لاہور  
 مستطعم، یحیٰ حسین چوہدری، لاہور  
 یہ سفر خوشبو کا ہے، سچی کجانی، لاہور  
 باریابی، محمد یحیٰ شاہ، لاہور  
 خلیفہ، عامر گیانی، لاہور  
 کوکب نور محمد اکرم علوی، راولپنڈی  
 جانِ جہاں، مساجد علوی، راولپنڈی  
 اعظمی، اللہ، رشک ترابی، سرگودھا  
 خیلاں نعت، اقبال عالم، کراچی  
 سلامِ ادا، رشید محمود، راجا، لاہور  
 دیلم نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 تسلی نعت، رشید محمود، راجا، لاہور  
 تاجدارِ حرم، احمدی رحمان بلوچ، خوشاب  
 کلامِ رضوی، خالد رضوی، کراچی

۰۰۰۰۰

نوی تو چار سو، امیر نواز امیر، فیصل آباد  
 شمعان سرمدی، فدا حسین فدا، لاہور  
 سوئے مصطفیٰ، سیر قصوری، لاہور  
 نعت کروں تحریر، امیر نواز امیر، فیصل آباد  
 توشہ رفیع الدین ذکی قیشی، لاہور  
 آقا آقا، سرفراز احمد راسی، لاہور  
 سرکاری گلی تک، محمد زبید نیازی، لاہور  
 جامِ طہور، شاد چغتائی، بیگم، لاہور  
 پرتو ماہِ قمر، شوکت قادری، کراچی  
 شاکا موسم، شہزاد محمد دی، لاہور  
 جانِ بہار، صائم چشتی، فیصل آباد (چھٹی بار)  
 حاضر کی، نورین طلعت عروبہ، لاہور

زبورِ رحمن، بخیر پھول، کراچی  
 ولایتِ رسول، قمر رحیمی، راولپنڈی  
 بابِ عہد، امیر علی المجاز، لاہور  
 رب آستان، قیصر محسنی، کراچی  
 میر جہاں، فوز محمد عید اللہ تہال، گوجرانوالہ  
 کشکولِ آرزو، یحیٰ حسین چوہدری، لاہور  
 مقصود کا نکتہ، محمد جاوید سوز، ڈاکٹر، لالہ موسیٰ  
 اسے چاند رفیع الاول، سکے گلگت، حیدرآباد، سیالپور  
 ارمغانِ ادیب، شہزاد احمد، کراچی  
 مدحتِ حضور کی، یوسف شیدائی، لاہور  
 سرمایہ طلعتِ اشاعت، کراچی  
 انجاء حسن اکبر کمال، کراچی

عقیدت دکنہ فاطمہ کراچی  
 وارثی محسن علوی کراچی  
 دیا نور مسرور کئی کراچی  
 سبحان اللہ مالک معین الحق گیلانی، اسلام آباد  
 دیا بگل ما صریح گجوی کراچی  
 اور بھی کچھ مانگ و عیدالستار تیار ہی لاہور  
 خوشبوئے عید و حبیب الرحمن رونی کراچی  
 اور ابق نعمت رشید محمود راجا لاہور  
 عرفان نعمت رشید محمود راجا لاہور  
 حمد و نعمت شمس الحسن شمس لاہور  
 حضوری چاہتی ہوں، پروین جاوید کراچی  
 بیدار بسم، قاسم جہانگیر، میاں شاہ کراچی  
 چاہم محمد مصطفیٰ علی احمد شمیم لاہور

گلزار نعمت محمد گلزار چودھری شاہ کوٹ  
 کرم در کرم، مسرور کئی کراچی  
 قلم معطر، بشیر احمد مسعود فیصل آباد  
 مشال، منیر سیفی لاہور  
 نو صیف کاتھ، نواز رش علی فقیر قادری، حافظ آباد  
 عتیق، سرشار صدیقی کراچی  
 ضیائے مصطفیٰ، ضیا، انیس ضیا کراچی  
 مدحت سرور، رشید محمود راجا لاہور  
 دیا نعمت، رشید محمود راجا لاہور  
 صاحب معراج، پروین اختر کراچی  
 روشنی کے پیغمبر علی حسین رضوی، شاکر  
 سیل علی نصیر کوئی کراچی

#### ۳۰۴

سوز عقیدت، سر دار سوز، ڈاکٹر، نیو جری  
 زیلا ریح، عابد سعید علوی، گوجران  
 رنگ شاہ مسرور کئی کراچی  
 حاصل زندگی، شمس وارثی کراچی  
 بیدار حرف، صدیق ظفر شیخ لاہور  
 آقا کئی والے محمد یعقوب ڈروی، ماہر پٹنڈی  
 مینڈے کپال آقا محمد یعقوب ڈروی، ماہر پٹنڈی  
 جذبات عشق، گوہر علیانی، صادق آباد  
 شہزادہ رحمت محمد اقبال نجی، گوجرانوالہ  
 شائے حضور، شاہد خان لاہور  
 جوئے پارہ نقش، جامد مسرور ہوی کراچی  
 خاتم المرسلین، اختر ہوشیار پوری، ماہر پٹنڈی  
 گلشن میں بہار آئی محمد شرف حسین انجم لاہور  
 کلیات بے حجاب (جلد دوم) بے حجاب چوہدری لاہور  
 عشق رسول، احسان الحق احسان، حافظ لاہور  
 بیدار گل حواء ہادیان الرشید بسم، پروفسر ڈاکٹر لاہور

آبرو محمد حنیف نازش قادری، کاسوٹی  
 قدیل حواء، محبوب پھول کراچی  
 میرے دل میں ہے کیا کچھ ما صریح، چودھری لاہور  
 جیس نعمت، صفد، لکھی، ماہر پٹنڈی  
 معراج لکھو آئی، عزیز بیگنی کراچی  
 مینڈے سویت آقا محمد یعقوب ڈروی، ماہر پٹنڈی  
 احمد، نور، کرم علی کئی ڈی، لاہور  
 گلزار صابری، منظور احمد عالم لاہور  
 برکبگل، نفیس، سید لاہور  
 شرف حق، سلطان احمد شرفی لاہور  
 سیر کا کٹا، آثم ڈروی لاہور  
 میں غلام آپ کا ماہر نواز امیر، فیصل آباد  
 کلیات پنجویں، (جلد اول) پنجویں رچپوری لاہور  
 کوثریہ، حفیظ تائب لاہور  
 صاحبام الکتاب، عبدالحیوید تاق، کراچی  
 عرفان مدینہ صاحبہ مسرور ہوی کراچی

خوشبوئے دوست ستار وارثی کراچی  
آرزو عبدالمالک حنظلہ کراچی  
کسبِ نعت رشید محمود راجا لاہور  
نگلی حرا رفیق احمد رفیق کراچی  
مدینہ سری منزل ہے واحد لدھیانوی ملتان

خلع مجسم محمد حنیف فکر کراچی  
صبا بہ نعت رشید محمود راجا لاہور  
احرام نعت رشید محمود راجا لاہور  
نکاح کریم طاہر عثمان کراچی

۳۰۰۳

فیضان رسالت محمد جان عاطف کوہاٹ  
رحمت نکیراں حاجی رحمت علی رحمت لاہور  
قبولیت عابد سعید عابد گوجرانہ  
دوبت عالم تاجیش لوری بہاولپور  
دیوان نعت رشید محمود راجا لاہور  
واردات نعت رشید محمود راجا لاہور  
جلیات نعت رشید محمود راجا لاہور  
سفر علی صراط کا نصیر احمد کراچی  
ساقی کوثر مدیم نیازی کراچی  
کلیات نیازی عبدالستار نیازی لاہور  
برلفظ کے لب پر صل علی شذیب کاظمی ملتان  
خوشبوئے القفا رشید وارثی کراچی  
منزل آئینی قمر وارثی کراچی  
عقیدہ ہفتائیا جمل شاہین کراچی  
بیان نعت رشید محمود راجا لاہور  
شعاب نعت رشید محمود راجا لاہور  
مدینہ مدینہ کمال اکبر لاہور  
بتال نعت محمد ریاض بابر لاہور  
آئینہ نعت محمد ریاض بابر لاہور  
سرویر کا تاج حسن عسکری کاظمی لاہور  
محمد محمد خاندانہ علیم لاہور  
بتال فکر خورشید بیگ میلسوی میلسی  
سریر خاندانہ حجت طراز رفیع الدین ذکی قریشی لاہور  
حدائق بخشش ناصر رضا بلوی لاہور

وسیلہ وقار عظمیٰ کراچی  
جان ترنا عرفان رضوی سردہ ماہولپنڈی  
محمود اللہی محمد ہارون الرشید احمد لاہور  
شہ کون و نکاح محمد اسفرقہ داری ماہولپنڈی  
مقشرات نعت رشید محمود راجا لاہور  
بتائے نعت رشید محمود راجا لاہور  
نعت مصطفیٰ عظمیٰ الدین عظیم بھرکودھا  
نور الہدیٰ بشا احمد ڈاکٹر کراچی  
حرف شہادت مقبول نقش کراچی  
ذکر حبیب دافعت علی دافعت لاہور  
شہ ترنا عظمیٰ دہی کراچی  
سرکار دو عالم تاجیش لوری بہاولپور  
خانوب نعت رنگ رشید عیاض کراچی  
مدینہ کی گلیاں احسان جمل قادری سہانی کراچی  
روانہ نعت رشید محمود راجا لاہور  
ماہ تاب حرا الطیر سعید صدیقی کراچی  
بھارت پرنسپل اکبر عمرانی ماہولپنڈی  
سبد گل بقا کلامی عظیم آبادی کراچی  
جذبہ جامعہ جامعہ قادری محمد الخاند کراچی  
سوق عشق محمد خالد بخاری سید بہاولپور  
صنع اتم خان کوئی کراچی  
جواہر نعت رفیع الدین ذکی قریشی لاہور  
نور برحق رشید عثمانی لاہور  
مدینہ یاد آتا ہے رضا اللہ حیدر لاہور



سلام علیک، دریا ضحیمین چو دھری دلاہور  
بلغ اعلیٰ کمال ساجد سعید ساجد دلاہور  
تو کی نسبت، صائم چشتی، فیصل آباد (بار سوم)  
رسائی، عابد سعید عابد، گوڑہ خان  
تا حد ارحم، تاجت عباس شاہ دلاہور  
شاہکار کن، کاکاں، سردار محمد، قاری، فیصل آباد  
مرحبا صل علی سید کی مدنی، عبدالحمید فیصل دلاہور

ایمان مصطفیٰ، محبت خان بخش، کوہاٹ  
نعت محمد، سردار انبالوی، راولپنڈی  
سلام ان پر، سردار کئی، کراچی (ساتویں بار)  
مرحبا، سردار کئی، کراچی (بار دوم)  
برہان رحمت، طارق سلطان پوری، لاہور  
مشارق، اسد ملتان، لاہور  
آسمان رحمت، اعجاز رحمانی، کراچی  
صدقے حضور کے، امیر نواز امیر، فیصل آباد  
نقشا، نور، نور محمد، نور، حافظ، کراچی  
ہزنگہ بد کچھ کر، خالد بی بی، لاہور  
نور الوری، ناصر حسین چشتی سیالوی، لاہور  
کلیا، حفیظ نائب، حفیظ نائب، لاہور  
کیب، دوام محمد حسن زیدی، اسلام آباد  
عقیدتوں کی ملک، رشید بیگانی، لاہور  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ساجد سعید ساجد، لاہور  
حافیت، عابد سعید عابد، گوڑہ خان  
سوئی سرکار محمد اکرم قلندری، لاہور  
آئینہ محمد حنیف، مائل، راولپنڈی  
نعت میرا، محرم، محمود احمد مفتی، فیصل آباد  
زحبت سفر، نواز شعلی، قادی، سیلی منڈی  
صاحب خیر کیش، شاعر علی شاعر، کراچی  
صدائے بحر، عبدالرشاد شاہ، میان چنوں

دوست اندام، سرست، جیس، تربیلا، لاہور  
شاہ خوباں، صائم چشتی، فیصل آباد  
برسائیں پکارے، صل علی، طاہر سلطان، کراچی  
مکتے پھول، محمد بشیر عاجز، حافظ آباد  
باوضو آرزو، محمد فیروز شاہ، راولپنڈی  
شعرا، جلال، شبیہ حسین قمر، لاہور  
مدینے کے قریب، سردار چاندھری، اسلام آباد

خاکہ مدینہ، ساحر شعیب، کراچی  
انور الداعی، عاصم احمد، ملتان  
بدنور، سردار کئی، کراچی (تیسری بار)  
توسین، آفتاب کریمی، کراچی  
نچھاور جاں مدینے پر، احمد جلیل، لاہور  
محرر، امیر کریم، امیر عابد، گوڑہ انوال  
مدینہ منزل، مام مدد خیل، لاہور  
خوشبو، وردی، محمد شرف حسین، انجم، سرگودھا  
کشف الدن، جمال، برکات احمد فاروقی، کراچی  
کرم و نجات کا سلسلہ، عزیز احسن، کراچی  
حسن کامل، ناصر حسین چشتی سیالوی، لاہور  
ساتھان رحمت، شیر افگن جوہر، کراچی  
دوستی، نور، احمد قلین، حیدر شاہ، لاہور  
میر حرم، زینہ، کجانی، پیو فیصل، راولپنڈی  
کشکول، گدائی، گلیم، وجدانی، لاہور  
بیتابی، قطب الدین، قریبی، لاہور  
صاحب قاصد، توسین قمر، انور، فیصل آباد  
بدرنگ، رفیق فضل، کراچی  
سرمایہ، ماز، ماز اکبر آبادی، کراچی  
جان رحمت، سکندر سہراب میو، لاہور  
آبشار، نور، کوثر شاہ جہاں پوری، کراچی  
انجم، بارک علی محمد، ریاض مجید، فیصل آباد

نور مبین، ریاض تصور، لاہور  
شہستان حراء، شیعہ احمد عثمانی، کراچی  
تجلیاں قمر فاروقی، کراچی  
گلستانِ عدت، عزیز، حیران انصاری، سکھر  
عزتِ نبوت، رشید محمود راجا، لاہور  
نیا زلف، رشید محمود راجا، لاہور  
ذکر خدا اور رسول، خورشید شاہ پوری، سرگودھا  
مشکبار، محمد یحییٰ کچھی، لاہور

۱۹۰۶ء

قلزم الوار محمد، عظیم شاہ جہانی، اسلام آباد  
نسبت، تنویر احمد، سید، ایفک  
خوشبوئے مصطفیٰ، محمد زکریا کاندھلوی، کراچی  
سروِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
صدائے نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
جانبِ رحمت، عبدالحق نائب، لاہور  
برقِ نور، حبیب احمد محسنی، کراچی  
چراغِ مصطفوی، مرآت الدین مرآت، کراچی  
آفتابِ نیم شب، نظیر ہاشمی، کراچی  
آلہ معرورہ، نظیر ہاشمی، کراچی  
شیخ کریمین، نظیر ہاشمی، کراچی  
ورفتا لکڑ کرک، ذوالفقار حسین نقوی، کراچی  
موجِ سخن، ذیل آفاقی، کراچی  
چشمہ نور، مسعود گیلانی، القادری، لاہور  
مولہ کے سامنے، محمد زہد نیازی، لاہور  
نغمہ نور، شا کرناوی، کراچی  
نعتِ مطہر، محمد صادق شاہد، لاہور  
آوازِ دل، عاصی کرائی، ملتان  
دیوان شاہنواز، نیاز شاہد، ملوی، لاہور  
طلوعِ نور، عبدالرزاق صدیقی، لاہور  
خورشیدِ طلحا، حنیف ساجد، سرگودھا

الرحم الراحمین، جنویر پھول، کراچی  
فیضانِ مصطفیٰ، اقبال احقر، آبادی، کراچی  
روشنی کے چند خیال، رفیع الدین راز، کراچی  
الشفاعتِ نبوت، رشید محمود راجا، لاہور  
مرقعِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
سنگولہ دماک، امان اللہ خان، جمل چند پالوی، سرگودھا  
حسبِ ازل، ماسد شاہ، طاق بخاری، ایفک

دارالرحمت، طارق سلطان پوری، لاہور  
سبز گنبد کے سائے میں، غلام محسنی قادری، لاہور  
بستانِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
جامِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
عدتِ سرانی، محمد ممتاز راشد، لاہور  
لائب، اقبال حیدر، کراچی  
مولائے کل حبیبنا محمد، سلیم بن دانی، کراچی  
عسکِ موجودات، نظیر ہاشمی، کراچی  
معلم عالم، نظیر ہاشمی، کراچی  
معراتِ قلم، نظیر ہاشمی، کراچی  
آبِ سراپا نور، قمر فاروقی، کراچی  
انوارِ مائے نبی، مبصرہ حیات، لاہور  
خبرِ نواک، امان خان دل، کراچی  
حمد ربِ اعلیٰ، نعتِ نبی، الوری، راسخ عرفانی، کوئٹہ انوار  
ردائے مطہر، محمد، ساغر چیموٹی، لاہور  
محمد جانِ محبوبی، گلیمب ویدانی، لاہور  
ودیعہ، عابد سعید علیہ، کوئٹہ نثار  
دیارِ رسالت، نجم آقندی، لاہور  
نورِ ہلال، ہلال جعفری، اسلام آباد  
عبر شرف، عبدالرحمان انجم، فیصل آباد  
شائے رسالت، نائب، محمد امین بابر، رحیم یار خان

عمر و گلستانِ رسول و سلیم اختر فارابی، گوچر انوال  
 شاہی زندگی میری، ماسر نواز میر فیصل آباد  
 کلام ریاض، ریاض الدین میر وری، لاہور  
 ارمغانِ حرم، شعیب جازب، ملتان  
 میلا و خلیل، خلیل خان مفتی، لاہور

رحمت پروردگار علی امین عباس، لاہور  
 حسرت و عار مدینہ، امتدایمان، وزیر آباد  
 چشمہ بصیرت، حفیظ ناصر، ڈاکٹر سلطان  
 سراج منیر، منیر احمد خاور، فیصل آباد

۱۳۰۰ء

حضور پیاں، حفیظ ناظم، لاہور  
 نظر کرم، محمد طاہر حسین قادری، مدینہ شریف  
 شاہ کے پھول، بشیر حسن فیضی، لاہور  
 نور مدینہ، آزاد مدھیانوی، فیصل آباد  
 حمد و نعت، محمد اکرم جواہر، فیصل آباد  
 ہاشمی گلاب، عبدالوحید تاج، کراچی  
 جہاد، عزیز الدین خاکی، کراچی  
 چراغِ شب، شاد دین، احمد خیال، کراچی  
 سرکارِ دو جہاں، محمد ایوب ساگر، لاہور  
 حمد و نعت، بشیر احمد عرشی، لاہور  
 حصارِ نعت، کوثر بیلی، کراچی  
 مقام محمود، محمود حسن شاہ مستوار، لاہور  
 مہر کرم، منیر قصوری، لاہور  
 خوشبوئے مدینہ، نسیم صدیقی، لاہور  
 شہری جانی آقا کی، اقبال قادری، کراچی  
 کیف آفریں تالیاں قمر فارسی، کراچی  
 محرابِ عقیدہ، مبین راحت چغتائی، اسلام آباد  
 متاعِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 اسباب، امجد اسلام امجد، لاہور  
 ظہورِ مصطفیٰ، محمد الیاس جسٹس، لاہور

انوارِ ہمال، احمد ندیم کاشمی، لاہور  
 بن جائے سنسار مدینہ، تاج کاشم خانی عطاری، میرپور خاص  
 مجاہد، بکرا گیلانی، میاں چنوں  
 مرعد جبریل، اسحاق آشتی، لالہ موی  
 ابھی بارِ رسول اللہ پھولوں کی خوشبو، محمد شرف حسین انجم، سرگودھا  
 نوید بخشش، محمد افضل خاکسار، راولپنڈی  
 سیلِ چلبلیا، خالد محمود بخشندی، کراچی  
 شمسِ نعت، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور  
 حرا کا چاند، مجید سالک، وٹاری  
 السراج، غلام فیضی، فیصل آباد  
 سبھی قصہ دل کی اذان ہے، محسن ملوی، کراچی  
 مباحِ آخر، منظر ایوبی، کراچی  
 عقیدہ ہے، صلاح الدین ناصر، راولپنڈی  
 عشقِ کبریا عشقِ رسول، عبداللطیف قادری، کراچی  
 ارمغانِ حمد و نعت، محمد نعمان طاہر، کراچی  
 قوسینِ نقشب، حمید یحییٰ، اسلام آباد  
 منہاں نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 رداختِ نعت (حصہ دوم)، رشید محمود راجا، لاہور  
 ایمان و عقیدہ، کے پھول، شوقِ بلیاوی، کراچی  
 عرفانِ عارف، عارف اکبر آبادی، کراچی

۱۳۰۱ء

مہربانِ غلام، آفتاب کریمی، کراچی  
 جانِ من، منظور خاکی، ڈیر و غازی خان  
 جل اللہ و صل اللہ، عبدالکریم زاق اونس، لاہور

نم خانہ مدینہ، قمر الدین قادری، حیدر آباد  
 جہانِ اجاگر، ثناء علی جاگر، علامہ، کراچی  
 حریمِ نعت، تاجب عرفانی، گوچر انوال

محمد کو بر عالم، گستاخ بخاری، فیصل آباد  
 صفت اللہ، قہر علوی، کاموکی  
 فالوس حرم، حسین سحر، ملتان  
 ٹٹائے کریمین، ضیائے لاہور  
 سہزادہ دل، اخلاق عاطف، سرگودھا  
 حرم سے حرم تک، قمر وارثی، کراچی  
 ٹٹائے محمد، شبانہ کوثر، لاہور  
 ٹٹائے سرور عالم، محمد سلیم مہر، فیصل آباد  
 کلیا سہ منور، منور بایوٹی، کراچی  
 رفیع فیتیس، رفیع بایوٹی، کراچی  
 فالوس نعت، رشید محمود، لاہور  
 ذوق مدحت، رشید محمود، لاہور  
 مہجرات، تاجدار کائنات، رشید شاہ پوری، سرگودھا  
 مدنی مائی، محمد لوہے مقبول شاکر، حافظ، گوجرانوالہ

۴۰۰۹

الہام کی ہارٹس، شاعر علی شاعر، کراچی  
 کئے سے مدینے، تہیل غازی پوری، کراچی  
 مدحت رسول، کامران اعظم، لاہور  
 سراپا نور ہے وہ اسی بقیہ، لاہور  
 سجاد احمد سجاد مراد، بادی، کراچی  
 شہزادہ توفیق، عزیز احسن، کراچی  
 سید دنیا و دیں، محمد حمید قیصر، لاہور  
 ذکر نبی، مجذوب چشمی، لاہور  
 آنکھوں سے چوموں چاہی تیری، ناصر چشمی، لاہور  
 طہار نئی، ناصر چشمی، لاہور  
 انعام دینے کے مجھ اقبال، نجمی، گوجرانوالہ  
 رنگ مدحت، محمد اقبال، نجمی، گوجرانوالہ  
 غلبہ نعت، آصف بشیر چشمی، فیصل آباد  
 یار مولیٰ عربی، اختر اندوری، کراچی  
 طیب مطیب، محمد رمضان طاہر، نجیم، فیصل آباد

دل مدینے، صدیق شہر، لاہور  
 مونی یا صبل و سلم، ساجد سعید ساجد، لاہور  
 درکی گدائی، محمد رمضان شاہد، لاہور  
 بخت رسا، محمد عارف، قادری، لاہور  
 انوار سرور، محبوب الہی، عطا، فیصل آباد  
 زلیخا ارض و سما، محمد حمید قیصر، لاہور  
 شہزادہ، نور بایوٹی، کراچی  
 زبور نعت، جے۔ س۔ مسلم، لاہور  
 جاضری و حضوری، سجاد نجمی، کراچی  
 بادی و حق، مگر اعلیٰ، کراچی  
 چراغ تیری ملائیوں کے، علی اعظم بخاری، میانوالی  
 قندیل نعت، رشید محمود، لاہور  
 سلام ربی علی نبی، شفیق احمد فاروقی، کراچی

اللہ کی سنت، ناصر عارفی، کراچی  
 صلوات علی انصیب، محمد مسعود اختر، فیصل آباد  
 مدحت رسالت، کامران اعظم، سوہرہ  
 آٹمائے گدا، عابد سعید علی، گوجرانوالہ  
 فطین کی خوشبو، شفاق احمد شیرازی، لاہور  
 مطلع انوار، محبوب الہی، عطا، فیصل آباد  
 نعت جہن، لال عمران، ملتان  
 گدائے کوئے رسول، جہن علی فیجی، دادکانا  
 سب سے شصام تہا، ناصر چشمی، لاہور  
 عقیدت کا اعجاز، ملا علی قاسم، لاہور  
 بہار مدحت، محمد اقبال، نجمی، گوجرانوالہ  
 حبیب شفیق، کامران اعظم، سوہرہ  
 سجدہ، شوق، نصیر احمد، لاہور  
 فیاض شوق، عارف شاہ، کاموکی  
 مطلع الہد، محمد علی شاہ، لاہور

ارمغانِ محبت محمد محبت اللہ نوری، تعمیر پور  
 شانِ مصطفیٰ، احسان علی تہا، لاہور  
 گنبدِ خضراءِ جاوید رسول جوہر، کراچی  
 بنیالِ نعت، رفیع الدین ذکی قریشی، لاہور  
 ملکوتِ فردوس، مزمل بخاری، سیالکوٹ  
 محمد رسول اللہ، گبراشکی، کراچی  
 سوغاتِ سککول، مظفر سعیدی، ملتان  
 مشعلِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 اجندہ از نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 زولِ نعت، غلام زحیر، مائش، قاری، گوجرانوالہ

ورد و پنہ جتنے ہوئے، نجم قادری، فیصل آباد  
 نعت میں کیسے کہوں، محمد جاوید اقبال، کراچی  
 زینتِ دو جہاں، محمد حسین رانا، لاہور  
 غلبہِ سخن، ریاض حسین چوہدری، لاہور  
 حرفِ عقیدت، زبیرہ جی، فیصل آباد  
 جانِ دو عالم، محمد رفیق نعل، کراچی  
 ذکرِ رسولِ امام، مافور کیف، کراچی  
 کبکشانِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 شجرِ طیب کے سائے میں، فرخ ماہا، راولپنڈی

۴۰۰

آپ بے نور و سرور کئی، کراچی  
 فیضانِ نعت، اکرم سعید، فیصل آباد  
 نقیہ زینیاں، محمد شرف حسین، کراچی  
 یہکتِ قناتین، عبدالغفار حافظ، کراچی  
 روحِ زائر ہے شجرِ طیب کی، احمد شہباز خواہر، فیصل آباد  
 صدائے ساجد، ساجد دھلون، ملتان  
 ثنا خوانی، سلیم عمران، لاہور  
 نورِ چراغ، زنگ علی شوق، گوجرانوالہ  
 حرفِ خوشبو، محمد یعقوب، دوی، گوجرانوالہ  
 مرے سرکار کی خوشبو، یاسمین کوثر، ملتان  
 خوشبوڑی جوئے کرم، ریاض مدیم نیازی، لاہور  
 وحیِ یاسین وحیِ طہ، علی محمد کاشف، لاہور  
 سائنیاں، حیاتِ اظہاری، کراچی  
 مقامِ عقیدت، مجاہد رضا، گوجرانوالہ  
 نعتِ زریں، رشید محمود راجا، لاہور  
 محاوراتِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 گلزارِ محمد، گل بخشا لوی، کھاریاں

کلیاتِ نعت، مجاز رحمانی، کراچی  
 محامدِ خاتم النبیین، اسیر بیٹا، کراچی  
 طاقِ حرم، حفیظ انب، لاہور  
 کھدہ فر، دوس جید صابری، لاہور  
 دیباچہ ریاض، محمد ریاض الدین سرور دی، لاہور  
 قرآنِ مطلق، مجاہد کرم مہرقا مانی، لاہور  
 جسمِ کراچی، روحِ مدینہ، تنویر احمد سوز دی، کراچی  
 زبیرہ عقدر، نورین خلعت عروہ، ماہی سلام آباد  
 جلال سے تہاں تک، مہمان قیصر، کراچی  
 اسما مائتہ، شمس، لاہور  
 تحیت، شہزاد محمد دی، لاہور  
 خیلاں نعت، اقبال عالم، کراچی  
 تنویر حاتم سلطانہ، کراچی  
 قریشِ عرش، محمد اشرفی جیلانی، لاہور  
 نوری اکبر، عبدالستار منعم، فیصل آباد  
 کلامِ نعت، رشید محمود راجا، لاہور  
 زبانِ شوالا، منقر پھلوری، فیصل آباد

۴۰۱

مولے حرم، رشید صابری، کراچی  
 بنیالِ مصطفیٰ، حسن عسکری کاکھی، لاہور



روشن دانش نعت کی خوشبو، شرف حسین نجم ہر گودھا  
دل آئینہ ہوا، رفیع الدین مازہ کراچی  
رویت الہام، شاعر لکھنوی، کراچی  
خلد نکر، عابد سعید عابد، گوجرانولہ  
و جب شکر ملیتا، عمران نقوی، لاہور  
تجلیات سحران، منیر ملاح، مصطفیٰ قرہ، گوجرانوالہ  
نعت شفق، لالہ سحرانی، ملتان  
ماستہ مدینے کے منیر احمد منیر، فیصل آباد  
مصابہ لورہ، لورہ احمد لوری، اسلام آباد  
ذکر شہ، الوری، روشنی، روشنی  
منظور عباس ازہر، فیصل آباد  
سوغاتہ لورہ، ظفر سعیدی، ملتان  
لورہ عمر، خادم، تقسیم آباد، کراچی

۴۰۳۲

آئینہ سل علی، عزیز الدین خاکی، کراچی  
ذکر شہ والا، ریاض حسین زیدی، ساہیوال  
ظہر بقاء، مقبول الہی، شاکر، گجرات  
خوشبو، محمد، نالہ خان، طاہر، نکا، صاحب  
بیدار، مصطفیٰ، محمد اکرم، تلہ در، لاہور  
ارمقان شوق، گوہر، ملسانی، لاہور  
روح ایمان، منظر، عارفی، کراچی  
ہوئے جو حاضر درونی پر، ریاض ندیم نیازی، لاہور  
مدحت کائنات، محمد نسیم، قیسی، کراچی  
سوئے حرم، مارشد صابری، کراچی  
میرے محمد، سعید، آفتاب، لاہور  
نکبت ہا درہاری، فنی، عام، لاہور

دار باب، مالور، مسعود، اسلام آباد  
نومایمان، بیدل، رام پوری، لاہور  
مرحوم مدینہ ہے، احمد جلیل، لاہور  
توفیق، شاکر، محمد اکرم، رضا، گوجرانوالہ  
نعت روشنی، طاہر سلطان، کراچی  
مجھے بھی مدینہ دکھا میرے مولا، محمد حیات الحق، ظفر، لاہور  
مدحت مروت خدا، گستاخ بخاری، فیصل آباد  
حرف عطائے خاص، شفیق بخاری، کراچی

۴۰۳۳

برسب حسین ازل، محمد نواز امین، جھنگ  
کوثر رحمت، محمد اسلام شہر، لاہور  
سفر نعت، جمشید کبیر، لاہور  
نور سے نور تک، شاعر علی، شاعر، کراچی  
اعزاز حضور، محمد طاہر، صدیقی، فیصل آباد  
اسید طیبہ، عزیز الحسن، کراچی  
تیرا جو کتاب، نسرتین گل، لاہور  
عمر تجلیات، ریاض ندیم نیازی، لاہور

مرکب اندر مدینہ پوتا ہے، نقاش، فیصل آباد  
ارحم عالم، منظر، بھلوری، کراچی  
کلیا، منظر، مظہر الدین، مانڈا، لاہور  
غزل کاسہ بکف، ریاض حسین چوہدری، لاہور  
ہلد مدحت، شاہد کوثری، راولپنڈی  
مکھد خضر کے سائے میں، محمد شرف حسین، انجم، ہر گودھا

۴۰۳۴

نیا رنگ، منیر رحمانی، گوجرانوالہ  
معراج محبت، ساجد، دھلون، شاہدرہ  
مدد کامل، محمد اقبال، گجرات  
نار مع اللہ، محبوب الہی، عطایہ، فیصل آباد  
نگاہ کرم یا محمد، شرف حسین، انجم، ہر گودھا

خلعت توقیر، شاکر کندان، لاہور

## ڈاکٹر نثار ترائی

### جدید اردو غزل میں نعتیہ تخلیقی رویے کا دور

وطن عزیز کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے کہ سو جو تک کا شعری مضمون یہ بتاتا ہے کہ غزل نے اپنی مہم پر مہم رواں ہونے والی فکری و فنی توانائیوں کا ہمیشہ خیر مقدم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ لسانی تحکیمات کے مہم سے گذشتہ ایک دہائی تک غزل کی جوہر شعری روایت تخلیق پاتی ہے وہ یہ صرف یہ کہ اپنے متنوع سالیب اور مختلف فکری و فنی زاویوں سے خود کو باثروت کرتی دکھائی دیتی ہے بلکہ اس نے ہر مہم شعری صنف پر اپنے اسلوب پائی اور موضوعاتی اثرات بھی مرتب و قبول کئے ہیں۔ یہاں تک کہ نعت جیسی خاص و بی حد صنف بھی اس سے ہم آہنگ ہو کر فکری و فنی رویوں کے نوبت جہان معالی سامنے لاری ہے۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ متحدہ ہم نعت گو شاعر زیادہ طور پر غزل گو شاعر ہیں اور دوسرا سبب خود غزل کی حیثیت میں شامل ہر دہائی کا وہ تقابلی ڈھانچہ ہے جو ہمارا دست ہمارے مزاج سے ہم آہنگ ہے۔ ہر صنف کا مزاج قافیے کا مزاج ہے اور قافیے کے زور پر آگے بڑھنے والی اعجاز کی منظوم صورتیں شاعری کے قارئین کے لیے ہمیشہ سے خصوصاً دلچسپی اور یاد آوری کا باعث بنتی چلی آ رہی ہیں۔ اس حوالے سے جب ہم جد و نعت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر کھلتا ہے کہ جد و نعت گو شعرا نے اپنے نعتیہ شعری تجربات کو خصوصیت کے ساتھ روایت کی بنیاد پر آ زمانے کی کوشش کی ہے اور ماضی روا کتب و قواعد کو بھانے کی شعور و صلاحیت کا مظاہرہ بھی کیا ہے جو مجموعی طور پر انہیں منفرد تخلیق کار بنا بت کرنے کا وسیلہ بنتی ہیں۔ ان شعرا نے غزل کی انسیات کو برت کر نعت کہنے کا فن نیا چا کر کیا ہے۔

میر میر غم میں جا کے دیکھیں زما  
بلاد کفر میں خود کو بہت گنوا دیکھا

(میر تقی)

ہر نئی نسل کو اک تازہ مہیے کی تلاش  
صاحب اب کوئی ہجرت نہیں ہوئی ہم سے

(انجمت)

کون سے نور کی زد پر ہے کہ شب کبھی ہے  
تیری آمد کے قریب ہیں کہ پو پھوٹی ہے

(خوشنود روضی)

اسی جائے ناز و ناز پہ اک روز ثروت  
اپاک دور کئے گا اور وہ جھوٹا طے گا

(ثروت حسین)

جدید غزل کی طرح نئی نعت کا ایک نئی وصف یہ ہے کہ اس میں عربی لفظیات سے بہت کر لسی تراکیب، بندشوں، زمینوں اور بکھر کو ہوتا گیا ہے جو اس کو قدیم طرز کے فن نعت گوئی سے الگ شناخت دلاتا ہے۔ مختلف جنتوں، اسالیب اور موضوعاتی پیلاؤ کے باوصف جدید نعت درت خیال اور طرز انکھار کا دوسرا نمونہ بن کر سامنے آئی ہے جس کی جھلک ان نعتیہ اشعار میں آسانی دیکھی جاسکتی ہے جو اوپر درت کئے جاتے ہیں۔

غزل ایک عشقیہ صنفِ خمی ہے اور نعت سر پر عشقیہ صنفِ خمی ہو کر بھی موضوع کے مرکزی چٹاؤ طرز احساس اور نعت کی صنف کے آداب کی حدود قائم اور خصوصاً ملام کی رو سے غزل کی صنف سے یکسر مختلف ہو جاتی ہے کیونکہ نعت کی صنف موضوعاتی ہوتا ہے اور نعتیہ غزل کی طرف آنا نانا پیلاؤ نہیں رکھتی۔ اس کے موضوع کو اپنی خیالی دنیا کے تحت پیلا دیا نہیں جاسکتا بلکہ ایک ہی موضوعی وحدت کا دائرہ نصیب صنف کو ایک خاص سناؤ میں رکھتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس خاص موضوعاتی سناؤ میں بھی ایک طرف سے بکھراؤ کے امکانات ہوں پیشہ در سچ ہیں کہ یہ موضوع جس عظیم سستی کی سیرت و کردار کا احاطہ کرتا ہے اس بکھیراؤ کے ہزار پاروں سے عبارت ہو کر بھی تھکنی رہتا ہے۔

یہاں خیالی کی قوت کو موضوع کے متعین کردہ آداب و ملام کے تابع رکھنا پڑتا ہے مگر جذبہ عشق اس عشقیہ صنف کے دوش پہ دوش رہتا ہے اور یوں اس کی تخلیق کا ظاہری انداز غزل کی تخلیق کے ظاہری انداز سے ہم رشتہ محسوس ہوتا ہے اور اسی سبب سے غزل کہنے والوں کے لیے عموماً نعت کہنا اور نعت کہنے والوں کے لیے عموماً غزل کہنا چہاں مشکل تخلیقی عمل نہیں سمجھا جاتا مگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے انکار کی بھی گنجائش نہیں کہ نعت کہنا خلقِ خمی کا حال نہیں خصوصاً توفیق سے مشروط ہے۔

غزل کی طرف آئیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ غزل میں مجاہدوں کا ایک بازار سجاتا ہے مگر نعت میں قاری کا محبوب و مطلوب ایک ہے۔ یہاں وحدت میں انشائیت اور ثنائیت میں وحدت کے جلوے ہیں۔ یہاں محبوب غزل کی طرف عاشق کا کوئی روائتی رقیب نہیں اس لیے کہ نعت کے محبوب کا کوئی رقیب ہونی نہیں سکتا۔ بہت یہ بات دوسری ہے کہ شعلگی اور مضیعت کی بنا پر رشک کی صورتیں ضرور دکھائی دیتی ہیں اس لیے کہ یہ عشق و ہفتیت کی والہانہ سرستی میں شک و دوح کی بے تابیوں کا بیان ہے۔ اس میں مجازی سرو نہیں رو مانی کیف ہے۔ دوسری طرف جدید غزل کی طرف جدید نعت بھی زمینوں کے انتخاب سے لے کر بات کہنے کے انداز تک، انفرادی تخلیقیت کو ظاہر کرتی ہے۔ لب و لہجہ کی تازگی، لہجہ کی مادرکاری، بیان کی شائستگی، انکھار کی سلیقہ مندی اور وجدانی کیفیات کو تالیفاتی احساس میں ہسا کر پیش کرنے کا انداز، سوز و گمان، وارثی عشق، کہیں انسانی تو کہیں واضح الملوہ، مہم کے آشوب کے ساتھ ساتھ ذاتی دھوکوں کو زیادتی لے میں ڈھل کر اسکا کرنے کا رویہ، فورہ ہذا بات سے عشق کی آغ پر جذبوں کے پھٹنے کا عمل سب کچھ جب نعت کے تخلیقی رویے میں ڈھلتا ہے تو اس کا رنگ و آہنگ، جہلی کیفیت اس کی کنگہ ٹاپ اور سوز کی بنا پر غزل جیسا ہی محسوس ہوتا ہے۔

جدید اور غزل میں نعتیہ تخلیقی بذور کے فکری نقش کے ضمن میں بلا مبالغہ بکھروں نہیں بلکہ ہزاروں اشعار بطور خود درت کیے جاسکتے ہیں اس لیے کہ اس نعتیہ مآب موضوعی مغلن کو غزل کے بر شاعر نے برتے کی سعادت حاصل کی ہے مگر زیر نظر مضمون کو پہلے ہوئے مشہور شعراء کے غزلیہ شعری مجموعوں سے اپنے دوتے کے ثبوت کے طور پر کچھ اشعار پیش کئے جاتے ہیں اور یہاں شاعر وہ ہیں جو نعتیہ کلام سے انتخاب نہیں کئے بلکہ ہر امر غزلوں سے انتخاب کئے گئے ہیں:



محسوس ہو رہا ہے کہ دل کا حالہ  
دیار مصطفیٰ سے خدا تک پہنچ گیا

(قیل یوسف)

اک نئی ایسا بھی ہے انسانیت پرور کہ جو  
مانگے والے کو ہرگز شرم مار آنے نہ دے

(سلطان رشک)

اُس کو گزرتے ہوئے نہا نہ ہوا  
جنگلاتی ہے اب بھی ماد تمام

(باقی احمد پوری)

در زلماں سے عقل تک سفر ہوتا گیا ؟ میں  
نکلا ہم نے جب ام محمد اپنے سینے سے

(غلام مصطفیٰ لہو)

ہاٹ سا اسی نے مہکلا  
جتنی خوشبو ہے اک گلی میں ہے

(غلام رسول زاہد)

عطا اُسی کی ہے یہ شہد و شہود کی توفیق  
وہی کلیم میں یہ مان بے جویہ لایا

(افعال احمد سید)

مروں تو شہرِ مدینہ ہو ماننے فیصل  
خدا کے بعد کسی کو جواب دینا ہے

(فیصل مجی)

سب کچھ ہے ترے کرم کے صدقے  
کائنات میں تارے کیا نہیں ہے

(عزیز الدین نصیر)

لیوں کو چھو رہی ہے خوش کھائی  
غزل میں نصرت کا رنگ آ گیا ہے

(اختر شیخ)

اسے مری عمر کی پلکوں پہ لرزتے ہوئے خواب  
ہیں تھہ کو سرکار کا فیضان سنبھالے ہوئے ہے

(جنید آذر)

اک جھلک دیکھ کے جاگ اٹھی کے مرد چہرے  
تم جو آگ کے تو ہو جائے گا محشر آباد

(فرخ راجا)

کبھی دیکھو ظلم روز و شب کے در کھیلے اُن پر  
نجوم اُن کی نظر میں ہیں ثیر میں سب ستارے ہیں

(مائٹھ مسعود ملک)

چہرہ سچ چہ چلتی ہیں  
دہی کرشمے تری جبین کے بعد

(عابد سیال)

☆☆☆☆

## اردو نعت پر غزل کے اثرات

برصغیر کی گنگا جمنی تہذیب پر اسلامی تہذیب کے اثرات کا جب بھی ذکر کیا جائے گا تو مذکورہ کرنے والے اس بات کو اپنے نتائج میں شامل کئے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ان تہذیبوں کے اختلاط نے دنیا کے لسانی معیار سے پر ایک نئی زبان یعنی اردو کو متعارف کرا دیا۔ عربی، فارسی اور ہندی کے علاوہ ترکی اور پھر مقامی علاقائی بولیوں کے خوش رنگ پھولوں سے اپنے دامن کو بھرتی ہوئی یہ زبان اردو اس لحاظ سے بھی بڑی خوش قسمت ہے کہ اس کی ابتدا ہی سے اس میں حمد و نعت کے مقدس اور محترم چشمے جاری ہوئے۔

زبان اردو میں نعت کے حوالے سے ایک اہم محقق ڈاکٹر ظہیر رضوی مدنی کی اس بات سے سبھی متفق ہیں کہ اردو کو دیگر زبانوں کے درمیان یہ عز و افتخار حاصل ہے کہ یہ اپنی پیدائش کے وقت ہی مومنہ اور مکملہ گوری ہے، صوفیائے کرام اور مبلغین کے ہاتھوں دین میں کی ترویج و اشاعت کے لیے یہ پروان چڑھی اور شروء ہی سے اس کی توثیق زبان پر حمد و ثنا اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو گئی۔ (۱)

اردو میں اولیت کا سہرا تحقیق کرنے والوں کی اکتسابیت نے خواجہ تیسو راز کے مر با ند حا ہے اس سلسلے میں سب سے پہلا نام ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کا ہے اور انہوں نے خواجہ کے نعتیہ اشعار بھی اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں دیے ہیں اور مولوی مہدی الحسن کی کتاب اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا حصہ کے علاوہ پروفیسر آغا حیدر حسین صاحب کی مملوک بیاض اور بھگی مار بھگو کا کتب خانہ دارہ ادبیات حیدر آباد دکن کے حوالے بھی دیے ہیں، بھگی مار سے میں نعت کے اشعار حسب ذیل ہیں: (۲)

الف اللہ اس کا دتا  
ملا نے محمد ہو کر بہتا  
چچ طلب یوں کو دتا  
کہے یا بسم اللہ ہو ہو اللہ

ڈاکٹر ریاض مجید نے بھی نعت کے اولین نمونے کے طور پر خواجہ تیسو راز ہی کی نعت اپنے مقالے میں شامل کی ہے۔ جب کہ بعد میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی اس صراحت کے پیش نظر کہ خواجہ تیسو راز یا ان کے بیٹے سید اکبر حسین کی کوئی اردو تصنیف نہیں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:

اس دور کی سب سے پہلی تصنیف جواب تک دریافت ہوئی ہے فجر الدین نظامی کی مشہور کلام راؤچم راؤ ہے۔ لہذا اردو نعت کے اولین اور باقاعدہ اور مستند نمونے کی تلاش میں ہمیں ان سے پہلے اسی مشہور سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ (۳)

راجا رشید محمود، ڈاکٹر ریاض مجید کی اس ادبی کردہ کو قبول نہیں کرتے اور رقم طراز ہیں کہ:-

ان حالات میں نثر المبین نظامی کی مثنوی کدم باؤچہ دم باؤ اور دو کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے۔ اپنے بابتی اور پراکرت کا مجموعہ نمبر ۷۷ حضرت آیسودمازی کی نثری کتاب معراج العائیں ان کی تسلیم کی جائے یا حسین چناوری کی، جب تک کہ کوئی محقق حضرت خواجہ آیسودمازی کی نعتیہ شاعری کو ان کی بجائے کسی اور کا ثابت نہ کر دے عار و نعت کا اولین سہرا انہیں کے سر پہ ہے گا۔ (۲)

اس کے بعد اردو زبان میں دکن سے لے کر دبستان دہلی تک، دبستان دہلی سے لے کر دبستان لاہور تک دبستان کراچی تک بے شمار افراد نے جن میں سناں صوفیاء کے علاوہ دیگر شعرائے کرام بلکہ فیہ سب کے بھی بہت سے شعراء نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ البتہ یہ باعث اہم ہے کہ ہمیں اردو نعت کے سبھی ابتدائی نمونے مثنوی کی ہیئت میں ملتے ہیں، کیونکہ یہ منف خن غاری سے حاصل کی جانے والی ان ادوار کی مقبول ترین منف خن تھی۔

اب آئیے غاری ہی سے اردو میں آنے والی ایک ادراہم منف غزل کی بات کرتے ہیں۔ عربی نعتیہ قصائد کے اثرات عربیوں کے ہاتھوں غم کی فتوحات کے بعد غاری قصائد پر پڑے اور غاری والے بھی رفتہ رفتہ نعتیہ قصائد کی طرف مائل ہوئے۔ غاری کے خن وروں نے ہی ایک ادبی اجتہاد کرتے ہوئے قصیدہ کی پہلی (یعنی محبوب) سے غزل کو علیحدہ کرنے کا کارنامہ کر دکھا اور پھر دیکھتے دیکھتے غزل کو عظیم شعرا نصیب ہوئے جن کے غاری میں سخیل حافظ شیرازی نمبر ۷۷۔ اردو زبان پر عربی، غاری اثرات کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں سو قصیدہ اور غزل بھی اردو میں داخل ہوئے مثنوی کے بعد قصیدہ ہی دوسری اہم منف نمبر اک نام طور پر شاعری اور سلطان ماحول میں مرا اور رؤسا کو خوش رکھنے کے لیے یا تو قصے کہانیاں مثنوی کی شکل میں منکوم کر دیا پھر ان کے کارناموں پر قصائد لکھا اس دور کی معاشی ضرورت معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ شعراء نے اپنی فنکارانہ حس کی تسکین کے لیے غزل کا سہارا لینا شروع کیا، کہ کبھی کبھی تو کچھ اپنے من کو خوش رکھنے کے لیے بھی کہنا ضروری ہوتا ہے۔ یوں غزل بھی اردو ادب میں اپنی داخلی و معنائی کے ساتھ داخل ہو گئی اور پھر یہ منف خن انہی مقبول ہوئی کہ اردو زبان کو اس پر باز ہے اس کی وجہ شاید یہ بھی رہی ہوگی کہ اپنی جتنھ کے اعتبار سے ڈاکٹر وزیر آغا کے بتول ہمارے مشرقی گھر کی طرح ہے جس میں سب مل جل کر رہتے ہیں اور سب کی انفرادی حیثیت بھی قائم رہتی ہے۔ یہی کچھ غزل میں بھی ہوتا ہے۔

نعت کے حوالے سے یہ بات تو ہوتی چکی ہے کہ ابتداء ہی سے اردو میں حمد و ثنا اور نعت لکھی گئی، البتہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوتی کہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر محمد علی قطب شاہی وہ شاعر اہل ہے جس نے غزلیہ جتنھ میں نعت بھی کہی۔ وہ خواجہ حافظ شیرازی کا پہلا مترجم ہے اس کے دیوان میں نعت کا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ مزین کیا ہے نے اس کی دیگر منظومات کے علاوہ غزل کی جتنھ میں پانچ نعتوں کی نشاندہی کی ہے، چار کے مطالعے درج ذیل ہیں:

تجھ کھ اجت کے جوہ تجھ عالم دیہا ما ہوا

تجھ دین تجھ اسلام لے مومن جگہ سارا ہوا

اہم محمد تجھ ہے سو جگہ میں نافرمانی مجھے

بند و نبی کا جم رہے سخی ہے سلطان مجھے

چاند سوخت روشنی پایا تمہارے نور تھے  
آب کوڑ کوں شرف تھنڈی کہ پانی پور تھے

خدا ج مہر سوں آئی کیا نبی صدقہ کیا دافع  
بچھے تخت سلیمان چوں وہی آئی دیا دافع

اردو اور غزل اپنے دامن کو پھیلا پھیلا کر اپنے اندر نعت کے خزانے سمیٹیں رہیں اور ایک عظیم الشان نعت کے مطابق نعت کا لوے (۹۰) فیصد ذخیرہ غزل کے روپ ہی میں ہے۔ اردو کے قدیم اساتذہ کے ادوار میں بھی (میر سے غالب تک) بیشتر شعراء نے حصول برکت کے لیے ہی سہی نعت کی اور زیادہ تر غزل کو ہی چنا۔ اس کے بعد ہمیں ایک دو مایہ بھی ملتا ہے جس میں صرف نعت کے لیے اپنی سخن وری کو مخصوص کر دینے والے شعراء کا ذکر آتا ہے۔ جن میں کرامت علی شہید، مولانا کفایت علی کافی، غلام امام شہید، لطف بریلوی، جتنا مراد آبادی اور بعد میں خاص طور پر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا نام نمایاں ہے۔ اسی دور میں ہمیں غزلیہ نعت کی روایات سے جڑے ہوئے دو اور اہم شاعر ملتے ہیں جناب محسن کا کوردی اور جناب امیر بیتابی۔ ان کے علاوہ مولانا حافی، شبلی اور علامہ اقبال نے بھی خوب نعت کا فیض سمیٹا۔

قیام پاکستان کے بعد اردو ہندی تفریق نے بالآخر ہندوستان سے تو اردو کو تقریباً ختم ہی کر دیا کہ برصغیر میں بولی جانے والی یہ خوبصورت زبان ہندو گائیکہ بنیادی طور پر عربی اور فارسی اثرات کی حامل تھی۔ اسی لیے قصہ اعرابی اور فارسی کے الفاظ نکال کر شکر کے الفاظ شامل کئے گئے اور رسم الخط تبدیل کر کے اسے ہندی کا نام دے دیا گیا حالانکہ بول چال اور لہجے میں ہمواری ساطق ہے۔ یوں برصغیر میں اردو کا مرکز صرف پاکستان ہی رہ گیا ہے۔ اس لیے اب اردو کے حوالے سے دنیا بھر میں اردو بولنے والے اور لکھنے والے پاکستان ہی کی طرف دیکھتے ہیں۔ پاکستان میں بھی حتیٰ الوسع اردو کی ترقی کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ ہر حال ہم ذکر کر رہے تھے نعت پر غزل کے اثرات کا۔ غزل اپنی جن خوبیوں کی وجہ سے پسندیدہ بنی اگر ہم ان کا جائزہ لیں تو وہ کچھ یوں ہیں کہ اس میں شاعر کے باطنی سوز و گداز، مہاز و اختصار، گہرائی اور گیرائی، تشبیہ و استعارہ، محبوب کے شائک و فضائل کا ذکر، ہجر و وصال کی کیفیات اور احساسات کی تصویریں ہر طرف بکھری نظر آئیں گی۔ غزل کی دنیا واصل علامت کی دنیا ہے۔ اس میں الفاظ اپنے معنوی ملبوم سے بہت کرکچھا لگ ہی محافی دیتے ہیں۔ غزل نے نعت کو صرف اپنی جینٹ ہی پیش نہیں کی بلکہ اس میں اپنے اندر کی کیفیات کو بھی منتقل کر کے اپنے حسن میں انجائی جیش قیمت اضافہ کیا ہے۔ آج جب ہم نعت یعنی غزلیہ جینٹ میں کمی جانے والی نعتوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں حضور کریم کے حوالے سے بے شمار ایسی کیفیات سے واسطہ پڑتا ہے جو عشق رسول اور عقیدہ رسولی میں گندمی ہوئی ہیں اور روح کو سیرابی عطا کرنے کے علاوہ سیرت مطاہرہ کے ذریعے کردار کو ستارہ کرنے کے لیے بھی مؤثر نظر آتی ہیں۔ بہت سے ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں جنہاں ایک غزلیہ نعت کا شعر سننے والے کے دل پر ایسے اثر کر گیا کہ اس کی زندگی کا رخ ہی تبدیل ہو کر رہ گیا۔

قیام پاکستان کے بعد ہمیں نعت کہنے والے بہت سے شعراء کے نام ملتے ہیں جنہوں نے زیادہ تر نعتیں غزلیہ جینٹ میں ہی لکھی ہیں۔ ان میں مولانا ظفر علی خان، سیاب اکبر آبادی، احسان دانش، نائش ویدی، امیر القادری،

حفیظ جالندھری، مولانا ضیاء القادری، بدایونی، بخش جلیونی، پروفسر اقبال عظیم، حافظ محمد افضل فقیر، عبدالعزیز خالد، ڈاکٹر ابوالکاشفی، بخش رسول نگری، حفیظ نائب، حنیف اسدی، پیر نصیر الدین نصیر، حافظ لدھیانوی، ڈاکٹر عاصی کشانی، بشیر حسین، مہتمم کے علاوہ بہت سے نام ہیں۔ جب کہ بے شمار موجود شعراء بھی اس سعادت کو حاصل کر رہے ہیں اور ان سب کے کام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان سب کے لیے غزلیہ نعت ہی پسندیدہ رہی ہے اور ہے۔ آخر میں نعت کے حوالے سے غزلیہ شہومیات رکھنے والے چند اشعار پیش ہیں تاکہ موقف پوری طرح واضح ہو سکے۔

**داخلی سوز و گداز:** یہ غزلیہ شاعری کا وصف خاص ہے اور جہاں عشق مجازی کے زیر اثر اس کے سبب بہت ہی خوبصورت اشعار نکلے اور وہ ادب کی نعمت ہیں وہاں اس کی خوبصورتی میں چار چاند نعت کے ان اشعار سے لگتے ہیں جن میں دیہ اند رسول اور مدینے کی آرزو، خواہش اور تمنا شاعر کے اندر دھڑپ پیدا کرتی ہے جو عشق رسول کا تقاضا ہے۔ اسی کیفیت میں کہے گئے مختلف ادوار کے اشعار دیکھئے:

دعا کرو کہ کوئی خند مایگان نہیں جائے  
انہی کا خواب نگر آئے خواب جب دیکھو

اب کہاں جاؤں ترپتے دل کی یہ خواہش ٹال  
اے مدینے کی زمیں میری بھی گنجائش ٹال

**ایجاز و اختصار:** غزل کے حسن اور عوام الناس میں اس کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ اس کا ایجاز و اختصار ہے۔ یہ چند لفظوں میں بیان کئے جانے والے وسیع مضامین کا حسن ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے اور انسان بے اختیار ہو کر اسے کلکانے لگتا ہے۔ نعت میں اس کا حسن دیکھئے:

چادر سی جو نور کی تھی ہے  
یہ ماہِ اختر کی چاندنی ہے

مذاہب سے بچے گی نورِ انسان  
اگر اُچی اور ان کی سمت چل دی

**گہرائی اور گیرائی:** نعت میں آکر غزل کی اس صفت دلکشانی نئی کر دے لی ہے کہ حضور پاک کی بے پناہ شخصیت سے محبت اور عقیدہ کیا کیا رنگ اختیار کرتی ہے اور الفاظ اس کے بیان سے عاجز ہوتے ہوئے بھی حق المقدور بیان کی کوشش کرتے ہیں کچھ اشعار پیش ہیں:

رحمت حق سایہِ محبت دیکھنا اور سوچنا  
اک نگر شہرِ عید دیکھنا اور سوچنا  
بس اک لباس ہمارا لباسِ مشقِ رسول  
ٹوٹ کے ساتھ بدلے نہیں قابضِ ہم

**تکلیف و ستارہ:** غزل کے مناجات اور بدائع کی جان بھی سنتیں ہیں۔ اور جب ذکر ہو آنگائے مہار و جہود و جود

کائنات کا تو تشبیہیں دست بستہ ہو کر اور استعارے ادب کے تمام تقاضوں کو بھاتے ہوئے اشعار کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب بنتے ہیں:

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ  
 ذرہ رنگہ کو دیا تو نے طلوع آفتاب  
 خدائیت اور نفسانیت: غزل اپنی مترنم بحروں اور نغمگی کے باعث پیشہ ور ملکوکا روں کے علاوہ تمام اچھی آواز رکھنے والوں کے لیے پسندیدہ رہی ہے۔ اسی طرح نعت کو عشق رسول اور عقیدہ کے جذبات سے مملو ہو کر خوش لُحْن خواتین و حضرات نے جب بھی پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے تو سننے والوں کے دلوں پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

مرے غم خانے کو ہے ان کی توجہ درکار  
 جن کو آغا ہے جہنم سے اجالا کرنا  
 بیان مشکل: محبوب کی ظاہری خوبصورتی کے گن گانا، خاص طور پر لب و لہجہ کا ذکر ہمارے شعراء کا پسندیدہ مشغلہ ہے اور اس کے لیے غزل سے بہتر کوئی صنف ہو سکتی ہے مگر جب ذکر اللہ کے محبوب کے حسن و جمال کا ہو تو الفاظ نہ صرف ادب کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں بلکہ ان کے مفہیم میں بھی تقدس کا انداز نمایاں ہو جاتا ہے۔ دو مختلف نعتوں سے اشعار دیکھئے:

اوصاف کیا بیاں ہوں کہ اس ذات پاک پر  
 خوشبو کا اختتام ہے رحمانی ختم ہے  
 ہے نمود حسن عالم ان کی زلفوں کے طفیل  
 جب برقی ہے گھٹا کن کے لیے ان کے لیے  
 بیان مشکل: نبی آخر و محبوب رب اکبر کی مدح سرائی میں سب سے نیا و دائم موضوع ان کی میرٹھ پاک کا بیان ہے۔ یہ ایک ایسا بحر ہے جس کے بارے میں جتنا کہا جائے کم ہے۔ یہ ہر نعت گو شاعر کی آرزو ہی ہے کہ وہ اسے ہر نعت میں اپنا موضوع بنائے رکھے اور ادب کے محبوب کو اپنا محبوب جان کر ان کی میرٹھ کے سدا بہار گلشن سے پھول چننا رہے۔ چھ اشعار دیکھئے:

اپنے اخلاق سے نگرہ کی بجھا دی آتش  
 آپ نے دھوپ کو بھی غامدہ شبنم سے نکھا

اپنی امت کے لیے اپنا شفاعت مار  
 آپ نے آخر شب دیوہ پرغم سے نکھا

اس رجب عالم کی عطا سب کے لیے ہے  
 سرکار کی شفقت کی رہا سب کے لیے ہے



زمیں بھی تیری منوں کرم ہے آسماں بھی  
تری رحمت یہاں بھی ہے تری رحمت وہاں بھی

مخمسات بہن عروت آیہ رحمت شافع امت  
مالک جنت، قاسم کوڑھلی اللہ علیہ وسلم

**کیفیات بحر وصال:** نعت میں آکر اس حسن تغزل کی دنیا ہی بدل گئی ہے کہ یہاں مدینے سے دوری اور پھر اللہ کے کرم اور حضور پاک کے اذن سے حاضری اور حضوری کی کیفیات نے اردو ادب میں اتنے حسین اضافے کئے ہیں کہ جان سے باہر ہیں اس سلسلے میں مزید مثالیں دیکھئے:

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں  
حسرت آتی ہے وہ پہچان میں رہا جاتا ہوں  
کوئی سب سے ہو کے خدمت سونے طیب جا رہا ہے  
کوئی بے قرار حسرت کو گلے لگا رہا ہے

اور پھر وصال ہیں کہ:

کہاں میں اور کہاں طیب کی کلیوں کا طواف اسے دل  
ہوں اپنے بخت پہ ماناں کہ یہ لطف عبیر ہے

ادھر ہے روضہ جنت ادھر ہے دل کشا جہلی  
زمیں بھی آسماں ہے گہدہ خنجر کے سائے میں

کیفیات اور اشعار تو بے شمار ہیں مگر مضمون کا اختصار اب مزید اس طرف جانے نہیں دیتا۔ بہر حال یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ نعت اردو ادب میں سب سے نیا و خزانہ جیندہ ی میں نکلی گئی ہے اور اس میں غزل کا سارا رچاؤ اور ساری خوبصورتیاں با ادب طریقے سے شامل ہو کر غزل کے لیے باعث صد فخر و امتیاز بن گئی ہیں اور آج کل جس طرح کثرت سے نعت خوانی کی محفلوں کا انعقاد ہو رہا ہے محسوس ہو رہا ہے کہ غزل جیندہ ی آئندہ بھی نعت کے لیے موزوں جیندہ رہے گی اور اس میں غزل کی پوری شان کے ساتھ مدحت رسولی کا فیضان انجام دیا جاتا رہے گا۔

**علامہ چاند:**

- ۱۔ اردو کی نعتیہ شاعری کا کنز علی رضوی، ق
- ۲۔ اردو کی نعتیہ شاعری کا کنز رفیع الدین اشفاق
- ۳۔ اردو میں نعت، ڈاکٹر یاسین مجید
- ۴۔ نعت کا نکتہ دینچہ، راجا رشیہ محمود
- ۵۔ دکن میں نعتیہ شاعری، مضمون نعت رنگ (۲۲) زمزم پبلیشرز

☆☆☆☆



## مولانا ظفر علی خان کی نعتوں میں مستقبل کی جھلک

کہتے ہیں کہ سلاطین دین کی مدح میں حکیم سنائی غزنوی کے بے مثل قصائد پر تہقید کرتے ہوئے ایک درد نوش نے کہا تھا کہ سنائیؒ ایسے بادشاہوں کی مدح کرتا ہے جو اپنی مرزبین کے انتظام سے عہدہ برآں ہوتے ہوئے بھی دوسرے ممالک کو سر کرنے کی مہم پر نکل جاتے ہیں اس جھوٹی مدح پر سنائیؒ قیامت میں کیا جواب دے گا؟ اس اعتراض کے بعد سنائیؒ غزنی چھوڑ کر مرو چلے گئے اور صوفیانہ زندگی اختیار کر لی۔ چائی کی صفحات الانس میں مذکور یہ تصحیحی برحقیت ہے کہ انیسویں صدی کے ایک حقیقت ہے کہ مولانا ظفر علی خان کی زندگی میں ایسا کوئی انتخاب نہیں اس لیے کہ ان کے ہاں دور طالب علمی سے آغاز ہونے والی شاعری میں پاپان عمر تک ایک آزادانہ روش کا رُخ جاری اور خود ان کے بقول میں شعور سے ان کے مضامین ”خدا کی حمد و ثناء کی نعت اسلام کے قصے“ ہے۔

ان مضامین کے بیان میں ظفر علی خان کی قدر سے کام لیا گیا ہے کہ اس پر حرف زنی ممکن نہیں۔ وہ دہ دہائے ہندوستان کی طرح شعر کہتے تھے، الفاظ ان کے سامنے سرنگوں اور قوافی دست بستہ دکھائی دیتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کا طوفانی جوش و خروش جب نعت کے میدان میں اترتا ہے تو کیا رنگ لاتا ہے، یوں تو انھوں نے دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تھی تو ہر بھیسی زندہ ہو پا چکا ہے نعتیں کہیں اور اساتذہ جن کی زمینوں میں بھی طبع آزمائیاں کی ہیں اور نعت میں استعارے کی روش کو اپنا شیوہ خاص بنا لیا ہے لیکن یہ سطور ان کی نعتوں میں مستقبل کی جھلک تلاش کرنے کے لیے سہولت کی جاری ہیں۔

اُردو کی ادبی تاریخ میں نعت کا سرمایہ قابل لحاظ ہی نہیں قابلِ فخر بھی ہے مولانا ظفر علی خان کی حیثیت اس سفر میں راہنما کی ہی ہے۔ ان سے پہلے اردو نعت اپنی پیش رو عربی، عاری نعت کی طرح رسول اللہؐ کے اوصاف و فضائل کے بیان تک محدود تھی لیکن ظفر علی خان نے اسے عصری مسائل سے آمیز کیا اور نعت میں قصیدے کا رنگ پیدا کرتے ہوئے مساب طلب کو عصری مسائل کا آئینہ بنا دیا۔ استعارے کی یہ روش ان سے پہلے صرف عارفانہ کے ہاں دکھائی دیتی ہے ظفر علی خان اگر نعت میں عصری مسائل کے بیان تک محدود رہتے تو کہا جاسکتا تھا کہ ان کی نعتوں کی اہلی میر و ذمائی دائرے میں قید رہتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ نعت جو عام طور پر ماضی سے جنم لیتی ہے اسے بیان حال تک لے آنا ہی ایک کمال تھا لیکن ظفر علی خان کا کمال یہ بھی ہے کہ انھوں نے اسے مستقبل کا آئینہ بھی بنا دیا۔ مستقبل پر نظر ہر امید زاد یہ نظر کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ ظفر علی خان مسلمانوں کے ادب و اسلام کی حقیقی قیاسات سے ان کی دوری اور استعارہ کی طاقتوں کی ستم رانہوں سے گہری واقفیت رکھنے کے باوجود قنوطیت کا زخ نہیں کرتے اور ذوالِ قادیاہ کی کیفیتوں میں بسلا

الْاِيَّامُ نَذَارٌ لِّمَا يَنْشِئُ النَّاسُ (یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بولتے رہے ہیں ۱۳۰۳) پر یقین رکھتے ہوئے  
لٹکا مانتے ہیں۔

ہے پھر اہرہ کی کوشش کہ بنائے کعبہ ذوالحجۃ  
تھر اس میں ہم کو شک ہے کہ ہم یہ سر بھی ہوگی  
اگر آج ہم پر آئی شب غم پیاز بن کر  
تو یہ مات یونہی ہماری کبھی آپ پر بھی ہوگی  
عرب اور غم کے ذرے ہوئے آفتاب جس سے  
کسی روز دیکھ لینا وہ نظر ادھر بھی ہوگی

وقت کبھی ایک حال پر نہیں رہتا، ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں۔ کل کی حالات دستِ طاقتیں آج بالادست  
میں ہیں اور آج۔ بالادستی کائنات پہننے والے کل موجودہ حالت میں نہیں ہوں گے، ہر زمانے کا اہرہ بنائے کعبہ  
ذوالحجۃ کے درپے رہتا ہے لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ ہر زمانہ اپنا اہرہ ہی نہیں اپنی لائیں بھی رکھتا ہے تو انا جب  
سرالپائے حمار سے ہزاروں ماتو انوں کی تمناؤں کو ٹھکراتے ہیں تو زمان کے اسی مرحلے میں ماتو انوں کی توانائی کا بیج  
بولا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لیے نظر علی خان اپنی قوم پر آنے والی شب غم کے پیاز بن جانے کا عرفان رکھنے کے باوجود شب  
غم کے کٹ جانے پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ انھیں یقین ہے کہ قافلے کی درمناں گناہاں مشرق سے ابھرتے ہوئے سورت  
کے کمال سے سر بلندی میں بدل جائیں گی اور برسنے والے بادل ان کے گلشن امید کو ہر ہندو شاواپ کر دیں گے لیکن  
اس مقصد کے لیے وہ ڈاکو جھوٹ سے بھی کمزور دنیوی سہاروں سے استمداد نہیں کرتے وہ صوفیہ حالات پر اپنا استغاثہ  
پیش کرتے ہوئے ابا بیلوں کی مدد سے بھی بے نیاز دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ابا بیلوں سے لیکن کس لیے  
ماتیں مرد؟ جب کہ تو خود ہے ہماری فتح و نصرت کی دلیل ان کا اصل مخاطب رسول اللہؐ سے ہے اور ہر امید لہجے میں اپنی  
انتہا یوں پیش کرتے ہیں۔

تمہارا قافلہ کچھ ٹٹ چکا اور ٹکچھ ہے لٹے کو  
رسول اللہؐ کو اس کی خبر بادِ سبا کر دے  
نکل آنے کو ہے سورت کو مشرق میں اچالا ہو  
برس جانے کو ہے بادل کو گلشن کو برا کر دے

نعت کی تاریخ میں عام طور سے رسول اللہؐ کے عہد و محاسن پر توجہ رہی ہے نظر علی خان کا نظم اس روش پر کام  
زن ہوتا ہے تو ان کے دل و دماغ اپنے عہد کے مسائل و معاملات کو با نگاہِ رسولؐ میں پیش کرنے کی تحریک دیتے ہیں  
اس کی بہترین مثال ان کا مشہور غزل "اے کرآشود ہے چہ نمود کا نناٹ" ہے یہ جب پہلے پہل ستارہ صبح میں شائک ہوا  
تو اس کا نیپ کا مصرع تھا۔

سلطنت اک جہاں کی ہے تیری نگاہِ التفات

لیکن نظر علی کرتے ہوئے انھوں نے اسے جس مصرعے سے تبدیل کر دیا وہ نعت نگاری میں ان کی روش خاص کی نشان

دی کر رہا ہے ج

ہم سے بھرا ہوا ہے کیوں گوشہ و چشم التفات

یعنی مریع ایک اور نعت اے کہ ترازیال ہے نہت محفل حیات۔۔۔ الخ میں ہر جگہ ذکر جلوہ دکھاتا ہے۔ پہلی نعت خمس کی بیعت میں بھی یہ نعت غزل کی بیعت میں ہے اور یہاں اس کا مصرعہ اولیٰ ”مور و لطف خاص پر کس لیے آئے یہ عتاب“ قرار پایا ہے۔ قدما کی زمین میں کئی گئی ان کی مریع نعیں ہوں یا ان کے پاس نے خاص انداز کے مظہر بن کر سامنے آنے والے بے مثل نعتیہ فن پار سے یہ روش ان کے ہاں واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ مشہور معروف نعت جس کا نام بھی ”طبع خاص“ کہیں ”سلو اعلیہ واکر“ اور کہیں ”صاحب قلاب تو سین ادا دینی“ تجویز کیا ہے یعنی ”ولی جس سے زندہ ہے وہ فنا شہی تو ہو اس میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔

جا سنائیں جا کے تمہارے سا کہیں

ہم بیکسان بند کے بلا شہی تو ہو

وہ طبع چالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں۔۔۔۔۔ ایک روز چکنے والی قحطی کل دنیا کے دیواروں میں سادگی اور ملی حسن کا بے نظیر مرقع ہے اسی طرح مولانا کی ایک اور مادہ نعت ”محمد مصطفیٰ نبی سعادت کے امیں تم ہو۔ شفیع المذنبین ہو رحمت المصلحین تم ہو“ اور نعت کے کسی قاری کی نظروں سے اوچل نہیں ہوگی اس نعت میں بھی خالص نعتیہ مضامین بیان کرتے کرتے وہ اپنے مہم کے مسلمانوں کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں ان کی بے عملی اور معصیت کا خیال انہیں گھیر لیتا ہے اور ان کی نعت انہیں امید کے گھستانوں میں لے جاتی ہے وہ رہ جاتی لہجے میں پکارتے ہیں۔

خدا کیونکر نہ کیچنے معصیت پر مفرط کا خطا

مسلمان مذنب ہیں اور شفیع المذنبین تم ہو

اسی نعت میں جہاں وہ مسلمانوں کی عصری صورت حال پر تبصرہ کرتے ہیں ان میں پائی جانے والی نفاق، بغض اور کینے کی پیاریوں پر انہوں کا اظہار کرتے ہیں وہیں ان کے لیے ”واعتصموا بعجل الخبیثا ولا تفسدوا“ (۱۰۳:۳) کا قرآنی لائق عمل بھی تجویز کرتے ہیں جنہیں مستقل کے مضمون سے میں سر بلند و مقرر کر سکتا ہے اور اسی کما ممت کا عنوان ”اعروہ الوثقی“ (۵۶:۲) یعنی مضبوط مقررہ اور جیتے ہیں دیکھیے کس سہولت سے قرآن کے دو مختلف مقامات کی آیتوں کا ایک مصرعے میں سمایا جاوے ان کے باہمی رشتے کو کس انداز سے دریافت کیا ہے۔

تمہلوا عروہ الوثقی بسے واعتصموا بعجل اللہ

پھر اس ری کو بارود تمام ایچے کیوں نہیں تم ہو

افوٹ کا سنی تم کو ہا عایا ہے عیبر نے

تھر دل میں لیے پھرتے نفاق و بغض و کین تم ہو

یہ قول شورش کا شہرہ ”حضور سرور کا نکات“ سے انہیں جو عشق تھا وہ ان کی شاعری کی جان ہے ”اسی عشق رسالت مآبہ“ کا عکس ان کی نعتوں میں چاہا دکھائی دیتا ہے اور وہ مسلمانان ہند کی خلائی اور اغیار کی سر بلندی کا تجزیہ کرتے ہوئے اس صورت حال کو ان کی اپنی بے تعلیوں کا سبب قرار دیتے ہیں انہیں کفر کی پرچم کشائی کے جس پر وہ اپنی ہی کوتاہی عمل دکھائی دیتی ہے جس سے اسلامی ٹکریے پر ان کے غیر جزئی ایمان کا سراغ ملتا ہے۔

کفر اگر پرچم کشا ہے اس کے ہم میں فساد

سر بلندی میں قلم کے نشان کی قلم سے ہے

یہ زاویہ نظر ان کی نگاہ کو ماضی سے ہٹا کر مستقبل پر مرکوز کر دیتا ہے، حیات لازوال ماضی کے رشتے کو حال اور استقبال سے جوڑے دیکھنے میں نہیں۔ شبلی نے تو مسلمانوں کی ترقی ماضی کی طرف رجوع میں پنہاں کر دی تھی اور اپنی اصل سے وابستگی کے حوالے سے یہ بات درست بھی ہے لیکن ظفر علی خان جو دھری جگہوں پر ماضی اور اس کی روایات کا گہرا شعور رکھتے ہیں اور اس سے مدد لے کر ماضی کو مستقبل بنی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

عیش باز کرتے ہیں ہم ابتدا پر

ہمیں دیکھنا چاہیے انتہا کو

عمل گر ہیں تو ہم حشر کے دن

دکھائیں گے منہ جا کے کیا مصطفیٰ کو

یہاں دو ”کام دو“ اچھا ہے جس کا کہ ایک اچھا ہے ”کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملت کو اپنی انتہائی منزل پر دیکھنا چاہتے ہیں اور محض ماضی پرستی پر مطمئن دکھائی نہیں دیتے۔ روشن مستقبل کو پانے کے لیے وہ اپنی نیتوں میں جا بجا درست پروا دکھائی دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح عظمت اور نور ہمارے نہیں ہوتے اسی طرح اتنی اور وسیع ہمارے نہیں ہوتے اور عصر حاضر کی ماضیاتی کو چھائی میں بدلے بغیر اگلے وقتوں کی بلند بھتی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کا قوم کے بازو جب تک ہائیوں کی خلائی سے آزاد نہیں ہو سکتے پہلے کی ہی توانائی کے حامل نہیں ہو سکتے اس لیے وہ آزادی کی شہنائی کے تمنائی بن کر یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا میں کہ حشر سے خدا آئی

یہ مانجا ہیں یا رب مرمت کر ان کو چھائی

مٹا کر اگلے وقتوں کی بلندی ان کی ہمت کو

اور ان کے بازوؤں کو بخش پہلی ہی توانائی

ہائیوں کی خلائی سے انہیں آزاد کر یا رب

بچے ان کی حویلی میں پھر آزادی کی شہنائی

مولانا ظفر علی خان کے مجموعہ حمد و نعت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجلس دعا پر رک جانے والے نہیں بلکہ ان کے نزدیک مستقبل کی روشنیوں کو پانے کے لیے فکر و عمل کی دنیا میں انقلاب ضروری ہے۔ متعدد مکتوبات میں جب رسول اپنی اصل و اساس سے وابستگی، عصر حاضر میں خضائے جدیدہ کرنے کی ضرورت، نفسا نفسی اور خود پرستی کے اندھیروں میں اخوت کی طمعیں جلانے کی ضرورت، بیت شکنی، رسوم شرک و کفر سے نجات اور سرفروشی کی ضرورت پر زور دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی دعوت اپنے قاری کو اس قابل دیکھنے کی آرزو مند ہے کہ وہ جہازوں کو خشکیوں پر چلا سکے، عجم اور عرب کی رکابت کو مٹا کر انسانی اخوت کی بساط بچھا سکے اور اللہ کی زمین کو کلوں میں بانٹنے کی بجائے ایک انسانیت کا وطن بنا سکے چنانچہ وہ یقین افروز لہجے میں کہتے ہیں۔

انھاؤ نے دنیا کی گہروں کے احساں  
جہازوں کو پھر ٹھنکیوں پر چلاؤ  
مٹاؤ عجم اور عرب کی رقابت  
جہاں میں بساط اخوت بچھاؤ  
علم باجمہ میں لے کے دین بدی کا  
سرا جھل کا پھر اندلس سے ملاؤ

ان بلند مقاصد کے حصول کے لیے وہ آئی ہدایت **وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَبِئْسَ**  
**وَتَبَاطُ الْخَيْلِ تُرْجَبُونَ بِهِ (۶۰:۸)** کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہیں کہ کوئی بھی تبدیلی تیاری اور عزم و ہمت  
کے بغیر ممکن نہیں ہوتی اور باجمہ پر باجمہ دھڑے بھڑکے ناہو نے کا مطلب خود کو وقت کے بہتے سمندر کی گہروں کے حوالے  
کر دینا ہوتا ہے اس لیے وہ کھول دلاؤ آئی حکم کے مطابق اپنے مخاطب کو یقین کرے ہیں کہ۔

بِحُكْمِ اعْلَمُوا أَنَّهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ  
بڑھے جس قدر اپنی طاقت بڑھاؤ

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مستقبل اسی صورت میں ڈھراں ہو سکتا ہے جب انھیں آتش نواہی کی دولت میسر ہوگی اور  
حضرت انسان لبس للانسان الامامی (۲۹:۵۳) کی روشنی میں اپنی قوم کا زور بھر دے کرتے ہوئے  
محنت کو اپنا شعار بنائے گا وہ مستقبل کی مناسبت سے اپنی حضور حق میں اپنی تمناؤں کا انھما اس خرچ کرتے ہیں۔

الہی برق غیبت کی تڑپ مجھ کو ملا کر دے  
مجھ آتش زہر پا کو ساتھ ہی آتش نوا کر دے  
میری تقریر سحر آلود میں کر وہ اثر پیدا  
کہ اہل درد کے حلقوں میں اک محشر پٹا کر دے  
دیا ہے علم اگر تو نے تو ساتھ اس کے عمل بھی ہو  
کہ شرح لبس الانسان الامامی کر دے  
تمناؤں کا کہ خاک بند ہیں اکسیر مفتی ہے  
میری چٹوں کو چادرپ حریم مصطفیٰ کر دے

ان کی یہ تمنائیں اور دعائیں اسلام کی سر بلندی اور دنیا میں ماموس مصطفیٰ کے علم کی سرفرازی کے لیے ہیں  
۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان عالم کی بقا بھی اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کا نظریہ محفوظ ہے اور جب علم مصطفیٰ  
سر بلند ہے یہی ان کی تمنا ہے اور یہی ان کا نعرہ یقین۔

اتنی ہی آرزو ہے مرے دل میں اسے خدا  
اسلام کو زمانہ میں دیکھوں میں سر بلند  
دنیا میں سرنگوں علم مصطفیٰ نہ ہو  
ہم خواہ خود ذلیل ہوں اور خواہ ارجمند



اس سر بلندی کی کچھ شرائط کی طرف اشارہ طور بالا میں ہو گیا ہے کچھ مزید صفات ہیں جنہیں مستقل کی بنا کی کے لیے جنہیں وہ ضروری سمجھتے ہیں اور جن کا تعلق عمل و کردار ہی سے ہے وہ آبا کی اذنی تھیکہ کہ ترک کر کے زندگی کوئی نیکو سے دیکھنے کی جانب متوجہ کرتے ہیں خالق کائنات کے دروازے کے سوا تمام دروازوں سے امید کا رشتہ توڑ لینے کی نصیحت کرتے ہیں اور ظلیل اللہ کی طرح بت پرستی کے ماحول میں بت شکنی کے شعلے کی ضرورت پر زور دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

ترک کر تھکید آبا بن ظلیل اور بت کو توڑ  
ما سوا کو چھوڑ رہت العالمیں سے رشتہ جوڑ  
باد کر بھولا ہوا والبرخیز فلانہجر کا سبق  
شرک کی رسموں سے باز آ کر کی رعبوں کو چھوڑ

والبرخیز فلانہجر (اورنا پاکی سے دور رہو ۷۳:۵) کا سبق دل دلا نا بجائے خود ان کی اصل اساس کی طرف دھوکہ کی نشان دہی کرتا ہے جو ہندو کو شرک و بت پرستی کی برفوں سے نجات دینے کا دعوت دیتا ہے ان کے ان خیالات سے یہ گمان نہ کر لیا جائے کہ وہ دنیوی زندگی کے مطالبات سے غافل ہیں یا نعمتوں میں ان کی دھوکہ محض ایک طرف ہے نہیں! وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرح جس کا اظہار فی الذلہ خیر حسنہ و فی الایجر (دنیا میں اچھی نعمت ملاحظہ فرماؤ اور آخرت میں بھی نعمت بخش ۲۰۱:۲) کے الہامی الفاظ سے ہوتا ہے دین اور دنیا دونوں کا آمیزہ چاہتے ہیں لیکن ان کا ناویہ نگاہ ان دونوں میں ایک ترتیب ضرور قائم کرتا ہے وہ پہلے دین اور پھر اس کے شکر کے طور پر دنیا کی ترتیب ہے۔

فانشئ الذیل آن سے دے گا میری روح کو نشو و نما  
الہوم لیلا آن سے ہو گا میری اقامت کا معمول  
دین بھی ہو جائے مجھے حاصل دنیا کی بھی مراد ملے  
کوئی چشم عینیت مجھ پر ہو جو عینیت کا مہذول

گویا ان کے نزدیک دین اور دنیا کی کاسمیائی کوئی چشم عینیت نبی ہی سے ممکن ہے اور اس کی اہلیت دین کے ان احکام میں ہے جن کا علم ہمیں نبی کی میراث اور قرآن حکیم کی تعلیمات سے ہوتا ہے مندرجہ بالا اشعار میں جس قرآنی آیت کی بھیج استعمال کی گئی ہے اپنے ایک جملے میں اس کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے کہتے ہیں:

”ان فانشئ الذیل ہی انشد و منا و اقوم قبلا ما کا الھما عبادہ باری کے لیے مشکل اور وقت طلب ہے لیکن پانچ وقت کی نماز اور قرآن پھر جس کی نسبت کسان منسوب دا قرآن کریم میں آیا ہے کچھ مشکل نہیں۔ اس پر التزام کے ساتھ عامل ہو“

یہاں جملے کے آخر میں جس قرآنی آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ پوری آیت اس طرح سے ہے اقم الصلوۃ لذلوقت الشمس الی غروب الیل و قرآن الفجر۔ ان قرآن الفجر کسان منسوب دا۔ نئی اسرائیل ۷۸

قائم رکھنا نماز کو وقت طلوع سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا۔ بے شک قرآن پڑھنا فجر

کا ہوتا ہے رو برو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

منہ بجا بالا اشار میں دو فنا شستہ الثیل اور افسوس قلیل پر عمل کا مادہ ظاہر کرتے ہیں بلکہ اپنی جانب اشارہ کر کے اپنے قاری کی قوت عمل کو بھیج کر کہتے ہیں موفی الذکر آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولانا عثمانی نے لکھا ہے "حدیث میں ہے کہ فجر و عصر کے وقت دن اور رات کے فزشتوں کی بدلی ہوتی ہے لہذا ان دو وقتوں میں نفل و نہار کے فزشتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو ہماری قیامت اور فنا ان کے رو برو ہوئی جو مزید برکت و سکین کا موجب ہے اور اس وقت اوپر جانے والے فزشتے خدا کے ہاں شہادت دیں گے کہ جب گئے تب بھی ہم نے تیرے بندوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب آئے تب بھی۔ اس کے علاوہ صبح کے وقت یوں بھی آدمی کا دل حاضر اور مجتمع ہوتا ہے۔" (تفسیر عثمانی طبع سعودی عرب ص ۳۸۵)

مولانا کے نزدیک ان صفات سے متصف ہونے والے اللہ کی جانب سے انعام و اکرام کے حق دار قرار پاتے ہیں ایک نظم جس کا عنوان ہی من کان للہ کان اللہ لہ تجویز کیا ہے ارشاد ہوتا ہے

یثرب سے آئے بھی یہ صدا گوئی سنو  
وہ جو خدا کے ہو گئے ان کا خدا ہوا  
جب خدا ان کا ہو جائے تو پھر عرب و عجم پر غلبے کا انعام ملتا ہے ملاحظہ ہو۔

عجم ہے میرا عرب ہے میرا جہاں میں جو کچھ ہے سب ہے میرا  
اگر مسلمان تھ ہے میرا تو بول ہو گا مرا ہی بالا  
یہ خیال ان کے ہاں بار بار جلوہ گر ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ کی غلامی دونوں جہانوں کی سرداری عطا کرتی ہے چنانچہ کہتے ہیں۔

غلامی کر محمد مصطفیٰ کی

گمائی چھوڑ دے سلطان ہو جا

جہانگیری اور سلطانی کا راز کہاں پوشیدہ ہے دھتاتے ہیں۔

جو کرنی ہے جہانگیری محمد کی غلامی کر

عرب کا نان سر پر رکھ خدا وند عجم ہو جا

ہو ترکش سرور کی مانند اگر باطل نکالے سر

اگر حق آگے آئے مادہ نو کی طرح غم ہو جا

لیکن یہ غلامی جان مال عزت و سب پر فائق ہونی چاہیے جیسا کہ ان کے شہداء و اشار ہیں۔

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور نماز اچھی

عمر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر

خدا شہد ہے کمال میرا ایمان ہو نہیں سکتا

وہ چاہتے ہیں کہ ان کا عصر جس گرداب میں مبتلا ہے اس کی بربر مروت میں بہکڑوں طوفان نہیاں ہیں اور

جس کی جناب میں گستاخی، شیعہ بھی گوارا نہیں تھی وہ آق ذیل و خوار ہے لیکن اس احساس کے ساتھ انہیں اعتماد ہے کہ  
 درو کا دریاں اسی ذات گرامی کے در کی گدائی سے حاصل ہو سکتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جھگڑ مصطفیٰ کے ہاں گدایا نہ جائے گا  
 دوسرے پر تاق مہیشکی پائے گا چنانچہ وہ جناب رسالت میں عرض پر داز ہوتے ہوئے امت کے تاق کے لٹ جانے کی  
 شکایت کرتے ہیں اور وہ قوم جس کی نسبت ایک زمانے سے خراف و سول کرتی رہی آق سر چھپانے کے لٹکانے سے بھی  
 محروم ہے اس لیے وہ یوں عرض پر داز ہوتے ہیں۔

سنگروں طوقاں ہیں پنہاں جس کی اک اک موت میں  
 اس سمندر سے مسلمانوں کا بڑا پار کر  
 جو سزا چاہے انہیں دے لے کہ ٹوٹا ہوا ہے  
 لیکن لہوں کو نہ غیروں کی نظر میں خوار کر  
 بندہ کو بھی اے خدا تہ غلامی سے بھرا  
 اپنے گھر کا ہم کو بھی مالک بنا، بخار کر

اس مقصد کے لیے امت کو انہی مادہ دہائی کی ضرورت ہے جو اسے منزل آشنا کر دے اگر ایسی راہ دہائی مل  
 جائے تو ماضی بھی کامیابیوں کے راستے آق بھی کھلے ہیں شرمادھی ہے کہ امت کے ماتھے سے حضور خواجہ پیرپ کے  
 دروازے کی چند کھٹ بکشان مٹنے نہ پائے۔ چنانچہ وہ خاندان ماست کے شماروں کو تلاش کرتے ہیں، مجدد سلف کے قدح  
 خواروں کی جستجو کرتے ہیں، پناہ مدینہ کی بادہ شینہ کے مستوں کے جو یاد کھائی دیتے ہیں۔

مسی امت لم یزل ہے چمن رہی ہیں آق بھی  
 اس کی قامت سے شاپ رفتہ کی رعنائیاں  
 رہنما گم کردہ رہ ہیں ورنہ زبرد پھاند جائیں  
 آق بھی جبرائیل بھی ہزاروں کھائیاں

ان کی نعتیہ کاٹھ رسول اللہ کی فالہانہ محبت سے شروع ہو کر رجائیت پر ختم ہوتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی نے درست  
 کہا تھا کہ وہ قیامت کے دن اپنی غیر خانی نعتوں کے باعث بخشے جائیں گے مولا کی نعت گوئی کے متعدد پہلو ہیں  
 لیکن ہم نے صرف ایک پہلو کی جانب توجہ نہیں کی تھی کہ مذول کرمائی ہے جو امید اور رجائیت سے عبارت ہے انہی کے  
 ایک شعر پر ان گزار شاہ کا ختم کیا جاتا ہے۔

تجہ لڑکیوں ہے اے دل کہ یہ شب ہر بھی ہوگی  
 ہے ابھی اگر اندھیرا تو کبھی عمر بھی ہوگی

☆ ☆ ☆ ☆



## احمد انور کی اسلامی خطاطی

جب بھی اس شاعری کے حوالے سے کی جاتی ہے تو میں برملا ایک ہی رائے کا اظہار کرتا ہوں کہ غزل ہو یا نظم کہنا آسان، بحر و ردیف، نفاص و رفعت کہنے کا عمل از حد دشوار بلکہ کسی ہلے رابطہ پر سے گزرنے کا عمل جیسا ہے کہ ڈراما نویس کے انتخاب میں لغزش ہوئی شاعر جذباتی ہو گیا تو ہلے بھر میں شرک کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی میری رائے اس وقت ہوتی ہے جب اساتذہ مصوری کی ہو۔ مصوری کے سارے مکتب فکر، ساری جہتوں پر اسوائے قرآنی آیات کی کیلی گرافی کے مقصور کو کھلی چھوٹ ہوتی ہے اسے سوائے اپنی مہارت دکھانے کے کسی اور امتحان سے گزرنا نہیں پڑتا تاہم اساتذہ قرآنی کیلی گرافک آرٹ کی ہوتو اسے چنت کرنے میں مصور کو حد درجہ محتاط رہنا پڑتا ہے۔ قرآنی آیات کا اپنا ایک تقدس ہے اسے اسی تقدس کے ساتھ الفاظ کی تلاش و رنگی کے ساتھ کیوں پرانا مانا پڑتا ہے۔ اسے برستے میں لغزش کسی بڑی مزا کا پیش بخیر ہو جاتی ہے۔ اس تناظر میں احمد انور کی کیلی گرافک پیشنگز دیکھ کر قلب میں طمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان کے کام کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کیلی گرافی کرتے ہوئے احتیاط اور احترام کے سارے پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر کیلی گرافی کا عمل دہرایا۔ احمد انور نے جہاں جہاں فی ضرورت کے تحت قرآنی آیات کو دائروں میں، قوسوں اور گروہوں میں نقش کیا وہاں بھی تمام احتیاط سے کام لیا ہے۔ یہ کام اتنی مہارت سے رنگوں میں قید کیا گیا ہے کہ ان کو پڑھنے اور دیکھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ یہ سارے کام اساتذہ عمل پر ادماست ابلاغ کرتا ہوا دیکھنے والے کی آنکھ سے گزرتا ہوا جزو جہاں ہو جاتا ہے۔ یہ سارا عمل، روحانی عمل کی صورت احمد انور کے اندر آنکھ کھول ہے، انگڑائیاں لیتا ہے، اپنے ہونے کا احساس دلاتے ہوئے دماغ اور درش و باطن کو متحرک کر کے کیوں پر پھیل جاتا ہے۔ آنکھوں کو ہوا یا زکھر، کسمیڈ یا کاجادو ہوا یا پھر ماربل پر ابھرے حروف، پلاسٹک آف جڑیں ہو یا گلاس پر چمکتے دیکھے کندہ حروف (Glass Etching)، اسٹیل ہو یا کولڈ براس، خط کوئی ہو یا خط نستعلیق، سبھی میں احمد انور کا کیلی گرافک کام پھیلا ہوا ہے۔

احمد انور نے پوائنٹ فریم (فٹا سے ترتیب دی جانے والی پیشنگز) پر بھی کام کرتے ہوئے اپنی مکمل مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ ان کی پیشنگز میں جاذبیت، تازگی، زندگی کے بحر پورناثر کے ساتھ ملتی ہے۔ ان کی تصاویر ریالٹک آرٹ کی ذہنی نگاہ کی کرتی ہیں۔

احمد انور نے 1980ء میں کراچی سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف آرٹ اینڈ کرافٹ سے فائن آرٹ میں ڈپلوما کی سند حاصل کی۔ سٹاکہولم سے نیکسٹل ڈیزائننگ کالج میں بھی کیا۔ 1983ء میں پنجاب آرٹس کونسل لاہور میں ان کی سولو ڈسٹنکٹ جو زیادہ کیلی گرافی پر مشتمل تھیں کی ڈانس ہوئی۔ دوسری ڈانس 1983ء ہی میں کراچی میں پاکستان امریکن گیلری میں گل جی کے ہاتھوں افتتاح کے بعد منعقد ہوئی۔ حال ہی میں احمد انور اپنی مختلف اقسام کی ڈسٹنکٹ ڈانس ترکی، ایران، الجزائر، مانیوان میں کر کے واپس اپنے اور انہوں نے لکچر بھی دیے۔ مستقبل قریب میں ڈانس، تپس، الجزائر ترکی، مانیوان میں ڈانس کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احمد انور نے ان ڈانسلوں کے تظاہر میں بتایا کہ پاکستان میں روایتی کیلی گرافی اتنی زیادہ فروخت نہیں ہوتی۔ آرٹسٹ لحاظ سے انہیں مرصع (Decorative) کہا جاتا ہے۔ جس طرح سے پہلے محنت لکھی جاتی تھی اب کسی نئی نسل کے بچے سے محنت کا سوال کیا جائے تو اسے اس کا علم ہی نہ ہوگا۔ اب تعلیم مشن نہیں کرشل لحاظ سے پہلے کے تحفہ دی جا رہی ہے۔ اس سے اس میں علم دوستی، ادب پرستی، مصومہ شناسی سب فہم ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں کیلی گرافک کام کی نئی سائنس کی جاتی ہے نہ ہی اسے خریدا جاتا ہے لیکن باہر کے ممالک میں ہماری ڈسٹنکٹ خریدی جاتی ہیں، ہر ابا جاتا ہے جیسا کہ میں نے الجزائر میں ملی ایچ کی ورک شاپ کی ہے۔ Skip کے ذریعے آرٹ کے طلباء کو آرٹ کے بارے میں آگاہ کیا میں نے کیلی گرافک کام کرتے ہوئے اسے مرصع Decorative کرتے ہوئے خیال رکھا ہے کہ روایتی خطوط کے ضابطے سے نہ ہٹا جائے۔

احمد انور نے اپنی کیلی گرافک ڈسٹنکٹ میں انتہائی مہارت کے ساتھ کھراہیں (Arches) دائرے، ہلال، گھوڑکا درخت، دروازے، سورج، گنبد، کی افکار کو ایک استعارے کی صورت استعمال کر کے اپنی ڈسٹنکٹ کو معنوی لحاظ سے ایک انفرادیت بخشنے کی کامیاب کوشش کی اس کے ساتھ ساتھ رنگوں کے انتہائی متناسب برکت استعمال نے اس کے ظاہری تاثر کو پرتا شیر کر دیا جو دیکھنے والے کی نگہ پر بارشیں گزرتا بلکہ خوبصورت تاثر چھوڑتا ہوا گذر جاتا ہے۔ احمد انور کی کیلی گرافک کا زیادہ تر کام مذہبی میں کیا گیا ہے۔

کیلی گرافی سے بہت کر جب ہم احمد انور کی دیگر ڈسٹنکٹ پر نگہ کرتے ہیں تو سب سے نمایاں خوبی رنگوں کا برجستہ برعمل استعمال اور برش کا عمل جاہل اسٹروک ہے۔ انہوں نے مختلف رخ پر مثلاً آئل اینڈ واٹر کالر، نیکسٹل ڈیزائننگ، گلاس اچینگ (Glass Aching) پن اینڈ فیل، اسکیچر (Sculpture) گرافک ڈیزائننگ، سکریچ پر چٹنگ پر اپنی مہارت آزمائی ہے۔ تجربہ کی آرٹ (Abstract Art) پر عنوان انسان کا مسائل سے دوچار ہو جانا موضوع پر چٹائی گئی ڈسٹنکٹ میں نیم ہلالی ساخت کے دائروں سے تشکیل شدہ ڈسٹنکٹ کو ان کا پرانا کام ہے مگر اب بھی اثر رکھتا ہے۔ احمد انور دنیاوی طہر پر ریالٹک آرٹسٹ ہیں۔ البتہ آرٹ کی طرف کیوں متوجہ ہوئے اس کی وجہ بتاتے ہوئے احمد انور نے کہا کہ "میری تصاویر جنہیں بگھنے میں وقت محسوس ہوا اور ان میں تخلیقی رجحان نہ ہو بلکہ رنگوں کے

اٹے سیدھے ریش مار کر کیوس کو بھر دینا ایسٹرکٹ آرٹ سمجھا جاتا ہے اور ایسی ہی پیسنگز کو آرٹ کا بہترین نمونہ سمجھ کر پسند بھی کیا جاتا ہے اور خرید بھی جاتا ہے۔ خرچہ نہ والے اسے اپنے ڈائننگ روم میں سجا کر فخر بھی محسوس کرتے ہیں اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ان پیسنگز کی وضاحت بھی کی جاتی ہے۔ ہمارے پاس ایسے یہ ہے کہ لوگوں میں مصو مانہ شعور نہیں ہے اور Fake کام پسند کرتے ہیں۔ ایک سیلنگ آرٹسٹ کی ایسی پیسنگز جس میں ملک کے منظر ہونے والے کو تصویر پر بھرا ہوا دکھائی دیتی ہو تو اسے اس میں پیسنگز ہوں تو اسے کوئی نہیں خرچہ نہ ہی سرکاری سطح پر اس کی کوئی پذیرائی ہوتی ہے نہ ہی خرچہ اجاتا ہے نہ ہی مصور کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مصور مجرہ کی آرٹ کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ احمد انور کا زیادہ کام ہمیں ڈائنگ روم میں ملتا ہے مگر اس خوبی کے ساتھ کہ یہ اتنی آسان مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ پیسنگز ڈائنگ روم میں ہیں یا آئل گلاس میں۔ احمد انور نے ہمارے مصور ہاکر HATKAR سے مجسمہ سازی (Sculpture) سیکھی تاہم اسلامی ماحول کی وجہ سے اسے ایک خاص دائرے تک محدود رکھا۔ احمد انور ”عبدالرحمان چغتائی“ ”مائیکل انجینو“ اور ”ڈوین احمد“ سے متاثر ہیں مگر خوش کن واقعہ یہ ہے کہ ان کی پیسنگز میں ان سے متاثر ہونے کا مکمل نظر نہیں آتا۔ احمد انور نے اپنے تخلیقی وجد ان سے اپنی پیسنگز کے رنگ بھارے ہیں اور یہی ان کی کامیابی اور جینون آرٹسٹ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ احمد انور نے دیہی اور دور دراز علاقوں کے کم نام مصوروں کو متعارف کرانے کے لیے ”آرٹ بینک“ قائم کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ احمد انور نے مصوری کے حوالے سے مختلف اقسام کا مواد جمع کر رہے ہیں۔ یہ کام اگر کامیابی کے ساتھ مکمل ہو گیا تو یقیناً آنے والے وقت میں مصوری پر تحقیق کرنے والوں کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆

## براہوتی ادب میں نعت نگاری

رب کا نکات جل شانہ نے نبی عالی مقام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا۔ آپ کے تشریف فرما ہونے سے قبل اس جہاں آب و گل پر جہالت کا گھناؤنا اندھیرا چھلا ہوا تھا۔ جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے تو نیکیوں اور خوش بختیوں کا خزینہ اور بد چلتی، بد اعتقادی اور بد اندیشی کے خاتمے کے لیے نور ہوتا تھا لائے۔ منابر میں کا نکات عالم میں رحمت اللعالمین حضرت محمد سے بڑھ کر حسین انسانیت کا نمونہ کسی ہستی میں نہیں دیکھا جا سکا۔ چنانچہ اللہ رب عزوجل کا اپنی مخلوق کا پر عظیم ترین احسان و انعام حضور اکرم کی بشت مبارک ہے اور آنحضرت کی کے ذریعے ہمیں تو حید تک رسائی اور عبادت کے خالص طریقوں سے آشنائی ہوئی۔ لیکن ہم مقصد بشت سے اس وقت تک شناس نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہم پر نبی کریم کے اوصاف و خصائل مبارک کے قطف کو شے مکشف نہ ہوں۔ نبی ثلث الوری کی سیرت پاک تمام بشریت کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ چنانچہ دنیا کے سب سے بڑے انسان کی مبارک زندگی کے جس پہلو پر نظر ڈالیں وہاں اسوۂ حسنہ کا مظہر ہے۔

نبی کریم سے عشق و محبت کو نعت کے لوازمات میں بنیادی و اساسی اہمیت و حیثیت حاصل ہے۔ نیز اس میں کوئی کلام نہیں کہ "نعت" کا مرکزی موضوع حضور کی مدح و ثناء ان کی توصیف و ستائش اور ان سے دار فانی کی دار کمال کی کیا کا اظہار ہی ہے!

"نعت" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "وصف" کے ہیں۔ وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ "وصف" بیان کرنے والے کو "ناعت" کی اصطلاح بخشی گئی ہے۔ اسی طرح اس کی جمع "نعاۃ" ہے۔ بقول عربی شاعر:

انجھانی من نعلھا

ترجمہ: میں نے اس کی تعریف کی ہے۔ میں اس کے ثنائوں میں ہوں۔

ادب کی اصطلاح میں نبی مجتہد حضرت رسالت مآب کے اخلاق و سیرت سے متعلق خاص و خوبوں کا کمال عقیدے سے ذکر اور نہایت فراوانی و شگفتگی سے اظہار شعریت کو "نعت" سے موسوم کیا گیا ہے۔ نعت کے لیے کسی مخصوص وزن یا بحر و وزن کا پابند ہونا لازمی نہیں۔ حضور کی مدح و ثناء کی صورت میں ہو یا غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، مثلث، جنس ہو یا سہرہ کی صورت میں اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعت کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار و مدار اس کے جس مضمون پر ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نعت کوئی، نعت نگار سے متقاضی ہے کہ وہ نعت لکھتے ہوئے حدود و ضوابط کی پاسداری کرے۔ چنانچہ اس ضمن میں معروف نعت نگار ممتاز حسن کہتے ہیں:

"ہم ایک اہم مسئلے پر غور کریں جس کی نزاکت اس کی اہمیت سے کم نہیں یہ مسئلہ ذات و صفات کا ہے۔

جو خدا اور رسول دونوں میں مشترک ہے۔ اگرچہ خدا معبود ہے اور رسول عبد۔ مگر اپنے اپنے مقام پر دونوں وعدہ لاشریک ہیں۔ شرک دونوں جگہ گناہ ہے۔ شرک فی اللہ بھی اور شرک فی الرسول بھی!!

اسی طرح کہا گیا ہے کہ ایک اچھے اور ماہر نعت گو کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ خدا و نعت کے درمیان حد فاصل قائم رکھے۔ مہادانا خواہنگی میں نبی با سعادت کی ذات باریکات سے کوئی ایسی صفت وابستہ ہو جو درحقیقت صفت باری تعالیٰ کے ذمہ میں شامل ہے۔ لہذا یہ نہایت مازک عمل ہے کہ ذی ماسی بے احتیاطی اور غفلت سے آوی گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ:

بَا خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "نعت" کا لفظ نبی کریم کے وصف میں سب سے پہلے کہا اور کس نے استعمال کیا؟ اس ضمن میں سید فیہ الدین اشفاق نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ لفظ سب سے پہلے حضور اکرم کے وصف کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے استعمال کیا جس کا الفاظ یوں ہیں:

ترجمہ: "آپ پر پاک یک جس کی فکر پڑتی ہے وہت کھا جاتا ہے، جو آپ سے تعلق برحقا ہے، محبت کرتا ہے۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے کہ آپ سے پہلے نہ آپ کے جیسا دیکھا اور نہ آپ کے بعد آپ جیسا دیکھا۔"

لیکن بعض محققین کا خیال ہے کہ سب سے پہلی نعت حضور کے بعد آپ کے دادا ابراہیم المطلب نے آپ کو بیت اللہ لے جا کر کئی علاقہ وازیں آپ کے چچا ابو طالب نے بے شمار پیش کیں۔

علاقہ وازیں چند علاقے کرام و مفسرین نظام نے اس آیت:

ترجمہ: "اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے ویلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے۔" (پ ۱، ع ۱۱) کی تفسیر میں سب سے پہلے نعت اور تو سیف نبی کے کلمات کا ذکر تو راسخ سے اخذ کی ہیں:

"اے اللہ ہماری مدد فرما، اس نبی پاک کے وسیلہ سے جو آخر زمانہ میں بھیجے جائیں گے جن کی نعت اور صفت ہم تو راسخ میں پاتے ہیں۔"

مندرجہ بالا مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نعت کا لفظ حضرت علی کی زیر بحث روایت سے بہت پہلے یہودی دعاؤں میں بھی آپ کی مدح و توصیف کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جب نبی پاک مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مدینہ کے ابلاٹان نے علی العموم جبکہ کسین بچوں نے بالخصوص دف بجا کر آپ کا والا شان استقبال کیا اور آنحضرت کی شان میں نعتیا شعار کہے۔

دربار رسالت کے مامور شاعروں میں سب سے ممتاز حیثیت حضرت حسان بن ثابت کی ہے۔ انہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنی تمام تر شاعرانہ صلاحیتوں کو نبی اکرم کی مدح و ماسلامی موضوعات اور تبلیغ دین کے لیے وقف کر دیا۔ اس دور سے لے کر آج تک لاکھوں اور کروڑوں مسلمان اور دیگر مذاہب کے انسانوں نے آپ سے دلی ہنگامی اور عقیدت کے اظہار کے لیے آپ کی شان میں نعت گوئی کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔

عربی، فارسی اور اردو شعرا کی طرح براہوئی شعرا نے بھی حضور سرور کائنات کی بارگاہ اقدس میں بڑی فارغی سے عقیدت کے پھول نچا دیے ہیں۔



**لوگ شاعری:** براہوئی قدیم شعراء نے اپنی مثنوی، داستان اور منظوم حصوں کی ابتدا احمد اور نعت سے کی ہے چنانچہ ”مثنوی ماہگل“ براہوئی زبان کی قدیم ترین مثنوی ہے اس میں شاعر نے آغاز حمد سے کیا اور پھر کچھ نعتیہ اشعار بھی کہے۔

بلاشبہ حمد کی طرح نعت بھی دیگر زبان و ادب کی طرح براہوئی ادب کی قدیم شعری صنف ہے۔ قدما میں اپنے دواوین و مشروبات اور مجموعہ ہائے کلام میں حمد کے بعد نعت کا التزام ہوتا رہا ہے۔ مقصد یہ کہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثناء اور توسیف و تعریف کے بعد کائنات میں جس بستی کی افیوں و عذوبتوں سیف بیان ہوئی یا ہو رہی ہے، وہ حضرت محمدؐ ہی کی ذاتِ اقدس ہے۔ یوں تو براہوئی زبان کے تقریباً ہر شاعر نے کچھ نعتیہ اشعار ضرور کہہ رکھے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر چند اہم شعرا کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

**مولانا ملک ماہگانی:** غرضین قبیلہ سے متعلق تھے۔ میر نصیر خان نوری کے دربار سے منسلک ہوئے۔ ان کی منظوم کتاب ”تختہ العجایب“ یکم ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ بمطابق ۱۳ جولائی ۱۷۶۰ء کو لکھی گئی جسے مولانا ہوجان نے چند اصلاحوں کے بعد ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں پہلی مرتبہ شائع کر لیا۔ تصنیف مذکور میں شاعر نے سرکار دو جہاں حضرت محمدؐ کے حضور اپنی دل بستگی میں بیاں کی ہے:

ترجمہ: ابتدا میں پیدا کیا نور نبیؐ کا  
پھر ظاہر کیا احدی کو اپنا  
برکتوں کا حاصل ہمارے نبیؐ  
اس جہان کائنات کے حق مبین ہیں

**مولانا عبدالغفور غفاری:** پیدائش ۱۸۷۸ء۔ وفات ۱۹۳۳ء۔ متعدد کتب کے مصنف و نثری ہیں۔ مثلاً القادۃ المصلیٰ (عربی)، سلسلہ قبلہ و شہداء، فتویٰ درغنائی، تختہ العوام، کواخباہر شائک شریف وغیرہ۔

”شائک شریف“ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۰۷ء میں زبور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ جس میں جناب نبی پاکؐ کے شائک و خصائل کا بیان ہے۔ نعتیہ شعر حسب ذیل ہے:

ترجمہ: کھڑی کے چالے سے کھڑی کی آوازوں سے تیری ثنا  
تو رات و انجیل نے دی گواہی ہمارے باد کی تشریف لائے ہمارے  
نبیؐ، پیارے نبیؐ ذرہ ذرہ کرے ان کی ثنا

**مولانا علی بیہاں بکھرنی:** ۱۲۶۷ھ۔ بمطابق ۱۸۵۱ء۔ مستونگ کے قریب پنجو کے مقام پر تولد ہوئے۔

۱۹۰۷ء میں طاعون کے مہلک مرض کے باعث انتقال کر گئے۔ تصانیف میں عمدہ البیان، ماسح البلوچ، تختہ العراشب، فیضت نامہ۔ ”ماسح البلوچ“ کی اشاعت ۱۹۵۷ء میں عمل میں آئی۔ نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

ترجمہ: پاک نبیؐ تشریف لائے، احوال لے کر آئے  
امر و نہی کرتے ہیں ہم بھی کریں ہر وہی مالک کی  
جہر نکل ان کے پاس آئے آسمانوں سے  
پیغام مولا کا لائے کریں ہر وہی مالک کی

اسی طرح موصوف کی دیگر تصانیف ”تھکے انفرادیت“ اور ”عہدہ البیان“ میں بھی نئی اکرام کی شان میں نعت پیش کی گئی ہے۔

**مولانا حالی عظیمیہ چٹوٹی:** قصہ ”چٹو“ میں لکھا ہوئے اسی نسبت سے ”چٹوٹی“ مشہور ہوئے۔ مولانا نبی جان کے فرزند تھے۔ تصانیف میں مغرب اقلوب، گلشنِ راضیہ، تھکے، تحلیل، شہد شفاء، غیرت الاسلام، جوشِ حبیب، عہد اقلوب، عہد العشاق اور ذرا لپیچ معروف ہیں۔

جملہ تمام تصانیف کی ابتدا حمد و نعت سے کی ہے، یہاں گلشنِ راضیہ سے بدیہ نعت بطور نمونہ تحریر ہے:-

ترجمہ: مولا نے دی شانِ اعلیٰ، آنکھوں کی خندک بڑھنے لگی  
اور کوئی آن کا لانی نہیں، آنکھوں کا نور محمدؐ ہیں

**مولوی عبدالہادی:** ولدیت: حاجی نبی بخش لاٹو، جند زئی، ساکن: سورنگ پور چستان۔ چند تصانیف کے نام حسب ذیل ہیں: تھکے، گلدستہ، گلدستہ، میدانِ محشر، گلزارِ جنت و غیرہ۔ مصنف کی تمام تصانیف کی ابتدا نعت سے ہوتی ہے۔

ترجمہ: آپؐ حشر کے دن شافی ہوں گے، شفاعت اپنی امت کی کریں گے

حشر کے میدان میں، جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا

آپؐ شافی ہوں گے، شفاعت اپنی امت کی کریں گے

**میر مراد علی سیستانی:** علوم تحقیق سے ہستی کی دو تصانیف کا پتہ چلا ہے۔ ان کی پہلی کتاب ”گلکھس ہلو چستان“ ۱۹۳۶ء میں چھپی جبکہ ”مکراہ نامہ“ ۱۹۵۸ء میں البرٹ پریس کوئٹہ سے شائع ہوئی۔ ان کی دہائی الذکر کتاب سے حضور پاکؐ کی شانِ عالی میں مذرا نہ عقیدہ کا نمونہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: امتیٰ زیاد کر رہے ہیں، یا مصطفیٰؐ

زیاد کرتے ہیں اے دلیر خدا

وسیلہ کریں، اما اور کوئی نہیں

حیرے سا کوئی نہیں زیاد بخنے والا

**پروفیسر نیرفتی:** متحدہ دکنوں کے مصنف ہیں ان کی شاعری کی پہلی کتاب قیام پاکستان کے دوسرے سال

یعنی ۱۹۴۸ء میں ”بازارِ سخن نیرفتی“ کے نام سے جبکہ دوسری تصنیف ۱۹۷۷ء میں ”نہر و وفا“ کے نام سے شائع ہوئی۔ ان کی تخلیق ”نہر و وفا“ سے اقتباس:

ترجمہ: میرے مولا نے کی ہے مہربانی

ہمیں بخش دی حضورؐ کی رعنائی

جہاں میں بڑی آن کو عزت دی

معراج پر بلا کر شرف بخشا

**علی گل لکھوی:** اردو نویس قلم کاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ان کی بہت ساری مطبوعات شائع ہوئیں۔ متحدہ کتب موصوف کی وفات کے بعد طباعت کے زیرِ سر آنا سہ ہوئیں۔ سچ عاشق رسولؐ تھے۔ روئے

المیر پر حاضری دیتے اور نعت لکھتے رہے۔ ”سیرت النبیؐ“ اور ”تاریخ الاسلام“ کو چار جلدوں میں شائع کر لیا۔ دیگر مطبوعات میں گلشن مصطفیٰ، جذب الفقراء، تحفہ الفقراء، جگہ ستہ و نوشلوی، قاعدہ نوشلوی، مہربانے نوشلوی، تحفہ و نمان قلات، تحفہ الرئیسانی، قصیدہ و شاہ فیصل، قصیدہ و شاہ حسین، قصیدہ و کما قذافی، پر سکنا دور تاریخ قتیہ، امت مسجد نبوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ خلیفہ صاحب کی تخلیق موسومہ ”تحفہ ایلوچی“ کی پہلی اشاعت ۱۹۳۶ء میں ہوئی جبکہ دہرائی اگست ۱۹۷۲ء کو شائع ہوئی جس میں نعت مجا نے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی ہے کہ نبی اکرم کے روحہ و اقدس کی جس نے بھی زیارت کی بھوساں کے لیے نبی پاک کی شفاعت واجب ہوئی:

ترجمہ: کہتے ہیں تم پر سلام اے سرور  
بعد از خدا تیرا نہیں کوئی ہمسر  
روحے کی حاضری کا وعدہ ہے  
شفاعت کو آپ کی واجب گردانتے ہیں

مولانا ساحل ڈگری سنگا: براہوئی نظم میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی تصنیف ”یوسف زینا“ کئی جلدوں میں مختصر عام پائی۔ دیگر تصانیف میں ”شہادت شریف، جنگ محمد حنیف“، جنگ زینون، گفتار عاشق، جنگ امامہ حضرت علیؓ، کان فیرہ، شہرہ کی حامل کتابیں ہیں۔ شہادت شریف ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی جس میں نبی اکرم کی توصیف و تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

ترجمہ: حضور آپ ہمارے سب کچھ ہیں  
علیک الصلوٰۃ علیک السلام  
ہم مل کر کرتے ہیں عام  
ہزاراں درود و ہزاروں سلام

حاجی محمد عرفان شمیم: شیرین آب (کچنی) سے تعلق ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں مثلاً جماعت العوام، تحفہ المؤمنین، غزالیہ عمر، نماز اللہ، ماغب المسلمین، مشہور تصانیف ہیں۔ ”ماغب المسلمین“ ۱۹۵۷ء میں نکل اور ۱۹۵۸ء میں زبور طہارت سے آراستہ ہوئی۔ کتاب مذکور میں اصحاب اکرام رضوان اللہ علیہا جمعین کی دین متین کے لیے تکالیف برداشت کرنے کا ذکر ہے جس میں نعت شریف بھی شامل ہے۔

ترجمہ: نبیؐ پر ہمیشہ درود سلام  
علیٰ کل امل و بیت کرام  
مالک نے خود ان کی تعریف کی  
ہم بھی کرتے ہیں توصیف ان کی

مولانا محمد عرفان پوری: سنگھوئی قبیلہ کے دیار زئی شاخ سے تعلق تھا۔ کئی تصانیف کے خالق تھے۔ جن میں سے معراج امامہ معراج مصطفیٰ، وفات امامہ رسول اکرمؐ، جنگ امامہ محمد حنیف، شادی امامہ بی عانت، جنگ امامہ خالد بن ولیدؓ، وفات امامہ بی بی خاتون جنت اور دیگر کئی کتب کو شہرت و دام حاصل ہوئی۔ معراج مصطفیٰ حد اول تا سوم پہلی بار ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی۔ جس میں نبی پاک کی شان میں مدح سرائی کی گئی ہے۔



ترجمہ: یہ صفت ہے خواجہ کی، سرہار ہیں ہاتھ کے  
 خواجہ ہیں سحران کے لائق ہیں برہان کے  
 محبت کی اعلیٰ مثال ہیں مالک کے مفتی ہیں  
 رب تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے نور سے پیدا کیا  
**علامہ عبدالحکیم شاہی:** ”چارباغ“ علامہ عبدالحکیم کی تخلیق ہے۔ ۱۸۹۸ء میں چار زبانوں یعنی براہوی، پشتو، فارسی اور  
 عربی میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ جسے تحقیق و تدوین کے ساتھ ڈاکٹر مہارزاق صاحب ۲۰۰۲ء میں اردو میں شائع کرایا۔ نعت  
 نگاری کا نمونہ و بہت ذیل ہے:

ترجمہ: جو بھی اس جہان میں ہے دلوں میں یہ ارمان ہے  
 اے پیشوا اے خیر البشر تیرا قرب ملے  
 بندوں کو اپنے غلاموں میں شامل فرمائیے  
 اخلاق و صدق دلوں کو آپؐ نے عطا کیا ہے  
**علامہ لکھنوی:** علامہ لکھنوی نے براہوی، اردو، فارسی، بلوچی، اور عربی میں شاعری کی۔ ان کی دیگر  
 شاعری دست بردمان کی نثر و غزلیں ان کی براہوی شاعری کو ۱۹۹۲ء میں اشیر مہارزاق شاہی نے دریافت کر کے  
 براہوی اکینڈی کے توسط سے شائع کرایا۔ نمونہ نعتیہ کلام درج ذیل ہے۔

ترجمہ: لاکھوں زرد لاکھوں سلام آپؐ پر  
 آنکھوں کے نور صد زرد صد سلام  
 رحمت اللعالمین ختم المرسل مولا نے کمال  
 آپؐ کے لب ہیں صد زرد و سلام  
**میر گل خان نصیر:** میر گل خان نصیر معروف مؤرخ، سیاست دان، شاعر اور محقق گزرے۔ تعلق میانہ قبیلہ سے تھا۔  
 براہوی، بلوچی اور اردو میں خوبصورت شاعری کرتے رہے۔ ”مشہد ما جگسا نہ“ براہوی زبان میں ان کی نوری نصیر  
 خان کے بارے میں ”روزنامہ شاعری“ ہے۔ شاعر نے کتاب مذکور کی شاعری اپنے طالب علمی کے زمانے میں کہی تھی جو  
 ۱۹۸۱ء میں براہوی اکینڈی کے توسط سے شائع ہوئی۔ کتاب کی ابتدا میں حمد کے بعد نعت میں سے کچھ تمکنا پیش  
 کرتا ہوں:

ترجمہ: کس کس خوبی کا کروں بیان  
 سرچشمہ مہر و وفا میں آپؐ  
 اپنی امت کی بخشش کا ذمہ لیا ہے  
 قیامت کے دن کا آپؐ نے  
 قیام پاکستان کے بعد براہوی شعری ادب میں (نہیں کر ۱۹۶۰ء کے بعد) جہاں دیگر اصناف سخن میں  
 براہوی شعراء نے نثر، نئے آغاز اٹھائے وہاں انہوں نے نعت کی طرف بھی توجہ کی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جدید اور  
 جدید تراذوار میں جہاں براہوی شعرا کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے وہیں اچھی اور جاندار شاعری تخلیق ہو رہی

ہے۔ شعراء کے کلام کے مجموعہ محفلِ محبت پذیر ہو رہے ہیں جن کی ابتدا ایمان و دینی عقیدے کی بنیاد پر حمد و نعت سے کی جا رہی ہے۔ چنانچہ ان شعراء کی تعداد سنگتِ دل تک پہنچی چکی ہے لیکن مجبوراً چند ایک شعراء کی تخلیق شدہ نعتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

براہوی کے بعد بے شعرا میں سے تقریباً ہر شاعر نے ایک آدھ نعت ضرور کہہ رکھی ہے۔ ایسے شعراء کی فہرست نامی طویل ہے جن کا تفصیلی ذکر اس جائزے میں ممکن نہیں ہو گا۔ ایسے شعراء میں جویر براہوی، میر عبدالرحمن کرد، مہر محمد رانی، محمد اسلم پروفانہ، ڈاکٹر عبدالرزاق صابر، میر محمد زبیر رانی، محمد یوسف موثق، عادل تنکدرانی، فتح محمد شاہ مولانا عبدالخالق ابانیکہ، طاہر و احساس ملک، رحیم مازہ، حاجی محمد حسن غنوار، مسیحی نعل، شاہ بیگ شیدا، صاحب الخ محمد شاہ، پروفیسر عبدالواحد مینگل، طاہر فہیم، اعظم مشتاق لہری، جبار دار، علی شیر ماز، مطلق امید براہوی، اکبر فہیم محمد شمس، عابد سلام، شاکر نصیر فہرانی، مہار محمد شمس، بہانہ اللہ، پرتو ہنگوئی، وحید زبیر، عزیز اللہ عزیز براہوی، صابر ندیم، صادق ندیم، عبدالحمید منصور براہوی، مولوی نور محمد، خلیف مزارق، محبوب میا براہوی، ڈاکٹر محمد اعظم ہنگوئی، عاصم فربہ، تہ اللہ علی، عبدالصمد شاہین، محمد اسماعیل بخاری، بشیر اوند، سائر عزیز، مفضل مراد، عبدالقیوم بیدار، عارف ضیاء، علامہ محمد عمر دین پوری، ذوق براہوی، حمید عزیز آبادی، منوار حیات، ساسولی، منیر جان اثر، رئیسانی، سعد اللہ غریب، نبی بخش انجم، نبی بخش انجم، مرزا عبدالرحمان صابر مینگل، مولوی عبدالرشید ہمد، مولانا عبدالجلیل مینگل، حسین بخش ساجد، ڈاکٹر عالم بیگ، عبدالکریم عابد دشت کلائی، پروفیسر عبدالنوحہ مینگل، سعد اللہ غریب، بشیر ادنی، ملک ربیض علی بلوچ، عزیز مینگل، یوسف عجب، ثناء محمد تاجمل، عزیز رانی، مولانا محمد یعقوب شروای، زاہد براہوی، فہیم خان ظلیل براہوی، شمس ندیم، میر عمر الفت، اقبال طاہر، عادل نسیم بطور خاص شامل ہیں۔

☆☆☆☆

## بلوچی شاعری میں نعت گوئی

بلوچی شاعری میں اگرچہ ایک علیحدہ اور باقاعدہ صنفِ سخن کے طور پر نعت گوئی کی منضبط روایت جدید بلوچی شاعری کی روایت ہی سے عبارت نظر آتی ہے، جہاں بلوچی ادب میں دوسری اصناف کی طرح نعت گوئی کو بھی بطور صنفِ سخن اپنانے کی شعوری کوششوں کا عمل دخل نمایاں نظر آتا ہے۔ تاہم بلوچی کلاسیکی شاعری بالخصوص درمیانے عہد کی شاعری میں خالقِ ہستی اور سرورِ دو جہاں کی مدح اور تعریف و توصیف کی ایک خوبصورت روایت دیکھنے کو ملتی ہے۔ جہاں کم و بیش ہر نظم کا آغاز خالقِ کائنات کی حمد اور نبی کریم کی تعریف و توصیف سے کیا جاتا ہے۔

بلوچوں کے نسلی ماخذ سے متعلق ایک طویل تاریخی نظم جو چند دہائیوں کی مکمل ہوئی معلوم ہوتی ہے، میں بلوچ قوم کے نسلی ماخذ اور مختلف اوزار میں ہونے والی ان کی جہتوں کا ذکر بڑی مراحت سے کیا گیا ہے، اس طویل نظم کا آغاز خالقِ ہستی کی حمد اور نبی کریم کی تعریف سے ہوتا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں

اور اس کی حمد بیان کرتا ہوں

جو سارے جہانوں کا والی ہے

جب سارا جہان فنا ہو جائے گا

صرف اس کی ذات باقی رہ جائے گی

ہم حضرت علیؑ کے پیروکار ہیں

ہم پاک نبیؐ کی امت ہیں

جو سارے جہاں کا سردار ہے

اس نظم کے علاوہ درندہ عہد کی کلاسیکی شاعری جو نیا دہتر دہائیوں اور مزاحمتی موضوعات پر مشتمل ہے۔ اس میں اگرچہ اس طرح کی روایت دیکھنے کو نہیں ملتی تاہم بلوچی کلاسیکی شاعری کا درمیانہ عہد جو 1666ء سے لے کر 1850ء تک محیط ہے، اسے ”عہدِ خواتین“ کہنا سہولت سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس عہد کی اکثر و بیشتر نظموں کا آغاز حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم کی تعریف و توصیف سے کی جاتی رہی ہے۔

”عہدِ خواتین“ کے اس دور میں ایران اور افغانستان سے آنے ہوئے علماء نے عربی اور فارسی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ عربی اور فارسی کی درس و تدریس کی بدولت اس دور کی بلوچی شاعری میں ان اثرات کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ ان برسوں اور کچھوں میں ہونے والے لوگوں نے فارسی کی تشبیہات و

استعارات اور فرہنگ کو جاننا اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ اس اعتبار سے اس دور کی شاعری کو ملاؤں کے دور کی شاعری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس زمانے میں ملا کی اصطلاح کسی مذہبی پیشوا یا دینی رہنما کے برعکس ہر خواجہ اور پڑھے لکھے شخص کے لیے مستعمل ہوتا تھا۔ اس عہد کے مشہور شعراء میں جام درک، ملا پاؤل، ملا قاسم، ملا یحییٰ، ملا نور محمد، پیدیشی، ملا بانیان، ملا رگام دشی، ملا نور، ملا بہرام، ملا بہادر مرادستانی کے نام نمایاں ہیں۔

جام درک کا شمار اس عہد کے مشہور شعراء میں سے ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کی شاعری کی بنیادی سطح رومان ہے لیکن رومانی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقتدار اور بلندی کردار کے زبردست حامی تھے۔ اومان کی چند ایک نظمیں حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم کی تعریف و تہنیت سے مملو نظر آتی ہیں۔

جو مالک حقیقی سے محبت کرتے ہیں

وہ مسکروں سے بھرا ہیں

ان کے لباس سے خاکساری جھلکتی ہے

وہ آنحضرتؐ پروردہ بھیجا کرتے ہیں

کردگار عالم کی حمد کہتے ہیں

سرمایہ کی غنڈی راتوں کو آواز ابری کرتے ہیں۔

(اردو ترجمہ: سلطان خان مری)

اس ضمن میں جام درک کی ایک اور نظم "اے میری جان" نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ جس میں اس نے حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ کا ذکر مبارک بڑی عقیدت و احترام سے کیا ہے۔

میری جان پروردہ لازمی ہے

برے کاموں سے دور رہنا، ضبط نفس سے کام لینا

خدا کے نام کا ورد کیا کرنا

■ مکاں کی بارگاہ میں حضورؐ نیاز کے ساتھ عرض معروض کرنا

۔۔۔ خدا یا محمدؐ کے صدقے ہماری خطائیں بخش دے

خطیبوں کی دوستی کے صدقے

جہاں اعمال تو لے جائیں گے

وہاں نہ شور ہوگا نہ شغب

نہ ہی غریبوں پر زیادتی ہوگی

اس دن کے لیے ہمیں خطیب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما

(اردو ترجمہ: سلطان خان مری)

جام درک کے علاوہ اس عہد کے نمایاں اور مشہور شاعر ملا پاؤل ہیں۔ وہ ایک انجانی عالم و قاضی شخص تھے۔ انہیں اسلامی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ ان کی شاعری پر حافظ شیرازی کا رنگ نمایاں نظر آتا

ہے۔ ملا پازل کی متحدہ قلموں میں مثلاً پتہ، مرگ، وینیز، کوفہ، مہرنگ اور ہالو میں نبی کریم کی تعریف، دتو سیف جان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نظم ”معراج“ میں واقعہ معراج کو نہ صرف بڑی مہارت سے بیان کیا گیا ہے بلکہ اس میں انہوں نے حضور پاکؐ سے اپنی بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

یہاں ان کی نظم ”نکاحین دنیا“ کے ابتدائی اقتباسات ملاحظہ کیجیے جس میں حمد باری تعالیٰ کے بعد نبی کریم کی تعریف دتو سیف جان کی گئی ہے۔

میں سب سے پہلے ذات باری تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں  
اس ذات پاک کی حمد بیان کرتا ہوں  
سرد و کونین کی تعریف دتو سیف کرتا ہوں  
ان کے حضور درود و سلام کی سوغات پیش کرتا ہوں  
اپنی نظم ”کوفہ و مہرنگ“ میں ملا پازل نبی کریم کے حضور محبت و عقیدت کے پھول پھنکار کر جاتے ہوئے کہتے ہیں:

محمد کا دین برحق ہے  
جو بھی اس میں شک کرتا ہے  
قبر میں اس کے لیے عذاب ہے  
اور بالیقین اس کا ٹھکانہ جہنم ہے

ملا عمر اور ملا بہرام کی شاعری میں مذہبی عقائد اور اصلاحی و اخلاقی رہنماںات کی عکاسی نمایاں نظر آتی ہے۔ یہاں ان کی شاعری کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے جس میں حمد باری تعالیٰ کے بعد سرد و کونین کی مہارت برائی کی گئی ہے۔

حمر گاہ میں خدائے ستار کو یاد کرتا ہوں  
پھر محمد مصطفیٰؐ کو جو کہ صاحب دین ہیں  
وہ حق مومن اور صادق ہیں  
خدا ایک ہے اور وہی بخشش والا ہے  
حیرے کا رکن بے حد حساب ہیں  
اس نے ایک دنیا تحقیق کی  
ہر جامد امکا تو ہی روزی رساں ہے  
تو غریب پر و راہ و گریستاں روزی رساں ہے  
محمد مصطفیٰؐ تمام نبیوں کے سردار ہیں  
شاخِ محشر، روزِ محشر مری مدد کیجیے  
مجھے قیامت کے دن خدا ب سے بچا دینے

(ملا عمر مری۔ اردو ترجمہ۔ نوحث بخش صابر)

میں سب سے پہلے اللہ کا نام لیتا ہوں  
 صد ہزار دفعہ شکر اللہ کہتا ہوں  
 دن رات قل هو اللہ ہوتا ہوں  
 اور یقین کے ساتھ آمنت باللہ کہتا ہوں  
 تم اور سورۃ غزہ کا ذکر کرتا ہوں  
 اس کے بعد نعت مصطفیٰ کہتا ہوں

(ملاہرام - اردو ترجمہ: سید ظہور شاہ باغی)

بلوچی کا انکی شاعری کے اٹری دور کے شعراء میں مولانا حضور بخش چٹوٹی، پہلوان فقیر، فیصل فقیر،  
 مست توکل، چکھا ہزار، جہانالی گہنی، رخصت ہزارہ و اہم نام ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کی شان میں جذبہ پهلوی  
 کے ساتھ نعتیہ شاعر لکھے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں نبی کریمؐ سے محبت و محبت کا جذبہ پهلوی نظر آتا ہے۔  
 مولانا حضور بخش چٹوٹی جن کا تعلق بلوچی اور برہمپوٹی ادب کے انہم دبستان فکر "کتبہ درخانی" سے  
 تھا۔ کتبہ درخانی کے علماء نے عیسائیوں کی تبلیغ کے رد عمل میں بلوچی اور برہمپوٹی ادب میں دینی ادب پر کام کرنے  
 کے ساتھ ساتھ نعت کوئی کفر و لغ میں بنیادی کرنا مانا کیا۔

توکل مست بلوچی ادب کے بڑے نام ہیں اگرچہ وہ بنیادی طور پر محبت اور امن و آشتی کے شاعر  
 تھے۔ اور انہوں نے محبت کے اعلیٰ و ارفع جذبہ کو مطیعہ انداز میں قرار دیکر بلوچی سماج میں محبت اور امن کا نعرہ بلند  
 کیا۔ لیکن انہوں نے اپنی شاعری میں نفاق کائنات کی تعریف و توصیف کے ساتھ مرد و کونین اور اہل بیت سے  
 اپنی عقیدت و محبت کا اظہار نہایت خوبصورت - بخارانی انداز میں کیا ہے۔

جہانالی گہنی کی شاعری دینی افکار، تصوفانہ فکر، خیال اور اخلاقی و اصلاحی موضوعات کا احاطہ کرتی  
 ہے۔ ان کی شاعری آنحضرتؐ کے حضور پیش کیے گئے درود و سلام کی خوشبو سے مظهر نظر آتی ہے۔

محمدؐ آپؐ سے راضی خدا ہے  
 محمدؐ اسوں کا رہنما ہے  
 محمدؐ جو کہ الہام خدا ہے  
 محمدؐ ہر دلی کی دوا ہے

(اردو ترجمہ: غوث بخش صابر)

بلوچی ادب کی ایک منفرد "گتہ" ہے۔ جسے مشرقی بلوچی ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ  
 ایک با مقصد نظم ہوتی ہے جس میں شاعر اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر نامہ فرمائی کے ساتھ ساتھ سماجی اقتدار و  
 ریاست کے مثبت اور مثبت رویہ پهلویوں کا جاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گتہ کا آغاز حمد باری تعالیٰ اور مرد و کونین کی  
 مدح سے ہوتا ہے۔ گوہ سلیمان کے نامور شعراء چکھا ہزار، رخصت ہزار، محمود لد وانی ہزار، لد صاحب ہزار، پلیہ کھوسہ،  
 موار بان ہزار، جہان محمد حیات ہزار، سید محمد رمضان شاہ کو "گتہ کوئی" میں منفرد مقام حاصل ہے۔

چکھا ہزار کی تمام تر شاعری تصوفانہ افکار و ذات باری تعالیٰ کی حمد اور شیعہ رسولؐ سے عبارت ہے۔

ان کی شاعری میں جا بجا سرور کو نہیں سے عقیدت و محبت کا اظہار ملتا ہے۔

اے اللہ تو لاشریک اور طاقت ور بادشاہ ہے  
تو ہر پیدائش سے پہلے موجود تھا اور چو وہ طبع کا مالک ہے  
سات آسمان اور زمینیں اپنے دوست محمدؐ کی خاطر مخلیق کیے  
اور دونوں جہانوں کی بادشاہی کا تاج محمدؐ کے سر پر رکھا

(اردو ترجمہ: غلام قادر بزم دہار)

اے اللہ تو لاشریک اور زبردست طاقت والا ہے  
تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے کر سکتا ہے  
اگر تیری نگر کریم ہو جائے مجھ کو دیئے رحمت کا رخ ہماری طرف پھر گیا  
نہی پاک پر فرمان جاؤں جو قیامت میں میری شفاعت کریں گے۔

(اردو ترجمہ: غلام قادر بزم دہار)

چکھار بزم دہار کی طرح ہم نے کھوسہ بھی خدا دوست اور صوفی منش شاعر تھے۔ ان کی تمام شاعری حمد و نعت  
اور حمد و نصائح پر مشتمل ہے۔ یہاں ان کی ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جہاں انہوں نے حمد باری تعالیٰ کے  
بعد سرور و جہاں کی شاعرانی کی ہے۔

شرک سے ہے پاک تو اے بادشاہ کائنات  
سب کی مازق اور پالنے والا ہے اک تیری ذات  
بے گناہ تو پاک ہے، رحمن ہے اے سداً الجلال  
تو مخفی ہے، تیری ہستی ہے بے مثال، لا زوال  
مہرباں ہے، قہر ماں ہے تو ہے سب سے بے نیاز  
لوہر سرور سے کیا تو نے جہاں کو ہر فراز  
روشنی جس کی دکھائی ہے صراطِ مستقیم  
وہ رسول پاکؐ احمد بھتیجی، درجیم  
ہے نبی مجتہدؐ کی ذات محبوب خدا  
ہر طرف جس کی چلنے لگانے والا کر دیا

(اردو ترجمہ: ظہور احمد قاسم)

اسی طرح محمود لدھیانی اپنے عہد کے کا دہا کلام شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کے  
بعد نبی کریمؐ کی شاعرانی دیکھنے کو ملتی ہے۔

اے خدا نے مہرباں میں تیری قدرت کے ثمار  
تیری تخلیقات ہیں بے مثل، بے حد، بے شمار



میری آنکھوں کی ضیاء شہرِ ڈیٹان ہے  
ترتبان صدقِ مصابِ نبی کی شان ہے

(اردو ترجمہ: ظہور احمد قانع)

ملا لہ حاکمِ تاریکی بجز شاعری حمد و ثناء اور چند دھواں عکاس پر مشتمل ہے۔ یہاں ان کی ایک نظم کے چند چیدہ اشعار کا منظوم اردو ترجمہ ملاحظہ ہو جس میں ذاتِ باری تعالیٰ اور نبی کریم کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے۔

اسعد اے پاک تو ہے دو جہاں کا بادشاہ  
ہیں بہت سے عیب مجھ میں بخش دے سرِ گناہ  
واسطہ تجھ سے تیرے محبوب کا کمر یہ کرم  
ہو مجھے فردوس میں رضوان کی صحبت بزم  
ہو شفاعت یابی، سب فرض میرے ہوں ادا  
تو شفیعِ نیک وہ ہے، تجھ سے ہے یہ انتہا

(اردو ترجمہ: ظہور احمد قانع)

اس کے علاوہ ”دستاغ“ جو بلوچی ادب کی ایک قدیم اور مقبول عالمِ صنفِ سخن ہے اور مشرقی بلوچستان میں اس صنفِ سخن کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ”دستاغ“ کے آغاز میں حمد کے بعد نعت ایک لازمی جزو رہی ہے اور موجودہ عہد میں بھی یہ سلسلہ بنوڑ چاری ہے۔

کلاسیکی شاعری کی اس خوبصورت روایت کے ساتھ ساتھ جدید بلوچی شاعری میں نعت کوئی کو ایک باقاعدہ اور نمایاں صنفِ سخن کا مقام حاصل ہے۔ جسے بلوچی میں ”وزبت“ کہا جاتا ہے۔

جدید بلوچی شاعری میں نعت کو شعراء میں محمد حسین عاجز، قاضی عبدالرحیم صابر، عطا شاہ، مومن بزدار، اسحاق ساجد بزدار، سید غلام علی شاہ مسافر، محمد زہرا بی، عاجز ہمشیر زئی، گوہر حسین آبادی، یار محمد نوقاتی، ابراہیم عابد، منظور بلوچ، نور احمد نظامی، ملک بڑے الدین بزدار، عنایت اللہ قوی اور غلام قادر بزدار کے کام نمایاں ہیں، جن کے نعتیہ کلام میں سرورِ کونین سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ جبکہ اس سلسلے میں محمد حسین عاجز، قاضی عبدالرحیم صابر اور ابراہیم عابد کے نعتیہ کلام کے مجموعے ”محبیٰ الترتیب“ کلامِ عاجز، ساقی، کوثر 1984ء اور ماہِ دسمبر 1987ء کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ کلامِ عاجز میں نعتیہ کلام کے ساتھ ساتھ حمد بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ غلام قادر بزدار کا حمد و نعتیہ کلام کا مجموعہ ”سرجا، بحرین“ کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے۔

الغرض بلوچی شاعری میں عہدِ قدیم سے سرورِ دو جہاں سے عقیدت اور محبت کی جو خوبصورت روایت چلی آ رہی تھی، دورِ جدید میں اب یہ خوبصورت روایت ایک باقاعدہ اور توانا صنفِ سخن کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

☆☆☆☆



## پشتون نعت۔۔۔ ایک جائزہ

نعت حضورؐ نور سے عشق و عقیدت کا ایک نئی، جھلکتی مظہر ہے۔ اس کا مزاج تو صیغی اور منہاج ہے، الیائی ہے۔ اس کے رنگ میں نور، نور میں سرور اور سرور میں سوز و گماں پایا جاتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ اس بے مثال عشق سے عشق و عقیدت کے اظہار اور اس کے کردار و شخصیت کے آثار و آثار کے طور پر لکھی جاتی ہے۔ جس کا ذکر اگر ایک طرف تو راسخ و زبور میں پانچاں جو دوسرے کہتا ہے تو دوسری جانب انجیل میں بھی آپؐ سے متعلق مختلف حوالے زبانِ قلم سے کوٹا اور زبانِ حال سے گواہ ہیں کہ:

ع بعد از خدا بزرگ تویی خداوند

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو نہ صرف ایک آفاقی اسلوب میں نعت نبیؐ لکھی گئی ہے بلکہ نبی کریمؐ پر درود و سلام بھیجنے کے حکم کے ساتھ ساتھ نعت کی تخلیق و تہذیب کی جانب بھی واضح اشارے کیے گئے ہیں۔ سلوا علیہ وسلم، اتسلیما، اسوۃ حسنہ، خلق عظیم، لا تمضوا صواکم فوق صوتہ النبی، و رخصنا لک ذکرک اور رحمۃ العالمین قرآنی آیات کے دو تہاں پارے ہیں جن میں جہاں انتہائی اعلیٰ انداز میں مدحت و سبیل بیان کی گئی ہے، وہاں ثنائے رسولؐ کے ضمن میں آواز و الفاظ کو بھی ہلکا تہذیب کے اندر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں بھی متعدد مقامات پر تخلیق نعت کے اساسی محرک و جوہری جذبے کو قیاس و معین طور پر جہت آشنا کیا گیا ہے۔

خدا نے بزرگ و برتر کا یہی حکم اور افضل البشر کی یہی حکمت ہے جس پر نہ صرف فرشتگان و جنات نے عمل کیا بلکہ دیگر مذاہب سے وابستہ شعراء نے بھی مرثیہ کو نبیؐ کے دوبارہ بار بار میں گھمائے عشق و عقیدت پیش کرتے ہوئے آپؐ کی رحمت و انعام اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں بیٹھ کر کہا:

کچھ عشق مجھ میں نہیں شرم و سداں

(دولام کوثری)

ہے کوثری دہندہ بھی طلبگار

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چار تو نہیں

(کنور مہندرجنگھیری)

صرف مسلم کا مجھ پہ چار تو نہیں

جرحہ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ منور سلسلہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ تاریخ ادب عالم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت اظہار من الشمس ہو جاتی ہے کہ نبی کریمؐ کی ولادت باسعادت سے قبل بھی نعتیہ شاعری کے اندر نمونے دستیاب ہیں۔ اس ضمن میں ایک یہودی نبیائین قرطبی کے نعتیہ جذبات اور قیاسیائین جو شیرینی پر حملہ آور ہوا تھا، کے نعتیہ شمار حوالے کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔

یہودی نبیائین قرطبی نے حق سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

”اُس مقدس شہر پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ دیا راجیک: نشی نمی کی رہائش گاہ بننے والا ہے۔“

”جواب آں نعت“ کے طور پر شاہ یحییٰ نے بے ساختہ انداز میں یہ شعر کہے تھے:

”اس نے مجھے نصیحت کی کہ میں اس آبادی سے بٹ جاؤں جو محمدؐ کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے رسولؐ ہیں جو پیدا ہونے والے ہیں اگر میری عمر ان کی عمر تک لمبی ہوئی تو میں ضرور ان کا وزیر اور ابن عم بنوں گا۔“ اسی طرح بحران کے پادری تیس بن سادہ کے درجہ ذیل نعتیہ اشعار بھی ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں جو خوشبو نے حمد سے سطر ہیں۔

”سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مخلوق کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ اس نے ہم میں احمد کو بھیجا اور بہتر نبی مبعوث کیا جب تک کا ظلم اللہ کے گھر کا حج کرتے ہیں ان پر درود و سلام بھیجا جاتا رہے گا۔“

اس کے علاوہ آپؐ کی ولادت کے بعد آپؐ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہؓ کے اولین نعتیہ احساسات ”وہ غلاموں اور در ماندہ لوگوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے والا ہے۔“ اور آپؐ کی بیعت کے بعد آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے ذریعے نعتیہ اثرات ”آپؐ تمہانوں کی خاطر تواضع اور فریجوں پیسوں اور پیدائش کی شہ گیری کرتے ہیں۔“ کو بھی نعتیہ ادب کے ذیل میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ متعدد صحابہ کرامؓ نے سرور کونین کی سیرت و شخصیت، جلال و جمال اور عبادت و کائنات کے مختلف رنگوں پر نعتیہ انداز میں روشنی ڈالی ہے لیکن روشنی کے اس سفر و میلہ نظر میں حضرت کعب بن زہیرؓ، عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بجا طور پر کاروائی منزل نشان قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ جو ”شاعر دہر و رسالت“ کے منصب جلیلہ و جلیلہ پر فائز ہیں۔ نے آپؐ کے حسن و جمال کو بھرپور روشنی تابندی اور کمال فکری توانائی سے بیان کر کے ہاتھ کو قلم اور قلم کو قلم کر دیا۔

۔ فاحسن منك لم ترقا یعنی

فاحسن منك لم تلمد السماء

ترجمہ: آپؐ سے بڑھ کر حسین و جمیل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپؐ سے بڑھ کر افضل و اعلیٰ انسان دنیا کی کسی جگہ نے بھی نہیں جتنا۔“

خوش حال شعر یہ ہے کہ نعت کہانی کے اس مقدس قافلے میں صحابہ کبارؓ کے ساتھ صوفیاء، فقراء، شعراء، علماء، فقہاء، مجتہدین، مفکرین اور متعدد بادشاہ بھی شامل و شریک ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی زبان مثلاً عربی، فارسی اور اردو وغیرہ میں فنی جمال سے معمور اور فکری کمال سے مالا مال نعتیں کہی ہیں۔ ایک طرف اگر عربی میں حضرت شیخ محمد بن سعید و میری نے قصیدہ در و شریف کی صورت میں ایک ایسی لازوال نعتیہ تخلیق پیش کی ہے۔ جو فنی بلندی، فکری گہرائی اور جذبہ غلوں کی صداقت کے اعتبار سے بے مثال ہے تو دوسری طرف فارسی میں سعدی شیرازی، مولانا جامی، بیدل اور جلال الدین رومی کی نعتوں کا جواب نہیں تو تیسری جانب اردو میں مولانا حالی، اقبال، مولانا احمد رضا بریلوی، ماہر القادری اور حفیظ تائب اور پشتو میں رحمان بابا کی نعتیں اور نعتیہ اشعار بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر چند ان نعت نگاروں کی نعتیں عشق و عقیدت کی خوشبو سے سراپا معطر و معطر ہیں تاہم کہیں بھی غلوئے عقیدت یا جوش جذبات کے باعث حد اعتدال سے تجاوز و رانہ نہیں رکھا گیا۔ اور یوں نبوت و الوہیت کے درمیان

حد امتیاز کو ہر صورت برقرار رکھا گیا ہے۔ درج بالا نعت نگاروں کی اصل کامیابی یہ ہے کہ ثنائے رسول بیان کرتے ہوئے انہوں نے جہاں ادب رسالت کا بھرپور خیال رکھا ہے وہاں خالق کائنات کے مقام پر بھی کوئی آنچ نہیں آنے دی ہے۔ یہی فنی توازن اور فکری احتمال ہے جو تنہا کر بلا شعراء کے نعت کے حدود و کائنات و لوازمات پر عبور کا پتہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے ذوق و ظرف کے مطابق نعت کے فنی سیاق و سباق اور فکری تناظر کو بھی وسعت آئینہ کیا ہے۔ عقیدت کا یہی فخر اور فخر پر یہی عبور جس کے نتیجے میں تکنیکی توازن سامنے آتا ہے، نعت نگاری کا دنیاوی مطالبہ ہے۔ ورنہ صرف یہی نہیں کہ درج ذیل نعتیہ رسائی نصیب نہیں ہوتی بلکہ گمراہی و گمناہی بھی مقدمہ زخمیر سکتی ہے۔ اگر غور کریں تو حقیقت بھی یہی ہے کہ نعت لکھنا نگار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ صاحبِ مال کے حسن و جمال اور سیرت طہرہ کا ذکر کرتے ہوئے قدم قدم پر مٹا مٹا روی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں توازن اور حد کی کو حد بند ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ:

ادب کلیت زہم آسمان از عرش مازک تر  
نفس گم کردہ سے آجہ جنبہ و دایمہ انجا

پس معلوم ہوا کہ نعت نگاری میں شوق و عقیدت کا جذبہ با یک اسامی جذبہ محرکہ ہے ہی کہ اس کے بغیر نعت نگاری کا جواز ہی باطل و بے بنیاد ٹھہرتا ہے۔ تاہم اس کے اظہار میں اس طوفان و طغیان کو راہِ گزشتہ نہیں دی جاتی جو دیگر اصناف میں تو شاید ایک موانعِ خوف کے طور پر بروئے کار لایا جاسکے لیکن نعت میں اس کی گنجائش نہیں ملتی۔ اہلِ جذبہ و کیف اور مرثیہ نگاری کی کیفیت کو مطلوب و مستحسن قرار دیا جاتا ہے لیکن واضح رہے کہ یہاں بھی اشتغال و شور و ہنری کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ نعت میں صہبندی اتنی سخت ہوتی ہے کہ اس ضمن میں ٹھوہرہ و اتخارے اور کٹا پتے کو بھی بے مہار آزادی سے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ براہِ راست اظہارِ واقعہ از مخاطب۔ کہنے کا مقصود یہ ہے کہ نعت نگاری میں حضور پر نور سے شوق و عقیدت اور ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ ساتھ فکری توازن کا سلیقہ اور تہالیاتی اظہار کا قرینہ بھی مطلوب ہے۔ یہاں غلامِ رسائی نہیں "غلامِ رسائی" کی سعی کی جاتی ہے۔ تاہم ناکامی اور باقاعی کا احساس بہر حال موجود رہتا ہے۔ انہی عناصر کے آمیزے سے نعت کی فنی و فکری تہالیات و شعریات مرتب ہوتی ہے۔

درج بالا اقتباسات سے یہ حقیقت واضح طور پر مترشح ہوتی ہے کہ جہاں ہر دو راوی ہر زمانے میں فرائضِ ان اسلام نے کسی نہ کسی صورت میں منثور یا محکم نصیحت کی ہیں وہاں مسلمانوں اور ان کی زبانوں کے علاوہ دیگر مذاہب اور زبانوں کے شعراء نے بھی ایمانِ نعت میں فتن و عقیدت کے رنگ رنگ پھول پیش کیے ہیں۔ نہایت نعت نگاروں کی نعت کو پیش نظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے نعت کی تہالیات و شعریات کی کامل حسین و کامل تھید رعایت ملحوظ رکھی ہے۔ تہالیات و شعریات کی یہی ملحوظ رعایت ہے جو بعد میں آنے والے نعت نگاروں کے لیے ایک محفوظ رعایت کا کام دے رہی ہے۔

پشتون زبان اور پشتون شعراء بھی نعتیہ ادب کی اس روشن و رواں رعایت سے نہ صرف بھرپور اکتسابِ نور کر رہے ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پشتون شعراء من حیث المجموع اس میدان میں کسی سے بھی پیچھے نہیں تو مبالغہ درست نہ ہوگا۔ چونکہ پشتونوں کی مذہب سے ہر دکانا نیکو نگی اور نیکو کریم سے والہانہ وابستگی میں دوام نہیں ہو سکتی اس

لیے نعت کہتے ہیں ان کی مذہبی و جہد میں نفسیات کا ایک بنیادی داعیہ ہے۔ جس سے کسی عنوان صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ نعت نگاری پشتون شعراء کے نزدیک نہ صرف مذہبی فیض ہے بلکہ ایک نفسیاتی و خلیفہ کی ادائیگی کے مماثل بھی ہے جس سے مشام جاں سطر اور قلب و ایمان منور ہوتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر مشرقی زبانوں کے آئینہ کلاسیکی شعراء کی طرح پشتو کے کلاسیکی و حقد میں شعراء میں سے کسی نے بھی انفرادی طور پر نعت کا کوئی باقاعدہ مجموعہ یا دیگر چھوڑا ہے اور نہ ہی ان شعراء کے ہیں مجموعی طور پر نعت کا دائرہ ڈھنگ جو جو یا معتد بہ سرمایہ دستیاب ہے۔ جس کی موجودگی و دستیابی کی صورت میں نعت نگاری کی مستقل روایت وجود پذیر ہو سکتی اور یوں تاریخی تسلسل کے ساتھ بغیر کسی فنی دما زاد فکری شکاف کے، نمونہ پر راہ کر لو پاؤ۔ انکشاف اور تازہ رہنا زور و تجمات کے ساتھ آگے بڑھتی۔

تاہم متعدد شعراء کے دوا دین کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں مذہبی رجحان و دینی روایت کے مطابق حمد کے بعد نعت کو شامل دیوان کیا گیا ہے وہاں غزلیوں اور دیگر منظوم اصناف میں بھی نعتیہ اشعار کے نمونے ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ اس ضمن میں صاحب سیف و قلم خوشحال بابا، شاعر اخلاق و انسانیت رحمان بابا، احمد شاہ ابدالی، ملا الف ہوٹک، مرزا خان انصاری، عبدالقادر خلک، علی خان، کاظم خان شیدا، معز اللہ مہمند، خواجہ محمد بخش، طہس الدین کاکڑ، حافظ الہوری اور بیچ محمد کاکڑ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

خوشحال بابا کی نعت پہلے ہی سرحد سے قزاقان پاک سے کتاب نور کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس کے برابر شعر میں حضور پر نور سے عشق و عقیدت کا ایک شاخص مانا ہوا سند رموز جن محسوس ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس میں جہاں جملہ انبیاء کرام کو "شاخوان محمد" بتایا گیا ہے اور یہی آپؐ کا فضل انبیا و امام انبیاء ٹھہرایا گیا ہے، وہاں عرفان محمدی کو عرفان خداوندی کا ایک وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ جسے ایک جڑی گری، تہا لسانی و تخلیق جست سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ خوشحال بابا کی فکر میں نبی کریمؐ نہ صرف شافع معشر ہیں بلکہ دونوں جہانوں میں نعم کے ماروں کے لیے ماویٰ و پلا کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

لاں دی لکونی یا خوشحال پہ دما زہ کو نہ

غم اندوہ سے غمت پہ دامن محمدؐ

ترجمہ: میں دامن محمدؐ سے جو وابستہ ہوا ہوں

توقید و بند غم سے سر بہ سر رہا ہوا ہوں (مترجم: راقم الحروف)

رحمان بابا کی نعت بلاشبہ اپنی مثال آپ ہے اس میں عشق رسول اپنی بلند یوں، عقیدت رسول اپنی انجاءوں اور احرام رسول اپنی گہرائیوں تک پہنچتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہاں حضور پر نور کو منبع نور، نور ہما، خاتم الانبیاء، جہ تکلیف کا نکتہ، مصلح انسانیت، پیشوائے امت اور حسن انسانیت بتایا گیا ہے۔ مذکورہ نعت کے چند شعر ملاحظہ کیجیے:

کہ صورت محمدؐ ندوے پیدا

پیدا کر کے بندائے ندوہا دنیا

کل جہان محمدؐ پہ آج پیدا شد

محمدؐ دے وقام جہان آبا  
نبوت پہ محمدؐ اندے وقام شو  
نشتہ جس لہ محمدؐ فانیہ  
زور رحمان محمدؐ درخا کر وبہم  
کہ صعدائے نہ کلا دے در ہدا

ترجمہ طہ خان

گر تیری صورت مصور وضع فرما تا نہیں  
دو جہاں کو زندگی کا سانس بھی آتا نہیں  
کاتبہ تقدیر بھی پیدا نہ کرتا کا کا کا  
نام تیرا وہاں ترقریر میں لانا نہیں  
تو کمال کا ملکیت اختیار مانگیا  
یہ عمل اللہ تیرے بعد دہرا تا نہیں  
میں تو ہوں رحمان اس دلی کا چاروب کش  
گر نہ لے جائے خدا اس در سے میں جاتا نہیں

عشق و عقیدہ میں از اول تا آخر ڈوبی ہوئی اس نعت سے مجھ کی وہ لطافت، لطیفیت کی وہ شیرینی، کیفیات کا وہ رسی روحانیت کی وہ خوشبو، جذبے کی صداقت اور تجربے کا وہ غلوں چٹک ربا ہے جس نے اس کی تاثیر کو بلاشبہ ہمہ گیر کر دیا ہے۔ سخت و نوا کا کون سا فریاد جو جس نے درشت بلا نعت کے دو چار شعر حفظ نہ کر لیے ہوں اور اس کی قرآنہ یا زمزمہ سنی کے وقت اپنے دل و دماغ میں عشق نبی کی صدھ محسوس نہ کی ہو۔ یقیناً تذکورہ نعت اپنی اثر افزائی اور قبولیت عام کے لحاظ سے بے مثل و بے نظیر ہے۔ اس میں اگر ایک طرف مرتبہ رسالت و مقصد رسالت کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے تو دوسری جانب ”مددہ“ اور ”نوعہ“ کے مابین حد امتیاز بھی برقرار رکھی گئی ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہاں نعت کے محبوب کو فریاد کے محبوب سے برحقالے سے غلطی وارفع اور ممتاز و منفرد رکھا گیا ہے اور ان کے مابین فی و فہری سطح پر ایسی حد فاصل سمجھ دی گئی ہے جیسے مہر کرنا تا باہر ناممکنات و ممنوعات میں شامل ہو گیا ہے۔ غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ خوشحال و رحمان کی یہی عرفانی و وجدانی نصیں ہیں جن سے پشتو نعت کی، مجدد و مدح پر ہی سہی، بنالیا ہے و شعر یا حد مرتب کی جاسکتی ہے۔

خوشحال اور رحمان کے بعد جن کلاسیکی شعراء نے بھی نصیں یا نعتیہ اشار کہے انہوں نے قرآن و سنت سے استفادہ کرتے ہوئے مقدمہ و مہر کچھ دیگر موضوعات کو بھی نعت کا حصہ بنایا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان شعراء نے حضور پر نور کا نام بامی لے کر برا و راست آغاز مخاطب سے ممکن حد تک گریز کیا ہے۔ بلکہ اس کی جدا استعارے کا استعمال بہتر اور بر محل کر دیا ہے۔ مثلاً:

اے چہ فرق را آدم تا چہ

وقام عالم ہر ایہ

(کاظم خان شیدا)



ترجمہ فرق آدم پاکستان ہیں آپ

برہم عالم میں اک سران ہیں آپ (راقم الحروف)

استعاروں کا یہ استعمال اگر ایک طرف شاعر کی قدرتِ فن پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب التزام رسالت کو حزنِ جاں و حزنِ تباہ بنائے رکھنے کا ثبوت بھی مہیا کرتا ہے۔ بغرض محال جب کبھی نام لے کر براہِ راست انداز کی صورت پیدا بھی ہوئی ہے۔ تو وہاں دہرا ربوئی میں استمدادِ استعاشی کی جاں گداز کیفیت نے اسلوب پر ملاحظت کی ایسی شبنم چھڑکی ہے جس سے نوائے نعت بڑی حد تک متوازن اور فضائے نعت کافی حد تک معتدل ہوئی ہے۔

سویس صدی مجموعی اعتبار سے انقلابِ دانش حاضر سے عبارت ہے۔ اسی دانش حاضر کے طفیل زندگی ایک بہت بڑے تغیر و تحول سے آشنا ہوئی ہے۔ اس سے اگر ایک طرف زندگی کے اکثر و بیشتر شعبے رو بہ تغیر ہو کر مائل پر ارتقا ہوئے ہیں تو دوسری جانب کچھ نئی اصنافِ ادب میدانِ ادب میں اترنے کے ساتھ کچھ پرانی اصناف نے بھی تازہ تر تخلیقی انحرافی لی ہے۔ نعت نگاری نے بھی اسی فضاء سے اپنے لیے نفاذ کیا یہ کشیدگی ہے۔ گزشتہ صدی کے نعتیہ ادب پر نگاہ ڈرانے سے پتہ چلتا ہے کہ پچھلی صدی کے نصفِ آخر میں نعت کی جانب باقاعدہ توجہ دی گئی ہے اور نعت ایک سنجیدہ مذہبی معاملہ اور گہری روحانی سرگرمی سمجھ کر لکھی گئی ہے۔ اس دور میں جہاں کئی نعتِ ادب میں نعت کے مجموعی منظر عام پر آچکے ہیں وہاں ہر قائل ذکر شاعر نے کسی نہ کسی طور نعت کو اگے کا ہے گا ہے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ یہ سلسلہ نور و سرور ابھی تک کسی نہ کسی صورت میں جاری و ساری ہے۔

عبد اللہ استاد جیسے بابائے نعت بھی کہا جاتا ہے نے تقریباً 15 نعتیہ مجموعے نعتیہ ادب کو تنویر بخش دیے ہیں۔ "اسرارِ مدینہ"، "عزائمِ مدینہ"، "نعتوں کو گلہ سبز"، "گلہ سبزِ نعت"، "زکریا نظم"، "کلامِ لہجہ سرحد"، "وفیہ ان کے نامندے" مجموعے ہیں۔

ماجی محمد امین رکنی 11 مجموعوں کے ساتھ ایمانِ نعت میں عقیدہ و التزام کے ساتھ ایسا دھنکرتے ہیں۔ "اسرارِ مدینہ"، "انوارِ مدینہ"، "بہارِ مدینہ"، "گلزارِ مدینہ" اور "تحدہ نصیب" وفیہ جان کے قائل ذکر مجموعے ہیں۔ شاہ جہان ہشتی نے 8 نعتیہ مجموعوں کے ساتھ دوبار نعت میں ماضی کا نئی ہے۔ ان کے کچھ مجموعوں کے نام یہ ہیں۔ "بہارِ محمدی"، "دکھو دکانہ"، "مجموعہ کاورخت"، "مہمق البیان" اور "صفتِ انبیا" وفیہ اسی طرح دیگر متعدد نعت نگاروں نے تسلسل کے ساتھ نعتیہ ادب کی تاریخ میں اپنا نام محفوظ کروایا ہے۔ معروف نعت نگاروں کے نام اور مشہور مجموعے حسب ذیل ہیں:

شیرِ زمانِ محقق: در عشق آواز (آوازِ عشق)، عشقِ محبوب، شریعتِ خان ساک، خزانِ الجوہر، و حجازِ گل (گلِ حجاز)، دہمتِ لعل (لعلِ محبت)، ملا نعت اللہ: حدیثِ محمدی، اجماعِ محمدی، اکرامِ محمدی، پروفیسر ڈاکٹر عرفان خٹک: سرشارِ مدینہ (سرشارِ مدینہ)، سرقاتِ درملاؤ (سرقاتِ انبیاء)، قاری غلام حضرت: بہارِ مدینہ، مرزا زکی جگر: چلیا حجاز، تانِ میر ہلائی: دنیا نو امام (امامِ لائیا)، سمندر خان سمندر: شیرِ شمس (شمسِ شرب)، مرزا عبدالرحیم: سرشارِ مدینہ، محمد نواز: عشقِ رسول، محمد صالح مظلوم: شمسِ تبار۔

محکم ہے مندرجہ بالا فہرست مکمل ہو تاہم اس سے اتفاق و رد واضح ہوتا ہے کہ گزشتہ صدی کی آخری دہائیوں میں پشتون نعت نگاروں نے نہ صرف باقاعدگی سے نعت لکھی ہے بلکہ نعت کے مستقل مجموعے بھی منظر عام پر

لانے ہیں۔ اور یہی فقیر ادب کی روحانیت کو آگے بڑھا کر آنے والے شعرا کے لیے مشکل راہنہ کی سہی کی ہے۔  
 مگر اگر ہاں لافوت نگاروں کے مجموعوں کے کام اور نعتوں کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت خود بخود منکشف ہوتی  
 ہے کہ مجموعی طور پر ان کے یہاں عین مختلف رویے پروئے گئے ہیں۔ ایک تو وفات نگاریں جن کے محو میں کہنا مومن  
 پر عربیت کا بلا واسطہ اور نعتوں پر بالواسطہ گہری چھاپ محسوس کی جاسکتی ہے۔ دوسرے وہ جن کے مجموعوں کے کام قادی  
 سے براہ راست مستعار ہیں اور نعتوں پر بھی قادیانیت کی چھوٹ پڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔  
 تیسرے وہ وفات نگاریں جنہوں نے پشتو کے اسل مزاج اور پشتونوں کے گہرے نفسیاتی رنگ میں نقیض  
 لکھی ہیں۔ مثال کے طور پر حمزہ شنواری کا ایک مٹا جاتی مزاج کا شعر ہے۔

ماہر ات دیر بیا دوناوند

پہ شائے پنا کے دافغان را

ترجمہ حمزہ کوہا دیر بیا دوناوند

مٹا دافغان کے پنا نے میں

(راقم الحروف)

جبکہ بعض حضرات کے ہاں پشتوں و حارے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نعت نگاروں کے ہاں متعدد مقامات پر فنی حوالے سے تصادم کی صورت بھی  
 پیدا ہوئی ہے۔ جسے انضباط و لسانیات کی سطح پر نشان زد بھی کیا جاسکتا ہے تاہم ان مبصوحوں میں تعاون و تعاون کی فضا  
 بھی قائم ہوئی ہے جسے بجا طور پر تصور و محمود قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہی رنگوں کے احزان  
 اور رویوں کے ایک فنی و فکری دھڑک میں ڈالنے سے پشتو نعت کا لہجہ و لسانیات مزید شاد و مند ہو سکتے ہیں۔

بیسویں صدی کی پشتو نعت کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوگا کہ ان نعت نگاروں نے نعت کے  
 مروجہ و مستقل موضوعات ہی کو نہ صرف برتا ہے بلکہ انہیں صحیح معنوں میں احکام بھی بخشا ہے۔ یقیناً یہ ان کی بڑی عطا  
 ہے۔ جسے کسی طور بھی چشم کم سے نہیں دیکھا جاسکتا تاہم کچھ ایسے شعرا بھی ہیں جنہوں نے اپنی فنی بلندی اور فکری گہرائی  
 کی بدولت نعت کے آفاق و اعماق وسیع بھی کیے ہیں اس سلسلے میں عبدالغنی استاد حمزہ شنواری، حاجی محمد امین ترنگزئی  
 اور پروفیسر ڈاکٹر عرفان غلک کے اسمائے گرامی لیے جاسکتے ہیں حمزہ شنواری کی نعت میں عشق و تصوف کا گہرا رچاؤ اور  
 نئی کریم کے وسیلے سے حقیقت تک رسائی کا ایک گہرا تصور ملتا ہے۔

اشیا و ہمد چیل حقیقتو نہ کزل سرگند

اعکھار حقیقت و دپ اعکھار د محمد

ترجمہ فاکر دیہ اشیا نے بند حسن و حقائق

اعکھار حقیقت کا وسیلہ بنت ہیں آپ

یہ تصور ہے جس کا سلسلہ نور نئی کریم کے نوری تصور حقیقت سے ملایا جاسکتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب برنگز  
 نہیں کہ آپ کے شری تصور کی جانب توجہ نہیں کی گئی۔ اچھی اور سچی بات یہ ہے کہ حمزہ شنواری اور کچھ دیگر نعت نگاروں  
 کے ہاں مذکورہ دونوں تصورات پہلو پہلو کا رشتہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ حقیقت محمدی تک رسائی اسی راستے سے ممکن  
 ہو سکتی ہے۔ ان حضرات کے علاوہ مختلف دیگر شعراء نے نئی کریم سے محبت و مودت کے اعکھار کے لیے دھما فوٹا

معجزات: ۱۔ منور ۲۔ مہر و نوا ۳۔ معراج ۴۔ شاکل ۵۔ ماور و قات ۶۔ مہر بھی تحریر کیے ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ایک سو سے زائد ہوتی ہے۔ اس سلسلے کے چند شعراء کے نام یہ ہیں: ملا احمد جان، غلام قادر، غلام محمد، جان محمد، غلام نبی، خان زمان کلکی، خیال مہر خیانی، حبیب الغفانی علی بہادر اور دیگر۔

گزشتہ صدی میں نعتیہ مجموعوں کے ساتھ ساتھ دہشتہ گزشتہ بھی منصف شہود پر آچکے ہیں۔ جو نعتیہ ادب میں فن و فکر بروحوالے سے اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ پہلا نعتیہ گزشتہ ”شعرا اور نعت“ کے عنوان سے فقیر محمد عباس نے 1980 میں مرتب کیا اس میں کم و بیش سو شعراء کی نعتیں شجاء کی گئی ہیں۔ جبکہ دوسرا گزشتہ جس میں تقریباً تیس شعراء کی نعتیں شامل ہیں کو عالمزب تبسم نے 1987 میں ترتیب دیا۔ حال ہی میں ایک تیسرا نعتیہ انتخاب بھی ”شاکل خان محمد“ کے عنوان سے منظر عام پر آچکا ہے۔ جسے ہوں کے نوجوان شاعر بدایت اللہ عامر نے 2013 میں مرتب کیا ہے۔ اس مجموعے میں تقریباً 145 شعراء کی نعتیں شامل کی گئی ہیں۔ اس مجموعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خوشحال و رحمان سے لے کر مدح و رفاں اور تک کے شعراء کے نعتیہ کلام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مذکورہ مجموعہ اس اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے مطالعے سے نعت کے حوالے سے مدح و رفاں، معاشرہ و احساس اور نواز و راز کا نامہ کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

درج بالا سطور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نعت نبی کا قافلہ عشق و عقیدہ کے مختلف مراحل اور فن و فکر کے متنوع منازل سر کرنا ہوا آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ ہم جب بیسویں صدی کو عبور کر کے اکیسویں صدی میں قدم رکھتے ہیں تو یہاں بھی ہر نعت اپنے مخصوص رنج و کجبت اور نور و سرور کے ساتھ ہی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اب تک متعدد نعتیہ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ جنہیں نہ صرف عوام و خواص کی طرف سے مناسب پذیرائی ملی ہے بلکہ متعلقہ نعت نگاروں کو سرکاری سطح پر مذہبی امور کی وزارت کی جانب سے تلفیایا رز بھی دیے جا چکے ہیں۔ واضح رہے کہ ان میں شامل چند ایک نعت نگار ایسے بھی ہیں جن کا قلم گزشتہ صدی کی آخری دہائیوں سے نعت گوئی کے میدان میں مسلسل رفاں رفاں ہے۔ یہاں باہر کا شوق ہے کہ اگرچہ گزشتہ صدی کا ورق تمام ہوا ہے تاہم بدینہ رسول بنو زبانی ہے۔ چند نعت نگاروں اور ان کے مجموعوں کے نام حسب ذیل ہیں:

پروفیسر داود خان داود	”محمد عظیم انسان دے“ (محمد عظیم انسان) (گھسچہ) (چہرہ انور)
غازی سیال	”شکلا رکناٹھ“ (جمال کاٹناٹھ) ”نور حما“۔
لائق زادہ لائق	”مصلو علیہ وآلہ“ ”جلوئے“ ”اے گنبد خضراء“ ”ماز و نیاز“ ”المصلو علیہ وآلہ السلام“
قاری نیاز محمد	”دھبے سر داڑ“ (سر داڑ دینہ)
امیر انیم قاسمی	”دستور و پلاڑ“ (ستاروں کی روپ)
ممتاز علی ممتاز	”بے مثل بے مثلہ“ (بے مثل و بے مثل)
مولانا عبید اللہ مجبور سومانی	”ذہقیدہ گونہ“ (گلابائے عقیدہ)
قیوم مروت	”محمد دے وقام جہان آبا“ (محمد وجہ تحقیق کاٹناٹھ)
محمد زمان بگین	”گنج نعتونہ“ (افسرہ نعتیں)
پروفیسر ڈاکٹر عرفان تنک	”شاد مصلقی“ (شائے مصلقی) ”انوار محمد“ (انوار محمد)



ان مجموعوں کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ نعت نگاروں نے نعت کے مرتبہ مضامین کو کسی حد تک وسعت بخشی ہے۔ یہاں اگر ایک طرف حضور پر نور کے حسن و جمال اور مختلف حوالوں سے آپؐ کے امتیاز و انفرادیت کا تذکرہ کیا گیا ہے تو دوسری طرف نبی کریم کی سیرۃ مطہرہ سے بھی اکتساب نور کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ محبوب خدا کی حیات طیبہ کی کچھ دیگر مشیتیں اور حوالے بھی آمیزہ کرنے کی کاوش کی گئی ہے۔ اور یوں نعت کو کسی حد تک عصری تاثر و عطا کیا گیا ہے۔ جس میں جگہ جگہ امت کی اقربا اور زمانے کی نزول جانی کے حوالے سے حضور کے دور کا رعایہ میں فریاد بھی کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ان نعتوں میں جہاں حضور اور مجبوری کی دلاویز و درناغیز کیفیت ملتی ہے وہاں روحِ رسول کی تابانیاں اور جذبہٴ محبت کی جھلکیاں بھی دامن دہے ہوئی قرار دے رکھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ لائقِ تحسین و تہلیل بات یہ ہے کہ غلوئے عقیدہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے شرکائے خیالات سے کامل گریز کیا گیا ہے اور کامیاب کوشش کی گئی ہے کہ توحید و رسالت کو آپس میں گنڈ نہ کر دیا جائے۔ یعنی یہاں ”احمد بے ایم“ یا ”احمد نامیم“ والا معاملہ نہیں۔ دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس پر خطر ہل سلاطی و سلامتی رومی سے گزرنے میں سرخرو ہو چکے ہیں۔ محمود سومانہ کی نعت میں تاجِ شتم نبوت کا مضر ملا حلقہ کیجیے:

اللہ ورتہ پر سرکز تاجِ شتم نبوت

”اکملت لکم دینکم“ سے نکال دھ

ترجمہ: اللہ نے پہنایا تاجِ شتم نبوت

”اکملت لکم دینکم“ سے نکال دھ

(ماقم المعروف)

اسی طرح ممتاز علی ممتاز نے نبی کریم کے مقام انفرادیت کو ان لفظوں میں عاثر کیا ہے:

کہنا اللہ سرہ کلام کلیم اللہ کزے دے

دلا۔ کان کزے سرفردے رسول عربی

ترجمہ: اللہ سے کلیم نے کیا ہے گر کلام

تو آپؐ نے کیا ہے لا۔ کان کا سفر

(ماقم المعروف)

حقیقت یہ ہے کہ یہ نوری سلسلہ یہاں پر شتم نہیں ہوتا بلکہ کچھ دیگر شعراء بھی ہیں جن کے ہا قاعدہ نقیہ مجموعے شائع نہیں ہوئے تاہم اپنے شعری مجموعوں میں انہوں نے نعت کو شامل نہ کر دیا ہے۔ اگرچہ بعض شعراء کا تا حال کوئی مجموعہ سامنے نہیں آیا۔ مگر کبھی کبھی اور کبھی کبھی ان کی نعت پڑھنے کو ملتی ہے تو وہ ہر حال کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ یہ شعراء بھی کاروانِ نعت کے خوش نصیب تھے ہیں۔ ان شعراء کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے عشق و عقیدہ کے دُور کے ساتھ ساتھ تخلیقی دُور کو بھی نعت کا جزو چاہا بنایا ہے اور یوں اسے احساسات کا صاف و شفاف آئینہ اور جذبہٴ باہ کا اہلکار ہوا چشمہٴ بتایا ہے۔ ان شعراء کے نام یہ ہیں۔ طاہر کلچوی، پروفیسر رحمت اللہ دور، اکرام اللہ گران، مطیع اللہ قریشی، ڈاکٹر ہمایون ہما، دولہا دانی، بلا سمن یوسفزئی، ڈاکٹر محمد اعظم اعظم، ڈاکٹر رائق ولی شاہ خٹک، پروفیسر اسیر سنگھ، سعید ربیعہ، اسرار دھورو، پروفیسر محمود لایز، نادر خان طلیل، اقبال شاہ کراور ممتاز اور کزنے وغیرہ۔ نمونے کے طور پر دو نعتیاں شاعرِ شمس اللہ مت ہیں۔

پروفیسر رحمت اللہ دور درو با و شاہانِ خوبرو بادی

چو زو نو تکران دے عہد سوک دے

ترجمہ: سروں پہ تکران ہوں گے ہزاروں

(راقم الحروف)

دلوں پہ تکران میرا ہی ہے

ڈاکٹر محمد اعظم اعظم

وہل پہلو سوار آسمان تے نختہ نہ شی

لہ فاش چو تر عرش زری دولا رہ دینہ کے

ترجمہ: محبوب محل فلک تک پہنچ نہیں سکتا

(راقم الحروف)

نیش تا عرش دینے کا راستہ جائے

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ شعراء کی جد بے لب و لہجہ کی حامل فطرت نہ صرف دے و دہل کی تفسیر کا سامان کرتی ہیں بلکہ دماغ و روح کو بھی بالیدگی بخشتی ہیں۔ کیونکہ ان کی نعتوں میں عشق و عقیدت کے حقیقی اظہار کے ساتھ ساتھ زندگی کے بنیادی حقائق و مسائل کی جانب بھی اشارے پائے جاتے ہیں۔ خوشگوار مضمون یہ ہے کہ ان نعتوں میں غزل کے تغزل اور نعت کے قبل کو نکھار سکھایا گیا ہے یہی سبب ہے کہ ان نعتوں میں نبی کریمؐ سے محبت محض ایک تصور نہیں بلکہ ایک زندہ تجربہ بن چکی ہے۔ انہی فطرت پرست ہونے لگی طمانیت اور کامل اطمینان سے کہا جاسکتا ہے کہ پشتو نعت ملی ارتقا و فکری ارتقا کی جانب بہت قدمی سے گامزن ہے۔

خوش آمد مضمون یہ ہے کہ سینہ شعراء کے ساتھ ساتھ فنی اور فوجوان نسل کے شعراء نے بھی اس جانب توجہ کی ہے اور نگاہے گاہے انہی فطرت کی ہیں۔ جن میں نعت کے حوالے سے ایک جد بے تر طرز احساس پایا جاتا ہے۔ یہ جد بے تر طرز احساس بیک وقت تاریخی و ماضی تناظر سے پھوٹا ہوا محسوس ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ ان نعتوں کی جد بے کے ساتھ ساتھ انظاریہ کی سطح پر بھی ایک ناز و ہوی و ناز و کاری کا احساس ہوتا ہے۔ چند نامند و نام یہ ہیں۔ طارق محمود نالش، ڈاکٹر حنیف ظلیل، عنایت اللہ عنایت، نور رحمن محمد اکبر بونی، مہد اسلام بٹاپ، اقبال مسرہ، سیف اللہ سیٹل، کلیم الحق کلیم اور جمید وصال۔

طارق محمود نالش جنہوں نے نعت گوئی کی جانب سنجیدہ توجہ دی ہے کی نعت کا ایک شعر بطور نمونہ ملاحظہ کیجیے:

زما د علم تسلسل غار حیات دی

ذکر خو غریبہ دفرؤنہ پہ طاقت کے میر

ترجمہ: ہے نور حیات ہی سے میری فکر منور

(راقم الحروف)

باطل کی رو میں صورت کو سار کھڑا ہوں

یہاں اگر ان نعت نگاروں کا ذکر نہ کیا جائے جو نعت نگاری کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کا وظیفہ بھی سرانجام دے رہے ہیں تو میرے خیال میں نا انصافی ہوگی کیونکہ یہی وہ شعراء ہیں جنہوں نے نعت کو پشتونوں کی مجلسی و تہذیبی زندگی کا ایک قابل قدر حصہ بنایا ہے۔ اور اسی طرح عوامی سطح پر ایک بڑے پیمانے کی توجہ نعت رسول مقبولؐ کی جانب متعطف کرائی ہے۔ اس صف میں شیر علی وردا زین، گل خروبان لکھی، مانگل گل سعادت، مانگل گل رحمان، رابی جان داوڑ اور کچھ دیگر اصحاب نامند و عوامی نعت نگاروں کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ ان کی اصل اہمیت اس بات میں ہے کہ انہوں نے پشتو نعت کو نظم یا گیت کی شکلوں میں نوبہ نو بخشیں و رویت کی ہیں۔ جس کے باعث نعت کے مروجہ

موضوعات بھی کسی حد تک نئے ذائقے سے سمکنا ہو چکے ہیں۔ تسلیم کر لیں کہ کبھی کبھی ان کے ہاں بے مقصد موضوعات بھی درآمدازی کر چکے ہیں۔ یا نعت کے پروے میں مخصوص تبلیغی تاثرات اور جہادی جذبات بھی کہیں کہیں راہ پا گئے ہیں۔ تاہم یہ ایک رائج رویہ یا غالب رجحان بر گز نہیں۔ جس کے لیے سرحد بندی کی جاسکے۔ موصورت حال یہاں بھی طبعی طور پر مبرا قرار ہے۔

پشتون نعت کے اس جائزے سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ پشتون نعت میں کچھ تو وہ نعت نگار ہیں جنہوں نے اپنی جملہ تخلیقی صلاحیتیں نعت گوئی کے لیے وقف کر دی ہیں وہ شروعاتی سے نعت رسول مقبول کہہ رہے ہیں۔ جبکہ کچھ شعرا نے غزل کے عادت سے ہو کر دربار نعت میں باریابی حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پشتون نعت میں فنی و فکری ہر دو سطح پر مختلف رویے ساتھ ساتھ چلتے ہیں کبھی یہ کناروں کی صورت میں متوازی طور پر چلتے ہیں تو کبھی دھاروں کی صورت میں ایک دوسرے سے آمیزش و آویزش کا سلسلہ اپنائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ پشتون میں کچھ نعت نگاروں کے ہاں جذب و کیف اور سرشاری و کیلیت کا ماحول پایا جاتا ہے۔ بعض کے ہاں عقیدہ و تخلیقیت یکجا دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ دیگر نے اپنی نعت میں ادب و زندگی کے وسیع تر تناظر کو پیش نظر رکھا ہے اور یہیں نوپنوا کا ماحول کا تازہ وسیع موقع کر رہے ہیں۔ جبکہ کچھ رہاں نعت کے ہاں ان جملہ وہیں کا ایک فنی و فکری احتزان بر دئے کا رہے۔ میری نظر میں پشتون نعت کا یہی ”مقام محمود“ ہے جس تک پہنچنے کے لیے زاو عقیدہ کے ساتھ ساتھ زور قلم اور خدائے بخشندہ کی سعادت چاہیے۔

☆☆☆☆

## سلطان فریدی

### پشتو میں نعت گوئی

نہیں ہوتا کسی سے حق انا سیرت نگاری کا

کرے کوئی رقم کچھ بھی، اُسے حاصل سعادت ہے

ماہنامہ اسقام نوشہرہ کے مدیر شہید مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:-

”نہرے نزدیک نعت شریف محض ایک مذهب شعر نہیں بلکہ ذاتِ مصطفیٰ کے ایمانی تسلسل کا نام

ہے۔ قرونِ اول سے آج تک نہ جانے کتنے لاکھ نعتیہ اشعار کہلا لکھے گئے اور کتنے ہزار نعتیہ مجموعے طبع ہو چکے  
مگر نعت کا مضمون پہلے دن کی طرح آج بھی تروتازہ ہے۔“

حضرت حسام الدین کی کیفیتِ حضوری، امام بزمیری کی وارفتگی، رومی کی حلاوت، جامی کی غلاست، خسرو کی  
نغمہ سنی تقدس کی انفرادیت، غالب کی معنویت، اقبال کی آفاقیت اور قاسم نانوتوی کی خود پسندی نے نعت میں نیا  
اسلوب، دلکش پیرایہ، خوبصورت اظہار، پاکیزہ رنگ اور مقدس آہنگ تو شامل کر لیا لیکن اس مضمون کی تکمیل پھر بھی  
نہ ہو سکی۔ حتیٰ کہ دلوں کا کھڑی بھی اس سفر سعادت میں پیچھے نہ باگیا اور بول اٹھا:-

کچھ مصلحِ ظہیر میں نہیں شرطِ مسلمان

ہے کھڑی ہندو بھی ثنا خوانِ محمدؐ

مدحتِ نبویؐ کی اس خوش نوائی میں غیرِ بدختر خواہ کے غیرِ پشتون بھی دوسرے مسلمانوں سے پیچھے

نہیں۔

گلہ طیبہ، رنگِ شہادت کے ہر دھنوں تو حیدار، رسالت کا اقرار مسلمان کے ایمان و ایقان کا بنیادی  
عقائد ہے۔ یہی عقیدہ کوئی پشتون نوکِ زبان پر نہیں رکھتا بلکہ دل کی گہرائیوں سے: وہ اس کا مدھی ہے۔

پشتو میں درہرِ اول کے ماسور شاعر مرزا خان انصاری سے آج کے مقبول شعرا ڈاکٹر اسرار تک کے تمام  
بڑے بڑے اور چھوٹے شاعر غزل اور نظم کے ساتھ حمد و نعت پر طبع آزمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ گزشتہ شعراء کے وہاویں  
کی ابتدا حمد و نعت سے ہوتی ہے۔ آج بھی عبدالوہاب شیدا، ابوعلی حیدر، جوشی جیسے عوامی شاعروں کے کتابچے جو  
زیادہ تر عوامی گیتوں کی نمائندہ سے ہیں اپنے اندر ابتدائی کے طور پر حمد و نعت رکھتے ہیں۔ گویا سرورِ کائنات و خیر  
موجوداتؐ سے اپنی عقیدت کا اظہار دلکش، مبارک الفاظ میں کرنا ہر پشتون شاعر کا عقیدہ رہا ہے۔

رحمان بابا کے دیوان میں حمد یہ نظم کے بعد جو نعت شامل کلام ہے، وہ سیدھے سادھے پراثر الفاظ کا  
مرقع ہے۔ دیکھئے اس کے پہلے اور آخری شعر کا ترجمہ:-

”اگر محمدؐ کی صورت ازل میں نہ بنائی جاتی تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کو عذاب فرماتا۔ تمام دنیا و مافیہا کو محمدؐ

کے طفیل پیدا کیا گیا ہے اس لیے محمد تمام جہانوں کے آبا ہیں۔  
 ”محمدؐ ہر لاعلاج کے چاروگر اور ہر درمند کے لیے درمان ہیں۔ میں درمان محمدؐ کے در کا خاکروب ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں سے در بدر نہ کرے۔“

خوشحال خان خٹک تنک پہت اور غیبت و حمیت کا ترجمان قومی شاعر ہے۔ اسے پشتون ملت پر بہت حد تک ہے۔ وہ محمدیہ نقیہ شاعری میں بھی سرفہرست نظر آتا ہے۔ اس کی ایک نقیہ نظم کے دو اشعار (ترجمہ)۔

کلا ہم پر غا خوان محمدؐ سے  
 خدا ظاہر ہے عرفان محمدؐ سے  
 فراخی وہ جہانوں کی بنا دوں میں  
 بہت چھوٹے ہیں ایمان محمدؐ سے

موجودہ دور کے نعت کو شعراء میں حاجی محمد امین اور عبدالغفار استاد کے نام مامی سرفہرست ہیں۔  
 خانقاہوں اور مذہبی اجتماعات میں تلاوت کلام کے بعد نعت خوان حضرات اسٹیج پر آتے ہیں۔ ان میں اکثر انہیں دو شاعروں کی نصیحتیں خوش الحانی کے ساتھ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ عوام میں انہی دو شعراء کے نقیہ سرے قبول عام کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر حاجی محمد امین کا یہ سرے زبانی رد عام ہے:

زنگیہ ستر گے لگاؤ نہ قدم لارہ نہ وہ

ترجمہ: اسے سرے دل! آنکھوں کے لں پر پلاو یہ راستہ قدم (پاؤں) رکھنے کا نہیں۔ یہ بہت مبارک راستہ ہے۔  
 کہتے ہیں، حاجی محمد امین سات بار حج و زیارات کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ ہر بار وہ جوتے اتار کر مدینہ منورہ کی سرزمین پر چلتے پھرتے، وہ وہاں جتے نظر آتے۔ وہ سچے عاشق رسولؐ تھے۔ ان کے کمالی و عیالی، دوست احباب اس بات کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ روہتہ الخیر، ابوالکلام مدینہ حاجی صاحب مرحوم کے مبارک نقیہ مجموعے میں۔ متعدد بار شاعرت کے مراحل سے گزر چکے ہیں اور عوام و خواص سے مقبولیت کا طعم اٹھوا چکے ہیں۔  
 حاجی محمد امین اپنے آبائی گاؤں عمر زئی قلعہ چارسدہ میں آسودۂ خاک ہیں۔ ہر سال ان کا عرس منایا جاتا ہے۔ ان کے عقیدت مند اور مددگار ان کے مزار پر حاضر کی دیتے ہیں۔

حزب و شاعری پشتو کے بابائے غزل ہیں۔ ان کی فریدہ شاعری کلاسیک کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ انہوں نے تقسیم ہندو پاک سے قبل قافے کے ساتھ ایران و عراق کے راستے چل کر حج کی سعادت حاصل کی۔ واپسی پر اسی مبارک سفر کو ”ذجاز پھور“ (جواز کی طرف) کے نام سے حکوم کر کے شائع کیا۔ ان کے دوسرے شعری مجموعوں میں بھی نقیہ اشعار کی کتابت ملتی ہیں۔

حزب و شاعری کے ہم عصر، مقبول نظم کو شاعر سمندر دہرشی نے کلمہ حبیب کی منظوم تفسیر بنام توحید ترنگ لکھ کر محمدیہ نقیہ شاعری کا حق ادا کر دیا۔ یہ طویل نظم چونسٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور گیارہ جلدوں میں پشتو اکادمی پشاور یونیورسٹی نے شائع کی۔ ان کی ایک اور کتاب ”اذانِ بلال“ بھی محمدیہ نقیہ اشعار کا مجموعہ ہے۔

کیا بھلی تمیں مجلسیں جو آپؐ کے دم سے رہیں  
 آپؐ کا ہر اک صحابی پاسان حق بجا

اکوڑ و خٹک کے استاذ الاسلام سراج الاسلام صاحب نے امام یومیری کے شاہکار عربی قصیدہ  
برودہ کا منظوم پشتو ترجمہ کیا۔ یہ منظوم ترجمہ اپنی مثال آپ ہے۔ سراج صاحب نے قصیدہ برودہ کے ہر شعر کو پشتو کے  
تین مصرعوں میں منظوم کیا۔ اس ترجمہ نے ادبی حلقوں میں مقبولیت حاصل کی۔ یہ کئی بار شائع ہوا۔ آخری بار  
القاسم اکاوی خاق آباد نوشہرہ نے شائع کیا۔

قصیدہ برودہ کے منظوم ترجمے پر دارالعلوم حقانیہ کے استاذ و مقبول شاعر حافظ محمد امین خانی صاحب  
نے ایک مضبوط مقدمہ لکھا۔ اس کے آخر میں دو لکھتے ہیں کہ:-

”نظم کا ترجمہ نظم میں کرنا بہت مشکل کام ہے۔ جس نظم کا منظوم ترجمہ کیا جاتا ہے اس نظم کے مرکزی  
خیال اور لفظ و معنی کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اصل شعر میں جو محاسن اور دلکشی ہوتے ہیں اس کا عکس ضرور ہونا  
چاہیے۔ سراج صاحب اس سے قلم مرنا غالب کی ستائیں غزلوں کا منظوم ترجمہ کر چکے ہیں۔ انہیں ترجمے کی  
مشکلات کا علم ہے۔ وہ ترجمہ میں دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ بحر کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس کام پر سراج  
صاحب کو قدرت کاملہ حاصل ہے۔ میرا بھی امداد تھا کہ میں اس قصیدہ برودہ کا منظوم ترجمہ کر لوں لیکن سراج  
صاحب کے اس منظوم ترجمے کو دیکھ کر میں نے اپنا مادہ ترک کر دیا۔“

سراج الاسلام سراج صاحب نے اس کے علاوہ ایک اور قابل ذکر کام کیا۔ حضرت امام احمد رضا  
بریلوی سراج صاحب کے پسندیدہ و نعت گو شاعر ہیں۔ حضرت بریلوی نے کہا:-

مصطفیٰ جانِ رحمت چہ لاکھوں سلام

سراج صاحب اس بات کو مزید وسعت دیتے ہیں اور کہتے ہیں:-

چہ شاد نرسلانوں سے اربوں سلاموں

ترجمہ:- شاہرسلان پر میرا اربوں سلام۔ اسی عنوان پر سراج صاحب نے پشتو میں ایک طویل نظم لکھ دی۔ وہ  
سونو بندوں پر مشتمل محسن کی شکل میں۔ یعنی ہر بند میں پانچ مصرعے ہیں۔ یہ نظم منظوم سیرت النبیؐ ہے۔ بہت دلکش  
اور متاثر کن نظم ہے۔ یہ ظہور قدسی سے صد سال النبیؐ تک انہم واقعات سیرت پر مشتمل ہے۔ اس نظم کے پہلے بند کا  
ترجمہ ملاحظہ ہو:-

آج میرے سینے میں محبت کا سمندر موجزن ہے۔

آج پھر میری نظموں کے سامنے سے تجلیات اٹھ رہے ہیں۔

آج پھر میری طبع موزوں ہو رہی ہے۔

آج پھر میرے لب پر نعتیہ اشعار رزقِ تیب پا رہے ہیں۔

شاہرسلان پر اربوں سلام۔

دو تین سال قبل پروفیسر داود رحمان داؤد کا نعتیہ مجموعہ ”عظیم الشان“ کے نام سے زبور طبع سے آراستہ

ہوا۔ وزارت مذہبی امور اسلام آباد سے انہیں پہلا انعام ملا۔

ماقم انفرادی (سلطان فریدی) کے بھی دو نعتیہ شعری کتب شائع ہو چکی ہیں۔ پشتو میں ”نبال محمدؐ“ اور

اردو میں ”نبالِ مصطفیٰؐ“۔

ہمارے مہربان دوست حافظ محمد ابراہیم غانی صاحب دانا معلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک میں دینی علوم کے استاد ہیں \*۔ چار زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ عربی، اردو، فارسی اور مادری زبان پشتو میں۔ پشتو شاعری کے چار مجموعے ان کے طبع ہو چکے ہیں۔ ان کی ایک ویڈیو تصورات یعنی ماتم کتاں تصورات (خیالات و تفکرات) سے ایک پشتو نعت کا منظوم ترجمہ پیش خدمت ہے۔ صرف دو اشعار پر اکتفا کرتا ہوں:-

دی صدا قاران کی چوٹی سے جس دم آپؐ نے  
بر طرف چھانے لگی غار حرا کی روشنی

آپؐ کی اقلت سے قائم ہے مرا ایمان، تو  
ساتھ لے جاؤں گا غانی میں وفا کی روشنی

☆☆☆☆

---

• حافظ محمد ابراہیم غانی صاحب دانا معلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک (ایلٹر)



## پنجابی شاعری میں نعت گوئی

نعتی اعتبار سے نعت من، عت کے مادہ سے مشتق عربی زبان کا لفظ ہے۔ نعت نعت نعت کے معنی ہیں اوصاف بیان کرنا، سراہنا، تعریف کرنا۔ اس کا زیادہ استعمال صفات حسہ کے لیے ہوتا ہے۔ نعت الکلبۃ کا مطلب ہوگا ”پتلف عمر و صفات و کلبا“۔ نعت کے معنی ہیں حمد و اوصاف والا ہونا (نعتۃ الزجل خلقہ) اسی طرح نعتۃ الفرس سب رقتار گھوڑے کو کہتے ہیں۔ نعت کے معنی تعریف کرنے کے ہیں۔ نعت السراۃ بالجمال کا مطلب ہے ”عورت کا خوب صورتی سے مصف ہونا“۔ نعت الشیء کا مطلب ہے ”کسی چیز کا قابل تعریف ہونا“۔ اسی طرح نعتۃ الشیء کا مفہوم ہے ”کسی چیز کے اوصاف بیان کرنے کو کہتا“۔

یوں غور کریں تو نعت کے معنی ہوں گے ”تعریف، وصف، میرٹ و وصف نگاری، قابلیت، اہلیت، جوہر، طہس، دینی، و۔ ایسی ہر تعریف و توصیف پر نعت کا اطلاق ہوتا ہے جس میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ نعت کی جمع نعوت ہے۔ نعت کہنے والے کو ناعت (جمع نعوت) کا اور اوصاف حمیدہ اور محاسن عالیہ کے حامل کو نعتیوت کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں جن الفاظ کے ذریعے کسی کے اوصاف و محاسن رقم کیے جائیں، وہ بھی منعوت کہلاتے ہیں۔ لفظ نعت کا مصدر انبعات (بروزن البعالت) ہے۔

نعت کا لفظ عموماً وصف کا مترادف اور کیا جاتا ہے۔ لیکن اہل لغت نے ان دونوں الفاظ کے معنوی اختلاف پر بھرپور گفتگو کی ہے۔ اس اشیر کے مطابق نعت کسی شے کے محاسن بیان کرنے کا نام ہے، قبائح میں اس کا استعمال نہیں ہوتا جبکہ وصف کا لفظ محاسن اور معائب دونوں کو محیط ہے۔

عربی لغت کے مطابق سے لفظ ”نعت“ کے مفہوم کے بارے میں جو تاثرات ابھرتے ہیں، وہ اسے دوسرے ہم معنی الفاظ از قلم وصف، صفت، منقبت، و غیرہ سے ممتاز و مجیز ٹھہراتے ہیں۔ فارسی میں یہ لفظ مطلق وصف اور نبی کریم کی تعریف و توصیف دونوں معانی میں مستعمل ہے۔ فارسی میں اس کے لغوی معنی ستائش، صفت، وصف اور تعریف و توصیف کے ہیں۔ اس حوالے سے فارسی میں نعت کا لفظ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، نبی کریم کی ستائش اور حضرت علی کی منقبت کے لیے بغیر کسی منفی اور اسطلاحی تشخص کے بلا تخصیص رائج ہے۔

اردو، پنجابی اور پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں اور لہجوں میں نعت کا لفظ اب ایک اسطلاح بن چکا ہے اور صرف آنحضرت کی مدح و ستائش کے لیے مخصوص ہے۔ یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عربی زبان میں نعت کا اطلاق، علم و شریک تخصیص کے بغیر، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف کی حامل ہر تحریر پر ہوتا ہے، البتہ فارسی اور اردو، پنجابی اور پاکستان کی جملہ علاقائی زبانوں میں نعت سے مراد نبی کی صرف منکوم مدح ہی ہے۔

امدادیت میں نعت کا لفظ حضرت حمی مرتبت کی تعریف و توصیف کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ امام بیہقی



”نے حضرت انس بن مالکؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریمؐ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار پڑ گیا تو آپؐ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا باپ اس کے سر ہانے بیٹھا تو مات پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا: ”هل تجد في التوراة نعتي“ (کیا تم تو مات میں میری نعت... تعریف و ستائش... پاتے ہو؟) اس نے (جھوٹے بولتے ہوئے) جواب دیا: ”لا“ (نہیں)۔ اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی تردید کی اور سچ بتاتے ہوئے عرض کیا: ”يا ربی! واللہ! یا رسول اللہ! ان نجد لک فی التوراة نعتک“ (ہاں! اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم تو مات میں آپؐ کی نعت پاتے ہیں)۔ اسی طرح سب تاریں میں ایک روایت یا اس الفاظ میں ہے: ”كيف نجد نعت رسول الله في التوراة“۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے خود غیر اسلام نے اپنی تعریف کے لیے نعت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

احادیث اور سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد آپؐ کی تعریف و توصیف کے لیے سب سے پہلے یہ لفظ حضرت علیؓ نے استعمال کیا تھا۔ اس کا مرجع شامل ترمذی کی وہ حدیث ہے، جو ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے: ”من رآه بلبهة هابه، ومن خاطبه معرفة احبه يقول ناعته: لم أر قبله ولا بعده مثله“ (جو آپؐ کو پہلی دفعہ دیکھتا ہے، اس پر آپؐ کی حیرت طاری ہو جاتی ہے اور آپؐ سے جس کو تعلق خاطر ہو جائے، وہ آپؐ سے محبت کرنے لگتا ہے اور آپؐ کی توصیف کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپؐ سے پہلے کسی کو آپؐ جیسا دیکھا ہے اور نہ آپؐ کے بعد)۔

عربی زبان میں نعت نگاری کا آغاز یوں ہوا کہ کفار مکہ و غیر اسلام کو ”محمدؐ“ کے بجائے (خاتم پدہن) ”خاتم“ کہہ کر آپؐ کی جھوٹا کرتے تھے۔ چنانچہ گستاخی رسولؐ کے جواب میں مسلمان شعراء نے مؤثر طور پر نبی کریمؐ کا دفاع کیا اور آپؐ کے محاسن اور اوصاف حمید و کوصائد کی صورت نظم کا شروع کیا۔ نعت نگاری اسی سانی جہاد کی بنا لگا رہی ہے۔

آج تک کی اسلامی تاریخ میں محمدؐ رسول اللہؐ کی ذات اقدس سے مسلمانوں کو جو محبت رہی ہے اور جس طرح جنہوں نے آپؐ کی سیرت، سوانح، بیانات، شجاعت اور خلق عظیم کی امثال کو محفوظ کیا ہے، جیسا یہ تاریخ عالم کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد نبی کریمؐ کا ذکر ایک بڑی عبادت کی بات ہے۔ ”وذلكما لک بامرک“ فرما کر خود باری تعالیٰ نے آپؐ کے ذکر کو حیات الہی سے ہمکنار کرنے اور اسے بلند ترین مقام بخشنے کی ضمانت فرام کر دی ہے۔ آپؐ کی سیرت، تاریخ، آپؐ کے اوصاف و محاسن، کمالات و خصوصیات سب ”ذکر“ کے مفہوم میں شامل ہیں۔ رب العالمین نے آپؐ کے لیے بشر، مذہب، مہر، المہر، خاتم النبیین اور رحمة للعالمین جیسی صفات بیان کی ہیں اور آپؐ کی عزت و توقیر کرنے کا حکم دیا ہے، اور ضمانت فرمائی ہے کہ ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریمؐ (مکہ و مدینہ) بھیجے ہیں، اسے ایمان والوں اتم بھی آپؐ (مکہ و مدینہ) بھیجا کرو (الاحزاب ۵۴)۔ یہاں اس جیسے دوسرے بیانات اور باری تعالیٰ کے نتیجے میں آج تک آنحضرتؐ اور خطیب اسلام نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے آپؐ کے بیانات کی تشریح اور توضیح میں معروف کار ہیں اور اب وہ شعراء و محققین جو سیف میں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مسلم ملک کسی بھی دور میں ایسے شعراء سے قن نہیں رہا کہ جنہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں مدد رب العالمین کے محامد و محاسن کے بیان میں صرف نہ کی ہوں۔

مسلم شعراء نے ہر دور میں نبی کریم کے حسب و نسب، اخلاق و کردار تو سید و ستائش، شجاعت و شہادت، دیانت و امانت، صداقت و عدالت، جو و وسطاء، فضل و عطاء، علم و حکمت، نجابت و شرافت، اخوت و محبت، بخشش و سخاوت، رحمت و شفقت، انسانیت، ہمدردی اور غم خواری، دشمنوں سے حسن سلوک، غم و درگزر، حسن معاملات، وسعت قلبی اور عالی ظرفی، ایثار و احسان، رفتار و گفتار مجلس آداب، ظاہری و باطنی حسن اور آپ کی فضیلت ناب شخصیت اور آپ کے سراپا کو اپنی شعری نگارشات کا موضوعِ عطا ہوا و جزئیات کے ساتھ انتہائی احترام اور خشکی سے نعتوں میں موزوں کیا ہے۔

حضرت قتیبہ مرتبہ کی مدح سرابی میں اوجیت کا شرف آپ کے مربی اور چچا جناب ابو طالب کو حاصل ہے۔ آپ کی مخالفت و عداوت میں جب مشرکین قریش کی آتش فیک و غضب میں بدچہ اتم اضافہ ہوا تو جناب ابو طالب نے ایک شاہکار قصیدہ کہا، جو تاریخ ادب میں "قصیدہ یلامیہ" کے نام سے معروف ہے۔ امام ابن کثیر کے بقول یہ قصیدہ سہدہ مطہرات سے بھی کہیں بڑھ کر فصیح، بلیغ اور معنی آفرین ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں اس قصیدے کے کوئی ایک سو کے قریب اشعار نقل کیے گئے ہیں، جن سے قصیدہ نگار کے دلی جذبات و احساسات کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ نبی کریم کا دوسرا مداح دور جاہلیت کا نامور شاعر امی بن قیس ہے، جو اسلام کی فطرت سے محروم رہا تاہم اس نے آپ کی مدح و ستائش میں بڑے معرکے کا شمار کیے ہیں۔

ہجرۃ مدینہ کے بعد شعرائے قریش اسلام اور مشہر اسلام کی بھوکوں پر اتر آئے اور آپ کے خلاف ہاتھ پائی پر و پیٹھ اٹھ کر دیا، جس کا جواب دینے کے لیے حضرت حسان بن ثابت انصاری نے اپنی زندگی نبی کریم کی مدح و حمایت کے لیے وقف کر دی۔ نبی کریم نے ان کے لیے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کا تقدس کے ذریعے اس کی مدد فرما"۔ چنانچہ حضرت حسان نے ابو سفیان بن خاریج کی درجہ و فقی اور ہرزہ رانیوں کا جواب ایسے مؤثر اور مستطیع اپنے شعر میں دیا کہ ابو سفیان اور اس جیسے دوسرے بھارتوں کو ہاتھوں پسینہ آ گیا۔

مشہور عرب شاعر نسابۃ السجعدی اسلام قبول کرنے سے قبل بھی ایک پاکیزہ انسان کی ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ ہجری میں مسلمان ہوئے اور نبی کریم کی خدمت میں اپنا قصیدہ پیش کیا۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے کہ "ہماری عظمت اور خوش نصیبی آسمان تک جا پہنچی اور بے شک ہم اس سے بھی اوپر مقام و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں" تو آپ نے استفسار فرمایا: "ابو نعلی! آسمان سے آگے کہیں پہنچنے کے آرزو مند ہو؟" انہوں نے عرض کیا: "جنت میں"۔ آپ نے فرمایا: "ان شاء اللہ" اور ساتھ ہی دعا دی: "تمہارے فائزات کبھی شکستہ نہ ہوں"۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ نابھہ ایک سو بیس سال کی عمر پا کر فوج ہوئے اور تادم و انیس اُن کے تمام فائزات صحیح و سالم تھے۔

مجدد رسالت ناب کے دیگر نامور مداح میں سیدہ فاطمہ الزہراءؑ، فاطمہ بنت عبدالمطلبؑ، ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، حمزہ بن عبدالمطلبؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، مالک بن نضلؓ، کعب بن مالکؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ، کعب بن زہیرہؓ اور عباس بن عباسؓ کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار دیگر صحابہؓ، تابعینؓ اور تبع تابعینؓ نے فقید قصائد کے گہرائی نگارنگ جناب رسالت پناہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے حضور میں پیش کیے ہیں۔ مجد بن عباس کے شعراء میں سے قطرب (متوفی ۴۰۶ھ) کا اور ابو العتیبہ (متوفی ۲۱۱ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قطرب کے ایک شعر کا ترجمہ ہے: "رحمۃ اللہ" (ہماری تعریف و توسیف سے بہت بلند مرتبت تھے۔ ہزار

کوشش کے بعد بھی آپ کی تعریف کرنے والا آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکا۔

نعتیہ قصیدہ نگاری میں ایک بڑا نام محمد بن سعید البومیری (متوفی ۶۹۷ھ) کا ہے، جن کا کیا ہوا "قصیدہ ہمزیہ" سارے چار سو شعرا پر پھیلا ہوا ہے، تاہم ان کی شہرت کا باعث دماصل "قصیدہ ہمزہ" ہے۔ شعرا نے عرب کے تنج میں دیگر زبانوں، خصوصاً فارسی میں، بہت زیادہ تخیل اور نعتیہ قصائد کہے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں عطار، رومی، نظامی، نصیری، جانی، خسرو، فیضی، سعدی، عراقی، قناری اور دیگر بے شمار شعرا نظر آتے ہیں، جن کے نعتیہ کلام میں رسول اللہ کی محبت کے سمندر موجزن ہیں۔ انہی سمندروں سے نعت رسول کے حساباً طے اور اردو شاعری کی دھرتی کو سیراب کرتے چلے گئے۔ چنانچہ ولی دکنی سے امیر مینائی تک شعرا کی ایک بڑی تعداد میں نعت سرائی کرتی نظر آتی ہے۔ بعد ازاں الطاف حسین حالی سے ہوتی ہوئی نعت گوئی کی یہ روایت ظفر علی خان تک پہنچے پہنچے توانائی کی بلند یوں پر پہنچی گئی۔ اقبال کے ہاں نعت نے آفاقی منازل تک مسعود کیا اور پھر اس کی روشنی کچھ یوں پھیلی کہ قیام پاکستان کے بعد نعت نگاری کو ہر مسلمان شاعر کا جزو ایمان بن گئی اور اب بہت کم شعراء ہوں گے جنہوں نے نعت نہ کہی ہو۔

پنجابی شاعری میں اب تک کی تحقیق کے مطابق، سب سے پہلا نعتیہ بول..... روپا محمد سونا خدائی دھوں دینا غوطہ کھائی..... جاتی ہمارے (متوفی ۱۱۳۰ھ) کا ہے۔ ان کا کوئی اور کلام دستیاب نہیں ہے۔ یہی وہ ہے کہ پنجابی ادب کی تاریخ کا آغاز شیخ عبد اللہ بن مسعود المعروف پہنچ شکر (متوفی ۱۲۶۵ء) سے مانا گیا ہے۔ وہ پنجابی کے پہلے شاعر ہیں، جن کا کلام آج تک محفوظ ہے۔ ان سے قبل پنجابی میں کچھ شلوک ضرور ملتے ہیں، لیکن ان کی زبان پنجابی سے زیادہ "ہمراہ" اور شکر کے قریب ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے اپنے اشلوکوں کے توسط سے سیدھے سادے لوگوں کو سیدھے سادے لفظوں میں، روز روز کی پابندی، ان سے انصاف کے دینی قصائد، دینا کاری سے اجتناب، شرک سے بچنے کی تلقین، درغیب، دنیوی آلائشوں سے بچنے اور اخروی زندگی کی تیاری اور اہمیت جیسے امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن کوئی نعتیہ شلوک نہیں نکلا۔

پنجابی میں پہلا نعتیہ شلوک (پنجابی میں شلوک) کہنے کا شرف سکھ مت کے بانی گورو نانک دیو جی (وفات ۱۵۳۹ء) کو حاصل ہے۔ وہ کہتے ہیں:

محمد من توں من کنالوں چار من خدائے رسولوں سچا ای دربار  
عبدی کو دھن (متوفی ۱۵۸۸ء) کا نعتیہ شلوک ہے:

جاں دنیا تے مھرے آیا اول ایہ رنگانی  
جو بت دنیا اتے آہے ہوئے کلی فانی

ایک اور شلوک میں وہ کہتے ہیں:

کہاں درود بھی آہل تے جیس پر اوہ خوشنود  
ہوئے یاراں دوستاں بھی لکھ ہزار درود

سولہویں صدی عیسوی کے اس دور کی تمام پنجابی شاعری پر صوفیانہ رنگ غالب ہے۔ چنانچہ فیض الدین مسعود سے لے کر فاروق شاہ تک کے درمیانی زمانے میں فیض الدین قافی، شاہ حسین، پیر شاہ، عابد اللہ، ہاشم شاہ،

اکبر علی شاہ مولوی بخشا جاتی محمد المعروف بہ نوشہرہ بخش، حافظہ پر خوردار ناخجا، سلطان باہو، علی حیدر، شیخ شرف، غلام جیلانی، مولانا شاہ بدایت اللہ، مولوی غلام رسول، غلام فیض، مولوی عبداللہ، عبدالوہاب، مولوی غلام محی الدین، مولوی روشن دین، مولوی خدا بخش، مولوی نور محمد، مولوی محمد نبی، مولوی محمد مسلم، میاں محمد، مولوی محمد اسماعیل، مولوی محمد شاہ دین، محمد دین، شہر الدین، غرض پنجابی شعراء کی ایک طویل فہرست ہے۔ جنہوں نے تصوف اور اس کے مختلف موضوعات پر مختلف اصناف سخن میں خاصہ فرسائی کی۔ اسی دور کے آخر میں شعراء دیگر دینی امور کی طرف متوجہ ہوئے اور متصوفانہ وارداتوں کے علاوہ مختلف فقہی مسائل، قرآن پاک کی تفسیر، احادیث کے احکام، نماز، روزہ، احوال الآخِرہ اور قیامت کے بیان، حج کی اہمیت اور مسائل حج، جنگا سے شہادت حسین ابن علی، قصص الانبیاء، حمد، نعت، نعتیہ قصائد اور سیرت رسول، مدحِ رسول اور آپ کے حضور سلام، وفات، مہمے، نورانی مہمے، معراج نامے، شانِ رسول، علیہ شریف، نگاریں، سی حرفیاں، بیت اور آپ کی زندگی کے مختلف واقعات، جیسے مشنوں موضوعات کو شعری قالب میں ڈھالنا شروع کیا۔

فارسی شاہ کا دور انھارویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ اس زمانے میں پنجابی میں لکھنے کا رواج زور پکڑنا لگیا۔ سرکاری زبان فارسی تھی، جس کے باعث پنجابی زبان بہت متاثر ہوئی اور اس میں فارسی نظیات در آئیں۔ پنجابی شعراء کو خاص طور پر فارسی مثنوی نے بہت متاثر کیا۔ شاہد فریدی اور نکلی گنجوی کے قلم سے کے زیر اثر پنجابی شعراء نے روایتی داستانوں اور قصوں کو مثنوی کی صنف میں نظم کرنا شروع کیا۔

پنجابی ادب میں بیانیہ اور موضوعاتی شاعری کا آغاز انھارویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں ہوا۔ اسی زمانے میں نہایت نے "فار" لکھی اور حافظ شاہجہان مقل نے بیہ راخجی کی عشقیہ داستان معصیت بیت میں نظم کی۔ مقل کا ایک نعتیہ بیت یوں ہے:

روشن جس دے نورِ خمسِ دائمِ نل نہار  
کہاں ذرود سلام میں باجمہ حساب شمار

انھارویں صدی عیسوی کے اس زمانے میں بیلیو اور حافظہ پر خوردار ہردو کی مثنویاں "مرزا صاحبان" اس دورہ مقبول ہوئیں کہ ان کے صریح کئے صریح مضامین الامثال کی طرح عوام و خواص میں شہرہ پانگے۔ اسی زمانے میں فارسی شاہ نے اپنی مقبول عام مثنوی "بیہ راخجا" لکھی۔ انہوں نے "بیہ" کے دوسرے بند میں نعت رسول اللہ کا مضمون یوں نظم کیا ہے:

دوئی نعت رسول مقبولِ دلی، بھیندے حق نزولِ لولا کہ کیا  
نما کی آکھ کے مرچہ جاتا، سبھ خلق دے عیب خمس پاک کیا  
سرور ہوئیے اولیاں انخیاں دا، گے حق دے آپ نوں ناک کیا  
کرے امتی امتی روز محشر، خوشی بھڈ کے جیو فنا کیا

مثنوی یا شاعری کے کسی مجموعے کے آغاز میں حمد اور نعت لکھنا آج تک رائج ہے۔ ایسے شعراء جو عام طور پر نعت نہیں کہتے، مجلسِ برکت کے لیے اپنی کتابوں کا آغاز حمد اور نعت سے کرتے ہیں۔ چنانچہ روایتی داستانوں کی مثنویاں پڑھنے سے پہلے چلتا ہے کہ اپنی کتابوں کے لیے اپنے شعراء نے اصل قصہ یا داستان نظم کرنے سے پہلے حمد و نعت

کا اہتمام کیا ہے۔ یہ ایک طرح کی رہی نعت گوئی ہے۔ البتہ وہ شعراء جو بڑے اہتمام سے نعت کہتے ہوں اور جنہوں نے اپنی نعتیہ شاعری کے محو محو بھی مرثیہ کیے ہوں، پنجابی ادب میں خال خال ہی نظر آئیں گے۔

پنجابی زبان میں دنیا کی کسی بھی دوسری زبان کے مقابلے میں، اصنافِ سخن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ شعراء کرام اپنا ہر قسم کا کلام اپنی اصناف میں رقم کرتے رہے ہیں، البتہ کچھ منظومات ایسی بھی ہیں، جو صرف اور صرف جناب نبی کریم ہی سے خاص ہیں۔ ایسی منظومات کا فرائض و دنیاں حسب ذیل ہے:

**علیہ شریف:** یہ ایک ایسی نظم ہے، جس میں نبی کریم کا علیہ مبارک اور آپ کا سراپا بیان کیا جاتا ہے۔ مولوی محمد علی فائق اور احمد حسن قلعہ داری کے نظم کیے ہوئے علیہ شریف اس صنعت کی بہترین مثال ہیں، جو ایک زمانے تک پنجابی معاشرت میں مقبول رہے ہیں۔

**معراجِ نامہ:** یہ ایسی نظم ہے، جس میں شاعر نبی کریم کے سفرِ معراج کی روئیداد نظم کرتا ہے۔ پنجابی شاعری میں قادریا رکا لکھا ہوا معراج نامہ بہت مقبول رہا ہے۔ یہ بڑی قطع کے تقریباً چوبیس صفحات کو محیط ہے۔ شاعر نے سفرِ معراج کے مختلف مراحل کو منظومات کے تحت نظم کیا ہے۔ معراج نامہ کی ابتداء حمد و ثنائے رب جلیل سے کچھ یوں ہوتی ہے:

اللہ نال، مازق، مالک قدرت سدا دلی  
آدم، جن، ملائک، بر شے در تے نت سوللی  
رحمت نا دیا الہی بے پرہا، کہارے  
ظاہر باطن قدرت اس دی کجھ حساب نہ آوے  
میں کجھ خبراں علوم پائیاں قدرت مال ستائیں  
جاں جاں الف اکلا آبا نہ سی شام مباحیں

ان اشعار کے بعد وہ اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے یوں سخن منج ہیں:

ایما فضل نبی تے کیا آپ اللہ حق تعالیٰ  
وقت قرآن نکلی خوشخبری ذکرِ معراجے والا  
پاک محمد بندے اتے فضل خداوند چاہیا  
مسجد اقصیٰ کے تائیں ماتیں میر کرلیا

معراج کب ہوا؟ قادریا لکھتے ہیں:

سال یونچ عمر نبی دی آئی اوی دیہازے  
ہویا جدوں معراج نبی نوں ڈٹے عرش متارے  
اوہ رجب دا آبا مہینہ ہویا جدوں فضل سی  
اک بزرگ روایت کیتی ماہ ربیع الاول سی



۲۔ مے چل کر سفر معراج کے آغاز کا نہیں نے یوں نظم کیا ہے:

جس دم حرم بیت اللہ آتے کیا کریم ستاری  
 بھید چھپا ہوا براق وحی دے کبھی نبی اساری  
 میکانیک لکھوں پھڑپھڑ جبرائیل رکابوں  
 کہیں عمر کر اساری ہو گیا حکم جتاہوں  
 بھید چھپا ہوا براق الہی حضرت میں نے آلیا  
 چھپا آؤ چھپے اسمائے بچھوں بچھ بچھلا  
 چل عمر دھکا داری داناں ہوں اتے اوتھے  
 کل مقرب رب دے دیکھیں تیرا راہ کھلوتے

اس کے بعد بیت المقدس اور اس سے آگے مختلف آسمانوں پر نبی کریم کی سواری (براق) کے صعود و ورود اور آپؐ نے وہاں کیا کیا مشاہدہ کیا، سب کچھ با تفصیل بیان کیا ہے اور اس سفر کے اختتامی مراحل بیان کرنے کے بعد معراج سے کھٹارے میں قادریاویں عرض پر دناں ہیں:

کر کے قسم معراج نبی نون ہند ورود چھپنا  
 بچھو حرف اسمائے بچھے ہوں فضل رہا  
 داناں سو سنتاں سالاں پاک نبی دے چھوں  
 ایسے مذکور ہونا بارو دیکھ معراج دھوں  
 قادر عاجز عاصی بندہ صفت ہادون والا  
 برکت کلمے پاک نبی دی اچھ دیوے حق تعالیٰ

نبی کریم کا سفر معراج پنجابی لوگ گیتوں کا موضوع بھی رہا ہے۔ ایک لوگ گیت، جس میں حج کو جانے کے لیے میلے کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے، بڑے غماص کی چیز ہے۔ دھڑ تو میلے (حج) کی ہے۔ لیکن میلے کا لفظ اپنے لغوی معنی (میل ملاقات) میں بھی واضح طور پر مفہوم ہوتا ہے۔ گیت کچھ اس طرح ہے:

جناں اوڑک جانا سر دے چل میلے نون چلیے

پہلا میلا آدم کیا کھاں دیکھ کے سجدہ کیا  
 اک دیکھ کے گیا ای سر دے چل میلے نون چلیے

اس اجتماع کے بعد دوبند بالترتیب حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔ جو قادیان نبی کریم کے سفر معراج کی بابت ہے:

چوتھا میلا راتیں ہوا آن یو ہے جبریل کھلیا  
 سوہنا گیا براق آتے چڑھ دے چل میلے نون چلیے

**نور نامہ:** نبی کریم کی پیدائش مبارک کے متعلق کہی ہوئی نظمیں "نور نامہ" کہلاتی ہیں۔ سلا رحمہ اللہ، حافظ مراد اور دولت علی کے "نور نامے" مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ جو آج بھی دیہاتی معاشرت میں بڑے شوق سے پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق (جس کا ثبوت ہونا محال نظر ہے)، سب سے پہلا نور نامہ امام غزالی نے عربی میں رقم کیا تھا جسے نصیب اللہ بن غازی نے فارسی کے قالب میں ڈھالا اور ازاں بعد شیخ نور الدین علمدار (۱۳۷۷ تا ۱۴۳۰ء) نے پنجابی میں ترجمہ کیا۔ یہ نور نامہ سب جلیل کی حمد و ثناء سے شروع ہو کر دعائیہ اشعار پر ختم ہوتا ہے۔ جن کے مابین کچھ مینے اشعار کا مضمون ضعیف اور سکہ بند آئی تعلیمات اور دینی قواعد سے متعارف اور مقاب ہے۔ مثلاً شاعر نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی محبت میں علم، عقل، عشق، عقل، نعمت، نور، صبر، شکر اور خیر کے دس دریا پیدائے اور پھر نبی کریم کا نور ہر قوم کی شکل میں ظاہر ہوا، جس نے دریا نے رحمت میں ایک لاکھ نوے لگائے اور ہر برخو طے کی حالت میں ہزاروں برس بتائے۔ جب غلوں کی فتنہ اور پوری ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو دریا نے رحمت سے باہر آنے کو کہا۔ چنانچہ نبی کریم کے مختلف نوری اعضاء سے گرنے والے قطرات سے دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام، ملائکہ، عرش، کرسی، لوح محفوظ، قلم، بہشت، دوزخ، ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں، سورج، چاند، ستارے، ہوا، طوفان، بارش، برق، خورشید، درخت، شراب، طہور، دودھ، خوشبو، پل، صراط، مردار، سونہ، چاندی، گھینے، اسامیل علیہم السلام کی جگہ ذبح ہونے والا ذبح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، گھوڑے، پرندے، غرض ایسے ہی دیگر موجودات عالم پیدا ہوئے اس کے بعد شاعران مختلف ہندوں کا ذکر کرتا ہے، جو حضرت باری نے جناب نبی کریم سے لگائے۔

نبی کریم کی پیدائش کے بارے میں جو کچھ اور جیسا کہ کچھ نور نامے میں نظم کیا گیا ہے ایک سرسری سی نظر ہی اس گزرت کو دیو ملاتی ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شاعر ایمانی اور بلند دیو ملایا سے متاثر ہو کے نبی کریم کے بارے میں یہ سب کچھ نظم کرنا گیا ہے اور یہیں اس نے ایک حقیقی دیو مقدس کو دیو ملاتی کرنا دیکھا ہے۔ اس کا نور نامہ، جو انار میں دستیاب ہیں، اسی مضمون کے حامل ہیں جن کے مضامین کا صفحہ حقائق سے کوئی علاقہ نہیں۔

**گزار:** ایسی نظم کو "گزار" کہام سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء مقام کے حالات بیان کیے جائیں۔ یہی یہ صنعت نبی کریم کے ساتھ مخصوص تو نہیں۔ ہم بہت سے شعراء نے آپ کی حیات طیبہ کے مختلف حالات و واقعات کے بیان میں "گزار" نظم کیے ہیں۔ اس ضمن میں مولوی محمد مسلم اور محمد دین فاضل شاہ پوری کے کام مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔

**سلام:** "سلام" ایک منفرد نظم ہے جس میں نبی کریم پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ اب یہ صنعت نیا و ہر حضرت حسین بن علی کو سلام عقیدت پیش کرنے کے لیے مخصوص ہو کر رہ گئی ہے۔ تاہم اب بھی کچھ شعراء نبی کریم کے حضور سلام لکھتے رہتے ہیں۔ سید نور بخاری کے کہے ہوئے ایک سلام کا مطلع کچھ یوں ہے:

محبت، ادب، شوق، الفت، عقیدت ہمیں سرنوں جھکا کے سلام آگنا ہاں  
تصور حق و ب کے تیرے پیار دی دل تے دگن چڑھا کے سلام آگنا ہاں  
چونکہ نعمت کے لیے کوئی خاص صفت سخن مقرر نہیں ہے، لہذا پنجابی شعراء نے مشوہ، علم، عقل، علم معری،

غزل، مثلث، خمیس، مسدس، کافی، دوبہ، یونی، تپاہی، حرفی، اکھر، کھڑا، وغیرہ تمام اصنافِ سخن میں نعتیہ مضامین نظم کیے ہیں، جنہیں فروغی و امجدیہ ذیل سطور میں پیش کیا جا رہا ہے:

**مشوی** مشوی کا لفظ شاعری سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں دہرایا دہرا۔ شاعری کی اس صنف میں ہر شعرا اپنی جگہ ایک مطلع ہوتا ہے۔ نمونے کے طور پر فارغ شاہ کے دو اشعار پہلے پیش کیے جا چکے ہیں۔ میاں محمد بخش (متوفی ۱۹۰۳ء) نے اپنی مشوی ”سفر العشق“ (المعروف بہ سیف الملوک) کے آغاز میں دعا اور حمد باری تعالیٰ کے بعد حضرت ختم المرسلین کے حضور نعت رقم کی ہے، جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

واہ کریم امتِ عالمی مہر شفاعت کر  
جبرائیل جیسے جس چاکر نمایاں داسر کر  
اود محبوب حبیبِ ربانیاں حایِ روز حشر  
آپ یتیم تھاں تائیں تھو سرے تے دھرا  
بے لکھ ماری عطر گلہوں دھوینے نت زباناں  
نام ادھاناں دے لائق تائیں کیہ قلمے داکاناں  
دنیا تے مد ظاہر ہویا کھریا دین دماناں  
کوہ قافیاں نے پس نواہ کوٹ کفار تماناں  
تخت چہارے شای کنبے ڈھیسے کفر متارے  
چہیاں دتے قرآن اودے نہیں اگلے ذلت سارے

میاں محمد یوسف کھڑائی (متوفی ۱۹۳۸ء) نے اپنی مشوی ”مرزا صاحبان“ کے آغاز میں حمد باری تعالیٰ کے بعد رسول مقبول کے حضور یوں نعت عقیدہ پیش کیا ہے:

آکھاں ملتِ مہا سلطان امت، میدانے شانِ قرآن گواہ ہویا  
سچا بار حبیبِ نصیب مالا حشاق جس داک پاک الہ ہویا  
سرتاق لولاک لہا والا ساری خلق مندلا دشاہ ہویا  
شرق، غرب، جنوب، شمال تھکر روشن دین میدانِ مثل ماہ ہویا  
دہی آکھ تعریف مخلوق ساری، اوزک سجد داسل فناء ہویا  
اند رملت رسولِ شرمندگی تھیں مہری قلم داسوئہ سیاہ ہویا  
کری حشر شفاعتاں پاس مولا، اسان غامیاں داتہ خواہ ہویا  
محمد یونیا فکر کی امتاں نوں نبی جہاں داپشت پناہ ہویا

سید جلال عاشق (۱۹۳۵ء کے بعد موضع کھکھوڑائی، سیالکوٹ میں فوت ہوئے) اپنی مشوی ”ذحول وشمس دانی“ کے آغاز میں یوں نعت سرا ہیں:

سید سوہتا سید اطہر معدن فیض حقانی  
کوئی ہویا نہ ہوئی اکوں پاک نبی دانی



آقلہ بھلا پل وفاق کی صدیاں ۱۱ ہلکا  
 کسری دے ڈگ پنے کنگورے محل تہائی ہلکا  
 جنتی ماڈ کھلا آکے عیالہ دے خانے  
 لہندے چڑھدے خوشبو اس دی کھنڈی وفاق جہانے  
 آدم، نوح، خلیل الہی، یحییٰ، موسیٰ سارے  
 پاک نبیؐ دیاں خیریاں دیتاں سہناں مال پیارے  
 سورج چڑھیا رمت والا مات ہوئے سہ تارے  
 سہ منسوخ کتاباں ہونیاں اتے مچینے سارے

**قصیدہ** قصیدہ (فی حد) سے مشتق عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ارادہ، نیت اور منشاء کے ہیں۔  
 قصیدہ نظم کی وہ قسم ہے، جس میں شاعر کسی کی مدح یا مذمت رقم کرتا ہے تاہم اردو اور پنجابی میں یہ لفظ صرف کسی کی  
 تعریف و توصیف اور مدح و ستائش کے لیے ہی بولا جاتا ہے۔ اصطلاحاً ماہر دشاہوں، جنگجو اور ولیرو کوں یا معززین کی  
 مدح پر مشتمل کلام ہوزوں کو قصیدہ کہا جاتا ہے۔ پنجابی شاعری میں قصیدہ کوئی منفرد ریاست عزیزین کے علی الرحمہ رسول اللہؐ  
 کی مدح و توصیف کے لیے ہی خاص رہی ہے، کیونکہ پنجابی میں شاعری کرنے والا کوئی شاعر کسی سرکار و دربار سے کبھی  
 منسلک نہیں رہا۔ پنجابیوں نے اپنے جنگجو سوراہوں کے گیت مذکورہ گائے ہیں، لیکن ان کے لیے "فاریں" نظم کی ہیں،  
 قصیدے نہیں کہے۔

عربی نعت بخاری کا مرکب اول بھی قصیدہ ہے۔ امام الانبیاء کے جہاد، غزوات، آپ کا اسوۂ، میراث و  
 کردار، خلق عظیم، علم و برداری، خود درگزر اور ان جیسے دیگر کمال و محاسن ہمیشہ سے قصائد کا موضوع رہے ہیں (اور ان  
 قیامت رہیں گے)۔ جب سے نعتیہ شاعری عربی سے فارسی، فارسی سے اردو اور پنجابی میں لکھی جانے لگی ہے، وقت  
 کے ساتھ ساتھ نعتوں اور نعتیہ قصائد میں نظم کیے جانے والے موضوعات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا ہے۔ یوں نبی کریمؐ  
 کی مدحت ذاتی اور آفاقی دکھوں کا اظہار تک اپنے اثرات مرتب کر رہی ہے۔

نعتیہ قصائد چار اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں، یعنی (۱) مطلع اور تہنیت (۲) ترغیب (۳) مدح اور (۴) مقلع  
 اور دعا۔ قصیدے کا آغاز جن تہنید یا اشعار سے ہوتا ہے، تہنیت کہلاتے ہیں (غزل میں سے پھوٹی ہے)۔ اس کے  
 بعد شاعر اپنے اصل مقصد کی طرف گرج کر کہتا ہے اور پھر مدح رقم کرتا ہے اور قصیدے کے آخر میں دعائے اشعار کو کہہ کر  
 قصیدہ بند کر دیتا ہے۔

پنجابی شاعری میں (آن تک کی ملامت کے مطابق) عربی قصائد کے تراجم کو چھوڑ کر، صرف تین نعتیہ  
 قصائد مندرجہ ذیل پر آئے ہیں، جو یہ ہیں:

- ۱۔ حضورِ دے حضور (سید نقیہ محمد حقیر بخاری) سب اشاعت ۱۹۸۶ء
  - ۲۔ مطلع الہد رملینا (سید منصور احمد خاں) سب اشاعت ۲۰۰۶ء
  - ۳۔ نوری رشماں (محمد اقبال مجی) سب اشاعت ۱۳۳۸ھ (۲۰۰۶ء)
- موسر اللہ کر قصیدہ (نوری رشماں) میں شاعر نے ان تین عنوانات قائم کیے ہیں اور حسب عنوان نعتیہ اشعار

کہے ہیں۔ قصیدے کا آغاز یوں ہوتا ہے:

پہلاں سہ توں مال ادب دے رب دی حمد چنارال  
 فی میں نعت نبی دی کھل اپنا آپ گھارال  
 محولہ بالا قصیدے میں مختلف مقامات کے ماتحت موزوں کیے ہوئے اشعار کے نمونے حسب ذیل ہیں:

(۱)

نوری حرف حکایت لکھا میرے دل وقی کھے  
 من وقی چار ہا دھپ چکا کے نعت کھل سرکارال  
 شان معراج عطا ایچ کیتی جیت وقی خدائی  
 آپؐ نوں محرم مانہ بنا کے کیتیاں رب گھتارال  
 آپؐ مبلغ، مومن، کمال، فاعل، صادق، سید  
 آپؐ مکرم، آپؐ ہبش، صاحب وقی سرکارال

(۲)

جان توں ودھ کے چار چار آپؐ داناں سرکارال  
 تاج شفاعت سوہنا سوہنا آپؐ داناں سرکارال  
 آپؐ آئے تے پاکی رمت دیاں دل دواں دارال  
 آپؐ نے آ کے وڈی وحدت دیاں دل دواں دارال  
 میں کوچھی ساں مدد چڑھاوی مدنی جن سرکارال  
 وحدت والا جام عطا مدنی جن سرکارال

”نوری رثاں“ میں قصیدہ نگار نے شروع سے آخر تک نئی رمت کے لیے احترام اور حفظ مراتب کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور آپؐ کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

**غزل:** غزل عربی زبان کا لفظ ہے۔ ایک منفرد جن کے طور پر اس کا جنم فارسی زبان میں ہوا۔ اس کے بعد یہ اردو میں آئی اور پھر پنجابی میں۔ ایک طویل عرصے تک غزل اپنی لغوی معنویت (عورتوں سے باتیں کرنا، محبت کی باتیں کرنا، عورتوں کے حسن و جمال کا بیان) کے عین مطابق حسن و عشق کی گھٹوں، محبوب کے زوادات اور زہر و ذائقہ جیسے مضامین کی ہی خوگر رہی۔ وقت کے ساتھ ساتھ غزل کا موضوعاتی دائرہ وسیع ہوتا گیا اور اس میں ذاتی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، فلسفی، جملہ انسانی مسائل سے متعلق مضامین باندھے جانے لگے۔

مغولین جب نعت گوئی کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اس کے لیے بھی غزل کا پورا یہی اختیار کیا۔ اگرچہ غزل کے انداز میں شعرا نے بڑی خوبصورت اور مضبوط نعتیں کہی ہیں، تاہم غزل گوئی کی عادت کے برابر اثر اکثر شعراء اسی ڈگر پر چلتے رہے، جو انہوں نے ایک خیالی محبوب کے حوالے سے اپنا رکھی تھی۔ حتیٰ کہ محسن کا کوہِ دی جیسا کہ اشاعر بھی ایسی تشبیہات اور استعارات استعمال کر گزرا، جو نعت کے تقدس اور شائستگی کو پاہمال کر دیتے ہیں:

دیکھئے ہوگا "سری کرشن" کا کھل کر روشن  
 بیت تک میں دل گویوں کا ہے بے گل  
 اظہار پوزی کہتے ہیں:

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے  
 بھٹوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے  
 پنجابی کے معروف شاعر بابا فحی کی نعت کا مطلع ہے:

میںوں وی اک وار کرا دے توں دغار دینے کا  
 میرے آواں ہو نہیں جاندا تک ہزار دینے کا

نعت اس قسم کے طبعی اور عامیانا مضامین کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ نعت کے لیے غیر مانوس تشبیہات،  
 استعارات اور گلے شکوے کا انداز سوج ادب کے زمرے میں آتا ہے۔

غزلیہ پیرائے میں کہی ہوئی نعت کی ایک عمدہ مثال بی فضل حسین کھراتی مرحوم (متوفی ۱۹۷۲ء) کی یہ  
 نعت ہے:

امت عاصی کا رکھالا نبی نہارا کھلی دلا  
 طار ماویٰ، عکب، پرنہ، ظاہر، سہارا کھلی دلا  
 رستہ ملایا، ظلمت لسی، فلک ہدایت اتے چڑھیا  
 مہر منور، در درخشاں، روشن تارا، کھلی دلا  
 عربی، مکی، مدنی، جس کا نیاں دے وقف کوئی نہ مانی  
 نام محمد ابن عبد اللہ عرف نیارا کھلی دلا  
 ظاہر دے اسباب میر، باطن دے وی کول خزانے  
 لچہ کھلی اندر کرنا رہیا خزانہ کھلی دلا  
 چین آمیاں حشر دیہاڑے فضل اساڈی سار لوے کا  
 لڑ لکیاں دیاں شرمیاں لجاں پائہا کھلی دلا

علم اشعر میں اہم انشاء کو کہا جاتا ہے، جو کسی ایک ہی موضوع پر کہے گئے ہوں۔ نظم کسی بھی موضوع پر کہی  
 جاسکتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں یعنی (۱) نظم مطلقہ۔ جس میں بحر اور قافیہ کی پابندی ضروری ہوتی ہے، اور (۲) نظم  
 معرطی۔ اس میں قافیہ کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ نعت کے لیے نظم کا یہ استعمال کرنے والے شعراء کی کوئی کمی نہیں  
 ہے اور اس منف میں بڑی خوبصورت اور عمدہ نعتیں کہی گئی ہیں۔ نظم مطلقہ کی ایک مثال یہ ہے:

جنوں رب دے اکھ یاد سن، جیہدا آکھیا سی قرآن  
 اور دل سی اکھ بھرجیاں، ابدی سب توں اپنی شان  
 اس اکھ کھولی تے بحر دا اعلان ہویا وقف شہر  
 غیر سورج رشاں روڑیاں جیوں لہر دے آتے لہر

اس وڑی شہر دی پوٹی مرے ہتھ آئی شہر  
 میں بچ نون بیٹے لا لیا، اک جان مہا سوغات  
 اس پوری بیٹی لائے دی سحر وقت کیا نور  
 فیہ دنیا چہچہا دکھیا جد رہتے نون لگا پور  
 اس دنیا کبھی جیتی، اس کا اوہ دستور  
 اس وقت سانویں جاچے کہ شاہ تے کہ مزدور

(آخر شہر مرحوم)

اس ضمن میں شہر نیازی مرحوم کی ایک نظم پر عنوان "رسول کریم دی یاد و وقت شاعری" بھی خاص کی جاتی ہے:

کیسے ہوں کے گلی مٹے، کھڑی طراں دیاں ماہواں  
 اندروں گھر کیسے ہوں گے، کیسیاں ڈاہریاں تھانواں  
 رونق اوہناں بڑا ماں دی تے لوہاں دیاں صداواں  
 دور دراز دیاں سفران اندر غمیں لئی سراواں  
 مات دیاں وقت کاظمے چلے، زناں دیاں ہواواں  
 کوں میں ایذا پنڈا کٹ کے اوس سے وقت ہواواں  
 کوں میں اوہ تصویراں کھچ کے دنیا کوئی لیاواں  
 کوں میں اتھ دے شہراں نون اوہ حسن دی جھٹک دکھاواں  
 شہر مبارک اوہناں دیاں دے سوہنیاں چہچاں چھانواں  
 جہاں قہ پھریا شام سہرے احمد تا پچھانواں

نعتیہ مہم عمری کا ایک نمونہ دکھایا ہے:

پاک خیر

پاک خیر

جدوی سوچاں

تیرے بارے

برپا سے مینوں چاہن دے

دے نور متا

صدیاں تاکیں

تیرے نور جیانی کولوں

میرے جیسے ڈگے ڈگھے

پہراں کے بندھن جو لے بندے  
لہجہ میں سدھیاں راہواں

لہجہ میں دیکھاں  
سجے کیجے  
عاقی بندے  
ظلم گداؤں  
گند گداؤں

پاک پیغمبر؟  
میںوں دیکھیں  
یہاں مال میں آؤں  
سین کٹاواں  
پایہ میں لٹاواں  
اپنا آپ بچاواں

(امجد علی شاکر)

**مثلث:** تین تین مصرعوں پر مشتمل کلی ایک بند کی نظم کو مثلث کہا جاتا ہے۔ مثلث کے پہلے بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوتے ہیں، جبکہ دوسرے بندوں کے پہلے دو مصرعے ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوتے ہیں اور تیسرا مصرعہ پہلے بند کے مصرعوں کا ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوتا ہے۔

کچھ شعراء تیسرے مصرعہ کو ہر بند میں دہراتے ہیں۔ یعنی پہلے بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوں اور دوسرا مصرعہ ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہو اور پھر پہلے بند کا تیسرا مصرعہ۔ بعض شاعر نظم کے آغاز میں دو ہم قافیہ (اور ہم ردیف) مصرعے ہر بند کے پہلے دو مصرعے ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوں اور پھر تیسرے مصرعے کے طور پر ابتدائی دو مصرعوں میں کا پہلا مصرعہ دہراتے ہیں: موزن الذکر صنعت کی بہترین مثال معروف نعت گو شاعر محمد علی جمن کی مکی ہوئی یہ نقشہ مثلث ہے جس کے دو بند یہاں نمونے کے طور پر رقم کیے جا رہے ہیں:

ساڈے دل سوچیا نکاحواں کدوں ہونیاں  
دسو مشکور ایہ دُعاواں کدوں ہونیاں

اک اک ذرے دھج رکھیاں شفاواں نمی  
لو سے تیرے قداماں نوں دتے جہاں راہواں نمی  
ساڈیاں نصیباں جتے اوہ راہواں کدوں ہونیاں  
ساڈے دل سوچیا نکاحواں کدوں ہونیاں

لکھیاں جدائیاں دیاں دھپاں دل : ساڈا  
 اپنی مگل دس دے خدائی دلا لاڈا  
 دھپاں کدوں ملکیاں چھاواں کدوں ہونیاں  
 ساڈے دل سوڈیا نکاواں کدوں ہونیاں

**مرثعہ:** نظم کی اس منف میں برہند کے چار مصرعے ہوتے ہیں جو باتم باتم کافیہ (اور ہم ردیف) ہوتے ہیں۔ اس کے بعد برہند کے پہلے تین مصرعے مٹھنی اور چوتھا مصرعہ پہلے برہند کے کافیہ (اور ردیف) کے مطابق ہوتا ہے، تاہم یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ بعض شعراء برہند کے پہلے تین مصرعے ایک کافیہ (اور ردیف) کے مطابق نظم کرتے ہیں اور چوتھا مصرعہ نئے کافیہ (اور ردیف) کے ساتھ جس میں بحر کا احترام بہر حال ہوتا ہے۔ چھ میر علی شاہ (متوفی ۱۹۳۷ء) کی معروف قصائی منوخلاند کر صنعت میں ہے۔ مثال کے طور پر اس کے دو بند یہاں نقل کیے جا رہے ہیں:

اتک سک مٹراں دی دھیری اے  
 کیوں دلاڑی آداں مٹھیری اے  
 لوں لوں وٹ شوق چٹھیری اے  
 اتک نیاں لائیاں کیوں تھڑاں  
 دو ابرو قول مثل دین  
 نہیں توں نوک مڑ دے حیر شہیں  
 لہاں سرخ اکھاں ک لعل یمن  
 چنے ذند سوئی دیاں ہن لڑیاں

**مختص:** جس نظم کے برہند میں پانچ مصرعے ہوں، مختص کہلاتی ہے۔ مختص کے برہند کے پانچوں مصرعے مٹھنی (اور ہم ردیف) ہوتے ہیں، لیکن جو شاعر یہ پابندی نہیں کرتے وہ برہند کے پہلے چار مصرعے ہم کافیہ (اور ہم ردیف) رکھتے ہیں اور پانچواں مصرعہ مختلف کافیہ (اور ردیف) کے ساتھ لاتے ہیں۔ خاص طور پر جب "جوڈ بند" نظم کیا جائے تو یہی احترام کیا جاتا ہے۔ چھ فضل حسین فضل کجراتی نے سائیں احمد علی کے ایسا ہی "جوڈ بند" لکایا ہے، جن میں سے اکہند مثال کے طور پر یہاں دیا جا رہا ہے۔ یہ بند نبی کریمؐ کے سطر معرانی کے قائلے سے ہے:

ہے معرانی باکسد جناب والا  
 ایہ معرانی معرانی نہیں خواب والا  
 فضل دسدائے پاک کتاب والا  
 ہوا پردہ نورانی تناب والا  
 شاہ دین دا سائیاں دھار کر کے

اس منف کی ایک اور عمدہ مثال ناقد طلوی کی مکی ہوئی نظم "محمد دی بحث" کے یہ دو بند ہیں:

پریشان سن سب دلاں دیاں آتاں  
 زمانے دے کشن پئے نصیب نہاراں  
 بے آسوں وی زمیں دیاں آیراں  
 فضاواں حق بر پاسے گونجن پکاراں  
 ایہ ہستی سی کیہ؟ صرف سوچاں دھاراں

خدا نوں ترس ایس خلقت تے آلا  
 خزاواں دے موسم حق سادوں دسلا  
 اوو نجر زباناں تے کشن اگلا  
 محمدؐ نوں رحمت ہمارے کے گھلا  
 کھوائے محبت دے پھل ریگزاراں

**مسدس:** مسدس نظم کی وہ قسم ہے جس کا ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے چار مصرعے ایک قافیہ (اور ردیف) کے ساتھ آتے ہیں اور باقی کے دو مصرعے مختلف قافیہ (اور ردیف) کے ساتھ لائے جاتے ہیں۔ ہر فصل کجراتی مرحوم کی نظم ”ربیع الاول“ مسدس میں ہے جس کا آخری بند مندرجہ ذیل ہے:

لی طبع تو دیدی حق کے لوہاں جاگ پیاں طبع دیاں  
 مولا اویں نوں ند کے عرش تے عزتاں دیاں طبع دیاں  
 اویں ربہ کمال دے اون آتے ہویاں مشکلاں حل طبع دیاں  
 سچے ہوئے مخلوق دے بھاگ جائے لیاں رب نے سن طبع دیاں  
 بے نصیب دیے اے او جمل والے لائق کدوں اس نور مبین دے سن  
 فضل اوہناں نے دکھایا پائے انھیں نرے جہاں نے ہمیں یقین دے سن

**ترجیع بند:** شاعر کا چند ایسے بند اس طرح نظم کا کہ ایک ہی مصرعے پر بند کمانے میں آئے جو بحر میں موافق اور قافیے میں مختلف ہو اور ہر بند کے آخری مصرعے موافقت کرے ”ترجیع بند“ کہلاتا ہے۔ پنجابی شعراء نے ترجیع بند میں بھی فقیر مضافین موزوں کیے ہیں۔ ہر فصل کجراتی کہتے ہیں:

محمدؐ خدا کا چاہا محمدؐ غریباں کا حامی مہار محمدؐ  
 ہے ذراں تے دکھاں کا چاہا محمدؐ ہے بے چاریاں کا نہار محمدؐ

اوپر سے ہر تے لولاک نانات سو ہے زمانے تے اک اوسے کا راق سو ہے  
 اوہا نام لیئے تے ہر کائنات سو ہے ہے بے چاریاں کا نہار محمدؐ  
**وصف (وہڑا):** دو یا دو یا چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگرچہ لٹوی طور پر دو یا دو ہی مصرعوں کا نام ہے۔ اس صنف میں پہلے مصرعے کا خیال دوسرے مصرعے میں سمو کر مضمون کو خوب صیقل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے نام کی وجہ سے



ہے۔ دو ہے یا دو ہزے میں عام طور پر بڑے کمرے اور علم و دانش سے بھر پور خیالِ نظم کیے جاتے ہیں۔ پنجابی کی بیانیہ شاعری بے شمار دو ہزوں میں پڑھنے کو ملتی ہے۔ اس کی بحر میں بہت نیا دو ہیں، جن میں سے تیس (۲۳) بہت مشہور ہیں۔ کچھ شعراء کے کہے ہوئے دو ہزے قطعہ کے بہت قریب ہیں۔ فی الدین مسعود گنج شکر اور گورونک دیو جی کے اشلوک دو ہے (یا دو ہزے) کی ہی منتف میں ہیں۔

پنجابی شاعری میں چار مصرعوں پر مشتمل دو ہے یا دو ہزے کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اس کا آغاز سانجی کرپلا اور اس کے نتیجے میں حضرت حسین بن علیؑ مان کے محل خانہ اربان کے ساقیوں کو پیش آمدہ مصائب جیسے موضوعات نظم کرنے کے لیے ہوا تھا، اور اس موضوع کو آج بھی حسب سابق نظم کیا جا رہا ہے، البتہ وقت کے ساتھ ساتھ اس صنفِ سخن میں شعراء نے بحر و اطلاق، ذاتی اور اجتماعی سماجی مسائل اور سیاسی قبیل کے اور کئی موضوعات نظم کرنے شروع کر دیے ہیں اور ایسے شعراء کی تعداد کم نہیں ہے، جو دو ہے میں نعتیہ مضامین بھی نظم کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پھر فضل کھراتی کا نام سرفہرست ہے۔ معراج شریف کے حوالے سے ان کا ایک دو ہزا ہے:

ہن سنور کے جدوں حبیب ابدے آپ عرش معلیٰ دے جان گئے  
اپنے ہائے وجہیں ابراہیم جوری بھر بھر جھولیاں چل برسان گئے  
موسیٰ بہ پیشا تائیں کھول کے تے دور دور توڑی چاخن لان گئے  
ہے سی فضل زبور دفعہ دفعہ شہزادی، نعت اودہ داؤد سنان گئے  
پھر صاحب کا ایک اور نعتیہ دو ہایں ہے:

اودہ سلطان مدینے دا شاہ بظاہر، لین سارے جہان دی سار آلیا  
ڈہی ہوئی جہالت دے بحر اندر، جڑی عامیاں دی کرن پار آلیا  
او غلاماں نوں کرن آزاد آلیا، دختر کشاں دی کھوہن تھوار آلیا  
فضل ثابت چہ دایاں دے سراں آتے رکھن اودہ آقا مادار آلیا  
دو مصرعوں کے دو ہے کی مثال محمد الیاس کے مندرجہ ذیل نعتیہ دو ہے ہیں:

جن آکھاں کر سوئے آکھاں، آکھاں کیر تہانوں روپ تہاڈا کھلی والے سوہنا کل جہانوں  
اور

ڈکر تہاڈا اچا کیتا، آپ نی جی آپے جد دی شیئے ٹھڈے جاندی بول تہاڈے چے  
سوہنے پنجابی زبان میں ”سوہنے“ خوشی کے گیتوں کو کہا جاتا ہے۔ معنی یہ لفظ ”مین“ (جسے پنجابی میں مین کہتے ہیں) کا متضاد ہے۔ عام طور پر شادی بیاہ کے موقع پر لڑکیاں بالیاں جو گیت گاتی ہیں، سوہنے کہلاتے ہیں۔ پنجابی شعراء میں سے (اب تک کی طومار کے مطابق) پیر شرف مصروف پھر فضل کھراتی کو ہی حاصل ہے کہ جنہوں نے نعتیہ سوہنے بھی کہے ہیں، جن میں سے نمونے کے طور پر دو بند حسب ذیل ہیں، جو انہوں نے ہجرت کے ہنگام ہی کریم کے مدینہ منورہ میں داؤد مسعود کو سامنے رکھ کر کہے ہیں:

چڑھ چڑھ چٹاں دے آتوں کر رشتائیاں  
کالیاں ماتاں ساڈے بپ مکائیاں



مُرتے میں دن نیاں سوئیاں آئیاں  
وگیاں نیک ہوئیں  
وگیاں نیک ہوئیں، دے ہاندا تیریاں دور بلائیں

دیکھو فی تافچی کوڈا کھے لایا  
ایہ ایہ تائیں رب دایا  
میرے نہ کدھرے ات چال چلا  
وہ چاں آجڑیاں جائیں

وہ چاں آجڑیاں جائیں، دے ہاندا تیریاں دور بلائیں

**سی حرفی:** پنجابی شاعری میں چار مصرعوں پر مشتمل "سی حرفی" ایک منفرد صنفِ سخن ہے۔ پنجابی شعراء میں حروفِ ابجد کی بنیاد پر شعر کہنے کا رواج بہت پرانا ہے۔ فارسی زبان میں حروفِ ابجد کی تعداد اسی ہے اور ایک صنفِ مدح تک برصغیر کے مسلمان اس سے بہت مانوس رہے ہیں۔ اس لیے پنجابی شاعری میں اس صنف کا نام "سی حرفی" پڑ گیا۔ اس صنف میں عام طور پر طویل بحر استعمال ہوتی ہے۔ حروفِ ابجد اپنے پورے صوتی وزن کے ساتھ بند میں شامل ہوتا ہے اور بند کے چاروں مصرعے ہم قافیہ (اور ہم ردیف) ہوتے ہیں۔ پنجابی شاعری میں سی حرفی کی روایت کا آغاز شاہجہاں (متوفی ۱۳۹۶ء) سے ہوا اور سلطان باجوہ (متوفی ۱۶۹۱ء) اس کو فن کی بلند یوں پر لے گئے۔ اس صنف میں عام طور پر صوفیانہ اور لوک دہلیز کے مضامین نظم کیے جاتے رہے ہیں۔ قادر جبار (متوفی ۱۸۹۲ء) نے سی حرفی میں روایتی مضامین ماندھنے کی طرح ڈال دی اور پورن بھگت کا قصہ اسی مقبول عام صنف میں نظم کیا۔ نقیسی حرفی کا آغاز سلطان باجوہ سے ہوتا ہے، جس کا ایک نمونہ حسب ذیل ہے:

ب بسم اللہ اسم اللہ دا ایہ بھی گہتا بھاما ہو مال شفاعت سرور عالم جھلسی عالم سارا ہو  
حدوں دردِ دردِ نئی نوں جس دا اپنے بھاما ہو میں تباں تہاں توں باہو شہناں ملیا جی سہارا ہو  
**کافی:** کافی اصل میں عربی قوافی کا بگڑا ہوا روپ ہے۔ عربی زبان میں کفایت کرنے والی منظوم بندش کو کافی کہا جاتا ہے۔ لیکن عربی شاعری میں کافی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ پنجابی شاعری میں کافی اک بے مثل اور مقبول صنفِ سخن ہے۔ اس میں دو دو تین تین یا چار چار مصرعوں کے بند ہوتے ہیں اور آخری مصرعے یا رباعی بند کے بعد دہرایا جاتا ہے۔ اکثر ایک مطلع، ایک مصرعے یا پورا ایک شعر اپنی جگہ کافی ہوتا ہے۔ پنجابی زبان کے سرائیکی لہجے میں خلیہ غلام فیہ (متوفی ۱۹۰۱ء) کافی اور خاص طور پر نقیسی کافی کے ایک بڑے شاعر ہوئے ہیں، جن کے کلام میں سے ایک کافی یہ طور مثال یہاں نقل کی جا رہی ہے:

تھیواں صدقے صدقے آیا شہر مدینہ سکھ دی بیج نہاؤں گیا ڈکھڑا دیرینہ  
ماں رو دڑی لٹوی نہ ڈکھ سبھا سید جھو سونے دا آجڑیا ڈھڑا نیک صہینہ  
حرم معنی روشن ہے نوری آئینہ عرب دی ساری دھرتی سوئی صاف گھینہ  
ملی جیوا رکھی صدقے ثبوت لہینہ تھیا شیطان پسلا مر گیا نفس کمینہ  
چہرہ فیہ کھوسے حلوں شب آدینہ

خواجہ فرید مزید کہتے ہیں:

نق ڈوری سک دیار دی اے متاں آئی مگری طدار دی اے  
ارض مقدس ملک عرب دی بر بر واری فرج غرب دی  
فرق شاعری میں "فرذ ایک شعر کو کہتے ہیں۔ مطلع کے علاوہ غزل کا ہر شعر اپنی جگہ ایک فرذ ہوتا ہے۔ اردو اور  
پنجابی شعراء کے مجموعہ ہائے کلام کے آخری صفحات پر کہیں کہیں غزلوں یا نظموں کے بعد خالی جگہ پر فرذیات عام پڑھنے  
کو مل جاتے ہیں۔ گل مرست (متوفی ۱۸۲۶ء) نے نعتیہ فرذیات بھی کہے ہیں، جن میں سنا یک نمونہ یہ فرذ ہے:

گل کوں فم کوئی مائیں کیا اباحت  
گل کوں فم کوئی مائیں کیا اباحت

دارت شاہ کے بعد لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے، پنجابی شاعری نے ارتقاء کے کتنے ہی  
مراحل طے کیے، تاہم نعت نگاری کے فن میں کوئی خاص تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔ شعراء کرام محمولہ بالا اصناف میں وہی نعتیہ  
مضامین بنا رہے رہے۔ جمائیک طویل مدت سے مروج تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں آزادی کی تحریک نے جہاں لوگوں  
کے عمومی مزاج کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا، شعراء کی سوچ کے زاویے بھی بدل کے رکھ دیے۔ ان کی شاعری کا  
آہنگ یکسر تبدیل ہو گیا۔ اشعار میں مقامی معاشرتی منافات اور ولایت کے حوالے منہبوط ہوتے گئے اور ساتھ ہی  
ساتھ شاعری میں مذہبی رنگ بھی ڈر آیا۔

پاکستان بننے کے بعد ترقی پسند شعراء کی تنظیمیں وجود میں آنے کے بعد شاعری کا دھارا یکسر تبدیل ہو گیا۔  
یوں نعتیہ شاعری بھی بتدریج اپنی پرانی ڈگر سے ہٹتی گئی۔ نعتوں میں روایتی مضامین کی بجائے اب ذاتی اور سماجی مسائل،  
بے انصافی اور جبر کے خلاف مضامین نظم کیے جانے لگے۔ نئی کریم کی انقلاب آفرین شخصیت اور صبر و رضا کے حوالے  
سے نعتیں کہی جانے لگیں۔ لیکن نعت نگاری کی طرف شعراء کا عمومی رجحان بڑی حد تک کم رہا۔ شعراء کے مجموعہ ہائے  
کلام میں اگرچہ حمدیں اور نعتیں شامل رہیں (اور آج بھی چھاپی جا رہی ہیں) لیکن ایسا صرف تکرار کا کیا جانا رہا۔ حمد اور  
نعت کی بجائے نظموں اور غزلوں کی طرف توجہ بہت زیادہ رہی۔

بہر خسر و کے مطابق پنجابی شاعری میں غزل کا آغاز مسعود سعد سلمان لاہوری (متوفی ۱۰۳۱ء) یا  
۱۰۳۱ء (بین وفات میں اختلاف ہے) سے ہوا، جو برصغیر پر محمود غزنوی کی ناصت کے ہنگام لاہور میں رہتے تھے۔  
یہ گیارہویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔ وہ عربی، فارسی اور پنجابی کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کا قاری دیوان تو  
طهران (ایران) میں محفوظ ہے، البتہ عربی اور پنجابی دیوان مرد و زمانہ کے ہاتھوں مایہ ہو چکے ہیں۔ ان کا پنجابی کلام  
دستِ باب نہ ہونے کے باعث ہی بابا فرید الدین مسعود کو پنجابی کا پہلا شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔

مسعود سعد سلمان کے کئی ساتھیوں نے بعد پنجابی شاعری کو دوسرا غزل گو شاعر شاہ مراد (متوفی ۱۷۰۲ء)  
کی شکل میں نصیب ہوا۔ انہوں نے محض چند ہی غزلیں کہیں۔ مزید ایک سوانح نگار کے واقعے کے بعد میاں محمد بخش نے  
پنجابی میں غزل کی اور پھر استاد عاموں خان بہاؤ پوری (متوفی ۱۹۱۶ء) ایک غزل گو شاعر کے طور پر سامنے آئے تاہم  
مولانا بخش کشیدہ (متوفی ۱۹۵۵ء) کو پنجابی کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۳ء-۱۹۱۸ء) کے بعد برصغیر پاک و ہند میں سیاسی بیداری کی لہریں اٹھنے لگیں۔ جس  
کے نتیجے میں مسلم اور غیر مسلم آبادی کے مابین مذہبی منافات نے جنم لیا۔ یہ منافات روز افزوں ہوتے گئے اور وطن

بدن برو کے باہم اکٹھا رہنے کے امکانات کم سے کم تر ہوتے چلے گئے۔ راجپال اور سوامی شردھانند جیسے شریلپندتھہر نے ایسی کتابیں شائع کرنی شروع کر دیں، جن کے مندرجات نئی آخر اثرات کی حرمت و تقدیس کے سریتا خلاف تھے۔ چنانچہ مسلم آبادی کے جذبات کا بغیر کٹھناتین فطری تھا، کیونکہ نئی کریم کا اپنا ارشاد مبارک ہے کہ ”تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہیں سکتا، جب تک وہ اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور خود اپنی ذات سے مجھے زیادہ محبوب نہ رکھے۔“ بندوؤں کی اس قسم کی ماصواب کاروائیوں اور درجہ بندیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم الدین اور عبدالمقیم جیسے دینی غیرت کے حاملین نے ان گستانان پیغمبر اسلام کو جہنم واسل کر دیا۔ مسلمانوں اور بندوؤں کے مابین اب نہایت نیادوں پر ہاتھ ڈالنے کی چیز بن گئی تھی۔ کچھ ہی عرصہ بعد یعنی ۱۹۳۱ء میں کشمیر میں آزادی کی تحریک شروع ہو گئی۔ ان واقعات کے تناظر میں پنجابی شعراء کا رد و سخن پیش آمد و مسابک کی طرف ہو گیا اور قومی شاعری زور شور سے ہونے لگی، جس کے اثرات فقیر شاعری میں بھی مرتب ہوئے۔ چنانچہ اکبر چمدروی نے کہا:

علم دین عاشق رسول اللہؐ، وطن خواب دے کیتی زلزلت  
 اوتھوں قلم ہو یا سی قوں من سخن ایہ شہادت  
 پیت نوں مارا جائز ہے، جھنڈ دے دنیا دا جہان  
 مانج پال نوں کیا ہس قتل، بندو والیا بے فرمان  
 استاد کرم امرتسری (متوفی لاہور ۱۹۵۹ء) نے اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا:

یارو کاٹراں نے بڑا جھگ کیا تے مسلمان دے گوش گزار دیو  
 ہو یا کیہ جے خاند جزار ماجیں، تھی کاس نوں حوصلہ پار دے او  
 فضل رب دا ہے یارو اس رکھو، خادم تھی اک بڑی سرکار دے او  
 اوہداں بے نیانیاں جانے او، محرم تھی اک بڑے اسرار دے او  
 چلو فقیر ہلال نوں باہر کڈھو، مڑ کے بازہ اس نوں دوتی وار دیو  
 چارے نام محمدؐ قوں چلو یارو تھی اپنی جان نوں وار دیو

اس زمانے میں جن شعراء کرام کے فقیر کلام نے مسلم آبادی کے اجتماعی ضمیر کو جھوڑا، ان میں استاد عشق تہر، فیروز دین شرف، منشی محمد اسماعیل اور احمد فقیر چک نے بڑی شہرت پائی۔

تحریک پاکستان میں گرمائی پیدا ہوئی تو شاعروں نے بھی جلسوں اور جلسوں میں قومی نظریں پڑھنا شروع کر دیں، جن میں قرآن حکیم اور نئی کریم کے حوالے سے آزادی کی اہمیت سے متعلق اشعار موزوں ہونے لگے۔ چنانچہ استاد عشق تہر (متوفی ۱۳۶۸ھ) نے کہا:

مولا کرم کر بند دے حال آتے، مسلمان ابدا مسلمان ہو دے  
 سارے فیصلے ہوں قرآن آتے، آگے دا جگ اسلام دی شان ہو دے  
 دلوں کڈھ کدوتاں ساریاں نوں، اک دوسرے قوں قربان ہو دے  
 عشق تہر کہہ نئی دا واسطہ ای، انیس بند اندر پاکستان ہو دے

مجموعی طور پر بیسویں صدی عیسوی میں شعراء کی غالب اکثریت کا رجحان غزل کی طرف رہا اور فقیر مضامین

بھی غزلیہ پیرایے ہی میں باندھے جاتے رہے۔ انہی غزل گو شعراء میں سے چند ایک جیسے بھ فضل حسین فضل کھراتی، پیر طہور شاہ محمد اعظم چشتی، محمد علی کلہوڑی، صاحب چشتی، عبدالحق خان صاحب، عبدالحکیم قمر اور بشیر حسین قائم، محمد اقبال بھی، ایم اے آزاد کوکھر، ماقب قصوری، مسلم اویسی اور ماقب علوی نعت گوئی کے حوالے سے اپنی پہچان بنانے میں کامیاب ہوئے۔ قائم اقبال قائم قادری بنیادی طور پر مثنوی کے شاعر تھے اور ان کا نعتیہ مجموعہ (کمال پوش) بھی اسی صنف میں ہے۔

اعظم چشتی اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں صاحب کتاب نعت گو ہیں۔ ان کی نعت کے دو شعر حسب ذیل ہیں:

اے موت خیر جا میں مدینے تے جا لوال  
ستا ہويا نصیب تے اپنا چکا لوال  
محبوب نا اور موبد خضر تے دیکھ لال  
سرکار دی گلی دے ظارے تے پا لوال

آج کی نعت اپنے مرکزی موضوع یعنی مدحت رسول اللہ سے بچل کر کائنات بھر کے جملہ مسائل کو محیط نظر آتی ہے۔ جوں جوں زمانہ ارتقاء کی منازل طے کر رہا ہے اور نئے نئے سائنسی انکشافات اور انکشافات ہو رہے ہیں، توں توں رسول کریمؐ کی سیرت طیبہ اور آپؐ کی تعلیمات کے اثرات انسانی تہذیب و معاشرت اور تاریخ و سیاست کے افق پر پوری آب و تاب کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ عصر حاضر میں انسانی مساوات، موانع اور ان کے آفاقی تصورات کے جوچے ہو رہے ہیں، اس کے پس منظر میں آپؐ کی فضیلت و تہذیب و معاشرت و سیاست، تاریخ و تہذیب و غیرہ پر جو موضوع پرور ہیں۔ آپؐ کے آفاقی پیغام نے انسانی زندگی کی ثقافت و مدنیت، معاشرت و سیاست، تاریخ و تہذیب و غیرہ پر جو موضوع پرور اور صحت مندانہ اثرات مرتب کیے ہیں، وہ سب ہمارے اس زمانے میں نعت کا موضوع بن رہے ہیں۔

زمانے کے گھاتارچے عاذا اور مقامات پر لٹے کے ساتھ ساتھ نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ کے گہاگوں پہلو اور انکشافات اچھا گھر ہوئے تو آپؐ کے حوالے سے نعتیہ شاعری میں تہذیبی، تمدنی، سماجی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور تاریخی احساس ذاتی اور بین الاقوامی سطح پر پران چڑھنے لگا۔ اب شعرا اپنے ذاتی اور اجتماعی معاشرتی مسائل جیسے موضوعات بھی نعت میں بیان کرنے لگے ہیں۔ نعتیہ موضوعات اور مضامین میں تحوت اور رنگارنگی روز افزوں ہے۔ ایک زمانے تک نعت نبی کریمؐ کی ذات مبارک، حیات، خزانہ، مجازات، تعلیمات، عادات و معمولات کے ذکر تک ہی محدود تھی۔ اب انہی حوالوں سے شاعر اپنے شخصی مسائل اور قومی مشکلات، مصائب اور آلام کے ساتھ ساتھ آفاقی تصورات و نظریات اور ان کے انگنت پہلوؤں سے پہلے اور چنے سے نظم کر رہے ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے پنجابی شاعری میں نئے نئے تجربات کا رجحان روز افزوں ہے۔ شعراء ایک طویل مدت سے ”سی جی“ کی صنعت میں شاعری کرتے آئے ہیں۔ اب اسی صنعت میں (راقم الحروف کی ذاتی معلومات کی حد تک) میر تقی میری نے ”اکھر کھڑے“ کہنے کی طرح ڈالی ہے۔ جیسا کہ اس صنف کے نام ہی سے ظاہر ہے، حرف ابجد کی بنیاد پر کہے ہوئے مطلع کو ”اکھر کھڑا“ کہتے ہیں، جس کا ایک نمونہ یہ ہے:

ب بندہ تے پاکہ غمیر، نچاں نا سرور  
جئے کھر تے شرک دی کالی رات چوں کڈھیا پار

پنجاب کی لوک شاعری میں ماہیا، بولی اور تپا بڑی قدیم اور مقبول اصنافِ سخن ہیں، جو اپنے اندر دروہانیت کے کلی پہلو رکھتی ہیں اور عام طور پر ان اصناف میں جھرو ڈاق اور محبوب کے حسن و جمال کی تعریف جیسے مضمون نظم ہوتے رہے ہیں۔ ان کا میٹرا یا سانچا پنجاب کی معاشرت میں کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں، جس کی وجہ سے لوگ حسب خواہش اور حسب ضرورت تہذیبیاں کر کے شبیہ نگاروں اور دوستوں کی منزل لیں میں عموماً گاتے رہے ہیں۔

موجودہ دور کے کچھ شعراء نے ان اصناف میں باقاعدہ شاعری شروع کر دی ہے، جو ظاہر ہے کہ اپنے آہنگ اور صوتی حسن کے باعث بڑی دلکش ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ماہیا، بولی اور تپا اب صرف روایتی طرزات کے لیے مخصوص نہیں رہ گئے، بلکہ ان میں دیگر معاشرتی احوال بھی مادہ پانے لگے ہیں۔ کچھ شعراء نے نبی کریمؐ کی توسیف و ستائش و مان سے اعلیٰ عقیدت کے لیے ان مقبول اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے چند مثالیں یہ ہیں:

ماہیا (۱) نیش تے مل تے

عربی دلا بھڑے پچھے روئے نہ دے  
(نصیر الحق)

(۲) نصیر اُٹھیا اے  
آپ دے آون تے چھوٹا بھٹیا اے  
(قمر الزماں)

بول (۱) میرے دل دق پیار نبی دا

سمندر داں دے پانی جتنا  
(۲) میرے سال دے دینے ٹر گئے  
(نصیر الحق)

(۳) میں جتناں لوں کیرا کھدا  
ایہ رجب دی اے خاص کر نبی  
(قمر الزماں)

دھرتی تے سوہنا گھلیا  
(۴) اوداماں میں بلاں دے گھس گھس  
(رائے محمد خان ناصر)

تے پھلاں میرے ہو گھد جم لے  
(۵) سوہنے ہر مبارک پایا  
(مستور الحق)

دے پنے دق پھل کھڑے پنے  
(۱) رجتا، رجتا، رجتا

دنیا توں دل اکیا، مینوں لے جا دینے دل بجان  
(۲) ساہا، ساہا، ساہا!

ساڈے لئی نجات دینا سوہنے عربی دا دنیا تے آنا  
(نصیر الحق)

پچھلے کچھ عرصہ سے شعراء میں نعت گوئی کا رجحان بڑھ رہا ہے اور نعت خوانی کی محافل کے انعقاد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ زیادہ تر شعراء علمی گانوں کی طرز پر مختلف اصناف میں نعتیں موزوں کرنے لگے ہیں، جس سے نعت بھی تقدس مآب شاعری بھی عامیہ پن کا شکار ہو رہی ہے۔ نعت خواں جس انداز میں گلا پھاڑ پھاڑ کر نعتیں پڑھتے ہیں، اس



سے مزید بے حرجی کی راہیں کھل رہی ہیں۔

گیتوں کی طرز پر نعتیں کہنے میں مطلق حرج نہیں۔ اگر مایوس، بولی، نپا، ہی حرجی، غزل اور دیگر اصنافِ سخن میں نعتیہ مضمون باہر سے جا سکتے ہیں تو گیتوں میں کہیں نہیں، لیکن سوالِ نعت کے تقدس کا ہے، نعتوں کی نظائرات کا ہے اور اشعار میں نبی کریم کے مخاطب کا ہے۔ شعراء اور نعت خواں حضرات کو خصوصیت سے اس بات کا احسان رکھنا چاہیے کہ پاپے ثقافت سے گرا ہوا کوئی لفظ، لقب، تشبیہ، استعارہ یا علامت حضرت ختمی مرتبت علیہ السجود والسلام کے لیے استعمال نہ ہونے پائے اور نعت میں اگر از مخاطب مودبانہ نہ ہونے کہ گستاخانہ۔ ایسے تمام مخاطبانِ القادس سے دست کش ہونا لازمی ہے، جو بے تکلف و دست باہم استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ نعت ایک حقیقی شخصیت کے حضور ہذا رائے عقیدت ہے، کسی خیالی محبوب کی مدح مرثی نہیں۔

نوٹ: یہ امر عالمِ اعروف کے علم میں ہے کہ دورِ مروجہ میں بہت سے شعراء و کرام نے نبی آخر الزماں کے حضور نعوت کے رنگارنگ پھول پیش کیے ہیں، جن کی ذمہ داری اس مضمون میں نہیں ہو سکی۔ یقیناً یہ اس فقیہ کی کوتاہی ہے، لیکن ایسا صرف کلام کی عدم دستیابی کے سبب ہوا ہے، جس کے لیے میں دلی معذرت پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے معذور سمجھتے ہوئے بخشیں نہیں ڈرائیں گے۔

☆☆☆☆

## سرائیکی نعت گوئی کی تاریخ

جب جب سرائیکی شعر وادب کا تذکرہ ہوگا تو دیگر سائبریں اصناف شعری طرح سرائیکی کی ہر صنف شعر، حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول ذکر اہل بیت رسالت، مآب اور اقوال و اعمال حسہ سے شروع ہوگا اپنے اصل موضوع کی طرف آتی ہے۔ اس حوالے سے تحقیق نے یہ باطلہ واضح کی ہے کہ سرائیکی شاعری کے ۱۲ ویں صدی ہجری سے ملتے ہیں جن میں مرثیہ کے اشعار، کوٹ مروت کی کہانیاں، بادل بن موسیٰ ملانی کے اشعار شامل ہیں پھر ۲ گے ۲ کر پانچویں صدی ہجری میں سرائیکی کے سرخیل شاعر اور پشتیہ سلسلہ کے کمال فقیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود سیح شکر کا دور زریں آتا ہے جسے کہ محققین حضرات دو مادہ دار گردانتے ہیں۔ نہ کہ ذکر کرتا چلوں کہ بابا صاحب غریب نواز کے گرنے صاحب میں شامل شلوکوں کے حوالے سے ڈاکٹر بیت سنگھ ستیل کی کتاب ”کلام حقانی“ کے مقدمے میں نامور محقق، ادیب، نگہاری پروفیسر گورنمنٹ سنگھ طالب اپنی تحقیق کے پیش نظر لکھتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب کا ”کلام ملانی زبان وادب کا پہلا مصدقہ و مستند نمونہ ہے“۔ بابا صاحب غریب نواز فرماتے ہیں:

فریاد! گھیں چکر، دور گھر، مال چارے دیہہ  
چلاں نے بجے کھلی، رہاں تاں ٹٹے دیہہ

ترجمہ و تشریح: اے فرید الدین! اللہ اور رسول تک پہنچنے کے لیے اگرچہ طلب اور تلاش کے کلی کوچوں میں دنیا داری کا کچھ اور اور نفس اور شیطان کے وسوسوں کی تیز بارش بھی ہے مگر میں کیا کروں کہ میں نے روز ازل روہ روئے رسول اپنے رب سے عہد کیا تھا کہ چاہے میرا لباس ماسوٹ بھیگ بھیگ کسا کارہ ہو جائے تب بھی میں اپنے پروردگار سے کیے ہوئے عہد یعنی ”مصلحتی برساں خویش ما کہ دیں جہ اوست“ کے بموجب آپ کی بارگاہ یکس پناہ تک پہنچنے کے لیے اپنے جیتے جی سرھزدی بازی لگائے رکھوں گا۔ اس کے لیے چاہے مجھے کچھ بھی قربانی دینی پڑے پرواہ نہیں لیکن اپنی پریست اپنا ”یہہ“ نہیں ٹوٹے دوں گا۔

فریاد! من میدان کر، ٹوٹے بے لاد  
آگے مول نہ آوی، دوچک سندی بھاہ

ترجمہ: اے فرید الدین! اپنے من کو، نیلوں گرسوں، سے پاک کر کے ہموار بنا۔ پھر یہ ہوگا کہ وہ (قہرناک) دوزخ کہ جس کا ذکر سنتے ہیں تجھے درجش نہیں آئے گی۔

نعت مبارک کا سفر تو ازل سے جاری ہے اب الٰہیاد تک فی ختم جاری رہے گا کہ حکم بانی کے بموجب اُسے سبب ہم نے تمہارا ذکر (تمہاری خاطر) بلند کر دیا ہے۔ سو اس حکم مالک کے تحت پچھلے تمام گزشتہ زمانوں کی طرح پانچویں صدی ہجری سے سترہویں صدی ہجری تک بھی، بلا تھما، جاری رہا لیکن یہ امتداد زمانہ کی وجہ سے تاریخ کے

گناہ گشوں میں موجود ہے لیکن صاحبانِ تحقیق کا مشترک ہے۔ ستر ہویں صدی ہجری میں قادریہ سلسلہ کے صوفی شاعر حضرت گلِ سر مست (ہزار شریف سندھ) نے سرائیکی سندھی میں بے تحاشا کلام کیا۔ سرائیکی سندھی نعت بطور خاص کئی کو نگاہِ دل سے چارچ تھے کہ عاتقِ مسلمین، جو کہ عموماً شعاہِ اسلام سے گہری واقفیت نہیں رکھتے، کو نعتِ محمد اور عشقِ حقیقی کے سرا اور رموز سے بذریعہ شعر آگاہ کیا جائے تاکہ خالقِ کائنات کا یہ پیغام کہ ”اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو تو میری (رسولِ مقبل) اتباع کرو۔ خود اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ و معاف فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے“ (سورہ آل عمران: آیت ۳۱)۔ کیونکہ گلِ سر مست دیگر جملہ اولیائے کرام کی طرح جانتے تھے کہ محبتِ سرکارِ دو عالم کے بغیر ایمان، اسلام، دینِ ناقص و نامکمل ہیں اس لیے انہوں نے اپنے کم علم ذہب و جوار کو بالخصوص اور دور و دماز کے چہانوں کو بالعموم اپنی نعتیہ حمد یہ صوفیانہ شاعری کے ذریعے اہلِ عشق و مشقِ رسول کی تبلیغِ حق فرمائی۔ ان کی ایک نعتِ مبارک کے کچھ اشعار پیش و ذرا کر رہا ہوں۔

گلِ نیلِ نیاں      تا      سر دار      محمدؐ  
”مگر“      عرف      اموات      محمدؐ

ترجمہ: جملہ نیاں کرام اور مرسلین نظام کے سر دار اور جملہ علوم حق کے سمندر اور اس کی اموات صرف اور صرف سرکارِ دو عالم ہیں۔

کتاب      قوسین      او      اپنی  
شرف      شب      معراج      محمدؐ

ترجمہ: قرآن کریم نے معراجِ رسولِ کریم کے قوسین پر گنگو کرتے ہوئے کہا کہ رسولِ اللہ اس رات اپنے رب سے کھینچی ہوئی کمانی کی قوسوں سے بھی کم، بہت ہی کم، ہٹا سکتے پر تھے یہ شرف آپ کو شبِ معراج عطا فرمایا گیا۔  
یہی وہ نازک مقامِ شانِ رسالتِ تاب ہے کہ جسے حضرت گلِ سر مست علامۃ الناس کو بتانا چاہتے ہیں کہ حق من دھن سے سرکارِ دو عالم کی محبت میں جلا ہوا ہی حاصلِ روتِ اسلام ہے۔

امت      تہذیبی      کیوں      غم      کھاوے  
میں      دی      نیکیوں      لان      محمدؐ

ترجمہ: اے رسولِ کریم! آپ کی امت کیوں غم زدہ ہو کہ جس کی لان آپ کی ذرا پاک کو ہے۔  
تشریح: چونکہ قرآن کریم نے سرکارِ دو عالم کو شفعِ محشر، شفعِ الامم، شفعِ المذہبیں، تمام جہانوں کے لیے اللہ کی رحمت کمال کہہ کر یاد کیا ہے نہ آپ کی سیرتِ کریمانہ کے پیش نظر حضرت گلِ سر مست نے انہی ثنائی کافی حوالوں کا عکس حسین ذہن میں رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ امتِ رسالتِ تاب کہ جسے اللہ کے خطابِ مختصر سے، کلامِ بیانی نے یاد کیا ہے، اسے بھلا کس باغِ غم ہو سکتا ہے جبکہ اس کی شفاعت کی گرا تا مذہد آپ نے لے رکھی ہو۔

گل      کون      غم      کوئی      مایں  
کیا      لایحات      محمدؐ

ترجمہ: اے صاحبِ اعزاز ”لولاک لما خلقت الافلاک“ گلِ تیرے سبیلِ پاک سے برغم سے بے نیاز ہے کیونکہ آپ نے اپنے نصلِ کمال سے ہر قسم کی محتاجی غیر سے آزاد فرمایا ہے۔



حضرت داتا گنج بخش، حضرت شاہ حسین زنجانی جیسے بزرگان دین کہ جن کی آمد برصغیر میں محمد بن قاسم سے قبل کی ہے ان جملہ حضرات کی مساعی و جملہ کی بدولت برصغیر میں دور روز و یک نور اسلام کی ہوجی کے ساتھ ہی شاعری نے بھی وجود پکڑا کیونکہ ان اولیاء اللہ کی پاک جماعت میں سے اکثر، چونکہ دعائی کلمات، علمی تحر کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا مکتبہ بھی رکھتے تھے، اس لیے انہوں نے شعری کو وسیلہ تبلیغ و رشد و ہدایت بنایا۔ قدیم سرائیکی اساطیری ادب چونکہ نیا دور بزرگان دین کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے منسوخ و پرآیا اس لیے اس میں دیگر قدیم زبانوں کے شعری اثرات کی طرح ہر صنف شعری ابتداء میں حمد، نعت، دینی، فقہی، ارکان اسلام اور اخلاقیاتی مضامین پر مبنی اشعار کی مضمون بندی کے بعد اصل صنف کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اس لیے سرائیکی کی جملہ اصناف سخن، حمد، نعت، مولود، شریف، مرثیہ، ہند، بحر، کافی، ذوق، نورنامہ، جگنامہ، مثنوی، منکوم داستانیں، سی حرفی، ذمولا، ماہیا، گائمن، گادول، جوگی نامہ، طوطا نامہ، چھ نامہ، توروے، مارہ نامہ، لوری، گھڑولی، مارہا سے اور دیگر اصناف ہمیشہ حمد پر نعتیہ مضامین سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ سرائیکی زبان میں معنوی لحاظ سے نعت گوئی کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ مثلاً:-

- ۱۔ نورنامہ: اس صنف کے وسیلے سے تخلیق کا نام اور سرکارِ دو عالم کی نعت کی جاتی ہے۔
  - ۲۔ معراج نامہ: اس میں سرکارِ دو عالم کے معراج مبارک کے حوالے سے مضامین نظم بند کیے جاتے ہیں۔
  - ۳۔ تولد نامہ: یہ صنف سخن نبی کریم کی ولادت پاک کے احوال خوش آواز کا احاطہ کرتی ہے۔
  - ۴۔ درود نامہ: یہ صنف سخن درود پاک کے جملوں کو ملا کر نعت کے مضامین کا شریعی عمل سرانجام دیتی ہے۔
  - ۵۔ ذات نامہ: اس صنف سخن کے ذریعے درود ذات کے مضامین و مفاہیم کی تشریح و تفصیل کی شکل میں نعت کی جاتی ہے۔
  - ۶۔ علیہ مبارک: اس صنف سخن کے وسیلے سے سرکارِ دو عالم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں آپ کا علیہ مبارک نظم کیا جاتا ہے۔
  - ۷۔ بارگاہ نامہ: اس صنف سخن کے حوالے سے سرکارِ دو عالم کی شادی مبارک کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔
  - ۸۔ وصال نامہ: یہ صنف سخن آپ کے وصال کے تذکرے پر مبنی ہوتی ہے۔
  - ۹۔ مولود: اس صنف سخن کے ذریعے آپ کی ولادت مبارک کے ساتھ ساتھ معراج کے احوال بھی نعت کیے جاتے ہیں۔
  - ۱۰۔ نعت: اس صنف سخن میں ہر طرح کے نعتیہ مضامین باندھے جاتے ہیں۔
- ان دس مندرجہ بالا خالص نعتیہ اقسام کے علاوہ بھی جتنی دیگر سرائیکی اصناف شعر ہیں ان تمام میں بھی خالص نعت، سیرت، اسوۂ مبارک کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔
- پانچویں صدی ہجری میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے ساتھ ساتھ ایک قادیان کا نام سرائیکی شاعر جناب حضرت ملاں کا تذکرہ ہے۔ آپ نے 150 اشعار پر مبنی سرائیکی زبان کا اولین "نورنامہ" لکھا، اس کا سبب تصنیف انہوں نے پانچویں صدی ہجری بیان کیا ہے۔

پنج سو سال جو گزریئے آج، ہجرتِ باجھ رسولوں  
 ملاں کسے غریب چارو چارو، کم علماؤں کولوں  
 ترجمہ: ”ملاں غریب چارو چوک صاحبانِ علم سے کم علم رکھتا ہے، غراں کا کہنا یہ ہے کہ یہ زمانہ پانچویں صدی ہجری  
 یعنی ہجرتِ رسولؐ کے ٹھیک پانچ سو سال بعد کا ہے۔“  
 اس کے بعد شاعر نے کچھ حد یہ قصو ما ”نکتہ کھراچھا“ کے حوالے سے اشعار کہے اور بعد ازاں نور محمدی  
 کے اسرار و موز اور ذات سرکارِ دو عالم کی شانِ محبوبانہ کا بیان کیا ہے۔ حضرت ملاں کے نورنامے سے کچھ اشعار تھیکا  
 درت ہیں۔

عرش، آفتاب تے جن کرسی تے جو کجھ کل ستارے  
 کسے دل نئی دے کولوں چارے نول ستارے  
 ترجمہ: سورج چاند ستارے عرش کرسی اور جملہ ظائق، نبی کریمؐ کے تیسو ان مبارک میں سے صرف ایک مومے  
 مبارک سے یہ چاروں اطراف چائی گئی ہیں۔  
 جو کجھ چوڈاں طبقات دے دچ پیدا کل ظائق  
 نبی محمدؐ جیہاں رتبہ نہیں کہیں دے لائق  
 ترجمہ: کائنات کے چودہ طبق میں، ماسوائے ذاتِ احدیت کے کوئی ایسی ہستی نظر نہیں آئی جو نبی کریمؐ جیسے مرتبہ  
 عالی شان کی لائق ہو۔ (یعنی بعد از خدا ہی نہ گئی تھی۔ محقق۔)  
 سرانیکی فقیر ادب میں مہیاں قادر بار (1247ھ) کا معراج نامہ جو کہ شمس کے اعجاز میں تحریر ہوا ہے اس  
 کے کل 26 بند ہیں اور ہر بند کا آخری مصرعہ ہی Repeal ہوتا ہے۔

”توں آگے زیادہ میڈی یا محمدؐ مصطفیٰ“  
 اس معراج نامے میں فضائلِ سیرت، شانِ کائنات، سوائے حسرت، خصائلِ اکادمی لائے کائنات سید و سلطانِ ہر دو عالم  
 کے ساتھ ساتھ ذکرِ باریانِ نبی، بالخصوص تذکرہ سیدنا علیؑ، سانچہ دگر بلا، کونہایتِ محبت، عقیدہ اور شاعرانہ چٹکی کے  
 ساتھ از حد تفصیل کے ساتھ نظم کیا گیا ہے۔  
 مولوی غلام قادر قریشی کا تولد نامہ جو کہ آج سے دو صدی قبل تخلیق ہوا، ٹراپی مانتی ادبی تاریخیت کی وجہ  
 سے کمالِ ممتاز مقام کا حامل ہے۔ یہ ”تولد نامہ“ 1072 اشعار پر مبنی ہے۔ مولوی صاحب ایک عالمِ دین اور تاریخ  
 میں شخصیت تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے تولد نامے میں شعری محاسن کے علاوہ آپ کا رائج دینی تہجد اور گہرا تاریخی شعور  
 جگہ جگہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اس ”تولد نامے“ کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:-

شان	محمدؐ	عالی	شان
انجمن	کل	نیاں	دی
باعث	خلقت	نور	ظہوری
اول	ما	خلق	اللہ
			نوری

نور	جسم	وے	قص	جان
جن	انسان	زمین	آسمان	
نام	محمد	نور	جسم	
صل	اللہ	علیہ	وسلم	

یقولہ نامہ آپ کے شعر و مبارک ولادت با سعادت، پیچیدہ، جوائی، شادی، عارحرا کی عبادت، سفر شام، آپ کا کمال اسوۂ حسنہ اور آپ کی مثال حیات طیبہ کا منکوم مذکر ہے۔ صفت بالا اشعار اتنی آسان اور قابل فہم سرائیکی میں ہیں کہ ان کا ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

سرائیکی میں سرکارِ دو عالم کے علیہ مبارک کے حوالے سے بہت قدیم و جدید شعراء نے جہد و توفیق لکھا ہے مگر آٹھ سو سال قدیم محمد اعظم کا "علیہ مبارک" سرائیکی تاریخ شعر بالخصوص اور عالمی تاریخ ادب میں بالعموم بہت اہمیت رکھتا ہے۔ محمد اعظم کا یہ منکوم علیہ نامہ ۱۹۱۱ء کا شمار پر مشتمل ہے۔ کچھ شاعرانہ کا درجہ ہیں۔

لوری عالم سارا آکھے مہ کھانی سوہنا  
 پر چن عرب ہا بہت سلوا، سوہنا تے من سوہنا  
 نعل پتوے لبان دی لانی ڈیکھیں دی سدھرائی  
 دم جسم ڈنداں دی رتی توں موتی کھول کھانی  
 رنگ کک ہا سرخی بھرا، پھل لولا کی پندا  
 رنگ بھریے کون ڈیکھے، تھیوے پھل تازہ شرمندہ  
 بردم، حمد الہی آکھاں، رب کون خالق جاناں  
 میں رب اپنا دوست بنایا، سوہنا ڈوباں جہاناں

ترجمہ: تمام عالم لاہوے والا، کال آپ کو فیض حسن یوسف کہہ کر یاد دلاتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ایسی بے مثال الوہی خوبصورتی نہ دیکھی نہ سنی تھی کسی کال ماہر رب کی خوبصورتی ہے۔

۲۔ آپ کے باقوتی لبان مبارک کی سرخی وہ حسن رکھتی ہے کہ ہر برسدھرا سے دیکھنے کی تمنا ہے۔ اور آپ کے ندان مبارک کی ذرہ بھر نورانی چمک دک پر چھوٹی زبان ہو جاتے ہیں۔

۳۔ گندی رنگت کی لا۔ کافی سرخی اور پیکر مبارک، الوہی گل مرسد ہے جسے دیکھ دیکھ کر بہشت برین اور عالم ماسوے کا ہر تازہ پھول شرمندہ ہے۔

۴۔ خالق کے اس احسان عظیم پر کاس نے ہم پر اپنا محبوب مبعوث فرمایا، میں دم بردم اس کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں۔ میں اس خالق اور رب کا بیحد شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمارے آسمانے نور رخ کو نہ صرف یہ کہ محبوب بنایا بلکہ جملہ کائنات کی جان قرار دیا۔

سرائیکی میں، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ ہر منف شعر حمد اور نعت سے شروع ہوتا ہے اور بعد میں اپنے اصل کی طرف آتی ہے لیکن At the same time وہی منف کا حق، نعتیہ مضامین کی حامل بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً تورے، گھڑولی، جوگی ماسے، طوطی ماسے، ڈھولے ماسے، ہی حرفیاں اور محمدی بارہا سے سرائیکی تاریخ شعر کا حصہ ہیں کہ جو

تھیں نعتیہ مضامین یا شروعات کے حوالے سے نعتیہ رنگ و بار کے حامل ہیں۔ گھڑولی بنیادی طور پر نہیں اپنے حصے کے بھائی کی شادی پر لکھتی اور گاتی تھیں جس کا رواج اب بھی سرانجکی سانچ میں کہیں کہیں موجود ہے۔ خاص طور پر بہاولپور کے اندر اور اس کے مضافات مثلاً ڈیر و نواب صاحب، ادنیٰ شریف، خان پور، خانقاہ شریف، سکھیل وغیرہ اور دیگر سرانجکی علاقے مثلاً احمد پور شرقیہ، ملتان، بہاول نگر، رحیم یار خان، راجن پور، مظفر گڑھ، لودھراں، ڈیرہ غازی خان، لیہ، بھکر، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، خوشاب، و باڑی اور سیلی وغیرہ میں کہیں کہیں یہ منف شعرا ایک پھر ایک اکائی کے طور پر زندہ ہے۔ اسے قبول عام اس وقت نصیب ہوا جب اس منف شعر کو جس میں کہ ”سی حرفی“ کی طرح ”الف“ سے ”یے“ تک ہر حرف کے ساتھ ایک ایک بند لگم کیا جاتا ہے ہر کار دو جہاں کی تعریف و ثناء کے لیے مخصوص کیا گیا۔ گھڑولی کے تین مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ آخری مصرعہ فقط ”گھڑولی لعل“ کی تکرار مسلسل لے ہوتا ہے۔

نمونہ ہائے کلام پیش بند ہیں:

جواں پیاں سہرے گاؤں جی  
شاد نی توں گھول تھاون جی  
بھلا مولا ملک دسلا  
گھڑولی لعل

ترجمہ: (ولادت ہر کار دو جہاں کے مسعود موقع پر) حوریں اور پیاں مل کر نبی کریم کی بھٹ مبارک کے سہرے گاتی ہیں کہ اے دو جہانوں کے لیے نبی رحمت ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں کہ مالک الملک نے آپ کو بھول کر کہہ پرائے دو جہاں آباد کر دیا۔ ہم اپنے لعل کریم کی گھڑولی بھرتی ہیں۔

خلاق تہذے کم سنوارے جی  
کرن دعائیں ڈنہہ جن تارے جی  
جواں غلام ہوں وارے جی  
شالا کل ملا لک مال  
گھڑولی لعل

ترجمہ: (اے نبی مجتہم) خلاق کا ناکھ نے ہی آپ کے جملہ معاملہ نور سنوارے ہیں اور دنیا و عجب کی ہر ہر چیز کیا سوچ، چاند ستارے کیا وقت، زمانے ما و ہا سب آپ کے مدح خواں ہیں۔ جملہ ذمینی اور آسمانی مخلوق خوراک، غلام ملا لک، آپ پر دعا ہے اور یہ سب آپ کی گھڑولی بھرتی ہیں۔

نت دے مینہ کرم تا جی  
پانی کوڑ باپا ارم تا جی  
ہادی صاحب کل شرم تا جی  
ساری امت تا رکھوال  
بھلا نیوں شرم اساوا جی  
گھڑولی لعل

ترجمہ: مالک آپ کی ذاتِ کریم پر سدا رشتِ کرم رکھے۔ ان بادشوں کا پانی بہشتی اور خوش گھر کا ہو۔ آپ بچک ہادی و برحق اور کل جہانوں کی لائق والے ہیں۔ آپ ہی ہیں پوری مخلوقات میں جنہیں اللہ نے پاسبانی کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ شکر مالک کی آپ نے ہماری شرم بھرم رکھے کا جہز الاغلیا ہے۔ اے رسولِ تمام کائنات اور اہل کائنات آپ کی گھرونی بھرتے ہیں۔

تو رانعتیہ مضامین اور لوک گیتوں کے لیے مخصوص آزاد منصف خن ہے۔ اس منصف خن میں جملہ اسالیبِ نصت میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔ محمد شاہ نوہار میری حقانی سرائیکی نصت گوئی میں ایک مستند نام ہے۔ ان کا ایک نعتیہ توڑا پیش خدمت ہے:

اے اللہ کریم کے محبوب نبی کریم! مایے اور اجڑے ہوئے غلطہ مند پر قدم نہ چڑھاؤ۔ مایے (ناک یہ آباد ہو جائے)۔ اے رسولِ حق! آپ وہ ہیں کہ جن کے سرائق میں پے مالک نے طے کا تاج سجایا، آپ ہی کی خاطر اس نے تخلیق کا کھانڈ لپائی۔ اے رسولِ بہین! آپ وہ ہیں کہ ہنگام سفر معراج جبریل امین نے آپ کا سر ڈالا بنے کوٹھڑا۔ بے شک! اے نبیِ ہیتم آپ ہی تقریبِ تخلیق کا کھانڈ کے دولہا ہیں۔

جوگی مائے بھی سرائیکی زبان کی قدیم منصف خن ہے۔ اس میں مشوقانہ مضامین کے علاوہ نعتیہ مضامین بھی بکثرت سرائیکی شعراء نے داندھے ہیں۔ یہ منصف زمانہ قدیم میں بہت عرصے تک رائج رہی ہے۔ نعتیہ جوگی مائوں میں داغ شاہ کے جوگی مائے کو شہرہ دوام ملی ہے۔ اس جوگی مائے میں شاعر نے سرکارِ دو عالم کی ولادت و اسعاد و آپ کی ہیرے، آپ کا اسوۂ حسنہ، آپ کی رحمت، شفاعت کا کمالِ محبت اور عقیدہ مندی سے ذکر کیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

دہیاں جوگی دی طرف ضرورتی  
باجوں دل طاقے  
رہاں غماں حضور نبی  
میدا دل محتاتے

ترجمہ: مجھے اپنے محبوب و مقسود اپنے راجھن رسول (بمعنی ہر دل عزیز) کی خدمت میں ضرور جانا ہے کیونکہ ان کی خدمت میں حاضر ہونے بغیر دل نہیں مانتا کیونکہ میرے دل مشتاق کے لیے حضورِ غماں کی عارضی پیامِ زندگی کی حیثیت رکھتی ہے۔

تھکے ہزاروں جوگی آيا  
جھٹ سارے جس فیض کھنڈلا

کیش لطف نور فی

وہاں ملک افلاک کے

ترجمہ: لا۔ مکان کے تختہ جزا سے راہنمون رسول کی ہشت ہوئی تو عالم سوس کا جھٹ فیض رسالت تاب سے معمور ہو گیا اس کے لطف وافر کے چہ چوں سے آسمان زمین زمانوں کے ظالم و ناعمدتی سے پر نور ہو گئے ہیں۔

شان جوگی نا جو لولاکی

مجہد کردے سب افلاکی

خادم جو قصور فی

دورن پیش براتے

ترجمہ: راہنمون رسول کا مرتبہ بعد از خدا تمام کائنات میں سب سے عالی ہے۔ پردہ آدم میں جہد و عظیم ملائکہ سے مالک الملک نے آپ ہی کے نور کو کر دیا۔ جملہ ظالم جن کو آپ کا خادم کیا گیا ہے اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ کی سواری کے لیے کئی کئی ہشتی براق موجود ہیں۔

دانشاہد کے جوگی مائے کے علاوہ ایک اور قدیم جوگی مائے مولوی نبی پیش بقضا کا ملتا ہے جس کی بیعت وائے شاہ کے جوگی مائے سے مختلف ہے اس جوگی مائے میں برہند پانچ صرخوں کا ہے اس کا نمونہ کلام پیش ہو رہا ہے۔

دیسایں جوگی دے مال رزماں زورے زورے لائیاں

جوگی لچ پال جموہیں عرش تے لائیاں

جوگی مہڈا پاکوں پاک اے

خاطر میندی کل لولاک اے

ادیوں جانہ کھڑا براتے

عاشق خود غبار اے

جواں خدمت آئیاں

ترجمہ: مجھے اپنے راہنمون رسول کی خدمت مقدس میں بہر مال بار بآج ہوا ہے کہ مالک الملک نے میرے مقدر میں محبت سرکار و عالم اپنی قدم کمال سے لکھ دی ہے۔ میرا راہنمون رسول لچ پال عرش عظیم سے ماوراء ہمبر لا۔ مکان کا مکین (ہوتے ہوئے بھی فرش نشین) ہے۔

میرا راہنمون "نور من نور اللہ" ہے۔ یہ کائنات مالک نے ارضی کے لیے تخلیق فرمائی ہے اور سواری کے لیے نوری براق حاضر کر دیئے ہیں کیونکہ پروردگار عالم نے آپ کو اپنا مہیب آ۔ اریا ہے اور اپنی جملہ مخلوقات ارضی و سماوی کو آپ کی خدمت کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔ علاوہ انہی کئی سوائے۔ جوابہ جوگی مائے بھی تحریر ہوئے ہیں لیکن سید مبارک شاہ کے "کافی" کی بیعت میں لکھے گئے "جوگی مائے" کی اثر پذیر مرقیہ قبول عام کا درجہ رکھتی ہے۔ کافی کی منفرد چونکہ عشق حقیقی، ہجر، فراق اور خالہ و دوروں کی کیفیات کو بیان کرتی منفرد سخن ہے اس لیے سید مبارک شاہ کا اس منفرد میں جوگی مائے سالیحی نوعی منافع سے متصف ہے۔

طوطا مائے بھی نعتیہ منافخ سخن میں سے ایک حد درجہ مقبول منفرد سخن رہی ہے اور اس میں قدیم سرائیکی



شعراء نے بہت نعتیہ ”طوطا“ لکھے۔ ان شعراء میں نور الدین مسکین کا نعتیہ طوطا امر کافی مشہور ہوا۔

یوں طوطا مال ادب دے  
آگوں میں دے شاہ عرب دے  
آجیں طوطا یار میں دے کلب  
دل دے بھیاں ڈیاں لکھ  
توں ہیں واقف باز نہانی

ترجمہ: اے طوطے! جب تمہارا گزرمسیرہ الرسل سے ہو تو میرا یہ حال مجھ پر سرکار دہ عالم سے نہایت ہی ادب کے ساتھ عرض کر دینا اور خیال رکھنا کہ وہ شاہ عرب و عجم، شہم الرسلین اور محبوب رب ہیں۔

اے طوطے! سرکار دہ جہاں سے دست بستہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی محبت میں پھلا آپ کا مسکین اہل آپ کے علاوہ کس سے اپنی جان عرض کرے اس لیے کہ آپ ہی وہ ہیں کہ جنہیں ظاہر باطن حاضر غائب موجود ناموجود کی کا حقدار ہے۔

ذمولا سرائیکی شاعری کی ہمہ جہت اور حدود پر مقبول خاص و عام منف خن ہے۔ یہ منف جو نئی نعت مبارک کے لمس سے آشنا ہوئی اس کے وقار، گیرائی، گیرائی، اثر پذیری، مضمون آفرینی اور روانگی رس و نفا میں بے حد و حساب اضافے ہوئے ہیں۔ یہ صرف یہ بلکہ اس صنف شعر کے اعتباراً ذات میں ہمہ گیریت کے ساتھ ساتھ شہادت کے کئی پہلو اچاگر ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ”ذمولا“ مضموناً ”نعتیہ ذمولا“ سے بہت کثرت سے لکھے گئے، لکھے جا رہے ہیں اور یقیناً آئندہ بھی اسی شد و مد سے لکھے جاتے رہیں گے۔ نعتیہ ذمولا نے لکھنے والوں میں خادم کھن بیلوی کا نعتیہ ذمولا بہت رفیع مقام کا حامل ہے۔ خادم کے ذمولا کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ”الف سے لے کر“ تک کی نعتی میں بہ کمال انداز میں تحریر ہوئے ہیں۔ مطلق کے نعتیہ ذمولا نے بھی خاصا بلند مقام رکھتے ہیں۔ مطلق کا ذمولا ”سی حرفی“ کی طرز میں تحریر ہوا ہے۔ نعتیہ ذمولا کہنے والوں میں دور چہا نگیری اور اس سے بھی تجلی کے لوگوں کا خاصا Contribution ہے۔ ان میں خادم کھن بیلوی اور مطلق کے علاوہ جان محمد گداز، مولوی نبی بخش بٹشا اور مولانا شائق کھراٹکی نعتیہ ذمولا نے بھی نہایت قابل ذکر اور دلگداز کیفیات کے حامل ہیں۔ مولانا شائق کا شمار سرائیکی زبان کے قد آور شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ کا دیوان ”گلہ سہہ عشق“ کسٹام سے 1919ء میں آکرے سے چھپ چکا ہے۔

خادم کھن بیلوی کا نعتیہ ذمولا ملاحظہ ہو:

الف ۲ بسم اللہ میڈا ذمولا  
موڑو منہ نہ میں توں مدنی ماہ ستارا  
چھوڑیم تہذہ سارے گھر زر مال ہپا  
ہو نیاں خادم، کن دی روئیں نہ دلدارا

ترجمہ: الف۔ آئیے اے میرے مدنی محبوب ذمولا، آپ کا استقبال اللہ کے پاک نام سے ہے۔ اے جانِ مہر و ماہ و نجوم ماے محبوب کرونگار! ہم خطا کاروں کو اپنی کریم نگاہوں کے احاطہ نور میں رکھیے گا کیونکہ ہم آپ کی (شفاعت کے امیدوار) آپ کی خاطر تمام دنیا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اے رسول کریم! ہم تو آپ کے وہ ادنیٰ الیٰ بھرو و راق ہیں کہ

جن کی غلامی آپ کے دوبارہ بار کے لیے آپ کی نظر عاتقہ کے بعد قہار نے ہم "نگن" سے ہی "نیکون" قرار دے دی ہوئی ہے۔

ماحق جو کہ سرائیکی کے مشاہیر شعراء میں شمار ہوتے ہیں کا نعتیہ ڈھولا جو کہ "سی حرفی" کی صفت میں ظہور پند ہوا ہے، ملاحظہ ہو۔

لاٹ امت دی احمد پاک ملیسی  
کھوٹی کھری امت کوں اپنے دامن لسی  
بر ہر اکھ دھالے سنے سنے ڈانڈ لسی  
ماحق عاجز امت کوں ایو پار نکھسی

ترجمہ: لاٹ امت کی نئی نیکار کے ذمہ ہے اور وہ یقیناً بڑا مانی فرمائیں گے اور اپنی کھوٹی کھری امت کو دھروا پنے لڑکائیں گے۔ ہر اکھ کو دیوار کی کئی کئی نیتوں سے نوازیں گے۔ سو اسے مطلق ایمان کے ساتھ یقین رکھ کر سرکارِ دوزخ عالم کے سوا کوئی کا ناکھ بھر میں ایسا نہیں کہ جو اپنی عاجز امت کو محشر کی نیتوں سے بچا کر پار لے جائے اور سرکارِ یقیناً اپنی امت کی دست گیری فرمائیں گے۔

مولانا شائق سرائیکی شعروادب میں یقیناً ایک مقام بلند کے حامل ہیں۔ انہوں نے تقریباً تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ نام صنفِ سخن "ڈھولا" میں بالعموم اور "نعتیہ ڈھولا" میں بالخصوص ایک خاص کمال کے حامل ہیں۔ ملاحظہ ہوں کہ "نعتیہ ڈھولے" کا ایک بند کہ جس کی شیرینی اور برہنہ جتنی شاعری محبت رسول کی گواہ برحق ہے۔

ل: لک چھپ ڈھولا۔ برقعہ ہم دا پاو  
آہوں ملک عرب دق۔ احمد نام دھراو  
کیو حسن دا جلوہ۔ نکھیں دھوم بھاو  
شائق بار دے دل دق۔ ڈھولا جھوک بھاو

ترجمہ: اے محبوب حقیقی آپ نے ہم محمد جہان میں چھوڑ دیا۔ ملک عرب میں قدم نہ چڑھا دیا اور اپنا نام احمد قرار دیا۔ اے محبوب حقیقی یہ آپ ہی ہیں کہ جس کے جلوہ حسن سے ملائکہ میں دھوم مچی ہے۔ آپ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ محبت رسول کی شکل میں دل شائق میں فروکش ہیں۔

نعتیہ سی حرفی سرائیکی زبانِ ادب کی ایک ایسی مقبول ترین اور بار آور صنفِ سخن ہے جس نے تقریباً تمام قدیم و جدید شعرا کو اپنے حصار میں لیے رکھا ہے۔ شاعری کے اس Formal میں نعتیہ، صوفیانہ، عارفانہ، اساطیر، کلاسیک اور طویل نظمیں نہ صرف کہی گئی بلکہ اس کے Live کرنے کا کام لیا۔ اس کے لیے شعوری اور لاشعوری کوششیں شامل رہی ہیں۔ عہدِ چہانگیر میں نعتیہ سی حرفیاں کہنے والے شعراء میں سید امیر حیدر میرن، علی حیدر ملتان، حضرت جاناظہ بدای، نعل خان قاری، حضرت گل سر مست، فائق، شائق، سید مبارک شاہ محمد بخش بخشا، سید شیر محمد گیلانی اور میاں رحیم بخش کے نام قابل ذکر ہیں۔ سید امیر حیدر میرن کی ایک "نعتیہ سی حرفی" کا بند ملاحظہ ہو:



م: محمد دے ماں توں گھولی گئیں جگ سارا ما  
 عاجز جی، کان کینی، چھوڑیں تختہ ہزارہ ما  
 میں مامری در مامری کیں ڈکھلاویں روپ نکارہ ما  
 میرن شاہ مینے مین بھلیا، تھر مائی ماہ ستارا ما

ترجمہ: میں سرکار دو چہاں پر دونوں جہان فارووں جنہوں نے اپنی "نیر امت" کی خاطر لامکان کے تخت ہزارہ کو  
 شہر باد کھل آپ نے تشریف لا کر اپنی امت بیمار کھانے دیا ارشفا آفرین سے سرفراز بلایا۔ سو اے میرن شاہ مجھے تو  
 میرے آقا مولانا نے اپنے حسن ماہ کمال سے بھلا ہے۔ اب میرا کسی اور در سے کوئی آسرا نہیں ہے۔  
 علاوہ ان میں علی حیدر ملتان کی "سی حرفوں" کو بھی مانگ نے بہت قبول عام سے نوازا۔ علی حیدر ملتان کو  
 سرکار دو عالم سے بے پناہ عشق تھا جس کا اظہار جہانیاں کی نعتیہ "سی حرفوں" میں نوربا رو کھائی دیتا ہے۔ انہوں نے  
 جس جس انداز میں بارگہ رسالت پناہ میں اپنے زمانہ ہائے عقیدت پیش کیا ان کی درت ذیل "سی حرفی" میں  
 واضح محسوس کیا جاسکتا ہے۔

م: محمد صل علی ہا ہر دم ساکوں آہرا اے  
 اے دی امید اساہیں، مہلاں ماں بھر دا سزا اے  
 او سے دے دیار دے ساکں جھہ اسار ڈے کا سزا اے  
 او سے دے دلا سے تے حیدر، جیوں والا ہار اے

ترجمہ: ہمیں ہم ہر دم رسول کریم کا آسرا ہے۔ ہمیں امان کی بجائے صرف آپ کی شفاعت و پیگیری کا بھروسہ  
 ہے اور ہم جھلند سرکار قحطی مرہبت کے دیار دے ساک کے کاسرے میں نفعی ہیں اور اے علی حیدر یہ بھی انہی کے نور سامان  
 دلا سے کا نہیں ہے انما زہی ہے کہ جس سے روتے ہوئے منہ ہوتے۔

محمدی بارہ ماہ سے ایک ایسی وسیع المشرپ اور کشادہ دامن منف ختم ہے جس نے سرائیکی شعروادب کے  
 ذوق و عاطف میں پیش بہا اضافے کیے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ شعر گوئی کی مملکت الوہی میں زبان و بیان کے ذخیرہ دہا جس و  
 بتال کے پیکر ان دلاویز، سلاست و روانی کی ختم و درختم مجموعہ نمایاں اور معانی و مفہیم کے شہر اندر شہر آباد کر دینے ہیں۔  
 محمدی "بارہ ماہ" متعدد وراثی شعراء نے لکھے ہیں لیکن مہاں رحیم بخش کے "بارہ ماسیں" نے الگ شہرہ پائی۔ کچھ  
 نمونہ کلام تمکنا پیش و مذہب۔

بجر چیت ہمیشہ کرے وقت مدینے جاواں میں  
 روئے پاک نہی دے اتوں جندری گھولی گھنداں میں  
 بچے کر ہوئے حضوری پوری سارے مطلب پاواں میں  
 رب رحیم کریم قادر توں ایو ہر دم چاہواں میں

ترجمہ: اے چیت کے مہینا چھرا ایسی زود اور بار آور منت، بارگہ رسالت تاب میں پیش کر کہ میں جلد سے جلد

دیکھنے پہنچے جاؤں اور اپنی جان سرکارِ دو عالم کے روضہ اطہر پہ وار دوں۔ خدا کرے کہ میری حاضری روضہ رسولی، حضوری میں بدل جائے اور میں اپنے من کی تمام مرادوں کو پا جاؤں۔ بس آج کل میں اپنے رحیم کریم پر وردگار سے دم بہ دم یہی دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔

محمدی سیرے ایک ایسی برہمچریہ صوفی تھیں جسے کہ جو سرائیکی ”ڈس ویسپ“ کے روزمرہ میں ایک جان دو قالب کی صورت بھجی ہو گئی ہے۔ محمدی سیرے اپنے اندر اس قدر رفاق انگیز تاثیر رکھتے ہیں کہ سننے پڑھنے والوں پر ایک کیفیت المست طاری ہو جاتی ہے۔ مولانا شوق نے 109 صفحات میں معراجِ سرکارِ دو عالم کے واقعے کو ایک خوبصورت سیرے کی شکل دی ہے۔ اس کی تخلیق کی ہوئی نظم اور نثر دونوں کمال ہیں علاوہ ازیں محمد شاہ عثمانی تو بہارِ سہری سرائیکی زبان و ادب کے ایک قد آور اور پیکانہ ہر روزگارِ نعت گو شاعر تھے۔ آپ کا ایک سرائیکی نعتیہ مجموعہ 1353ھ میں شائع ہوا جس میں آپ کے نعتیہ سیرے، واقعہ معراج اور مہندی کے سیرے بڑی عاشقانہ دل فکاری کے ساتھ فنکارانہ بہار دے رہے ہیں۔

معراج مانے ہاں معراج مانے دے  
سرمات مانے ہاں جگ مانے دے  
آکھئے محمد شاہ سائیں تہذیب ملت ماں مکی ماہیں  
تھیا شنگ ختم مس پناں معراج مانے دے

ترجمہ: اے ختم المرسلین سیرے والے بندے آپ کو معراج مبارک ہو۔ اے صاحبِ ثنائی ”گولاک لٹا“ دو جہانوں پر آپ کی حکومت مالک نے حق کر دی ہے۔ محمد شاہ پکار دے آپ کی نعت کیا کہے کہ آپ کی صفات تو نامختم ہیں، کائنات بھر کی روشنائیاں اور کائنات ختم ہو جائیں مگر صرف آپ کی معراج مبارک کے کھان لایمہ و کما حقہ میر و ظلم نہیں ہو سکتے۔

مولود پاک، نعت مبارک سے کافی مشابہتیں رکھتی سرائیکی نعتیہ منف تھیں ہے اس میں نیا دہڑ آپ کے مولود مبارک، درود پاک اور پشت کمال کے موضوعات سے گفتگوئے بالخصوص کے علاوہ دیگر نعتیہ مضامین بھی بیان ہوتے ہیں۔ ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاولپور کے نامور شاعر جناب غلام محمد مولائی جو کہ اردو سرائیکی، سندھی، پشتو، عربی میں بے بدل شعر کہتے تھے ان کے زبانِ دوغاس و عام ”مولود مبارک“ کے کچھ شعارضوں کے طور پر درج ہیں:

اساں بروے نیآ دے اتے آل اطہر دے  
تھوے یار نیآ دے اساں نوکر بر دے  
سین بول دا سہرا  
لیندے خاک تے دیرا  
دلزل مال ادب دے  
خانی ترین بیا کر دے

ترجمہ: ہم سرکارِ دو عالم کے ارفی غلام، ان کی آل پاک کے مودت گزار ہیں۔ جو نبی کریم کے صحابہ کرام ہیں ہم ان کے حدودِ عقیدت مند ہیں۔

حضرت سیدہ کائنات کا تخت جگر حسینؑ جو (کر بلا میں وقت بخت سے) اپنی سواری سے گرنے کے بعد خاک پر ڈوٹ کر ہو چکا۔ ان کا گھوڑا ازلزل خوشدہ زخمی ہونے کے باوجود ادب کے ساتھ آپ کو زمین پر آنے میں مدد دے رہا ہے۔

علاوہ ازیں سرانیکی شعرا ادب میں "نعتیہ نعت روز اور" "بشت یاس" کے علاوہ "قصیدہ" بھی کثرت سے لکھا گیا ہے۔ زمانہ قدیم و جدید کے نعت گو شعراء میں حضرت خواجہ خدا بخشؒ 1300ھ حضرت خواجہ فیض محمد یار بلبل، شاعر ناماں، مجروح شاہ، سید جلال کلیم، خرم بہاؤ پوری، گلشن کمر، کہتر، نورن گدائی، صابر مبارک پوری، سید ولایت، حاجی شیر محمد شیر گرمی بہاؤ پوری 1140ھ محمد الیاس مسافر، حافظ سراج الدین 1305ھ، فقیر محمد دلہندہ 1310ھ قاضی فخر الدین، مولوی محمد رمضان چناری، مولوی شجاع الدین، مولانا عبداللہ ملتان، حکیم سیر علی گانگی، میاں مسکین محمد امین علی 755ھ، غلام نبی سومرو 874ھ، مولوی سلطان محمد انصاری 1100ھ، مولوی محمد رمضان 1229ھ سرانیکی بزرگان دین میں حضرت آئی سرور، حضرت شاہ قس میر واری، حضرت خواجہ محمد عاقل، حضرت خواجہ فخر جہاں، حضرت موسیٰ لوہا، حضرت مخدوم جاکم الدین، حضرت خواجہ خدا بخش ملتان، خواجہ غلام فیض، حضرت شاہ حبیب، میاں علی حیدر ملتان، شیخ عبداللہ ملتان، صدیق لاقی، حضرت حافظہ جمال اللہ، حضرت گل مرست، رحیل فقیر، ملتان فقیر، بیدل سندھی، مخدوم الملک شمس الدین، حضرت حکیم الدین سیرانی، امیر حیدر میرن، خواجہ عاقل جوگی، احمدیار، حضرت شہ شاد اور محمد حسن نکس شامل ہیں۔

جدید نعت گو سرانیکی شعراء میں نور محمد ساکن، چانہاز جتوئی، سفر لاشاری، انجم لاشاری، نذیر بخاری، ڈاکٹر فیض محمد شاہ، محمد افتخار الطیر، طاہر چشتی، الطاف پرواز، فیض محمد دلچسپ، حسن نقوی، سلیم شہزاد (مہا نوائی)، طارق نعیم، سلیم احسن، کشتی ملتان، عبدالکریم دانشاں نقوی احمد پوری، مہر عبدالحق، فقیر نور جعفری، صالح محمد صالح، اقبال سوکڑی، ریاض رحمانی، واحد بخش واحد، عزیز شاہد، فیاض حسین بخاری، منون، منیر حسین شاہ بخاری، سراج ساقول، رشید ملتان، امید ملتان، مظہر مسعود، رفیق احمد پوری، ممتاز عاصم اختر چغتائی، ملک غلام محمد واصف، جام بخش علی سرور، اشرف لال فقیر، نصیر سرمد، احسان عمر، جمیل پروانہ، نصیر مستان، جاذب انصاری، سعید صابر، دین محمد طیل، شاکر احمد پوری، انور احمد پوری، منشی ظہور حسین، اسلم رسول پوری، منور سراج، عاصم اوچوی، عبدالحجید مسیح، شوخ ریاستی، قیس فیضی، قاضی اسلم، فانی اللہ آبادی، شاکر شجاع آبادی، ممتاز حیدر ڈاہر، عبدالحق ناک، اختر ناتاری، مجاہد جتوئی، احمد دین فیض، حضور بخاری، شبنم رحمانی، شامی، صدیقی، ظفر بیہی، سید قاسم جلال بخاری، اسلم قیسی، اسفر علیہ، بطین مسعود، ابن کلیم احسن، تنویر عمر، صفدر زلی، مختار ثقفی، عبدالحق قاسم، کاشف عرفان، اجمل نیازی، قائم نقوی، عارف نقوی، تنویر نقوی، سید ضیاء الدین نعیم، اقبال حسین، شہناز فریاد، راشدہ ماہین ملک، رمضان دای، سرور قیسی، اسلام آزاد، الیاس قیصر، نعیم جعفری، کوثر ثریا، فضل حسن ذوق، امیر محفل، شہاب صفدر، کاشف رحمان، سعید اختر سیال، مزار تان، خورشید ربانی، دانشاں کھنوی، ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز، رحیم طلب، شبنم رحمانی، خادم ملک، محمد بخش سوانی، صالح محمد بدالی، نمانی امرتسری، محمد بخش اخلاق، اسلم کورانی، رفیق ساحل، شاکر نعیم، امیر عباس امیر، ممتاز احمد عباسی، احسان چنگوانی، قنا ظفری، جمشید اقبال، فدائے الطیر، سعیدہ افضل، نواز جاوید، عباس غزالی، مہر کاچیلوی، شوکت مغل، ڈاکٹر سلیم ملک،

کاشف بزدار، منشی منکور، جسارت خانی، مزیر فیہی، شفیق الداس، امتیاز فیہی، میراں سید عاصم اچوی، نوبہ اقبال، محبوب تابش، احمد علی شاہ منکور، علامہ نواز دیروی، ذی الاحرام صدر، مولانا محمد صدیق، قدرت اللہ، ماسٹر بری چند گوٹھی، شہاب الدین، شیر محمد دیروی، اختر علی خان، ریاض انور، ظلیق ملکانی، قسیم جتوئی، ولداری بلوچ، صادق بشیر، بشیر خانی، بہاولپوری، شاد گیلانی، محی الدین شان، عمر کمال، ذاکر نصر اللہ خان، ناصر، سعید احمد راشد، محمد حسن شاد، صادق اکرم، حسن رضا گروہی، احمد خان طارق، جام عبدالحجید، شاد، کامران احمد پوری، نواز جاوید، فیض بلوچ، محمد علی خالد بھٹی، ساقی سمیوی، حسین کوہر، محمد رمضان طالب، ارشاد دیروی، اعجاز دیروی، اسے بی عاصم، اقبال جوہر، جہانگیر گلشن، جمشید احمد کٹر، مراد احمد سعید، اقبال نصرت تونسوی، خالد اقبال (جوگی فقیر)، کریم ہاپوڑ، مصطفیٰ خادم، مینوال منگروٹھی، عاشق رسول اشک، مشتاق سبقت، باسط بھٹی، نجف علی شاہ، عبدالرحمن اختر، جندوڑہ منسوم، عاشق حسین عاشق، شفقت بزدار، علی خواجہ، بخت آور کریم، بہار النساء بہار، کفلی جامپوری، حسین عمر، بخت فوروس، شاپین دیروی، فوجت لواز، اقبال بالو، مظہر قلندرانی، داسرینہ دار، چندر گروہی، اسلم جاوید، رفعت عباس، شاد قزاقی، خالد اقبال، انیس ادیب، مسلم بیلا، اقبال قزاقی، ریاض سیال، الطاف حسین جاہ، اقبال فاروق، احمد خاں آسی، عبدلہ احد حسن کورمانی، محمد بخش آسی، عرف جانی، بلوچ، سید ساجد مای، زبیر جعفری، اکبر باغی، زبیر احمد، سلطان احمد سوز بلوچ، فدا حسین شہباز، عبدالحق شہباز، عمران لار، عبداللہ بزاقی، میراں سیال اچوی، سید مالک اختر، ظلیل احمد شودا، شوکت بھٹی، بلور نور پوری، ساحل بزدار، سید بھٹی، شاد ساجد ملکانی، دساز قیصرانی، رشید قیصرانی، علی محمد خان قمر، مظہر علی تابش، افضل عظیم افضل، صوفی محمد ذریعہ، رنگ، سلطان بلوچ، بشیر بلوچ، راشد ظلیل، امیر بخش، دانش سرور کر بلانی، اللہ بخش، بادامان اللہ ارشد، لواز سروردی، شا کر مریدی، حماد خان، فیروز شاہ، مظہر نیازی، ضیف خاکی، ریاض اکرم، فواد دیروی، غلام جعفر ناوار، عارف فیہی، گلزار احمد، سلیم شہزاد (بہاول نگر)، نواز بزدار، شیر شاہ تونسوی، فیض شہیدی، امام الدین ہزاروی، فقیر محمد عارف، خلیفہ یار محمد ملکانی، غلام قادر ملکانی، فائق ملکانی، بہار ملکانی، جیون خاتون نکمی، مولانا نور احمد فیہی، مولوی مسکین، مولوی خادم، غافل، فقیر، مسافر، منشی محمود کوٹی، غلام بیٹ پوری، نور جعفری، بڑے، فقیر، بخت علی بخت، مرزا عبدالسبحان، بہاولپوری، مولوی میر بازنکوم، اللہ ڈیہا یا پر جوش، اکبر قادری، محمد نواز شاہ اختر، امیر بخش شاہ، سائیں داد بھوڑہ، ممتاز احمد زاہد، ارشد جھنڈیر، سید ملکانی، اقبال حسن، سید ایم اے مای، ایم بی اشرف، ایم ڈی گانگا، بخت فقیر، بشیر احمد دیلانہ، حکیم نصر علی، عبدالرشید، جعفر حسین، قتب، حافظ رسول بخش، مانا احمدانی، حافظہ میر احمد، حمید الفت ملکانی، حیات شاہ شہباز سید، حبیب اللہ عظمیٰ، ظلیل احمد ظلیل، شاپ دیروی، جعفر فیہی، عارف عزیز، غلام حسین قمر، فیض محمد سندھو، مصطفیٰ عزیز، محمد شہزاد ارشد، صدیق مازک، نواز نیازی، مسیم قادری، نیاز جوہی، غلام جیلانی چاچہ، اشرف بھروی، عظیم ملکانی، عاشق حسین عاشق ملکانی، وفا ملکانی، فائز ملکانی، ناز دیروی، اقبال کدانی، ناصر تونسوی، خانی فقیر، منظور جھنڈیر، مالک شاہ پوری، محمد خان ناز، گلشن بر اصحابی، فتح محمد ناز، توقیر کر بلانی، شیدا پاشی اور عالم الحروف و فاضلی کے اسما، مثال ہیں اختصار کے پیش نظر دستیاب شعری مثالوں سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ یہاں اس بات کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ اس فہرست میں صرف 15 سے 20 فیصد شعراء کے اسما گرامی دستیاب ہو سکے ہیں جو بہرہ رقم کر دیے ہیں۔ تاہم اگر زندگی نے وفا کی تو سرائیکی نعت گوئی کی مثال تاریخ اور جلد سرائیکی نعت گو شعرا کا تذکرہ مہمند کرنے کی کوشش کروں گا۔

## خوشیدربانی

### سرائیکی نعت کا ارتقا: اجمالی تاثر

سرائیکی شعرا و ادب میں نعت رنگ کا مہر و رمی اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود سرائیکی ادب۔ سرائیکی زبان کی پہلی دستیاب کتاب ”نور مآء“ ہے۔ اس طویل نعتیہ نظم کے مصنف کے حالات زندگی کے بارے میں اگرچہ تاریخ کا حال خاموش ہے تاہم محققین اس کا سبب تصنیف 500ھ بتاتے ہیں جبکہ معروف محقق حافظ محمود شیرانی کا کہنا ہے کہ یہ ”نور مآء“ 752ھ میں سامنے آیا اس کے مصنف ملاں فکھس کرتے تھے جس کی تصدیق دقت ذیل شعر سے ہوتی ہے

بچ سو سال جو گزرے آ ہے ہجرت باجوہ رسولوں

ملاں کہے فریب دھاما کسم غلاماں کولوں

ڈاکٹر نصر اللہ خان مامرنے اسی شعر کا اس نور مآء کے سن تصنیف 500ھ کے جواز کے طور پر بھی دقت

کیا ہے اس نور مآء کا رنگ سخن ملاحظہ ہو

ہو یا سوار براق دے آتے دنچ چڑھیا آسمانے

حضرت تائیں ظاہر کیس کل اسرار خزانے

نواہان کیجے رب پیدا ہر آسمانے چڑھیا

گنبد عرش نکائیں ہو یا قدم نبی جاں دھریا

ساز و شمول ڈول نفل رکشاں ترے گذار سد حلالا

مکڑی پاؤں بلدے آ ہے جاں پھر مجھ سے آیا

حضرت ملاں کے قدیم نور مآء کے علاوہ مانتھرا مانا جاتا، امام الدین بھگوی کے نور مآء بھی آسمان تاریخ

پر درخشاں ستاروں کی صورت موجود ہیں۔ چاڑیہ قوم کے ایک بزرگ حضرت میاں قبول اور دودے شاہ کے صحران

مآء، جو چھٹی صدی ہجری میں تخلیق ہوئے، بھی قدیم سرائیکی نعت کے لازوال نمونے ہیں۔ ڈاکٹر میر عبدالحق کے

مطابق سرائیکی ادب کی جو قدیم تحریریں دریافت ہوئی ہیں ان میں ایک قصیدہ بردہ شریف کا ترجمہ ہے جبکہ دوسری

تحریر غلام حسین کی تخلیق ”علیہ مبارک“ ہے جو ۱۵۵۰ھ میں مکمل ہے۔ حضرت ملاں کے ”نور مآء“ کا عظم چاڑیہ

کے ”علیہ مبارک“ اور عیارا شہید کے ”صحران مآء“ جیسے نعتیہ کائنات کے ساتھ ساتھ قدیم مذہبی کتب اور رسائل میں

بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔ اعلیٰ چاڑیہ کا نمونہ کلام دیکھیے:

دیکھ حال نبی سرور تا بچھرتے جن شرماوین

حر ملائک صدقے چاویں پریاں گھول گھماوین



دن مبارک حضرت سرورِ آسمانیوں خلی

خالقِ خلقی سبکو سوتری صورت سوترے دلی

سرائیکی شاعری کے اولین دور سے متعلق پروفیسر عامر نعیم رقم طراز ہیں "سرائیکی شاعری کا ارتقا تو ہوتا ہی محمد باری تعالیٰ اور نعت رسول سے ہے، جتنی پرانی کہانیاں ہیں، مشعیاں ہیں، لوگ قصے ہیں، سب کے آغاز میں دعا ہے کہ بارگاہ رسالت میں اسے قبولیت کا وجہ ملے۔"

سرائیکی شاعری اس حوالے سے تو خوش بخت رہی ہے کی اسے معروف صوفی شعراء حضرت بابا فرید، شکر مہج، شاہ حسین، شاہ قلم، ہنزوار، گل مرست، سلطان باجوہ، بابا بلے شاہ اور خواجہ غلام فرید جیسے نامور روزگار شخصیات کی توجہ حاصل ہوئی مان شعراء نے سرائیکی شعر کو جس اہم کمال تک پہنچایا اس کی بلندی کو عدد و فکر میں تلاش کرنا مشکل ہے۔

سرکارِ دو عالم کی ذرا سی دیر کاٹ کی سیرت اور شان کا بیان بڑی سعادت ہے، حضور سے محبت و عقیدت اور آپ کے بتال بے نظیر کا والہانہ نگہا اسلامی دنیا کے شعراء ادب کا طرہ مانتا رہا ہے۔ پاکستان میں یونی جانے والی قریباً ہر زبان کے ادب میں نعت کی روایت موجود ہے مگر سرائیکی نعت میں آقائے مآدار سے جتنی محبت، عقیدت اور شغلی کا اظہار کیا جاتا ہے، عشق کی جودار قلم بیان کی جاتی ہے وہ کسی اور زبان کی نعت میں کم ہی نظر آتی ہے۔ حضور کی ولادت پر سعادت، بکمال شجرت و نسب، سرکارِ دو عالم کے والد گرامی کی شادی، حضرت عہد المطلب کو خواب میں دی جانے والی خوشخبری، حضرت نبی حبیب کا آپ کو گود لینا، ستر شام، حضرت خدیج سے شادی مبارک، غار حرا کی عبادت، واقعہ معراج، وحی کا نزول، علیہ مبارک کا قصیٰ تذکرہ، حضور کی عادت، معمولات، اقوال، فضائل، خصائص، انکسار، نبی کریم کے چہن، لڑکپن، سمیت پوری زندگی کے ہر لمحے کا احوال سرائیکی نعت کا موضوع بنایا گیا ہے۔ زمانہ قدیم سے سرائیکی شاعری میں نعت نگاری کی مختلف اصناف مروج چلی آتی ہیں جن میں زیادہ تر دل پر دل سطر کرتی رہی ہیں یا قلمی سنوں کی صورت محفوظ ہیں تاہم ایک معقول ذخیرہ کتابی صورت میں بھی دستیاب ہے۔ سرائیکی شعراء ادب میں نعت کے لیے مولود شریف کی ترکیب رائج ہے، اگرچہ پرانے زمانے سے یا ایک الگ صنف کے طور پر بھی اپنا وجود متواتر رہی لیکن مجموعی طور پر ہر نعت کو مولود کہا جاتا ہے اور یہ روایت آج تک قائم ہے۔ دوسری نعتیہ اصناف میں (جو غالباً سرائیکی شاعری ہی کا اختصاص ہیں) نونامے، معراج نامے، علیہ مبارک یا علیہ نامہ، تولد نامہ، بارگاہ نامہ، وصال نامہ، مولود شریف، ثانی نامہ، درود نامہ، معراج اور دیگر اصناف شامل ہیں، علاوہ ازیں کافی، رباعی، دوہڑ، قصیدہ، مثنوی اور غزل کی صنف میں بھی نعت لکھی جاتی رہی ہے۔ قدیم زمانے میں گھڑولی لعل، تورہ، جوگی نامہ، طوطا نامہ، ڈھولے نامہ، سی حرفی اور محمدی بارہ ماہی نعتیہ اصناف بھی موجود رہی ہیں تاہم اب یہ روایت قریباً ختم ہو چکی ہے۔

گھڑولی لعل پرانے زمانے میں سہرے کے لیے مخصوص تھی لیکن جنس شعراء نے نعتیہ گھڑولیاں بھی لکھیں اس صنف میں بھی سہ حرفی کی طرح الف سے ی تک ایک ایک بند لکھا گیا۔ مثال کے طور پر ایک قدیم گھڑولی

ملاحظہ ہو:

ن۔ نت سے مینہ کرم دا جی  
 پاؤی کوٹ باغ ادم دا جی  
 ہادی صاحب کل شرم دا جی  
 ساری امت ہا رکھوال  
 گھڑولی لعل

### شاعر مسلم

تور بھی ایک قدیم صنف شعر ہے، یہ صنف لوگ گیتوں کے لیے خاص رہی ہے مگر شعراء نے اس میں بھی  
 نعتیہ رنگ کشید کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور اکثر اوقات اس میں ماقہ معراج کو ہی نظم بند کیا۔ محمد شاہ نوبہار سیری  
 جتانی جو سرائیکی شعر و ادب کا ایک بڑا امام ہیں ان کا ایک نعتیہ تور ہذا رقمین ہے  
 وہی آؤ کھڑا دوتے، کھڑا ہے دور سرد تے ہر ڈھان دہ تے۔ بلانی جی  
 بھلو عرش اتے یا جیہی تہیا فضل تے خوش ہے نصیبی، قرب تہیں۔ بلانی جی  
 طے تاج لولاک دہ شاد۔ بلانی روح الدین سہل، سہرا لولا۔ بلانی جی  
 ایک اور قدیم صنف جوگی نامہ ہے جس میں حضور کی خدمت میں شاعر اپنے دکھ درد بیان کرتے رہے  
 ہیں۔ مولوی نبی بخش کے جوگی نامہ کا رنگ دیکھیے

جوگی میڈا پا کوں پاک اے  
 خاطر میندی کل لولاک اے  
 اریوں حاضر تھی کھڑا براق اے  
 عاشق خود فقار اے  
 حواں خدمت آلیاں

اس کے علاوہ باغ شاہ اور مبارک شاہ کے جوگی نامے بھی مشہور ہیں۔ طوطا نامہ بھی ایک نعتیہ صنف سخن رہی  
 ہے جس کے ذریعے شاعر اپنے دل کا حال بارگاہ رسالت میں بالکل اسی طرح پیش کرتے رہے جس طرح اردو اور دیگر  
 زبانوں کے شعراء نے ہوا و مہا کے ہاتھ پیغام رسائی کو شعر کا موضوع بنایا ہے۔

یونیس طوطا مال ادب دے  
 اکوں میڈے شاہ عرب دے  
 آجیوں طوطا یار میڈے کل  
 دل دے بھیداں ڈیاں کیکیوں  
 توں ہے واقف باز نہانی

### نور الدین مسکین

طوطا نامہ سے ملتی جلتی ایک اور صنف ہمد نامہ کا ذکر بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔ احمد یار خان کے  
 ایک نامی ہمد نامہ سے اس قبائلی ملاحظہ کریں جو بھول ڈاکٹر طاہر تونسوی جیسے فائق کے پاس موجود ہے

جیویں بدب مدینے دی طرف جا  
 تہا می جاں مجھوی دے سڑوا  
 کریں پہلے طواف اس یار دے توں  
 میرے اس یار تے غم خار دے توں  
 کریں بعد از شائش صد تحیات  
 کروڑاں بار تسلیمات و سلوات  
 باہاں جوہ کے ادب دے مانی اوں جا  
 دو زانو بہہ کے سہہ احوال سڑوا  
 آئیں رو رو کے سارا ہجر دا جاں  
 کدی حضرت اے ساقی میر توں بھال

نعتیہ دھولے ایک ایسی منفرد سخن ری ہے جس نے سرائیکی شاعری پر مانت کیا ہے۔ دہشتوں شعرا نے نعتیہ  
 دھولے لکھے مگر غلام حسین کھن بیلوی مطلق مولانا شائق۔ جان محمد گداز دھولوی نبی بخش کے دھولے بہت مشہور ہوئے۔

م مدنی دھول ۲ ڈے دیدار ضروری  
 اصلوں مار نکلا اس وقت مجھوی  
 نہ کر بے ہولیاں دل نہ جندی دوری  
 غلام ناک نکاری توں خلقت ہیں فوری

### غلام حسین کھن

سردہ جرنی کو بھی ایک مقبول صنف شعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ سید امیر حیدر صہرن علی حیدر ملتانی، حافظ  
 بہال، جمال خان بخاری، چل مرست، شائق، شائق، سید مبارک شاہ محمد بخش، بخشا، سید شیر محمد گیلانی اور سماں رحیم بخش سی  
 جرنی لکھنے والوں میں نمایاں رہے ہیں۔

م محمد مملی علی دا ہر دم ساکوں آہرا اے  
 اوے دی امید ساہاں عملاں نہ بھر دا سزا اے  
 اوے دے دیار دے ساکں تھہ اسما ڈے کاسرا اے  
 اوے دے دلا اے تے حیدر جیوں والا ہاسرا اے

### علی حیدر ملتانی

سرائیکی شاعری میں نعتیہ سیرے کی روایت بھی قدیم ہے جن میں واقعہ معراج کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس  
 حوالے سے محمد شاہ حنفی نو بہاری سیری کے سیرے بے مثال ہیں۔ مولانا شوق جو غانا نہ نظم و نثر کے لیے مشہور تھے  
 انہوں نے بھی 109 صفحات پر مشتمل سیر الیگرا چھوڑا ہے۔



معراق ماٹھے ہاں معراق وے  
 معراق ماٹھے ہاں جگ راق ماٹھے وے  
 آکھے محمد شاو کیا سائیں جیڑی صفت ہاں کدی نہیں  
 قیا شکل قسم کس ہاں معراق ماٹھے وے

### محمد علی حقی میری

سہرے کے علاوہ واقعہ معراق کے بیان کے لیے ایک اور مستقبہ سخن "معراق نامہ" بھی معروف ہے،  
 قدیم معراق ناموں میں مہیاں کا دربار اور جافظہ یار کے معراق نامے بہت مقبول ہوئے ہیں، نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

توں	عرش	فلک	دا	دلی
تیرے	ملک	فلک	گھر	بیلی
مہذا	جبرائیل			مٹائی
معراق	ماٹھیں			ہاں

### مولوی احمد یار

سرائیکی شاعری میں "مولود شریف" کی روایت بھی پرانے زمانے سے چلی آتی ہے، خواجہ فرید، محمد یار  
 بلبل، شاطر زمان، مجروح شاہ جلال کلیم، خرم بہاول پوری، گلشن، کبیر، فدوی، مولوی اعظم، احمد یار، نور محمد  
 گدائی، صابر مبارک پوری، ولایت شاہ، مولوی عبید اللہ، مولوی کریم بخش پر دسی، خادم اور مولوی محمد صدیق امر پوری  
 سمیت کئی شعراء نے اس صنف میں اپنے کمال کے جوہر دکھائے ہیں۔

ہاتھ چیت ہمیشہ کردی، وقت مدینے جاواں میں  
 روھے پاک نئی دے اتوں ملہڑی جان گھاواں میں  
 جیکر ہواں حضور دل پوری سارے مطلب پاواں میں  
 رب رحیم کریم قادر توں ہر دم ایہو چاہواں میں  
 وسا کہ وساگی لوکی جاواں میں نر پوداں مدینے نوں  
 جس دی دولت دین دینی سہ ڈیکھاں اوں غزینے نوں

### نور محمد گدائی

علیہ السلام بھی ایک قدیم نعتیہ صنف ہے جس میں حضور کا علیہ مبارک میرے رسول کی روشنی میں لکھا جاتا رہا  
 ہے اس کا بھی ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ سرائیکی شاعری میں محمد اعظم کے "علیہ مبارک" کو ممتاز مقام حاصل  
 ہے یہ منظوم کلام چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں لکھا گیا

ہر دم حمد الہی آکھاں رب کوں خالق جاناں  
 بھی رب لہواں دوست پتلا سرفرازان ذو جاناں  
 رنگ کنوگ دا سرخی بھریا پھل لولاکی چنڈا  
 رنگ بھرینے کوں ڈیکھ کے تھوے پھل تازہ شرمندہ

### محمد اعظم

تھہ برنی بھی سرائیکی شاعری کی ایک منفرد صنف ہے اور اس میں بھی متعدد شعرا نے طبع آزمائی کی ہے۔ دکن ملانی کے قصہ سے اقتباس ملاحظہ ہو

اٹل محمد کو سب مومن آدو شکر بجا  
مطلب رازق خالق بر دا بچا پاک خدا  
حضرت نبی محمد صاحب نیماں دا سردار  
پنہ جو درود سلوٹا بیٹھ مومن بے شمار

معروف لوگ داستانیں نیز راجھا، سیف الملوک، سسی بنوں اور اسلامی داستان یوسف زلیخا کو بھی سرائیکی شعرا نے اپنا موضوع بنایا ہے اور ان داستانوں کا آغاز حمد و ثنات کے ساتھ ساتھ مناقب سے کیا گیا ہے،

چلو عباد گنماں جان چلا میں  
صفت معراج دی ظاہر کرنا میں  
محب بک مات پند برکات آہی  
جو عالم تے خوشی دی ذات آہی  
میں کیا اوں مات دا احوال آکھاں  
سراسر نور بلکہ فیض لاکھاں

تھہ یوسف زلیخا از مہا گھم پوری

مولوی احمد رتنو نسوی نے بھی قصہ یوسف زلیخا لکھا ہے جس میں دولت سرکار رقم کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

مگل گلزار نورانی حضرت شرف چٹکوں قلیجے  
ملک معظم خادم درتے جیا غوط قطب کل جیے  
مجلس خاص خدا دی مال جبرائیل وزیرے  
دو کونین بہشت جو سارے سرور دی جاگیرے

مولوی لطف علی کی سیف الملوک، سیٹھل نامہ اور چراغ حواءان کا قصہ نیز راجھا میں بھی اس حوالے سے اہمیت کی حامل تخلیقات ہیں۔ سرائیکی شاعری میں مولوی غلام قادر قبیلہ کا تولد نامہ بھی ایک قابل قدر تخلیق ہے، 1072 اشعار کا حامل یہ نعتیہ کلام قیام صدی قبل مسخر عام پر آیا۔ اس کے مطالعہ سے مصنف کے تحریری کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور نہیں شعر پر کمال دسترس کا پتہ بھی چلتا ہے۔

شان محمد عالی شان  
افضل کل نیماں دی جان  
باصی خلقت نور ظہوری  
اٹل ما خلق اللہ نوری  
نور مجسم دے تھیں جان

زمیں، آسمان تے جن، انسان  
 مام محمد نور مجسم  
 صل اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر طاہر قنوسوی نے قاضی محمد عارف کے ایک سفرنامہ کے قلمی نسخہ کی موجودگی کا انکشاف بھی کیا جو بقول  
 ان کے حبیب خاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ ڈاکٹر میر عبدالحق نے اس سفرنامہ کو رانگی کا پہلا مخطوم سفرنامہ قرار دیا  
 ہے۔ اس سفرنامہ میں بھی نعتیہ رنگ موجود ہے۔ قاضی عارف سفر پر روانہ ہوتے ہوئے یوں سخن سرا ہیں:

طرف مدینے تھیم روانہ ہوا لطف خدا  
 نہیں کچھ خوف سفر کا ہرگز مام خدا سر چلا  
 تھیں فضل الہی مثال ہوئی چھٹ چلا  
 طالب ہاں دے ار نئی کا ہر دم شوق سولا

ان اصناف کے علاوہ داروداد، مایے مجھ دی داروداد سے اور چڑے مامے بھی لکھے گئے ہیں، کافی، غزل  
 اور دوہڑے کی اصناف میں بھی نعتیہ رنگ کی کافی اپنی مثال نہیں رکھتی۔

نعت کی روایت کا یہ سلسلہ نورامہ کے حضرت ملا علی قلی شاہ، اعظم چاندی، حضرت شاہ حسین، سلطان  
 دہو، بلھے شاہ، گل مرست، حافظ تہال، ملائی اور غلام فقیر سے آگے بڑھتا ہوا جب خواجہ غلام فرید تک پہنچا تو اس میں  
 جدت اور ندرت کے کئی دل کش رنگ نمایاں ہو چکے تھے۔ خواجہ فرید نے 19 ویں صدی کے دو واحد نام ترین شاعر ہیں جنہیں  
 عالمی شہرت نصیب ہوئی ان کے کلام کا سوز و گداز، مضامین، اور فنی سنگ اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر طاہر قنوسوی لکھتے ہیں  
 ”خواجہ فرید نے سخن کا وادی میں چھ حسن اور چھ عشق کی تلاش کا جو نغمہ تخلیق کیا اور عقیدہ و محبت رسول کا جو مست کر  
 دینے والا سر چھیڑا ہے اس کے ہاٹ دوسب کے دل کی دھڑکن بن گئے۔ علامتوں اور اشاروں کے حوالے سے انہوں نے  
 تصوف کے جو مسائل بیان کیے اور جس طرح علاقہ کی علامت کو اظہار کا ذریعہ بنایا اس میں ان کا کافی کوئی نہیں۔“

خواجہ فرید ایک صوفی شاعر تھے اس لیے ان کی شاعری میں نظریہ وحدۃ الوجود کے اثرات بھی نظر آتے  
 ہیں اور ایک عاشق کاش کی صدائے رومند بھی سنائی دیتی ہے۔ صوفیانہ شاعری کے ساتھ ساتھ ان کے کلام میں حمد اور  
 نعت کے مضامین بھی اپنے منفرد آغاز میں موجود ہیں

اتھاں میں تھڑی نت جان لب  
 او تاں بخش وسدا وق ملک عرب  
 پر ویلے یار دی تاگ گگی  
 سچے سچے سک دی ساگ گگی  
 ڈنگی ڈڑی دے جو تاگ گگی  
 خے مل مل سول سولے سب

ذیر ہا مل خان کے علاقہ دھنی کے رہائشی ایک صوفی شاعر غلام فقیر کو اثر چنگی سل پران کے کام اور کلام

کی نسبت بہت کم تعارف حاصل ہے تاہم وہ بھی نعت گوئی اور مصوفیانہ شاعری کے حوالے سے ایک اہم نام ہیں۔ غلام فقیر خواجہ غلام فرید اور علامہ اسحاق علی شاہ کے ہم عصر تھے اور ان سے ملاقات کا شرف بھی رکھتے تھے۔ 15 ستمبر 1819ء کو چوٹی بالا ڈیر وٹاری خان میں پیدا ہوئے بعد ازاں ان کے آباؤ اجداد ہجرت کر کے ڈیرہ اسماعیل خان آ گئے۔ غلام فقیر نے 10 مئی 1938ء کو جہان خانہ سے کوئٹہ کے لیے رختہ سفر باغ طریا غلام فقیر نے حمد و نعت کے علاوہ کافیاں، سرہ حرفیاں اور ڈوہڑے بھی لکھے ان کی نظم عاشق اور گھڑے کا کالمہ اپنا جناب نہیں رکھتی۔ غلام فقیر کا نام تو زیادہ سفر نہ کر سکا لیکن ان کا دل کش اور پراثر کام دل سے دل تک سفر کرتا ہوا ایک عالم کو اپنا گروہ بناتا رہا۔

غلام فقیر کا نعتیہ کام ملک بھر میں پڑھا اور سنا جاتا ہے لیکن ان کی شخصیت پر ابھی تک کوئی جامع کام نہیں ہوا۔ ان کے کام دل پذیر کا ایک واقعہ ذیل یقینی نسخوں کی صورت ان کے پوتے حاجی رشید احمد کے پاس موجود ہے اور وہ اس کی اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔ ان کا نعتیہ کام ملاحظہ کیجیے:

واہ شان نبی سرورؐ تا اے  
 شہزاد شانی روزِ حشرؐ تا اے  
 یسین خدا فیلا ہے  
 میڈا نام مبارک آلا ہے  
 ایو دہہ کہیں نہ پالا ہے  
 او صاحب شانِ قدرؐ تا اے  
 بک عرض کریدا ایرا ہے  
 در ماند غلام فقیرؐ اے  
 میڈے ہاموں دستِ گھبرا اے  
 میکیوں آسرا میڈے در تا اے

نعت کے مضامین اور موضوعات میں جہاں عہد پر عہد جدت پیدا ہوئی وہیں اس میں تازگی اور ترقی کارہائے کے خوبصورت نمونے سامنے آئے۔ نیا اسلوب، نئے تشبیہ و استعارات، ندرت فکر و خیال، بکلی عقیدت کا فالہا ناٹکھار، جذبہ احساس کی رفعت، مثال سرکار کا ذکر کثرت؟ روز، جسیر رسول کی ضو باریاں، فیاد و استغاثہ کی پرسوز لہ، تہذیب اسلامی کی رحمتی اور حرف و معنی کی تابندگی نے ایک نئے طرز احساس کو جنم دیا۔ بیسویں صدی کا نصف آخر اور اکیسویں صدی کی پہلی رہائی میں تخلیقی تسلسل اور فنی ارتقا کے ساتھ جس طرح دیگر شعری اصناف میں نئے مضامین، موضوعات اور جدید تر لب و لہجہ کی چمک دکھانے شروع پایا اسی طرح نعت میں بھی نئی دنیا میں دریافت کرنے کا عمل بتدریج آگے بڑھا اور تخلیقی تسلسل کی چاند اور روایت بھی پروان چڑھتی چلی گئی۔ اس عرصہ کے دوران نعت میں فکر و خیال اور اظہار کے جواز دیے گئے اور جس طرح نعت کے کیسوں میں وسعت پیدا ہوئی اسے اپنے الگ اور منفرد ڈانٹنے کے ساتھ پہچاننا مشکل نہیں۔ بیسویں صدی میں لکھی گئی دوسری زبانوں کی نعت طرح سرائیکی نعت بھی اس بات کی غماز ہے کہ وہ بھی محبت رسول اور شیخ مصطفیٰ کے روشن چراغوں کی حامل ہے نئی نعت میں مثال مصطفیٰ کی شاد بھی ہے اور میرے مصطفیٰ کی ضیا بھی سرکارِ دو عالم سے عقیدت کا اعتراف بھی ہے اور تکی تعلق کا انکشاف بھی۔

قومی و ملی مسائل کا بیان بھی ہے اور ذاتی الجھنوں کا اظہار بھی، عصری معاملات بھی ہیں اور کائناتی بھی، دامن رحمت پناہ کی وسعتوں کا تذکرہ بھی ہے اور حضور و رگز رطلی بھی، مافرض حد پر سرائیکی نعت پر زاد دے سے ارتقا کی نئی منزلیں بھی سر کر رہی ہے اور بشارتیں تحریر کرنے کا کیف اور کام بھی انجام دے رہی ہے۔ مولانا نور احمد فاضل آبادی، محمد یار بلبل فاضل فیضی، فقیر بخش، محمد رمضان طالب، محمد بخش شاطر، فیض محمد دلچسپ، مولوی مسکین، میرن شاہ، مولوی صدیق، جانا باز جتوئی، غلام سید پوری، ایم بی اشرف، امید ملانی، شائق بزدار، شباب ذیروی، حافظ رسول بخش، منصور احمد عالم صابری، نور محمد سانگل، حاجی بشیر احمد، دل نور پوری، آغا اقبال حسین، خان محمد کٹر، احمد حسن پریسوز، فیض عباسی، تاج محمد تاج، ماسٹر خادم حسین، خلیل احمد خلیل فاضلی، گلشن ماسوی، عبدالقدیر رئیس احمد پوری، قدا حسن، شہباز، عبدالرحمان آسی، شیخ امیر مجروح، شاہ لہار پوری، گل خان خطابی، عبدالغنی، ناصر سرمد، سرور خان سرور، عبدالرزاق بھٹی، محمد نواز عظیم قادری، عطا الرسول اونسی، غلام نبی اونسی، غلام حسین قمر، عزیز الرحمن گوہر، محمد رمضان بھٹی، محمد صدیق قندوی، خادم حسین غفری، غوث بخش منصف، محمد نشاطا در لاشاری، ممتاز احمد زاہد، نور الحسن لاشاری، محمد اقبال عاقل، منصور شاہ، دیوانہ بلوچ، شوق اچوی، خدا بخش اکبر، قب دانی، مندر کر بلانی، سمیت کلی شعرا ماس جانا اداور شائد اردوانت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں جنہوں نے سرائیکی نعت کو مدد دینے کی نئی منازل سے آشنا کیا ہے۔

بیسویں صدی میں نعتیہ مجموعوں کے ساتھ ساتھ دیگر شعری تصانیف میں بھی نعت کا رنگ شامل رہا ہے اور عہد بہ عہد مختلف قیامناں بھی سرائیکی شاعری کا حصہ بنتی رہی ہیں۔ اس صدی کے پہلے نصف دور میں صرف فقیر بخش کے "مستم الرسل" دی شان کے نام سے چودہ مولود شائع ہوئے۔ مدنی سید سلطان (امید ملانی)، گلشن سرکار (اسلم ملکا)، پھنوار، سوہاں سکھ دیاں (رمضان طالب)، رحمت دی ڈاٹ (فقیر بخش)، خوشبو (شائق بزدار)، کونین دا دانی، نعت مریدی کا نکاح (شباب ذیروی)، سہرے حضور دے، محبوب رسالت، عرب دا جن، فیض مصطفیٰ، حسین کا نکاح، محمدی جن، مدینے دے موتی، نوری گلشن (فیض سندھو)، ثنائے مصطفیٰ، ہر کار دی رحمت، گلشن احسان، گلشن عقیدہ، گلشن صابری، گلشن نعت (منصور احمد عالم)، سرائیکی نعتاں، عظمت رسول، محبت رسول، نوری بارش، نوری سہرے، انتخاب حاجی بشیر احمد، منصور سعیدی، مدینے جہاں، ہا نوری نعتاں (مرتب: دل نور پوری)، نعت مصطفیٰ (آغا اقبال حسین)، دیوان کٹر (خان محمد کٹر)، خالق دانا محمد (احمد حسن پریسوز بخاری)، محمدی ڈوہڑے (فیض عباسی)، گلشن رسول (تاج محمد تاج)، مدنی دے سہرے (ماسٹر خادم حسین)، سونٹے دے سہرے (خلیل احمد خلیل فاضلی)، محمدی گلشن (محمد نشاطا در لاشاری)، ڈھولا پاک محمد (غوث بخش منصف)، عقیدہ دے پھل (ممتاز احمد زاہد)، عقیدہ دے دیاں بنجوں (نور الحسن لاشاری) اور حافظ رسول بخش حافظ کے انیس کتابچوں سمیت متعدد نعتیہ کتب بیسویں صدی میں منظر عام پر آئیں۔ اس صدی کے آخری نصف میں ایم بی اشرف کی ایک طویل نعتیہ نظم "کونین داسنڑ پ" منظر عام پر آئی جو اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ اس مجموعہ میں عقیدہ و محبت اور شاعرانہ کمال کا قلمی مادہ ہیں، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کل کینات کل ازلاں توں بہن سیدیاں داغ نہاراں  
او آبا تاں ابڑی دھرتی تھی مئی گل گلزاراں  
پاک محمد دے جھوے عرشاں تے دھوم بچاں

جنت دے بر دن دے پتے پتے دم جھم لائی  
 طوٹی جب تے سدا لہری وکری نور بھائی  
 کل حوس دی چوٹائی دھن چٹک ایں نور دکھائی  
 جنت دے بر محل تے غرنے دھن تھی گئی روشنائی  
 بک بے کل پتے ذیون عرش کج کج تیر دھنائی

اسی طرح عبدالغنی دہانی کی ایک نعت بھی بہت مقبول ہوئی اور اپنی تخلیق کے بعد سے اب تک غالباً میں  
 سالوں سے ہر محفل نعت میں پڑھی جاتی رہی ہے۔

جہاں یاد تیزی دا جن چہ اعدائے پلکاں تے ستارے مل ویدن  
 تہذے ماں دا ورد کریداں تاں میڈے سارے ڈکڑے مل ویدن  
 کھنڈ عرش بریں کھنڈ غرش زمیں کھنڈ کاب قوسین او ادنی  
 میڈا پاک نی آتھ پہنچا مے ہتھوں پر جبریل دے مل ویدن  
 سب جھولیاں بھر بھر کر ویدن اتھاں پھر دی بڑا ڈر ویدن  
 تہیزے آمدن ایں دھواڑے تے کون آدمے نفاں مل ویدن

اکیسویں صدی میں بھی حدیث نعت کا سفر تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور سرائیکی نعت کے حوالے سے  
 بہت زرخیز ثابت ہو رہی ہے، اس کی پہلی دہائی میں ہی دہنوں نعتیہ کتب مارکیٹ میں آچکی ہیں اور یہ سلسلہ دوسری  
 دہائی میں بھی جاری ہے۔ اس عرصہ میں شائع ہونے والی کتب میں ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈاکٹر سلطان احمد مستغیر کی  
 کتاب ”مساثر عارفہ رفا“ کو اس حوالے اہمیت حاصل ہے کہ اس میں سیرت رسولؐ کو نظریہ صورت میں قلم بند کیا گیا ہے  
 دہریہ علوم و مات کے مطابق یہ پہلی سرائیکی منظوم سیرت رسولؐ ہے۔ قریباً 800 صفحات پر مشتمل اس کتاب کو 2006  
 کا قومی سیرت ایوارڈ دیا بھی گیا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

بہتر وصف مجھوین دا دارا مے  
 ہر بخش توں پاک او چارا مے  
 سوخرا روشن ڈنڈہ داگوں سارا مے  
 نی بڑا ساڈا غم خار آکا

گذشتہ بار ہمارے سالوں میں سامنے آنے والے نعتیہ کلام سے کچھ منتخب اشعار بھی ملاحظہ کیجیے تاکہ نئی نعت کے  
 مجموعی مزاج سے آگاہی ہو سکے۔

محمدؐ دے در دے بھکاری اسان  
 ایہدے ماں تو جند جان داری اسان  
 ایہدے در توں پندوں ایہدے در توں گندوں  
 ایویں عمراں ساری گذاری اسان

فیاض حسین صاحب سرفری



جے تجھ ولاوے تاں اونڈی مرضی  
 جے چن لہاوے تاں اونڈی مرضی  
 چاھا کے گلہ جے سنگریزاں کولہ  
 او سزاوے تاں اونڈی مرضی  
 اویشدی مرضی تے جانی دشمن  
 اکٹھے چادرکوں نپ کھڑو دلتا  
 کھلے جھڑے دی بلدی بھا وقت  
 جے ست نکاوے تاں اونڈی مرضی

#### نہد فتوی

بپال کریم محمد نہیں لہو کرم چا کر پچھے موت آوے  
 میڈیاں انگلیں رن رن ڈیکھ گھلس میڈا اعلیٰ در پچھے موت آوے  
 میڈے فیض توں دل سیراب تھیوے رہے کئی نہ در پچھے موت آوے  
 دل نور نزع دے وقت ڈیکھے میڈا رخ انور پچھے موت آوے

#### دلدار پری

میں کجی بیضاں ایں دنیا وقت ملو  
 دھوکا دتا ہوم سہواں میں  
 کھان عرش دا فاسی کھان میڈا گھر  
 اگلی دنیا چوں تھی آواں میں

#### اہل حسین

اے ہمدرد ہا۔ شاہ ام۔ مانی تھکین  
 اے کور و تسنیم میڈے سر دا نمل نہیں  
 مدنی! میڈے صدر کوں بس اتنا پچہ اے  
 کائنات میڈے چلے دی پک لیر دا نمل نہیں

#### صدر کربلائی

رب دا دھول جو آیا ہے کائنات دس پٹا اے  
 نوری قدم نکایا ہے کائنات دس پٹا اے  
 جڈاں تیں نور ہا پردے وقت کائنات اجڑی تھی  
 چہرہ والٹس ڈکھایا ہے کائنات دس پٹا اے

#### توقیر جوی

جہان ساما تھیا منور جو آج سراج منیر آگئے  
 فلک تے حور و ملک پئے گاؤں حبیب لب قدیر آگئے  
 زمین منور تہاں منور مکاں مکاں لا مکاں منور  
 فلک توں انوار آج پئے وسدن حضور روشن ضمیر آگئے

#### لہجہ کاکم

سکیوں آہڑے در تے سدا میڈا مولا  
 ایہا آس دل دی پچا میڈا مولا

#### لہجہ راجپوت

ڈکڑے ساڈے ہائی عمدہ  
 ویدی ماہوے تہیڈی آل عمدہ

#### کاکم شادک

میں ہاں سوانی تہاڈے در ہا  
 تہاں خیاں دے بادشاہ ہو  
 خیل رکھدے ہو ہر ہشر ہا  
 تہاں خیاں دے بادشاہ ہو  
 ہے ڈاکہ سا ہیاں دی لکدی چاری  
 درود پڑھداں میں ماہ ساری  
 تے اکھ تے بچ دا ہے تانا ترنا  
 تہاں خیاں دے بادشاہ ہو

#### مخو کھدیری

اے ڈکھ جڈاں دی سکیوں جیدن تہاں وجد دے وچ درود پڑھداں  
 تے نعت سکیں دی کوں کنگلنداں جڈاں زمانہ ملاں فریداے  
 ایہا ترپ ہے جو میں سزاواں ہا حال درواں دا دتے وچ کے  
 او خانی در آئے کول پتہاں مزیدا تے درو عمران دے ہاں فریداے

#### ہا قبہ خانی

ہاں خاد کھلی والے ہا کھیں خان نواب دا نوکر ہاں  
 میں سیرت دا پروانہ ہاں کھیں عام شباب ۥ نوکر ہاں  
 کوئی غلط تعبیر منیدا ہاں کھیں کوزے تاب دا نوکر ہاں  
 میں نوکر مغلر جیاں ہا کھیں نیہت خراب دا نوکر ہاں

#### عید علی خضر



کئی فالتے فالتے ہاں کرم نچاں کھ لکھ سوجھا وداں  
ماں محمد دی شیع پکا نیم اکھیاں تے لیندا وداں

### پیر محمد صہب

ایک سو بیس صدی کی پہلی اور دوسری دہائی کی چند دیگر اہم کتابوں میں سک عربی دی (جام ایم ڈی گانگا)، نور گر (سفر لاشاری)، نورنا سو جھلا (محمد صدیق نازک)، سوئٹرا ساہا رو غنہ (بشیر احمد دیوانہ)، سک مدینے دی (ناظم بخاری)، سو جمل سیرے (محمد رمضان طالب)، کلام کہتر (نور محمد کہتر)، ہم مقدس، جلوے حضور دے تانگاں و سول دیاں، میلاد مصطفیٰ (فیض محمد سندھڑ)، تہیواں نبی دے صدقے، نبی دے سیرے (حافظ غزیر احمد)، کمال قدمہ (شا کر شہا آراوی، دل لور پوری، نور دے نگارے، نورنی نچاں، ڈو جگ دا سلطان (دل لور پوری)، کونین ۱۱ گوٹھ (محمد لوانیازی)، شامی و نچے (مصطفیٰ عزیز)، سیرے پاک نبی دے (حافظ بشیر منظور)، سلسلے سلوٹی دے (عزیز شاہد)، مدنی دے سیرے (گل شاد دوی)، متن روشنی من روشنی (سرور تیشی)، حضور دا شان، رب فاش تھیندا (ظفر مسکین)، م دے اولے (حمید الفت ملغانی)، ملے مدنی دیاں نچاں، پاک نبی دیاں نچاں (حافظ رسول بخش)، کلام کہتر (نور محمد کہتر)، ماکی توں منہ مدینہ ملغانی، بھال دیاں (عارف شاہ عارف)، رحمت دی چھاں (جشید کلا نچوی) اور مدے آقا کئی فالتے (پروین اختر پروین)، اورنت جان باب بنت ناگ طلب (فیاض حسین قاصر فریدی) شامل ہیں۔ سرائیکی شعراء جس طرح سرکار دو عالم سے اپنی محبت کے والہانہ اظہار اور حضور کے ذکر جمیل سے سرائیکی نعت کو شوق مند کرتے چلے جاتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ سرائیکی نعت کے ارتقا کا یہ مبارک سفر اب لگا دیک اسی آپ کتاب کے ساتھ جاری رہے گا۔

### کتابیات

- 1۔ سرائیکی ادب۔ رحمت نے روایت۔ ڈاکٹر طاہر قسوی
- 2۔ سرائیکی ادب دا نقارہ۔ ڈاکٹر طاہر قسوی
- 3۔ سرائیکی زبان و ادب کی مختصر تاریخ۔ سجاد صدیق دین
- 4۔ نورنا سو جھلا۔ عارف شاہ عارف
- 5۔ لیا جھلا تو۔ عرب سلطان اللہ علی
- 6۔ منتخب کلام سیرے۔ عرب اسلمہ سول پوری
- 7۔ سرائیکی ادب کا نقشہ۔ عرب۔ دکن دکن نچوی
- 8۔ سرائیکی ادب کا نقشہ۔ عرب۔ سیرے
- 9۔ دیوان شاد دوی۔ سیرے۔ نور محمد فریدی
- 10۔ مجموعہ کلام سول پوری نور محمد فریدی
- 11۔ پنجاب میں اردو کا نقشہ۔ بشیر فی
- 12۔ سرائیکی زبان کا مزہ لسانی خطبہاں
- 13۔ فن نعت کی نئی جہان۔ محمد حیات چغتائی
- 14۔ آتش عشق۔ کلام سیرے سول پوری، عرب حاتی طہار الدین
- 15۔ لاجپور۔ دھولے دا شرم سول پوری، عرب بخش
- 16۔ دیوان غلام فقیر۔ قلمی سولیت حاتی رشید احمد
- 17۔ اردو کے شعراء کا نئی شاعری کا انتخاب۔ دہلی وزارت اطلاعات

☆☆☆☆

## سید گل محمد شاہ بخاری

### سندھی میں نعتیہ شاعری

سندھ میں نعت گوئی کی ابتدا تو ایک طرح سے اسی وقت ہو گئی تھی جب محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا اور پہلی بار کسی نے الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسول الامینؐ پر حالیٰ سندھی زبان میں ذکر رسولؐ کی تحریری طور پر ابتدا دیکھا۔ ہویس صدی ہجری میں ہوئی۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق سندھی زبان میں جو پہلی نعت دریافت ہوئی وہ 1067ھ میں لکھی گئی جو کاتب فرح بن سلیمان کی ہے۔ لیکن ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی نعت لکھی گئی ہو لیکن ابھی تک اس کا سراغ نہیں مل سکا۔

اس کے بعد کے زمانے میں جو بھی کتاب لکھی جاتی تھی چاہے وہ کسی بھی موضوع پر ہو، لیکن جہاں اس میں ذکر رسول اللہؐ و رسول اللہؐ کا تھا ایسی کتابیں عموماً سندھی شاعری کی صنف الف بیتہ میں لکھی جاتی تھیں۔ سندھی زبان کے عظیم شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے پاس بھی نعتیہ عناصر موجود ہیں۔

بعد ازاں جب 1852ء میں سندھی حروف تہجی کا قاعدہ اور مضابطہ طود پر وجود میں آئے اور تواتر سے سندھی مجموعے مرتب ہونے لگے تو نعتیہ شاعری کو بھی عروج حاصل ہوا۔ اس دور میں میلانا سے، معراج نامے، محجرات اور وفا نامے معرض وجود میں آئے جن میں سے اکثر آج بھی سندھ کے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

اسی دور میں سندھ میں مولود شریف کی بھی ابتدا ہوئی۔ مولود شریف بنیادی طور پر ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس میں رسول اللہؐ کی ولادت، سعادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن بعد میں مولود شریف کی صورت میں رسول اللہؐ کے حوالے سے دیگر مضامین کو بھی شعری جامہ پہنایا جانے لگا۔ انیسویں صدی کا بر شاعر عملاً اس بات کا پابند تھا کہ وہ اپنے کلام یا اپنی شاعری کی ابتدا اللہ اور رسول اللہؐ کے نام سے کرے۔ یوں اس دور میں ہر شاعر نے ایک آدھ نعت ضرور کہی۔ یہاں تک کہ فرخ مسلمہ بالخصوص بہت شعراء نے بھی نعتیں کہیں اور آج بھی جاری و ساری ہے۔

قیام پاکستان کے وقت مولانا عبدالکرم، آخوند صاحب ڈلو، مولانا تاج محمد و امروٹی، مولانا عبدالکریم کپاڑا و صفی عبدالغفور رہا یونی۔ کس نام بطور نعتیہ شاعر مستقم ہو چکے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد بے شمار شعراء نے نعت کہیں لیکن یہاں صرف چند ان شعرا کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے خصوصیت سے نعت کے حوالے سے کام کیا۔ سب سے پہلے صاحب دیوان شعر اکا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں سندھی میں عربی ۲۸ حروف کے مطابق ”دیوان نعتیہ ثانی“ پاکستان سے پہلے لیکن سندھی میں ۲۹ حروف کے مطابق اہل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دیوان مولانا شامند ثانی کا ہے۔

اس کے بعد اسی ۲۸ عربی حروف کی ترتیب کے مطابق مولانا عبداللہ اثر صاحب نے ”ذکر حبیب“ کے کلام سے ایک اور دیوان ترتیب دیا جو شائع ہو کر عاشقانِ رسولؐ کے لیے مسرت کا باعث بنا۔ مولانا عبداللہ اثر شائع لاؤگانہ کے مدیر بنے والے تھے۔ قادیان کا شاعر، عالم اور مدیر تعلیم تھے۔

اس کے بعد سندھی زبان کے ۵۲ حروف کے مطابق ردیف دار نقیہ دیوان ”سرور عالم“ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ یہ سندھی حروف گچی کے مطابق سندھی زبان اور سندھی نقیہ شاعری کی تاریخ میں پہلا نقیہ دیوان ہے۔ یہ مجھانچہ (سید گل محمد شاہ بخاری) کا ہے۔ اس پر ۱۹۹۳ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے مجھے اعلیٰ انعام بھی دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ”شاہ رسول اللہ“ نامی سندھی دیوان ۵۲ حروف کے مطابق شائع ہوا جو مرحوم گل حسن کوپا گل شاد کا ہے اور سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع ہوا۔ مرحوم گل حسن کوپا گل بڑے عوامی شاعر تھے۔ ان کا کلام عوامی سطح پر بے حد مقبول ہے۔

اس دیوان کے بعد شکارچہ سندھ کے بزرگ شاعر رحمت اللہ شوقی شکارچہ کی مرحوم کا نقیہ دیوان ”شائے رسول اللہ“ شائع ہوا اور بھی سندھی ۵۲ حروف کے مطابق ہے۔ مرحوم کئی کتب کے مصنف تھے اور شاعری کی صنف کہانی پر نمایاں عبور رکھتے تھے۔

اس کے بعد لاؤگانہ کے حاجی علی بخش نے اپنی مرحوم نے ایک کتاب لکھی جس میں پانچ قسم کے دیوان تھے۔ پہلے نقیہ دیوان میں عربی حروف گچی کے مطابق ۸ نقیہ غزلیں اور ۱۶ مثلث دیئے گئے ہیں۔ دوسرے دیوان میں عربی حروف گچی کے مطابق ۳۴ مسدس دیئے گئے ہیں۔ تیسرے دیوان میں سندھی ۵۲ حروف کے مطابق بابا عیاض پیش کی گئی ہیں۔ چوتھے دیوان میں عربی حروف گچی کے مطابق مثنوی بھروسہ دیوان دی گئی ہے جو عربی کے ۱۳۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ جس کا خاص تعلق یہ ہے کہ ”یک حرف لبتاوا عبا“ کی صفت میں لکھی گئی ہے۔ جس میں ۴ اشعار دیئے گئے ہیں۔ یہ دیوان اپنی نوعیت میں سندھی ادب کی تاریخ میں ایک انوکھا دیوان ہے۔

اس کے مصنف بڑے قادیان کا شاعر تھے۔ مسدس میں اتنا کمال تھا کہ ان کو سندھی کا حافی کہا جاتا تھا۔ مصنف کو اسی کتاب پر حکومت پاکستان کی طرف سے اعلیٰ انعام بھی ملا تھا۔ اس کے بعد دیوان ”مدح رسول اللہ“ شائع ہوا۔ یہ شہداد کوٹہ کے مشہور عالم مولانا محمد یوسف شہداد کوٹی کا ہے۔ جو عربی ۲۸ حروف کے مطابق ہے۔

اس کے بعد نقیہ دیوان ”آب کوثر“ کی باری آتی ہے۔ یہ کتاب مجھانچہ (سید گل محمد بخاری) کی ہے جو کتاب سندھی ۵۲ حروف کے مطابق لکھی گئی ہے۔ جس میں ۱۲۵ نقیہ موجود ہیں۔

اس کے بعد ”چشمِ درود عالم“ نقیہ دیوان شائع ہوا جو علیہ نقاری صاحب کا ہے۔ وہ کئی کتب کے مصنف ہیں اس میں انہوں نے ۵۲ حروف سے زائد مروجہ آوازوں کو بھی ردیف کے طور پر استعمال کیا ہے۔

اس کے بعد حکیم دین محمد اکرم صاحب کے دیوان ”سندی ملک پرین“ کا نمبر آتا ہے۔ یہ بھی سندھی ۵۲ حروف کے مطابق نقیہ دیوان ہے۔ مرحوم صاحب دادو میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد میں کوٹڑی میں مطب کھولا اور وہاں ہی

وفات پائی۔ مرحوم کی اور بھی کئی کتب ہیں جو شاعری پر مشتمل ہیں۔

اس کے بعد نوجوان شاعر حافظ جلال بروہی کا نمبر ۲۲ ہے۔ جن کی کتاب ”کریم قہمی با کمال ۲۱“ یہ بھی عربی حروف کے مطابق نعتیہ دیوان ہے۔ حافظ جلال بروہی لاڈکانہ کے رہنے والے ہیں۔

اس کے بعد ”نہ بلن شریف“ کی باری آتی ہے۔ یہ سندھی ۵۲ حروف کے مطابق مکمل اور سندھی زبان میں سب سے بڑا نعتیہ دیوان ہے۔ اس میں ۷۵۰ نعتیہ غزلیں شامل ہیں۔ اور یہ ”مختار“ ”سید گل محمد شاہ بخاری“ کی تصنیف ہے۔

اس نعتیہ دیوان کے بعد ”بہشتی درشن“ کا نمبر ۲۲ ہے۔ یہ سندھی ۵۲ حروف کے مطابق نعتیہ دیوان ہے اور بالا کے شوکت امین صاحب کی کاوش ہے۔ موصوف تعلیم سے وابستہ تھے اب رہنما ڈھوپکے ہیں۔

ان کے علاوہ کئی اور بھی نعتیہ دیوان ہیں جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ جن میں سید اعظم گیلانی اور مولوی محمد اسماعیل مہسر صاحب کے دو اوین بھی شامل ہیں۔ نعتیہ دو اوین کے علاوہ بھی کئی شعراء کے اہم نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں آخوند عبدالرؤف کے ”مولود شریف“، جاتی غلام نبی مہسر کی کتاب ”شائے سرور کا گناہ“، ”مختار“ (سید گل محمد شاہ بخاری) کی کتاب ”ذکر رسول اللہ“، ”شائے محمد“، ”تذکرۃ الرسول“، ”نور علی نور“، ”روشن پاک رسول“، مصطفیٰ الخاق رحیم بخش قمر، ”پچھ گھاٹ کی“، ”سید رفیق امروہی“، ”ظہار“، ”صحن جو“، ”نوشاد جو“، ”مصطفیٰ جوں مھر بانوں“، ”ابدا ہوتی“، ”آزین جو آواز“، ”شوق خالو بھائی“، ”بھین بھال رسول“، ”محمد اسماعیل منصور“، ”نور علی نور“، ”دین محمد اکرم“، ”مچ مہر زبان تی ذکر مصطفیٰ جو“، ”مہب تم پر حیر“، ”غیرہ سان کے علاوہ کوئی پانچ سو سے زائد چھوٹی بڑی کتب اور کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔

قصید ہر دہ شریف کو نعتیہ شاعری میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کے دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمے اور تشریحات ہو چکی ہیں۔ ان میں سندھی زبان کو بھی سعادت حاصل ہے۔ کہ اس میں اس کے کئی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں انصوم عبداللہ زئی، فاروق عبداللہ اثر، سہر حسن علی خان حسن، مہار احمد علی بخاری، مخدوم شفیع محمد پانی، مہار علی محمد مہسری، مولانا محمد اور نیس ڈاھری، علامہ عبدالوحید جان سرہندی، مولانا جمال الدین اجمل کھڑو، غلام حسین سپاروی، مولانا عبدالکریم بخاری اور محمد اسماعیل منصور کے ترجمے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں قصیدہ بانٹ سعادت اور قصیدہ غمناک کے بھی کئی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

## سندھی زبان میں نعت کوئی رنعتیہ شاعری

رب ذوالجلال نے اس کائنات کی تخلیق کا مقصد جس انداز میں اپنے کلام قرآن مجید و فرقان حمید میں بیان فرمایا ہے، تو ساتھ ساتھ اپنے بارے میں وہ کچھ بتایا ہے جو اور کوئی بیان نہیں کر سکتا اور جو ابھی تک میضہ راز میں ہے۔ اپنی جتنی بھی توسیف فرماتا ہے، وہ اسے خود ہی ”حمد“ سے تعبیر کرتا ہے۔ قرآن شریف کی ابتدائی سورج ”الفاتحہ“ کی ابتدا بھی ”الحمد“ کے خوبصورت لفظ سے ہوتی ہے۔ اور جتنے بھی انبیاء کرام بیٹھے ہوئے اومان میں سے جن کو کتاب اور صحیفوں سے نوازا گیا ہے، ان میں بھی ان زبانوں کے اعتبار سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی توسیف خود ہی بیان فرمائی ہے اور اس سے دعائیں مانگنے کے طور پر جتنے بھی خود ہی بیان فرمائے ہیں جن میں خود ہی اپنی لاتعداد سلیس بھی ظاہر کیں ہیں۔

رب کائنات نے اپنے کلام قرآن مجید، جو اپنے آخری رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر تیس سال میں احکامات اور بیانات کی صورت میں نازل فرمایا، اس میں اپنے محبوب و پیغمبر کی ثنا اور توسیف میں ہر وہ بات بیان فرمائی ہے جو عام آدمی یا آپ کا اتنی بھی بیان نہیں کر سکتا تھا۔ مگر جس طرح سے اپنی ثنا اور توسیف کو ”حمد“ سے تعبیر کیا ہے، آپ کی جامع صفات کے لیے کوئی مخصوص لفظ بیان نہیں فرمایا ہے۔ مگر آپ کی لہجہ مسلک نے آپ کے اقوال اور احکامات کو ”حدیث“، آپ کے اوصاف حمید و کوا ”سود حسنہ“ اور سیرت طیبہ اور آپ کے بارے میں کی ہوئی شاعری کے لیے ”نعت“ کا لفظ مخصوص کیا ہے۔

لفظ نعت بڑی ہی جامع لفظ ہے اور جتنے بھی لفظ ہیں ان میں نعت کا مطلب کسی بھی چیز کے لیے بہت بڑی تعریف کے معنی میں آتا ہے۔ مگر اب یہ لفظ آقائے مآدار کی تعریف کے لیے مختص ہو گیا ہے۔ نعت کی شروعات حضرت محمد مصطفیٰ کی حیات مبارکہ میں ہی ہو چکی تھی۔ مگر اس دور میں جتنی بھی نعتیہ شاعری ملتی ہے۔ اسے نعت نہیں کہا گیا تھا۔ بعد کے ادوار میں جب نعتیہ شاعری نے عروج پایا اور دیگر زبانوں میں کثرت سے نعتیہ شاعر کہے جانے لگے تو یہ لفظ موسمی طور پر استعمال ہونے لگا۔

دنیا کی لاتعداد زبانوں میں جس طرح قرآن پاک کے تراجم کثرت سے شائع ہو رہے ہیں اسی طرح سیرت پاک پر نظم و نثر میں لاکھوں کتب شائع ہو چکی ہیں۔ سندھی زبان میں بھی ان کی تعداد ان گنت ہو چکی ہے۔ اسلام کے شیعہ اور آقائے مآعار کے عاشق اپنی محبت کو قلم طاب ایضاً پر لائے بغیر جہن سے نہیں بیٹھے۔ روزانہ اخبارات، رسائل میں مضامین کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری بھی شائع ہوتی رہتی ہے۔

سندھ میں مختلف ادوار میں جب عربی رسم الخط مروی تھا تو سندھ کے عالم فاضل اور پڑھے لکھے لوگ عربی میں نعتیہ شاعری کرتے تھے۔ جب فارسی رسم الخط کا رواج اور زبان بڑھا، مکتوبی زبان کے طور پر استعمال ہونے لگی۔



ہمارے میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی بھی پڑھائی جانے لگی تو فارسی میں سیرت کی کتب اور نعتیہ شاعری کثرت سے ملتی ہے۔ خاص طور پر غزنوی، مغلیہ اور دیگر تکرانوں کے دور میں سندھ کے علماء اور اکابرین نے اس مذہبی انداز کو تبلیغ کے طور پر قائم رکھا۔ مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سندھی رسم الخط کے نہ ہونے کے باوجود اہل سندھ نے اپنی بہترین نعتیہ شاعری کو سینہ بہ سینہ آگے بڑھایا فارسی رسم الخط میں اسے محفوظ کرتے رہے۔

سندھ میں جہاں جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا ہوتی رہی، وہاں نعتیہ شاعری کا سفر بھی جاری و ساری رہا۔ حضور کی محبت اور صحابہ کرام کی قدرومنزلت کو اپنے جذبات کا آئینہ بنانے کے ساتھ ساتھ اسے تبلیغ اسلام کے لیے استعمال میں لاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ میں ہر دور میں ہندو شرف یا اسلام ہوتے ہوئے پہلے ”مومن“ کے طور پر پکپکا جاتے تھے، جو بعد میں ”سین“ بن گئے اور پھر ”شیخ“ کے طور پر اپنی پکپکان رکھتے ہیں۔ ”مومن اور شیخ“ اسلام میں بڑی قدرومنزلت کے الفاظ ہیں اور توسلموں کو ان الفاظ سے زیادہ سندھ میں ہی پکپکا جاتا ہے اور اسلام کے لیے ان کی خدمات ہر دور میں بڑی اہم رہی ہیں۔

### مول دور میں نعتیہ شاعری:

سندھی ادب کی تاریخ میں سب سے پرانی طویل نعتیہ نظم جو الف اشباح کی صورت میں ملی ہے وہ ارفون، ترخان اور سندھ میں مغلیہ دور کے مخدوم محمد نکھوی (نکھی نزد نکھر) کے ہندو گہ اور عالم کی ہے، جن کی وفات 1590 اور 1600 کے درمیان ہوئی، دو صبا سے قاطب ہو کر اپنے نام کو ولدیت کے ساتھ بیان کر کے فرماتے ہیں:

دھجے پاک رسولؐ ہے اچھ سیں دلا  
تھو پنت ہادون جو پوؤ الیاسا  
سندھی ساکن سندھ شائق شلیچا

مطلب یہ ہے کہ:

حضور انورؐ کے روضہ مقدس کے سامنے ادب سے کھڑی رہتا

کچھ دلد ہادون، پات الیاس کا

ساکن سندھ کا، (آپؐ کی) شفقت کا شائق ہے۔

مخدوم محمد نکھوی سے پہلے اسی انداز کے نعتیہ ایات مخدوم نوح علیہ رحمت، وفات 998ھ حضرت شاہ عبدالکریم بلٹھی والے (وفات 1040ھ)، سید علی شیرازی (وفات 981ھ) اور کئی مابین علم نے نعتیہ شاعری سندھی کی خاص منف ”بیت“ میں کی ہے۔ کتاب ”معارف انوار“ میں ایسے ایات کثرت سے ملتے ہیں۔

سندھ کے قادراکلام صوفی شاعر شاہ لطف اللہ Fری (وفات 1090ھ) کا ان ایات میں بڑا نام ہے۔ آپ نے پہلے پریا لوم پھر اکھم کوٹ نزدینڈ و اھیار میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی مختلف تصانیف تھیں۔ السالکین اور منہاج المعرفت میں بھی نعتیہ اور تصوف کے شاعر کثرت سے ملتے ہیں۔ اسی طرح سندھ کے معروف صوفی القادری شاہ عنایت اللہ شہید (جھوک شریف۔ ضلع ٹھٹھہ) کا نعتیہ کلام بھی ارفع و اعلیٰ رہا ہے۔ مگر جب آپ کی شہادت ٹھٹھہ کے گورنر نواب اعظم خان کے ہاتھوں ہوئی اور آپ نے نواب کے بے ڈھنگے سوالوں کے جوابات فی البدیہہ مانفک شیرازی

کے مصروفیت کے اشعار میں دینے جو تاریخ میں وہی اہمیت کے حامل رہے اور محفوظ رہ گئے۔

اسی دور میں نصر پور کے میوں شاہ عثمانیت رضوی، جو شاہ عثمانیت شہید اور حضرت شاہ عبداللطیف کے جانشین تھے، انبیات کے بڑے شاعر اور سخن سنج تھے، شاہ عبداللطیف ان سے انبیات میں گفتگو کرتے تھے۔ ان کا رسالہ ڈاکٹر نی بخش نمان بلوچ نے مرتب کیا تھا۔ شاہ صاحب کے رسالہ میں فقید اشعار اور انبیات کثرت سے ملتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک نعت بکثرت درج پیش ہے:

پہلے پہل نی کے نور کو ستارے میں رکھا  
جہانوں کے بادشاہ کو دیکھ کر "انبیات" نہ بھی  
بہشت سے "براق" سہا کر اسے بہشتوں کے ساتھ بھیجا  
فرمایا اب خوش ہو کر آ جاہم! کہ تجھے یہ چند عنائت ہوا ہے  
جہاں ملائک کے لیے کوئی جگہ نہیں اس مقام پر تجھ سے مازکی باتیں کیں  
جبرئیل کے ساتھ وہ "براق" پہ سوار ہوئے  
نرانی ماہوں سے گذر کر ناموس خلوت میں فرمایا "اوپر آ جاہے"  
عنائت کہتا ہے کہ اس وقت آپ نے اپنی امت کے لیے شفاعت مانگی

اسی دور میں لاتعداد عالم ایسے گذرے ہیں جن کی تصانیف میں شاعری بھی شامل رہی ہے اور اس شاعری میں الف اشباغ کے انبیات کثرت سے ملتے ہیں، ان علماء کرام اور صوفیائے نظام میں مخدوم ابو الحسن، مخدوم ضیاء الدین، مخدوم محمد ہاشم نصوی، مولوی عبدالحق، مخدوم محمد ابراہیم بھٹی، مخدوم عبدالرحیم گرموزی، مخدوم محمد زماں انواری والے، مخدوم غلام محمد بگائی، قاضی عبدالکریم بیوں بیو، مخدوم عبداللہ واعظ شامل ہیں۔

مخدوم غلام محمد بگائی کے صوبہ کلام کا ترجمہ دیکھیے:  
یا رسول اللہ! تیری عنائت سے میں رحمت کی امید رکھتا ہوں  
غلام محمد کے دکھ دردور ہوں اور اس کی خطائیں معاف ہوں  
تو شافع میرے قریب ہو اور میری شفاعت کرے

مخدوم ابو الحسن (وفات: 1700ء) کی کتاب مقدم اصلوآء میں بھی ایسے نعتیہ اشعار اور انبیات ملتے ہیں۔  
مخدوم عبدالرحیم گرموزی بڑے پائے کے عالم تھے۔ (وفات: 1778ء) ان کا کلام سندھ میں بہت معروف ہے۔ ان کی پیش گوئیاں بھی سندھی ادب کا حصہ ہیں۔ ان کے اشعار اور انبیات میں الف اشباغ آقائے نامدار سے محبت اور عقیدت عجیب انداز میں ملتی ہے۔

اسی طرح مخدوم ضیاء الدین (وفات: 1757ء) نے فقہ کے مسائل پر لکھتے ہوئے حمد اور نعت کے اشعار اور انبیات بھی کہہ جاتے تھے۔ ایک نعت کا مطلع ہے:

ترجمہ: سہارا ہے میر محمد مصطفیٰ سارے عالموں کا  
سارے انبیاء کا سہارا ہے

مولوی عبدالحق نے اپنی کتاب ”مطلوب المومنین“ میں اپنے طلبہ کی صحبت کے لیے طویل نظریں لکھیں۔  
جن میں رسول اکرمؐ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔  
مولوی محمد حسین نے (وفات 1763ء) قصص الانبیاء والافاشیاء کے ایضات میں منظوم سندھی ترجمہ  
کیا۔ ابتدا میں مختصرات پر منظوم سلام بھیجے ہیں:

ترجمہ: لاکھوں سلام ان پر، کروڑوں درود بھی

مازل ان پر ہوں، جو عمر بھٹی ہیں

مخدوم عبدالغفار علی (وفات 1763ء) نے کئی حرفیاں کہی ہیں جن میں نعتیہ ایضات شامل ہیں۔

ترجمہ: دربانوں پر ہمیشہ اپنی نظر کیجیے

مشکل میں آنے ہوئے کی مدد پر پہنچے

آوازیں سن کر میری آجائے امداد کو

اپنے سرے کی نادر کی لیے آجائے

مخدوم محمد ہاشم گدوی (وفات 1760ء) کلہوڑا دور کے بہت بڑے عالم اور سرکاری منصب تھے۔ کئی کتب  
کے مصنف تھے جو اب بھی عرب دنیا میں پڑھائی جا رہی ہیں۔ اپنی ایک کتاب ”نوحہ العاشقین“ جو منظوم ہے، اس میں  
حضورؐ کے پورے میلاد (تولد) معراج اور دوسرے اہم واقعات اور موضوعات پر کئی مناقب اور نعتیہ ایضات الف  
اشیاء کے انداز میں (جو اس دور میں مروج تھا) کہے ہیں۔ ان کا ایک نعتیت ہے:

ترجمہ: سورج کی طرح چمک رہا ہے روشنی دے رہا ہے

حسن ایسا کہ زینت و زیب زیادہ

روشنی دیکھیے کہ کوئی ماٹ۔ ماٹ نہیں

ہمارے رب نے محمدؐ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا

اسی دور میں سندھ کے سب سے بڑے صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کا اسم گرامی سامنے آتا  
ہے، جنہوں نے اپنے عارفانہ کلام سے وہ شہرہ پائی کہ سندھ اور سندھی زبان کو جیسے پر لگ گئے ہیں۔ علامہ آئی آئی  
قاضی نے تو آپؒ کو دنیا کا بہترین اور سب سے بڑا شاعر ثابت کیا ہے۔ آپؒ نے اپنے کلام میں تو حیدر، رسالت، اخلاق  
اور اصلاح، عشق و محبت کے ان گنت رنگ بکھیرے ہیں۔ محل وقوع، تعلیم و رسوخ، ہنر اور سائنس، ادب اور ثقافت  
کے ایسے انوکھے انداز میں تذکرے کیے ہیں کہ غیر ملکی اسکالرز نے آپؒ کے کلام سے استفادہ کرنے کے لیے سندھی  
زبان کو سیکھا، پڑھا اور ترجمہ کر کے دنیا کو یہ دکھایا کہ قادی، سندھ کا ہنر و دنیا کو کیا پیغام دیتا ہے۔

آپؒ کے کلام میں نعتیہ انداز کے ایضات تمثیلی انداز میں بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ آپؒ کے رسالہ ”شاہ جو  
رسالو“ میں جو تین حصوں (سائیکلوں کے سروں) میں موجود ہے اور سندھ کے عشقیہ داستانوں پر مشتمل ہے، جا بجا ایسے  
ایضات بھرے پڑے ہیں:

ترجمہ: دنیا بڑی گندی تھی، جسے آنے والے نے اچھا بنا دیا

ہمارے لوگوں پر سے رب تعالیٰ نے وہ کثافت اتار دی



لوگ سیدھے راستے پر آگئے، اپنے نئے کے گلشن قدم پر

وہ جب آگئے تو سارے دکھ دور ہو گئے

میاں محمد سرفراز کھوڑا اپنے والد میاں غلام شاہ کھوڑی حاکم سندھ کے انتقال کے بعد سندھ کے حکمران بنے۔ وہ نجن سنج تھے۔ سندھ کی کلاسیک شاعری سے بخوبی آگاہ تھے اور سیدنا بیت علی شاہ کی دوستی میں عروضی شاعری میں بھی بڑی مہارت پائی۔ وہ میر بہرام خان جو میاں غلام شاہ کے پہلے سالار رہ چکے تھے، کو دربار میں بلا کر قتل کر جانے کی سازش میں تھے۔ معزول ہو کر حیدرآباد کے قلعے میں قیدی بنے جہاں میاں عبدالحی کھوڑہ کی سازش سے قتل کیے گئے۔ قید خانے میں میر محمد سرفراز خان نے کئی مدھیں کہیں۔ ان کی ایک طویل مدھ سندھی ادب کی بہترین مدھ کہلاتی۔

اسی دور کے مخدوم عبداللہ کی کتابوں کے مصنف تھے جن میں ان کے چابچا نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ”قرالمیر“ جس کا تخلص پوری کتاب میں ”ن“ کا ہے۔ یہ کتاب معراج کے واقعے سے متعلق ہے۔ وہ عراق کی زلفی کہتے ہیں:-

ترجمہ: میں جانتا ہوں اس کو بر کھ مالک الملک کا پسندیدہ

اللہ کے محبوب تھے وہ، سب اس سے آگاہ ہیں

کھوڑہ دور کے آخری دور میں لائق شعراء کرام، جن کا کلام خاص طور پر مولود، مداحوں، مجوس کی اصناف میں ملتا ہے، موجود تھے۔ ان میں مولوی محمد حسین، قاضی عبدالکریم، حسن حامد، دائرے والوں کے ایما، نور نامہ، محمد نامہ، چند ملی (کبت) معراج العابدین (کبت) معراج نامہ (الف اشباہ) میں، تنبیہ لچا حلیہ، معراج الاسلام، اور مخدوم فضل اللہ پانی کی کتاب ”اصول و فروع“ میں نعتیہ ایما ملتے ہیں۔

اسی دور میں عبداللہ داعی (وفات: 1763ء) کا در صد والدین چارن کے نعتیہ ایما قابل ذکر ہیں۔ کھوڑہ دور کی اہم بات یہ ہے کہ سندھی کا اپنا رسم الخط نہ ہونے کی وجہ سے اس دور میں سیرت پر کوئی نثری کتاب نہیں ملتی۔ اس دور کی سیرت پر جتنی بھی کتابیں ہیں وہ سب منکوم ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ سندھی ادب میں شاعری کی بڑی اہمیت ہے جو سیرت پر پیدہ کئی ادوار تک آتی ہے۔ اشعار مختلف اور جامع ہوتے ہیں اور لوگوں کو راز پر بھی ہوتے ہیں۔ کھوڑہ دور حکومت جو سترویں صدی کے پہلے ساٹھ سالوں پر مشتمل ہے۔ اس میں لائق ادب عالموں، ادیبوں اور محققوں کے علاوہ صوفی شعراء کرام نے سندھی ادب میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضور کی شان اقدس میں مختلف اصناف سخن میں نعتیہ شاعری کی گئی ہے۔ مگر چونکہ سندھی حروف گچی ابھی معرض وجود میں نہیں آئے تھے اس لیے نثر میں سیرت پر کتابیں نہیں ملتی۔

پھر دور حکومت میں بھی سرکاری رسم الخط فارسی تھا اس لیے فارسی میں ان گنت کتابیں لکھی گئیں البتہ اس دور میں سندھی میں سیرت کی کتب نہیں لکھی گئیں۔ نعتیہ ایما اور دوسری اصناف میں کھوڑہ دور کی طرح بے شمار شعراء کرام نے اپنا کلام آپ کی مذکر کیا ہے۔

گل مرست حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے دور میں ابھی کم سن تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ جو دیکھ ہم نے چڑھائی ہے، اس کا دھک بیا تارے گا۔

عبدالوہاب عرف بگل ہر مست وحدت الوجودی صوفی بزرگ چلیں شہ پور کے رہنے والے پہلے ہفت زبان شاعر تھے۔ آپ کی ولادت 1739ء میں (کھیر زور) اور وفات 1829ء (پیر زور) میں ہوئی۔ آپ کے ایک مولود کا نمونہ ہے:

ترجمہ: رسولؐ مجھے نہیں گم میری آنکھوں کی امید ہے یہ  
مولا کے صبر سے مجھے یہ اعزاز مل جائے گا  
آپ کی نعت کا ایک شعر ہے:

ترجمہ: اے صبا میری بات میرے سرکار کو پہنچا دے  
ساری تفصیل میرے محبوب مرسل تک پہنچی جائے

سید ثابت علی شاہ (وفات: 1810ء) بھی کھیر زور دور حکومت اور پیر زور حکومت کے دائرہ دہاری اور سندھی فارسی کے معروف شاعر تھے۔ آپ کی شہرت شاعری میں بطور مرثیہ نگار ہوئی۔ ان کا تعلق یہوں سے تھا۔ ان کی شاعری میں نعت بھی کثرت سے ملتی ہے۔

لواء احمد اوصوفی صاحب دیوان شاعر تھے۔ (وفات: 1300ھ) سندھی میں سیرت پاک کے حوالے سے آپ کی لاتعداد مدحیں اور مولود ملے ہیں۔ آپ کی ایک مدح کا مطلع ہے:

ترجمہ: سرکار کی صفت دل اور زبان سے کرنا رہوں میں  
میں حضرت محمدؐ کا مدح کو شروع سے رہا ہوں

علاوہ ازیں اس عہد میں آخوند محمد بگل، ملا صاحب ذبیحہ رونی، محمد الدین چارن، سردار نواب ولی محمد خان لغاری، فقیہ نواب ولی محمد، غلیہ نئی بخش لغاری، جاناظا، بیچ، رمضان بکھر، محمد قاسم، گزہمی، کاسنی، بی صاحب موچی، میاں حامد اللہ میر و غانی، جمل فقیہ لغاری، حاجی غانت چشتی، میر علی حسین خان ساگی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس دور میں لاتعداد قادراں لکامہ شاعر گزرے ہیں جن کا ذکر کس اس مضمون میں ممکن نہیں۔ ان کے کلام میں نعت گوئی کو بڑی اہمیت رہی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں سندھی شاعری میں رونما فزوں ترقی ہوئی وہاں نعت گوئی کے میدان میں بھی بے شمار لوگ سامنے آئے۔ اختصار کے پیش نظر صرف چند لوگوں کے نعتیہ کلام کے نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

محمد محمد زہان "عالم لہوری":

میرے عشق کا یا محبوب خدا، آغاز بھی تو انجام بھی تو  
میری طاعت، ملت، مذہب تو، میرا دین بھی تو اسلام بھی تو

عالم سندھ فیض بخش پوری (1936ء-1992ء)

آئینہ حق حاصل قرآن محمدؐ  
یزدان کی قسم، حلیم یزداں محمدؐ  
اللہ سر عرش ثنا خوان محمدؐ  
کیا صل علی مروجہ : شان محمدؐ

### سید عمر گیلانی (دسمبر 1915ء)

جنگ کا رہبر جنگ کا سردار  
صلی اللہ علیہ وسلم  
ساقی، کوثر، شافع عشر  
صلی اللہ علیہ وسلم  
ابر رحمت، بحر سخاوت  
کان مروت، شافع امت  
دارش جنت، قاسم کوثر  
صلی اللہ علیہ وسلم

### سید عکرم فتویٰ

اے خیر سیماں و مبینی  
میرے بچا میرے ماوی  
سب تم پر پڑھیں صلی علی  
ہندی سندھی چینی عربی  
تیری طاعت میں دن رین ہیں  
تیری قدرت میں کونین ہیں  
تیری خدمت میں تھلیس ہیں  
سن میری بھی آم نیم مٹی

### ماہنامہ حسن چاند

میرا شرف بھی تو اور شان بھی تو  
میرا علم بھی تو میرا عرفان بھی  
میرا دین بھی تو، ایمان بھی تو  
میرا ذکر بھی تو اذکار بھی تو

### محمد یحییٰ عرف محبوب مدنی

انگلی کے اشارے سے چاند کو کلزے کر دیا  
میرے محبوب کی محبوب ادائیں دیکھ  
اس کی عطاؤں اور میری خطاؤں کو دیکھ  
کہاں عشق عہد اور کہاں میں

طالع نگاری:

تو محبوب خدا اور آخری پیغمبر ہے  
تو حق کا بازو اور حق کا امین ہے  
تو بشر ہے لیکن ہمیشہ کے لیے ذمہ اللہ العالمین ہے  
تیرے صدقے ہی ہم جی رہے ہیں یا محمدؐ سدا  
مرحبا صد مرحبا۔ یا محمد مصطفیٰ  
مرحبا صد مرحبا۔ یا امام الانبیا

مغفور مصطفیٰ: (1929ء-1993ء)

بندوں نے راستہ تیرا ترک کیا  
دو بنگ کر فرق ہو گئے، ہاتھ مار رہے ہیں

احمد خان آصف مصطفیٰ:

خاص محبوب خدا تھے پر خلق خدا کے لیے  
شر سے ڈرا لورئیؐ شرابشرؐ ہوتے گئے  
در محمد مصطفیٰؐ "آصف" پڑھے دم دم درود  
آخرت کے واسطے سارے شر ہوتے گئے

بلال ہمسک:

یا نبیؐ! کون کرے گا تم سے ہمسری  
تھ کو کون : نکاں میں ملی ہر تری  
ہر طرف امن : الفت کے روشن چراغ  
ہر طرف روشنی ہر طرف رہبری

شکر ہن شعی:

در مصیب کی مدت سے جستجو ہے  
ہمیں تمنا بھی آرزو ہے  
دیا ہے شان جہانوں کو مصطفیٰؐ کے جنم  
دم کی آن دینے کی آمیز ہے

شعبان بختہ مکی:

مصیب کردگار پر، حسین شاہکار پر، جمیل جگ سدھار پر  
سلام ہے سلام ہے، سلام صبح شام ہے  
جمیل خوش تہال پر، نکال کے نکال پر، اس آمد کے لعل پر  
سلام ہے سلام ہے، سلام صبح شام ہے

### سرورِ نازِ بکیم:

تو صیہ خدا، تو ہی ذکر خدا  
تم پر کئی لاکھ دُعا و سلام ہر گھڑی  
یہ جو سرور تیرا امتی سندھ میں ہے  
نعت اس کی قبول ہو جو ہے اس نے کبھی

### اقبالِ شاپین:

کبھے کی روشنی میں محمدؐ کا نور ہے  
طیبہ کی ہر گل میں محمدؐ کا نور ہے  
گلزارِ مصطفیٰ کے سبھی گل مہک اٹھے  
ہر گل کی تازی میں محمدؐ کا نور ہے

☆☆☆☆

## ش شوکت

### ہند کو نعت

دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح ہند کو زبان میں بھی نعت گوئی کا سلسلہ برصغیر ہند و پاک میں نور اسلام کے پھیلنے کے بعد شروع ہوا جو تمام تحریر عقیدتوں کے لازمال جذیوں سے معمور جاری و ساری ہے اور رہتی دنیا تک جاری و ساری رہے گا۔

نکتہ آغاز: دنیائے آب و گل میں آنکھ کھولنے والے ہند کو دان بچے کے کانوں میں اذان دے کر جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی وحدانیت کی گواہی ڈالی جاتی ہے وہاں اس آغازی حج کا بھی رس گھولا جاتا ہے جس میں حضرت محمد مصطفیٰ کے رسول ہونے کی گواہی کی شیرینی پائی جاتی ہے۔

اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو  
سوچا للو للو للو  
میں سن پکاواں پھر با  
میرا جن نہیں ہوئے دور با  
سوچا روضہ پاک حضور با  
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو  
سوچا للو للو للو

یہ ہیں عشق نبی کے جذیوں سے لبریز لہری کے دو بول جوا یک ہند کو دان بچا پی ماں کی ماما بھری آواز میں سن کر عہد شیر خواری ہی میں اپنے ذہن و شعور کی تفتی پر مضبوط کر لیتا ہے۔

ہمیں یاد پڑتا ہے جب ہماری دادی اماں بادشاہوں، شہزادوں، شہزادیوں، پریوں، اور جادو گروں کے خصوص پر مبنی اپنے وقت کی بینا تم سنو ریز سنلا کرتی تھیں تو ان کا آغاز کرتے وقت یہ جملہ کہتا بھی نہ جھوٹیں۔

بک ایسا باچھا  
تیرا میرا خدا باچھا  
خدا نا بھیجا رسول باچھا

ایک ہند کو دان بچے جب زندگی کی شاہراہ پر گھٹنوں کے مل چلنے کے بعد پورے قد کے ساتھ چلنے کے قابل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ارد گرد کے گھر سے پاکیزہ اور مستحکم کماحول میں ہند کو کی اس مقدس ترین منف شاعری کا راق دیکھتا ہے۔ ہر محفل تلاوت کلام مجید سے شروع ہوتی ہے اور پھر بعد از خدا ایزد گس توئی تھہ، خفق، کے صدیق نعت رسول مقبولؐ نہایت خوش الحانی سے پڑھی اور سنی جاتی ہے۔ جسے سن کر جیسے بچے کے ذہن و شعور کو بالیدگی انھیب ہوتی ہے وہیں اس کے دل میں صلی رسولؐ کے عہد بے مویزن ہوتے ہیں۔

بعد کلوک نصرت: ہم اپنے بچپن میں اپنی ہند کو ان مانوں دادیوں سے نونا ہے، معراج ہے، جنگ ہے، شہادت ہے، جیسی شہرک اصناف شاعری میں آقائے امداد کے حضور پیش کیا جانے والا نعتیہ کلام سننے کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں۔ ہمیں کوئی غرض نہیں تھی ان مانوں لکھنے والوں کے بارے میں جاننے کی۔ ہم تو محض شہسوی کی بیستہ میں لکھے گئے ان ناموں کو اپنی مانوں، دادیوں یا گلی مٹلے کی بیبیوں کی سحرآمیز آواز میں اک خاص لے یاد من کے ساتھ سن کر خوش ہوتے اور انٹیکل بار بار سنانے کی فمائش کرتے رہے۔

پہلا دار رسول کا بلا کمر صدیق  
مال رسول خدائے ہند بہت رفیق  
دو جا دار رسول کا حضرت عمر خطاب  
اللہ جسا مرتبہ کیا مال ثواب  
تجا دار رسول کا حضرت شاہ عثمان  
ماہ دے ہند کے جس کیا جمع قرآن  
چوتھا دار رسول کا حضرت شاہ علی  
تھ ہند ہے اسدے غوندے کل دلی

یہ ہیں لوریا موں، معراج ماموں، شہادت ماموں، جنگ ماموں کی وہ شہر و عاتق جو ہماری خوش الحان دادیاں بنائیں، گاؤں یا گلی مٹلے میں رہنے والی ہند کو ان دیہاں اپنی غلی و میلا دیا پاک کس نام سے بچنے والی مجلسوں میں سنا کر آقائے امداد کی ہر گاد میں خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی تھیں۔

مولود والیاں کسی کی فوغلی کے تیسرے روز، ہمسرا کے دن یا فوغلی کے چالیسویں دن ختم قرآن پاک کے بعد مولود شریف کی مجلس کے لیے بلوائی جاتیں اور اس تقریب میں موجود خواتین ان سے فرمائش کر کر کے نعیش منقش اور آنکھوں سے جاری ہونے والے عقیدے کے آئینوں سے آقائے امداد کے حضور اپنے دل کی گہرائیوں سے خراج پیش کرتیں۔

خواتین کے علاوہ بھی کردار مردوں کا ایک گروہ کرنا جسے عرف عام میں مدح خوان کہا جاتا۔ کسی کی فوغلی کے موقع پر وہ ماتم والے گھر کے باہر مردوں میں آکر مدح خوانی کی روایت بھاتے اور حمد باری تعالیٰ کے علاوہ نصرت رسول مقبول کا ورد نہایت خوش الحانی سے کرتے۔ پشاور میں غم کے موقع پر مولود والیوں کو یا مدح خوانوں کو بلوا کر ان سے نعیش سننے کا رواج مایہ دہ چکا ہے۔

اس زمانے میں ہمیں کچھ ایسے لوگ نظر آتے تھے جو میلوں ٹیلیوں اور رنگا ہوں پر منعقد ہونے والے عرس کی محفلوں میں ہند کو زبان کی لوک شاعری میں سے نعتیہ کلام کا انتخاب نہایت وجد آفریں انداز میں یوں پڑھتے کہ ایک ماں ہند چاہتا ان لوگوں کا جتنا یا نولہ رنج الاول کے جلوسوں میں بھی آقائے نام دار کی نصرت پڑھنے کے احرام میں نیچے پاؤں شریک کرتا، ماہ مقدس رمضان المبارک کے دوران ہماری مساجد میں ہونے والے جشن نزول قرآن اور ایسی دیگر شہرک تقریبات کے موقع پر بھی ہمیں یہ خوش الحان لوگ سننے کو ملتے۔

ہند کو زبان کے لوک ادب کی گدڑی کے وہ لعل جنہیں ہم فقیر دلی یا ملکوں کے نام سے یاد کرتے ہیں

عرس میلے یا رقص الاول کے جلوسوں میں ایک پرچوم ٹولے کی صورت نظر آتے اور اپنی مخصوص ڈھن اور لے میں پکار پکار کر کہہ رہے ہوتے۔

کالی ککلی مایا  
نوری گنبد مایا  
سوئے کھڑے مایا  
کالی ککلی مایا  
لا اے دی بین دھا کے  
الا فہ نا راگ سزا کے  
امت نوب بختا لیا  
کالی ککلی مایا  
در تیرے تے آلا جو  
مڑ خالی نہ گیا او  
جو سٹھا سو پا لیا  
کالی ککلی مایا

یاد اس طرح کا دیگر لوک کلام جیتا بند کو کے فن قدیم شعرا کا کلام ہے جن کے نام سے ہم واقف نہیں۔  
والکھ گئے اور چھپائی کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا یہ کلام بینہ پہینہ سفر کرتا ہوا نام تک پہنچا۔  
بند کو کی قدیم اور روایتی نعت گوئی میں بند کو کے علاوہ پشتو، ہندی اور اردو کا مبع بھی پیش کیا جاتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ پشاور شہر کے اپنے وقت کے ممتاز مداح خواں پروفیسر اماد حسین کے والد میراں بخش نعتیہ محفلوں میں نہایت جوش، جذبہ اور عقیدہ کے ساتھ بند کو نعت گوئی کا مبع پیش کیا کرتے تھے۔

ذرا بھری بھری میں آجا  
بھری کو بھانے والے  
بھری قبر آتے طبع جلا جا  
طبع کے جلانے والے  
میرا بخش نبی کا غلامے  
اسدے روزے کا بڑا ارمانے

قدیم ترین نعت گو یاں بند کو: ہزارہ میں بند کو زبان و ادب کی تاریخ کے مصنف پروفیسر بشیر احمد سوز،  
اختر اردو عالمی (وفات 1898) کو بند کو کا قدیم ترین شاعر کہتے ہوئے ان کے بے بدل بند کو نعتیہ کلام کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

حجر آکھاں خالق پاک دی  
جس پیدا کیا شاہ نبی



اور ہے شفیق اللہ نہیں  
یا سید الخیر الوہاب  
صلو علیہ و مراد

پروفیسر بشیر سوز نے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں بری پور کے ان دو شعراء کا بھی تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اپنی شاعری میں جزوی یا کلی طور پر ہند کو نعت لکھی ہے۔

مجموعہ پاک نئی صاحب دا ظاہر آکھ سوزیا  
شیخ امام الدین فقیر سے چونکہ نہ دفی رلا

**عکیم بخش نامہ ہندی**

لکھ دود کروڑ سلواہاں پاک عہد نامیں  
سیری طرفوں پہنچ رہا ہر دم مسامیں  
سرور عالم شتم نیاں امت دے سرمایہ  
دو جگ اندر رب بنالہ اس دا عافی پایہ

**سید حسین شاہ شہیدی**

قبل اس کے کہ ہم ہند کو نعت کی طرف توجہ دے دیں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہند کو کی قدیم اصناف میں موجود نعتیہ کلام کا مختصر جائزہ لیں۔ ان اصناف میں چاریدہ، حرفی، ماہیا وغیرہ شامل ہیں۔

**ہند کو چاریدہ:** ہند کو چاریدہ ہند کو شاعری کی قدیم ترین صنف ہے۔ چاریدہ گوشتاعروں کی اکثریت ان پر ہند کو واجب تعلیم کی حامل ہونے کی وجہ سے بحر یا عروض کے فن سے ناواقف تھے لیکن موسیقی کی لے لادھن کے ذریعے وہ چاریدہ گوئی میں کمال وقت رہتے رکھتے تھے۔ یہ لوگ عرس یا میلوں، میلوں کے علاوہ نجی محفلوں میں دف بجا کر چاریدہ گاتے تھے۔

چاریدہ دو یا دو سے زیادہ جانتوں یا بندوں پر مشتمل ہوتا ہے جس کا مطلع ”نر“ کہلاتا ہے جب کہ اس کا بحر ہند چار چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کو کلی کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات چاریدہ کی ایک کلی چار سے زیادہ مصرعوں پر بھی مشتمل ہوتی ہے۔ چاریدہ گوئی کا چلن آج بھی دیس ہزارہ کے ہندو مترویدہاتوں میں جاری و ساری ہے اور اکثر لوگ شادی بیاہ کے موقع پر چاریدہ کی محفل سنانے کی روایت کو قائم کیے ہوئے ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہند کو چاریدہ میں اس لوگ صنف شاعری کے فنی محاسن بیان کرنے کے علاوہ منتخب چاریدہ گوشتاعروں کا کلام درست کیا ہے۔ ہزاروں میں اس موضوع پر حیدر زمان حیدر نے بہت کام کیا۔ جس کی ابتدا جانیوں نے ”ہند کو چاریدہ“ سے رگورنگ خدائے پچھاپ کر کی اور بعد میں استاد امام دین ہزاروی کے چاریدہوں پر مشتمل کتاب ”سوداگر اس بازار“ چھاپ کر منصف شہود پر لائے اس کے علاوہ انہوں نے جدید جدید چاریدہ گوشتاعراء کے منتخب کلام پر مبنی کتاب ”مثال“ کے عنوان سے شائع کی۔ استاد امام دین ہزاروی کا ایک نعتیہ چاریدہ ملاحظہ ہو:

دوست پروردگار دا اوہ پیغمبر آخر زمان  
او کل نمایاں تا سردار  
بیک لکھ چوی ہزار پیغمبر  
کیاں لولاک اس دا شان  
نئی خاص اللہ دا یار

بند کو کے بہت سے شعرا نے نعتیہ چار بیت کہے ہیں لیکن اکثریت ایسے شعرا کی ہے جنہوں نے اپنے چار بیتوں میں جزوی طور پر نعتیہ مضمون داند کر آگائے مادار سے اپنی عقیدتوں کا اظہار کیا ہے۔ ایسے شعرا میں عبدالمجید مجید، امجدی علی اکبر، عبدالحق، سلطان مکنون، مکی خالد، محمد رحمان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بند کو حریف: حریفی بند کو کی نہایت قدیم صنف شاعری ہے، شاعر اس سخن پارے کا آغا زاس کے پہلے لفظ کے ابتدائی حرف سے کرتا ہے اس لیے شاعری کی اس صنف کو حریفی کا نام دیا جاتا ہے۔ حریفی ایک مخصوص بحر میں لکھی جاتی ہے جسے ماہرین نے فارسی شاعری بحر کا نام دیا ہے۔ حریفی کوئی حریفی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی ۱۶ حروف تہجی کی تعداد ہے جو الف سے لے کر تک میں کے لگ بھگ گنتائی جاتی ہے۔ عام طور پر حریفی کے چار مصرعے ہوتے ہیں لیکن پندرہ مصرعہ حریفی کے علاوہ چار سے زائد مصرعوں پر مبنی حرفیاں بھی لکھی گئی ہیں جن میں زنجیری وار حرفیوں کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔

بند کو میں استاد احمد علی سائیں کی پندرہ مصرعی اور زنجیری وار حرفیوں کو جو شہرہ عام اور جتنے دوام حاصل ہوا وہ کسی دوسرے شاعر کے حصے میں نہیں آسکا۔ پوچھو ہار میں استاد احمد علی سائیں کے دو کو بند کو سر حریفی کا دور شباب کہا جاتا ہے۔ استاد احمد علی سائیں نے بجا طور پر بند کو چار بیت کو ہام عروض تک پہنچایا۔ صونے کے طور پر ان کا ایک نعتیہ چار بیت دکھیے:

آستان در فردوس تیرا منوں بہتر اے جنت تھیر بدلے  
پاداں دھن اکھیاں کھل اھر کر کے تیرے قد میں دی خاک اکسیر بدلے  
تیرے رخ پر نور توں وار دیاں سو سو جلوہ ہے ماہ منیر بدلے  
سائیاں بدلاں نہ شرب دے ڈیش اتوں ٹھک عرش گرد دے جاگیر بدلے

ل لکھ نہ تکی اوصاف تیرے۔ قلم شق ہو کے یک بار کعبہ جمنی  
ہو یا بعد بے تاب نقاب چاکے چمک برق دی دیکھ رخسار کعبہ جمنی  
قلم کینا ہلال نو ابرو داں تے، زلف نیل تک کے شب تار کعبہ جمنی  
ایسے جوہن دی سائیاں بہات تک کے خزاں سہم جمنی مالے گلزار کعبہ جمنی

کس نے تعلیمات دے مال جا کے ، قدم دھریا سی عرش بریں آتے  
 کھڑے عرب کا دین سالار ایسا اک لکھ چوی ہزار دے دین آتے  
 سایہ کس بے سایہ کا ظلم نے بھی نکلیا نہیں سی روئے زمین آتے  
 لہذائی ستارے کا نور سائیاں آلیا کس نورانی دی جبین آتے

چار پندرہ ہزار میں ہند کو کی معروف ترین صنف سخن رچی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں طبع آزمائی کرنے والے شعرا اب بھی موجود ہیں۔ قدیم و جدید ہند کو شعرا نے بے شمار نعتیہ چار بیتے کہے ہیں جن میں استاد میر احمد مصلو، استاد وحشی، استاد غلام رسول گھنائی، استاد شیر شاہ سیفی شاہ، استاد سید آغا لال شاہ جگر کاظمی، استاد عبدالرشید ناتج، استاد عبدلطیف ساجن، استاد آغا محمد جوش، لال مضر بناماری، سائیں صدیق، دائم اقبال دائم، قاسم اقبال جلالی، یحییٰ خالد، صاحب حسین امداد، ایم اسامیل اوان، نسیم عمر، ابن برقی محمد ضیا خالدین قابل ذکر ہیں۔

ماہیا: ماہیا صنف موسیقی بھی ہے اور صنف شاعری بھی۔ لیکن اس کی پہچان صنف موسیقی کے طور پر بے حد مقبول اور مرغوب رچی ہے۔ ہند کو ماہیا ہر اس مقام پر بڑی رغبت کے ساتھ گایا اور سنا جاتا ہے جہاں ہند کو زبان بولتے اور سمجھنے والے آباد ہیں۔ اس حوالے سے ہم ہند کو زبان کے مختلف لہجوں کی روشنی میں ماہیا کا لہجہ سن کر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہند کو کے اس ماہیے میں ہند کو دیس کے کس گھر کی خوشبو رچتی تھی ہے۔ ہند کو ماہیے کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں ہند کو زبان کے ہزارہ جاتی لہجے میں کہے جانے والے مایوں کی بہت سی نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ ہاں کے ہر مضر مقامات اور سیدھی سادی دیہاتی زندگی ہے ہزارہ میں آئے دن درختوں کے تعداد میں ریلے ہونے والی کیٹھیں ہند کو ماہیا کی مقبولیت کا بین ثبوت ہیں۔

فارغ بخاری نے اپنی ہند کو کتاب لیاں راہاں ماہیا کو ”پہ“ کہتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ صنف پشتو سے ہند کو کو اور ہند کو سے پنجابی کو ورثے میں ملی ہے۔ ”اردو ماہیا تحقیق و تنقید“ کے مصنف حیدر علی نے ماہیا کا ایک اور نام ”گھڑا بھی بتلایا ہے۔

ہند کو چار پندرہ کی طرح ہند کو ماہیا بھی ایک خاص لے یا دامن میں گائے جانے کی غرض سے لکھایا گیا جاتا ہے۔ جیسا کہ طور پر ہند کو ماہیا کا مزاج غالباً رومانوی ہے لیکن اس میں حمدیہ، نعتیہ، معاشرتی مسائل اور دیگر موضوعات بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ ہند کو ماہیے میں نعتیہ ماہیے بہت کم مقدار میں سننے اور پڑھنے کو ملتے ہیں۔ چند نعتیہ مایوں کی مثالیں دیکھیے:

اسلمانی تارا ای

اساں گنا وگا راں نامہ کار سہارا ای

بارغوی موٹی آ

آتے دے خدا ونداء تلخہ چڑا رسولی آ

اگرچہ سولہ لاکھ عجمی ہمارے

میں نکل کھڑا کے خوشبو والے، ریتیاں دس دس بجائیں لگاؤ  
 مہاپہ چڑا کے : ڈیٹھا دھارے چلے آنا سا یہ

اُچی اے سب نیچیاں دے کوٹوں، میرے نبی دی شان  
 رب حج نے جسے آتے، مازل کیا قرآن

دل آخذے لکھداتے پڑھدا رہواں جی مچاں سوخڑے حضور دیاں  
 جی وچے سحر اتے کرہا رہواں مگاں داناں سوخڑے حضور دیاں

اسلام اس تے جہوی چمکی کے حق لاء نوبانی  
اسلام اس تے کہ رب بخشی جہاں دو جگ دی سلطان

میرا شکم میرا چہرہ تو سامنے  
برکشش کا مدار تو سامنے

اللہ دے چارے ہی دلدارتوں میں صدقے  
اس امت عاصی دے تمنا رتوں میں صدقے

497

جاوید عامی، خواجہ یعقوب اختر، نذیر آئی، اظہر ساجد مصطفائی، ساجد سرحدی، معصوم شاہ، قتب، اقبال کالگی، اختر رضا سلیمی، سکندر حیات، سکندر صادق، صبا طارق، اعظم، نظیر نوح، جانی، عالم، بیتاب، نبی بخش گویر، سعید تبسم، مختیار احمد جان، محمد ضیا، والدین محمد نواز بریدی، ڈاکٹر نور حکیم جیلانی، محمد عاطف جان، اقبال کالگی، احمد ندیم احوان، سعید پارس، سید روشن قادری، سہیل شینوار، شوکت علی شوق، محمد شہزاد مجید، ماز سٹھی، بلال جاما اور قائم الحروف کے تمام شمام ہیں۔

ہند کو زبان میں نعتیہ مشاعروں اور نعتیہ محافل کے انعقاد کو جہاں باعث شہرہ و مکت گردانا جاتا ہے وہیں آئے روز ہند کو زبان میں نعتیہ مجموعوں کا چھپ کر منظرِ شہود پر آنے کا رواج بھی زور پکڑ رہا ہے۔ جن میں سکندر حیات سکندر کی کتاب، سچے رنج اور رنج زیب، غزنی کی سیرت، طیبہ پر مبنی کتاب، رسول اعظمؐ، عتیٰی، خالد کی سیرت، طیبہ پر چھپنے والی کتاب، رحمت اللعالمینؐ، محمد باغفور ملک، کارسول، پاک کی حدیثوں کا منظوم ہند کو ترجمہ، زبان گلان، صیغے دار ہند کو زبان کا نعت نمبر، صیغے وار ڈیو، شہزاد کا نعت نمبر، نذیر آئی، اظہر کا زیر طبع نعتیہ مجموعہ کلام، نبی سرکاراں، اور اس جیسی متعدد کاوشیں اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ہند کو زبان میں رفاہ نعت کوئی اپنے جوہن پر ہے اور انشا اللہ ربی دنیا تک جوہن پر ہی رہے گی۔

☆☆☆☆

## مولانا عبدالعزیز قلندرانی

حضرت محمدؐ مجھسی ہستی نہ بھی پیدا ہوئی اور نہ ہو سکے گی۔

کاش کہ میرا بخت پیدا ہوتا۔

مجھے بھی وہ در و دریاں دیکھنا نصیب ہوتا۔

حضورؐ ضبط و تحمل کا پیکر تھے،

حضورؐ نے نہ کسی پر بھی غصہ کیا نہ بھی مارا غصہ ہوئے۔

آپؐ ایک شردار درخت تھے۔

آپؐ کی شیریں زبانی اور خوش گفتاری کے صدقے

آپؐ کی محفل میں بیٹنے والے خوش نصیبوں کی قسمت کو سلام

جن کو آپؐ کا دھار ملا اور باتیں نیلنے کا شرف حاصل ہوا۔

خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی یہ خوش بختی ہے

کہ وہ آپؐ کی محفل سے شب و روز مستفیض ہوئے۔

☆☆☆☆

## مولانا عبداللہ جان درخانی

حضرت محمدؐ نور خداوندی ہیں۔

کائنات ان کی برکت سے تخلیق ہوئی۔

وہ سب کی روح و جان ہیں۔

فرشتے، جنات اور انسان سب کو

آپؐ کے امتی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرتؐ موتی صرف طور تک پہنچ سکے۔

حضرتؐ یحییٰ کی رسائی آسمان چہارم تک مہر و تاجی

مگر حضرتؐ محمدؐ کی معراج عرش سے بھی بلند تر ہے۔

☆☆☆☆

جو ہر براہوی

براہوی سے ترجمہ: افضل مراد

محبوب دربار ہیں صل علی محمدؐ  
دنیا کے پیشوا ہیں صل علی محمدؐ  
سردار ہیں نبیوں کے، دلدار استوں کے  
سامان ہیں خوشی کے، ہیں خُسی زندگی کے  
محل ہیں وفا کا، محبوب دربار کا  
نہیں وہ بھنی بس، محبوب کبریا بس  
ہر درد کی روا بس، یعنی کر مصطفیٰ بس  
قرآن کی ثنا ہیں، محبوب دربار ہیں  
نارے ہیں انجمن کے، سورج ستارے ان کے  
ہیں رازِ فطرت کے، ٹوٹو یہ باتیں بس کے  
ہر سانس کو سجائے صل علی محمدؐ  
محبوب دربار ہیں صل علی محمدؐ  
رب مہربان اسی پر، لولاک شان اسی پر  
دونوں جہان اسی پر، زمیں آسمان اسی پر  
مہر و وفا سجائے، صل علی محمدؐ  
محبوب دربار ہے، صل علی محمدؐ  
رحمت کے بادلوں میں، دونوں جہان کے طہر  
سب انبیاء کے سروں، دنیا تیری ثنا گر  
پھولوں سا جگیا ہے، صل علی محمدؐ  
محبوب دربار ہے، صل علی محمدؐ

ڈاکٹر عبدالرزاق صابر  
براہوی سے ترجمہ: افضل مراد

مظلوموں بے بسوں کے دور کی دور  
مالک دو جہاں کے قریب رہا  
استکار نہایت

روشنیوں سے تھا  
دنیا کا مدھیروں بھر رہا  
انسانیت کا شرف بڑھا  
صلی علیٰ صلی علی  
دونوں جہاں کا شرف ہے  
چاروں طرف  
تراد کر ہے

.....

عبدالرحمن کرد

صد سلام گل زمیں کے بادشاہ  
خواجہ عالم محمد مصطفیٰ  
تیرے بن ہم کیسے پائیں درد سے اپنے شفا  
مرحبا صلی علی صلی علی  
انسانیت کا شرف ہو  
تیری ہمسری تیری ہمدردی کس سے ہو  
قوت دیتا ہے پیکار کی  
روشنائی بخشتا ہے ایمان کی

☆☆☆☆



## برابری تخلیق و ترجمہ: غلام قادر بُرور

محمدؐ ہے خالق کا محبوب پیارا  
 دیا جس کو حق نے مقامِ محبت  
 نکالیا اُسے فرش سے تاجِ سدرو  
 سنایا اُسے پھر کلامِ محبت  
 محمدؐ کو تھمہ سدا بھیجتے ہیں  
 خداؑ اور فرشتے پیامِ محبت  
 تو بھیج اے مسلمان تو اتر سے ہر دم  
 نبیؐ پر درود و سلامِ محبت  
 اُسے دین و دنیا کا رتبہ ملے گا  
 محمدؐ کی کرلی ہے جس نے غلامی  
 ذرا بھر بھی اس میں اگر قصص ہوگا  
 رہے گی سدا دین و ایمان میں خالی  
 زبان پر اگر کلمہ حق کا رہے گا  
 تو ہوگی مبارک تیری خوش کلامی  
 خداؑ کو منالو گے، جب تم عزیزو  
 تو عقیقی میں ظہرے گی یہ نیک نامی  
 محمدؐ کو تھمہ سدا بھیجتے ہیں  
 خداؑ اور فرشتے پیامِ محبت  
 تو بھیج اے مسلمان تو اتر سے ہر دم  
 نبیؐ پر درود و سلامِ محبت

☆☆☆☆

نور احمد نظامی ملنگ

براہوی سے ترجمہ: ظہور احمد قاسم

مجھے معلوم ہے پتہ یقین ہے  
گناہوں سے بھری اپنی زمیں ہے  
عمر اپنا شفع المذنبین ہے  
محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

زمیں تانے کی ہو جائے گی اک دن  
دن کو دھوپ ترپائے گی اک دن  
تمہاری ذات کام آئے گی اک دن  
محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

تمہارا شافع محشر لقب ہے  
بہت عالی بہت اونچا نسب ہے  
تمہارا نام ہی محبوب رب ہے  
محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

اٹھا رکھا ہے سر چہ بار عصیاں  
ہی دکھ نے کیا ہے مجھ کو بے جاں  
بتائیں آپ ہی کچھ اس کا دواں  
محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

وہ دن جس روز ہوگی سخت عذت  
 تمہیں ہی ہے گناہ گاروں کی پارت  
 چھپا لینا میرے سب عیب حضرت  
 محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

ملنگ ہے نوا کو مت بھلا  
 قیامت کی مصیبت سے بچانا  
 میری امداد کو محشر میں آنا  
 محمد مصطفیٰ محبوب مرسل

☆☆☆☆

اے نور پاک میں آپ کے زیر سایہ آگیا ہوں  
 میں نے اپنا دامن چاک کر ڈالا ہے  
 میں خاک پر لکھا ہوں  
 درخشاں کی جلیں کے ساتھ  
 اے صاحبِ بدولت  
 آپ کی ذاتِ برخوف ورجا سے بلند ہے  
 آپ کی بارگاہ میں التجا ہے  
 میری دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیے  
 منبرِ آخرتِ ماں  
 امت کی شفاعت کرنے والے  
 اس دنیا کے بول سے خدا کی پناہ  
 آپ پر میری نوبتِ برحق ہے  
 میں دل میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں لانا  
 تو میرے بارگاہ کو سبک کر  
 میری جانب سے التجا ہے اور آپ کی جانب سے دلگیری

☆☆☆☆

قاضی عبدالرحیم صابر  
بلوچی سے ترجمہ: واحد بخش یزدار

میرا گلستاں ہو آباد یا مصطفیٰ  
رہوں ہر غم سے آزاد یا مصطفیٰ

عجب خدا رحمت دہاں  
میری تم سے ہے فریاد یا مصطفیٰ

سرگ و شادمانی کا تاق ہو چار سو  
من کے رہیں علم و بیداد یا مصطفیٰ

میری نیاں پہ ورد تیرا جاری رہے  
دل میں ہو تیری یاد یا مصطفیٰ

صبر پہ رہے تیرا لطف و کرم  
یہ دل پھر سے ہو شاد یا مصطفیٰ

☆☆☆☆

منظور بلوچ

بلوچی سے ترجمہ: واحد بخش بزدار

رنج و الم کی تھی ہو دوا یا رسول اللہ  
خطا کاروں کا تھی ہو آسرا یا رسول اللہ

حضرت آدم سے لے کر نوح کے طوفاں تک  
سبھی کے تھی ہو مشکل کشا یا رسول اللہ

خدا خود ثنا خوان محمدؐ ہے، قرآن اس کا شاہ ہے  
بزرگ تر ہے تو بعد از خدا یا رسول اللہ

مجھے خوف ہے قبر کے اندھیروں کا نہ عذابوں کا  
ہو گا قبر میں تیرا جلوہ یا رسول اللہ

چار سو گھر رکھا ہے رنج و الم نے مجھ کو  
ہو تیرے لطف و کرم کی نگاہ یا رسول اللہ

☆☆☆☆

پیر محمد زبیر الہی

بلوچی سے ترجمہ: واحد بخش یزدار

رہبتِ قلب و جاں ہے نامِ محمدؐ  
زندگی کی تاب و توان ہے نامِ محمدؐ

میرا دین و ایمان عشقِ نبیؐ ہے  
دوائے جسم و جاں ہے نامِ محمدؐ

ہر سو ٹوٹو مہک رہی ہے  
مٹک و مہرِ فضاں ہے نامِ محمدؐ

سانسوں میں بسا ہے تیرا نامِ آقاؐ  
ہر دم دردِ زباں ہے نامِ محمدؐ  
ظہر و نہیم نامِ محمدؐ  
لاریب نصیبِ قرآن ہے نامِ محمدؐ

☆☆☆☆

محمد اسحاق ساجد یزدار

بلوچی سے ترجمہ: واحد بخش یزدار

تیری شانِ نذرِ الہم اللہ اللہ  
بادشاہِ عرب و عجم اللہ اللہ

بے ہیں تیری خاطر یہ عرش و عری  
زمین، آسمان یہ لوح و قلم اللہ اللہ

ملائک عرش بھی نہ پہنچ پائیں وہاں  
جہاں تُو نے رکھے قدم اللہ اللہ

آپؐ جنت کے سردار، رہبر انہما ہیں  
آپؐ ہی ندب بیت الحرم اللہ اللہ

مدینہ کی بہتی جنت نما ہے  
کہ خدا جس کی خود کھائے قسم اللہ اللہ

ذُعا ہے کہ روزِ محشر میرے رہے  
ہمیں تیرا لطف و کرم اللہ اللہ

صلِ علیٰ کا ورد جاری رہے  
ساجد کی نباں پہ دم بہ دم اللہ اللہ

☆☆☆☆



## خوشحال خان خٹک

پشتو سے ترجمہ: سلطان فریدی

کھولا ہم پر ثنا خواں محمدؐ سے  
خدا ظاہر ہے عرفان محمدؐ سے

ملا تھا من و سلوی چند لوگوں کو  
نہدانی پر ہے اک خواں محمدؐ سے

فرائی دو جہانوں کی ■ زوں میں  
بہت چھوٹے ہیں ایمان محمدؐ سے

بڑی خلقت، یہ اس و جن یہ دنیا میں  
بہت کم تر ہیں اک جان محمدؐ سے

وہ جنت اور اس کی نعمتیں ساری  
ہیں لیتی رنگ بہان محمدؐ سے

نہیں ہے غم اسے دونوں جہانوں کا  
لگا خوشحال دامن محمدؐ سے

☆☆☆☆

رحمان بابا

پشتو سے ترجمہ پر وفسر داوڑ خان داؤد

صورت محمدؐ گر نہ ہوتی جلوہ نما  
اس وار غائی کی تخلیق نہ کرنا خدا  
وہ بندہ ہے بلاشبہ مت سمجھو اسے خدا  
ہیں اس کے جملہ اوصاف صداقت آشنا  
اعتماد پذیر ہوئی نبوت محمدؐ کی  
بعد از محمدؐ نہیں ہیں انبیاء  
تب ہو چکا ہوا نور محمدؐ  
جب مایہ تھے عرش کرسی اور تہ  
نمودار ہوا تب نور محمدؐ جہاں میں  
جب ہوئے آدمؑ قحی نہ ہوئے حوا  
اگرچہ لحاظ صورت آخری تھے  
لیکن لحاظ معنی سب سے پہلے تھے پیدا  
جن کو قبولیت دین ہوئی نصیب  
جنتی ہیں چاہے قاسم ہوں یا پارسا  
محمدؐ ہیں گمراہوں کے لیے رہنما  
محمدؐ ہیں مایہاؤں کے لیے مایہ صفا  
محمدؐ بیچاروں کے چارہ گر  
محمدؐ ہیں ہر درد مند کے لیے دوا  
محمدؐ کے در کا خاکروب ہوں رحمان  
خدا نہ کرے اس در سے مجھے جدا

☆☆☆☆

حمزہ خان شنواری

پشتو سے ترجمہ پر و فسر داوڑ خان داوڑ

یہ اک سلام لے جا یہ اک سلام لے جا  
فرقت سے ٹک ہو کر  
اے مہرباں براور!  
شرب میں شو پہنچ کر  
بس اک پیام لے جا یہ اک سلام لے جا  
شام جب عرب کو  
طہر بلند نسب کو  
ط صہب رب کو  
یہ اک کلام لے جا یہ اک سلام لے جا  
یہ بے کسی و کلفت  
یہ درد و سوز و وحشت  
یہ عیش بے مزہ  
یہ صبح شام لے جا یہ اک سلام لے جا  
ہے عین حے سے خالی  
یہ جام حے سے خالی  
در کوئے شاہ خالی  
یہ خالی جام لے جا یہ اک سلام لے جا

☆☆☆☆

حافظ محمد ابراہیم قانی  
پشتو سے ترجمہ: سلطان فریدی

ہے ہدایت آپؐ کی گویا عطا کی روشنی  
ہے شبِ شمس و قمر کی سی، صفا کی روشنی

دی صدا غاروں کی چوٹی سے جس دم آپؐ نے  
ہر طرف چھانے لگی غارِ حرا کی روشنی

تھی جہالتِ شرک کی اور کفر کی چاروں طرف  
آپؐ آئے، آگنی گویا ہندی کی روشنی

جستِ انہروں کو پانا نہیں ممکن کبھی  
ساتھ ہو جب تک نہ اُس خیرِ الہی کی روشنی

چاہے مشکل ہو زیارتِ آپؐ کی، پہنچوں گا میں  
دل میں ملتی ہے تنائے رسا کی روشنی

آپؐ کی اُلفت سے قائم ہے مرا ایمان، تو  
ساتھ لے جاؤں گا قاتی! میں وفا کی روشنی

☆☆☆☆

پشتو تخلیق وترجمہ: ڈاکٹر محمد ہمایوں ہمایا

وہ میرا پیغمبر ہے

حسن کی حد جہاں تمام ہوتی ہے  
محبتوں کا سفر جب تمام ہو جاتا ہے  
عرش فرش کے فاصلے باقی نہیں رہتے  
جس کی ایک نگاہ سے بس خام سونے میں بدل جاتا ہے  
وہ میرا پیغمبر ہے۔ وہ میرا پیغمبر ہے  
جس نے غبار و زبوں لوگوں کو انسان بنایا  
انہیں دنیا میں سرخرو کیا  
جس نے انسانوں کو خود آگاہی کا درس دیا  
سبک سروس کو مزے دے دو قیر بخشی  
وہ میرا پیغمبر ہے۔ وہ میرا پیغمبر ہے  
جس کا ہر پیغام لازوال ہے  
جس کا ہر قول معنی بر حقیقت ہے  
جو حسن و جمال کا منبع ہے  
جو بے مثال اور با کمال ہے  
وہ میرا پیغمبر ہے۔ وہ میرا پیغمبر ہے  
جس نے قیصر و کسریٰ کے ثنائیت کٹا رات کیا  
جس نے محبتوں کو عام کیا  
جس نے انسان کی ملا جلتوں کو معصراۃ عطا کی  
جس نے درات کو عتاب بخشایا  
وہ میرا پیغمبر ہے۔ وہ میرا پیغمبر ہے

کائنات کا حسن جس سے عبارت ہے  
 جو ذاتِ برحق کی کرن ہے  
 جو کم و بیش سے بلند ہے  
 جس کی دلہیز جبریل کی سخت گاو ہے  
 وہیرا وہیرا ہے۔ وہیرا وہیرا ہے

جس کا پھیلاؤ ازل تا اب ہے  
 جس کی صفات کی تجھ یہ ممکن نہیں  
 جس کی ذات کے سامنے ہری سکل مضم ہو جاتی ہے  
 وہودا ولا شریک کا محبوب ہے  
 وہیرا وہیرا ہے۔ وہیرا وہیرا ہے

جو میرے گمان کو یقین میں بدل دیتا ہے  
 جو میرے ہر صائب خیال کو کج بین کا روپ دیتا ہے  
 جس نے مجھے دینِ فطرت کی راہ دکھائی ہے  
 جس نے مجھے سچو دھانک دکھایا ہے  
 وہیرا وہیرا ہے۔ وہیرا وہیرا ہے

وہ جس کے فرق پر آدم کائنات جا ہے  
 وہ دونوں جہانوں کا سران ہے  
 ہر خزانے کے لائق ہے  
 جنسِ وائس جس کی بدلتوں کے صفات ہیں  
 وہیرا وہیرا ہے۔ وہیرا وہیرا ہے

وہ ہمارے لیے باعثِ صفا ہے  
 ہر سوا یک ہی آواز سنائی دیتی ہے  
 وہ خالق کائنات کا ہمارا ہے  
 وہ جو کائنات کا کائنات ہے  
 وہیرا وہیرا ہے۔ وہیرا وہیرا ہے

## پروفیسر محمود ایاز پشتو سے ترجمہ پروفیسر اسیر منگل

اسے تاج دارِ شرب و بطحا! میں کیا جانوں آپؐ بیت اللہ کا مہراب ہیں یا مدینے کی آنکھ کا مدار،  
آپؐ لاہ کاں کی خوشبو ہیں یا مدینے کی معطر ہوا۔  
آپؐ کی محبت بھری خنڈی اوس اب بھی اس بیابان سے جہاں پر برستی ہے۔  
بلاشبہ آپؐ سحابِ رحمت اور جمالِ کائنات ہیں  
آپؐ کا گھر آسمان کے دل میں موجود ہے اور آپؐ قدرت کی آغوش میں غلوت گزریں ہیں۔  
یا آپؐ خواب و خیال کا ایک محیفہ ہیں یا فضائے مدینہ ہیں۔  
آپؐ مدینے کی قبا ہیں، خوش حال ہیں، بے مثال ہیں اور خدا و خالہ کا نجات ہیں۔  
تو بھلا میں کیسے آپؐ بھی عظیم ہستی کا تعارف کراؤں۔  
جبرائیلؑ کے اس کالے دھونیں میں گمراہ ہوا آپؐ کا مٹی،  
اس لیے مطمئن نظر آتا ہے کہ آپؐ شفاعت کا کعبہ ہیں اور انسانیت کی شان ہیں۔  
آپؐ جنت کے خوشگوار موسم کا ایک جھونکا اور دعائے مدینہ ہیں۔  
میں سائے کی طرح چپ چاپ خاموش اور سیاہ رات کی طرح پریشان ہوں۔  
آپؐ امید کی کرن ہیں، آپؐ سبک مدینہ ہیں۔  
اے ساری امت کے کارساز میں آپؐ کی شفاعت کا خواستگار ہوں۔  
آپؐ امامِ مہدیا اور مولائے مدینہ ہیں۔  
آپؐ کی ایک نظرِ کرم سے عاصی ایاز غنی ہو جائے گا۔

☆☆☆☆

## استاد عبد اللہ نوخار پشتو سے ترجمہ پر وفسر اسیر منگل

عید وہاں ہوتی ہے جہاں محبوب کبریا ہوتے ہیں۔  
 عشق کے چاہ سے کوڑ کی جانب کھچے چلے جاتے ہیں  
 سارے غیوں میں میرے آقائے نبیؐ راہبش کا لقب پایا ہے۔  
 وہ جھگڑاتے ہوئے آفتاب کی مانند ہیں۔  
 دیکھنا غیائے کرام ستاروں کی طرح ہیں۔  
 جب سورج چمک اٹھتا ہے تو ستارے محو ہو جاتے ہیں۔  
 میرے چہرے کا رنگ آن کے فراق میں مانند بالائے ہوتا ہے۔  
 جیسے وہ صدر برگ کا پھول ہوا اور میں کالابھنورا ہوں۔  
 جہاں صدر برگ ہوتا ہے وہاں بھنورے پھر لگاتے رہتے ہیں۔  
 میں عشق نبیؐ میں مجنوں کی طرح سحر کی خاک چھان رہا ہوں،  
 میں گرمی کا مارا ہوا عاشق ہوں اور آن کا دیہہ ایک گھنا ٹھگر ہے۔  
 سڑکی سہو تہیں جھیلنے والے وہاں چلے جاتے ہیں جہاں سایہ دار ٹھگر ہوتا ہے۔  
 نبی پاکؐ کی فرقت میں بیچارے عبد اللہ کا کراہا ہے۔  
 کاش! ایک بار اسے مدینہ منورہ کا دیہہ نصیب ہو  
 جہاں حضورؐ کا مرقعہ پڑو دو جو ہے۔

☆☆☆☆



## پشتو تخلیق و ترجمہ محمد جان عاطف

میں اگر چاہیے خطا کار اور گنہگار انسان ہوں  
نہیں آپ سے قدم قدم پر اور ہر وقت مدد اور سہارے کا خواست گاہیوں۔  
میرے ساتھ! مجھے وہ قلم عطا کر  
جس سے آپ کے محبوب حضرت محمد کی تو صیغہ و تعریف لکھ سکوں۔  
میری خواہش ہے کہ جب آپ کے روضے مبارک کی زیارت کروں تو اس وقت،  
آنکھیں نہ رنم و اشک بار ہوں اور میری زبان پر درد شریف ہو۔  
میرا تو بس یہی اصول و رہنما عادت ہے کہ ہرے جہاں کی بھلائی چاہتا ہوں۔  
میرے دل میں تو بس یہی ایک ارمان ہے کہ آپ کے قدموں میں سدا میرا سر ٹھم رہے۔  
میں محمد جان عاطف دولت کو کیا کروں گا؟ مجھے دولت ہرگز نہیں چاہیے۔  
میں تو بس اس جہان میں آپ سے آپ زم زم اور یس از مرگ جام کوڑ کا طالب ہوں۔

☆☆☆☆

حسینہ گل

پشتو سے ترجمہ: محمد کامران خان

میں نے بہت ساری محبتیں کی ہیں

لینن ایک محبت ایسی ہے

جس نے میرے پرے پرے وجود کو

روشنی کی سفید سفید کرنوں کی

شو بہ صورت دنیا بنا دیا

تا کہ اپنی ذات اور وجود کا

چہرہ بدل سکوں

ایک ایسا مقدس عشق کروں

جس کی بدولت

مجاز اور حقیقت کے معنی ہم پہنچ سکوں

روشنی اور اندھیروں کی پہچان کر سکوں

ایک ایسی محبت

اور ہنر

اپنی زندگی میں پیدا کر سکوں

تا کہ انسان کی ہستی کے مردود وجود کو

حیات نو بخش سکوں

ایک ایسا عشق

اور احساس جنوں ساتھ ہو جائے

جس کی بدولت اپنی کشیدہ ہستی کے

وجود کو حاصل کر سکوں

میں ایسی محبت چاہتی ہوں

لینن دنیا کے لوگو!

ایسا عشق

ایسا محبوب

محبت کے لیے کہاں ہوگا؟

کس جگہ ہوگا؟

لینن اب میں اپنے ارمان بھرانے کے لیے

اللہ کے محبوب

پاک محمد! آپ کا نام مانگتی ہوں

☆☆☆☆

قمر راہی

پشتو سے ترجمہ: سید ولی خیال مومند

حضورِ جبرئیلؑ تیری توفیق نہیں

کہ آپؐ کی نعت لکھ سکوں

کیونکہ میرا عشق ابھی خام ہے

اور الفاظ پختہ ہیں

جب آپؐ کی ثنا کے لیے بیٹھتا ہوں

تو الفاظ کے کھونچ میں دور دور تک نکل جاتا ہوں

پھر ان تمام الفاظ کو مسترد کرتا ہوں

میں ابھی تک اپنے الفاظ تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا

جن سے آپؐ کی عظمت بیان ہو سکے

آپؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

دنیا ایک ظلمت کہ وہ ہوتی

میرے گناہوں کا بار اگرچہ بہت بھاری ہے

مگر آپؐ شفیعِ ہر مذہب ہیں

میں اللہ سے مہلت کا خواستگار ہوں

تا کہ اپنے الفاظ تلاش کر سکوں

جس سے آپؐ کی عظمت بیان ہو سکے

اور آپؐ کی لافانی عظمت کے فضیل

میرا فن بھی امر ہو جائے

☆☆☆☆

غازی سیال  
پشتو سے ترجمہ: جاوید احساس

علت و علم کی حکومت تھی  
خٹ سفاکی اور بربریت تھی  
انساں برائے نام انساں تھا  
یعنی مطلوب انسانیت تھی  
جھوٹ کا کاروبار عروج پہ تھا  
ہر طرف پھیلی ہوئی غرقت تھی  
اک تعصب کا دور دورہ تھا  
مناقضت اور جہالت تھی  
نفسا نفسی کا ایک عالم تھا  
زندگی اک بڑی بیزیت تھی  
چار سو تاریکی کا راجہ تھا  
چار سو چھائی ہوئی علت تھی  
جتنے دامن تھے واندار تھے سب  
نہ شرافت تھی نہ صداقت تھی  
آپ آئے تو روشنی آئی  
ہم عالم میں زندگی آئی

☆☆☆☆

## وارث شاہ

پھر رسولِ مقبول کی نعت کہیے  
جن کی خاطر خدا نے زمین و آسمان پیدا کیے  
حضور کو بشر کہہ کے بڑا تپ دیا  
اور مخلوق کے پیوں سے پاک کیا  
نبی اکرم کیوں اور ولیوں کے سردار تھے  
لیکن آپؐ نے خود کو فنا فی الحق کیا  
تیا مت کے روز بھی آپؐ امتی امتی پکاریں گے  
وصال حق کی خوشی چھوڑ کر امت کا غم اٹھالیا  
☆☆☆☆

میاں محمد بخشؒ

پنجابی سے ترجمہ: زہد حسن

وہ کریم امت کا دان، ہے مہر شفاعت کرنا  
 ہیرا نکل ہیں جس کے نوکر نیوں میں جو اعلیٰ  
 وہ محبوب حبیب خدا کا، حالی روز حشر کا  
 آپؐ یتیم، ہاتھ یتیموں کے سر دھرنا  
 جگر نگاہ سبک چاہے دھوئیں لاکھ ڈبا نہیں  
 نام ان کے لائق نہیں، نہ یہ قلم کی شانیں  
 ساتھ اشارے کھڑے کیا جس نے چاند آسمانی  
 پتھروں کو پڑھایا اس نے کلمہ ذکر زبانی  
 دوست دشمن بھلا نرا چاہے ہو کوئی سوائی  
 کب آپؐ کریم کے در سے نکلے بھلا وہ خالی

سلطان باہوؒ

پنجابی سے ترجمہ: زہد حسن

م من اندر نماز ہماری اک جا نیت کرتے ہیں  
 ساتھ قیام رکوع نمود کر تکرار پڑھتے ہیں  
 یہ دل ہجر و فراق جلا، دم دم جیتے مرتے ہیں  
 راہ محمدؐ والا باہو، جس ماہ رب پکڑتے ہیں

ب بسم اللہ اسم اللہ کا یہ ہے زیور بھارا ہو  
 ساتھ شفاعت سرور عالم بخشا عالم سارا ہو  
 بے حد بے حد درود نئی پر جس کا کھینچا پہارا ہو  
 میں قربان ان پر باہو جنہیں ملائی سہارا ہو

## اختر شیخ

پنجابی سے ترجمہ: علی یاسر

جسے لفظ خدا کے یاد تھے، فرمان اس کا قرآن  
دل اس کا شفاعت ہانٹا اور سب سے اونچی شان

وہ آنکھ کھلی تو صبح نو سے روشن ہو گیا شہر  
قصص کرنیں ہر علم کی جیسے لہروں پر لہر

دیا خیر غریب دہر کو، بخشی مجھ کو خیرات  
بچ سینے تنگ لگا لیا یہ سب سے بڑی سوغات

نصل ایسی ہوئی نور کی سحر کو رکھا پرنور  
دیکھا پھر ایک جہان نے جب ریت کو لاگا نور

دنیا ساری جہان تھی، دیا ایک ایسا دستور  
اک پیسے اس کے شہر میں، کیا شاہ اور کیا مزدور

☆☆☆☆

زاہد نواز

ہجالی سے ترجمہ: زاہد حسن

مہکتا ہے مقرر بھی عہد کے غلاموں کا  
دل میں رہے موسم ہجروں اور شاموں کا

جن کے لیے ہے رحمت، جو ہم نے دیکھے، سوچے نہیں  
نہدا کو ہے پتہ، محبوب کے ان مقاموں کا

میں اب بھی اس کا پل کھاؤں اور مر کے بھی  
جو دل میں آگا ہے باغِ دروہوں کا، سلاسون کا

زباں میں اُس کی بولنے کا لہف بھی تراا تھا  
اس کے بعد نہدا نے چھوڑ دیا شوق بھی کلاسوں کا

نہدا سے جس نے بھی مانگی اُس کے محبوب کی چاہت  
اسے رتبہ بھی ساتھ ملا قسطیوں اور اماںوں کا

☆☆☆☆



## خواجه غلام فرید

میں قسمت کی ماری بجز فراق میں جاں بلب ہوں، یعنی لبوں پر دم آگیا ہے اور وہ بے نیاز تو  
 ملک عرب میں خوش آباد ہے  
 ہر وقت محبوب کا انتظار رہتا ہے، اور دل رباؤں میں چاہت کا نثار دکھا ہوا ہے۔  
 میرے چہاب اور دھکی دل کو محض انتظار عطا ہوا ہے۔  
 تمام رنج و اہم کٹھے ہو کر میرے دل پر چھائے ہوئے ہیں  
 میں سوخت جان جو گن بن کر محبوب کی تلاش میں ہر طرف دیوانہ وار بھر رہی ہوں،  
 ہند، سندھ، پنجاب، ہما زنگ پھرتی ہوں۔ کبھی دیرانے اور غیر آباد صحراؤں میں،  
 نہیں اس لیے پھرتی رہتی ہوں شاید کتنی کسی سبب سے دوست مل جائے  
 اگرچہ تیری محبت اور تلاش میں درجہ ردھلے کھاتی ہوں، پھر بھی تیرے سام پر مفت ہک چکی ہوں  
 اور تیری کنیزوں کی بھی کنیز ہوں، بلکہ تیرے دروازے کے کتوں کا بھی ادب کرتی ہوں  
 سبحان اللہ! میرے محبوب تمام دنیا سے حسین اور پیارے،  
 ملک حجاز کے سانوں لے سلونے "ہوٹ" دوست سبحان اللہ!  
 آ کر فریہ کا غم کدو کیو، جو دروازوں سے تیرے انتظار میں ہے

☆☆☆☆

حمید الفت ملغانی  
سرائیکی سے ترجمہ سونا خان صادق

## اُمی

اُن سے بڑھ کر کوئی عالم  
اور نہ عامل ہے کوئی  
اُن کو تعلیم نے سارے  
علم سکھائے  
کتے بھی سمجھائے  
اپے علم وراپے کتے  
کون پڑھائے  
کون سکھائے  
ہی لیے تو کوئی بھی کتب  
مولا کے لائق ہی نہیں

## سید حسن رضا گرویزی

کون و مکان کی تخلیق کلا عث اور تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ  
 حضور اکرمؐ کی ذات گرامی ہے  
 اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بعد ہر ایک سے بلند و بالا شان کی مالک ہے  
 حور و ملک اور شہادت جن کے نام مبارک کا ورد کرتے رہتے ہیں  
 پانچوں وقت فضائیں جن کے بارے میں شہادت دیتی ہیں  
 جن کے نام کی اذانیں سن کر شام کی قمیص روشن ہوتی ہیں  
 جن کے نام سے صبح کے وقت دن کو روشنی ملتی ہے  
 ایک دن وہ پاک انسان کسی منزل کی طرف سرگرم سفر ہوئے  
 اور ان پر قربان جاؤں وہ راستے میں ایک درخت کے نیچے سو گئے  
 ایک کافر نے ان کو سوتا ہوا جان کر موقع کو نصیحت چاہا  
 اور اتنا حق تھا کہ ہارم کون و مکان کو بے وارث سمجھا  
 اور حضور اکرمؐ کی ذات پاک کے سینے پر تلواریں نوک دکھادی  
 ایسا کرتا تھا کہ خلیفہ کائنات کی نظروں سے گر گیا،  
 اس لیے کہ اس نے تکبر کے لحاظ کیے تھے  
 اور کہا کہ اے بلند بخت بتا کون تجھے امیری سے نجات دلائے گا  
 کون اس تلوار کی دھار کا راستہ روکے گا اور تجھے بچائے گا  
 کہاں گئے تیرے نام پر صدمے ہو جانے والے تیرے رفیق و مددگار  
 اور اب اپنی مجبوری کا اظہار کر لو کہ اب وقت قریب آ گیا ہے  
 دین کے مالک حضور اکرمؐ خواب سے بیدار ہوئے اور کافر کو کچھ کرشمے پڑے  
 اندھے ذرے پر خورشید و درخشاں نے جب ناکام ہر ڈال  
 اور کہا کہ نیم پاگل، موت اور زندگی تو پروردگار کے ہاتھ میں ہے

اور ایک وہی ذات ہے جس کو تمام کبر و خور اور بڑائی زیب و بختی ہے  
 اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آگ کے شعلوں میں سے دوست کو بچالے  
 اور اگر مرضی ہو تو چنے یوں سے باز مروا دیتا ہے  
 یہ بات سن کر اس کافر کے ہاتھوں سے نکواری چھوٹ گئی  
 اور بولنے کی طاقت نہ رہی  
 وہ یوں کانپ رہا تھا جس طرح  
 صبح کو شبنم کا قطرہ سورج کو دیکھ کر کانپ رہا ہوتا ہے  
 اس کافر کا یہ حال ہوا کہ وہ کلہ پڑھتا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا درو کرنا ہوا  
 حضور اکرم کی ذات پاک کے قدموں میں آنسو بہانا ہوا گر پڑا  
 ☆ ☆ ☆ ☆

## محمد اعظم خان چانڈیو

میرے نبی کا جمال دیکھ کر چاند اور سورج شرمائیں  
حور و ملائکہ مدد سے جائیں پریاں واری جائیں  
بدن مبارک آنحضرت کا تعابیدوں سے خان  
خالق نے سب سے پہلی تخلیق کی صورت سو بنے وان  
☆☆☆☆

عبداللہ یزدانی  
سرائیکی سے ترجمہ: حمزہ حسن شیخ

جب آپؐ کی یاد کا چاند طلوع ہوتا ہے تو میری ہلکوں پر ستارے جھلکانے لگتے ہیں  
اور جب میں آپؐ کے نام کا ورد کرتا ہوں تو میرے تمام دکھ درد دور ہو جاتے ہیں

کہاں عرش بریں، کہاں فرش زمیں اور کہاں قاب قوسین وادنیٰ کی منزل  
میرا پاک نئی وہاں تک پہنچا ہے جہاں جبرائیل کو بھی جانے کی اجازت نہیں

سب لوگ جھولیوں میں بھر رہے ہیں آتے ہیں، پتھر موتی بن کر لوٹنے ہیں  
جو بھی آپؐ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاسکتا

مولا! آپ مدینہ سے میری جانب بھی کوئی ساون کا بادل بھیج  
ایک مدت سے صبح تا شام بونہی تھی دو پہروں میں عمر گزار رہا ہوں

یزدانی! میری طرف سے بھی اس پاک نئی پر لاکھوں سلام اور درود ہوں  
جن کے در پر جن، انس، منک و مرسل درود کی سوغات لے کر جاتے ہیں

☆☆☆☆

## سرائیکی کلام وٽر جمعہ: ڈاکٹر گل عباس اعوان

چلا ہے اب تو ذرا ، دل کو بھی سنبھال کے چل  
ان تنگ آنکھوں کو اپنی، نمی میں ڈھال کے چل

ہے دل میں جو تیری خواہش، اسے بیاں کر دے  
کسی انگ کو بھی دل سے نہ تو، نکال کے چل

تیری سلامی کو آئیں، یہ چاند، سب تارے  
تو، خود کو پاک نبی کے رنگوں میں ڈھال کے چل

یہ خاک ایسی، تجھے مرش تک بھی لے جائے  
پیٹانی ہو، پا کر آنکھیں، اسی کو ڈال کے چل

گدہ گر بھی جو آئے، وہ شاہ بن جائے؟  
مہاس سوچ میں اپنی فقیہی ڈال کے چل

☆☆☆☆

ڈاکٹر سید قاسم جلال  
سرائیکی سے ترجمہ: ڈاکٹر گل عباس اعوان

ہے ہر نبی کے لب پہ عبارت حضورؐ کی  
مانے ہے ہر رسول، رسالت حضورؐ کی

اُس کو ملی رضائے الہی، پہ ہر قدم  
کی ہے ہیئت جس نے اطاعت حضورؐ کی

پتھر بھی کھا کے، من سے نہ نکل ہے یہ دعا  
جگ میں ہے بے مثال شرافت حضورؐ کی

دن رات ہے جلالؔ کے ہونٹوں پہ یہ دعا  
اللہ کرے نصیب، شفاعت حضورؐ کی

☆☆☆☆



امان اللہ کا قلم

سرائیکی سے ترجمہ: ڈاکٹر گل عباس اعوان

جہان سارا ہوا منور، جو اب سراج السیر آئے  
فلک پہ حور و ملک ہیں گاتے، محبوب رب قدیر آئے

زمین منور، زماں منور، مکاں، مکاں، لامکاں منور  
فلک سے انوار حق کی بارش، حضور روشن ضمیر آئے

دیار بظلم کا ذرہ ذرہ، ہے چاند تاروں سے بڑھ کے روشن  
چمن بنا رشک کوراب کے، جو نور حق کے سفیر آئے

بہل و لالچ و مناجات مٹ گئے، اڑی ہے خاک یہوق و غری  
ہجی ہے ڈنڈل صنم کدہ میں، مہر آئے، بشیر آئے

طے نہ تمثیل انبیاء میں نہ، جس کا تانی رسول کوئی  
مثال جس کی طے نہ جگ میں وہی عدیم الطیر آئے

یہ کا قلم ہے نعت خواں نبی کا، کوئی نہ ہرگز سوال پوچھے  
خدا نے ہر تر یہ قلم دے گا، لہر میں جب وہ نگیرد آئے

☆☆☆☆

## شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

مجھے اللہ سے امید ہے کہ سید مہریؑ بگیری کریں گے  
ہمارے محبوب بھوکے، خدا کی منتیں کریں گے  
مجھے اللہ سے امید ہے

امت کی خاطر احمد وہاں شفاعت کی بجائے مانگیں گے  
مجھے اللہ سے امید ہے

صور و سر ایل کی آواز آئے گی۔ سورج کی تپش سے آنکھیں نہ مٹی ہو جائیں گی  
مجھے اللہ سے امید ہے

مومنوں کا جنازہ ہو گا اور محمدؐ نکوش ہوں گے  
مجھے اللہ سے امید ہے

ایک دوسرے کو دھکیلے ہوئے سب داتا کی طرف بھاگیں گے  
مجھے اللہ سے امید ہے

مولاؑ نہیں عزت دے گا اور آپؐ امت کے گناہ بخشوائیں گے  
مجھے اللہ سے امید ہے

☆☆☆☆

## مخدوم غلام محمد بگانی

مجھ لاچار پر سب شفقت رکھیے، یا رسول اللہؐ  
آپؐ کے سوا ہماری حاجت کرنے والا اور کون ہے،  
اے سید! میرا حال زار تو آپؐ کو اچھی طرح معلوم ہے  
میں اپنے حال کی کیا حکایت بیان کروں۔  
میں آپؐ کی خدمت کروں تو مجھے ہدایت نصیب ہو،  
نہ میں نے عبادت کی، نہ فرض و نفل ادا کیے  
تیری عنایت سے میں رحمت کی امید رکھتا ہوں۔  
غلام محمدؒ کے دکھ درد و رنجوں اور اس کی خطائیں معاف ہوں  
حشر کے دن مجھے اپنے ہاں رحمت میں جگہ دیں اور میری شفاعت کریں

☆☆☆☆

احمد خان مدہوش

سندھی سے ترجمہ سرید سندھی

غوش نصیبی کا ہوا سورج طلوع  
ماجت مندوں کی چنگی ہے آرزو

اے بہار گلستان وحدہ  
تیرے آنے کے جشن ہیں ٹو پ ٹو

دام ہے گل کھلے گلشن کھلے  
ہو غنی معطر دنیا سو پ سو

جن کے جلوؤں کی بدولت آج ہے  
گلشن دنیا کو حاصل رنگ و بو

ہے تنہا کہ دم نکلا رہے  
تیرے مدہوش کا تیرے زور و

☆☆☆☆

حاتی مراد خان چانڈیو  
سندی سے ترجمہ: فہیم شناس کاظمی

### نعت (درمخمس)

بصلوۃ رب نے کہا تجھ کو رحیم  
بصلوۃ اے نور مرسل اے حکیم  
بصلوۃ اے صاحب خلق عظیم  
بصلوۃ اے مخزن لطف عیم  
بصلوۃ اے صاحب شوق اقر  
بصلوۃ اے بادشاہ بحر و بر  
السلام اے منزل اے خدشہ  
بصلوۃ اے صاحب ام الکتاب  
بصلوۃ اے خیر ذی، تیرا جواب  
بصلوۃ اے شائع ہم الحساب  
بصلوۃ اے سرور عالی جناب  
السلام اے "ما اعطاک الکفر"  
بصلوۃ اے منبع جود و عطا  
بصلوۃ اے مخزن فضل و عطا  
بصلوۃ اے پیشوائے انبیا  
بصلوۃ اے مقتدی الاولیا  
السلام اے "ابن شاکک صو الابر"

۱۔ اے ہاتھی ہر دو جہاں  
 ۲۔ اے تاجور کون و مکان  
 ۳۔ اے در ترا در الاماں  
 ۴۔ اے خاتمِ بخیراں  
 السلام اے آمنہ کے پیرا  
 ۵۔ اے رمبرِ روشن ضمیر  
 ۶۔ اے بشیر و کاشفِ غمیر  
 ۷۔ اے زخ ترا جرِ منیر  
 ۸۔ اے تیرا پسند بھی غیر  
 السلام عہدائے ہے تیرا ۹۔  
 ۱۰۔ اے عرب کے عربی امن  
 ۱۱۔ اے زمّتِ المعالمین  
 ۱۲۔ اے پاک کی ساری زمیں  
 ۱۳۔ اے پیشوائے مرسلین  
 السلام ہے خاتمہ کا شو ۱۴۔

☆☆☆☆

دادن فقیر

سندھی سے ترجمہ سحرید سندھی

میری ہو جانے دو رہبر مصطفیٰ  
اے صاحب خدا خاتم الانبیاء

ہے خاتون خیر النساء کا واسطہ  
ہے حیدر شہ کر بلا کا واسطہ  
ہے عباس زین العبا کا واسطہ  
مشکل کرد آساں میرے مشکل کشا

آپ جیسا نہ رہبر نہ وغیرہ کوئی  
آپ جیسا نہ عالم نہ سرور کوئی  
آپ جیسا نہ دیکھا بندہ پرور کوئی  
جو تمہاری رضا وہ رب کی رضا

آپ نہیں ط مزل منیر  
آپ وائل و القس روشن ضمیر  
آپ محبوب خدا کے ہیں بے نظیر  
ہے نام آپ کا شہد سے عینا

☆☆☆☆

## سندھی تخلیق و ترجمہ سید مقبول حسین مقبول عابدی

دل فائدے میں ہے یہ نظر فائدے میں ہے  
کر کے نئی سے عشق بشر فائدے میں ہے

انعام ہے خدا کا یہ رحمت رسولؐ کی  
مہر نئی کا پاک سر فائدے میں ہے

نور نئی کے فیض سے دلوں میں روشنی  
سورت ہے فائدے میں قمر فائدے میں ہے

محشر میں ہم کو ہوگی زیارت رسولؐ کی  
مشکل ہے روز محشر مگر فائدے میں ہے

ہر رنج کا علاج ہے ہر درد کی دوا  
عشق ہی میں درد جگر فائدے میں ہے

گزری ہے جو طواف مزار رسولؐ میں  
دو شام فائدے میں سحر فائدے میں ہے

نعتیں لکھے رسولؐ کی محمدؐ کی  
مقبول شاعری کا بشر فائدے میں ہے

☆☆☆☆



## محمد عرس گل سندھی سے ترجمہ: فہیم شناس کاظمی

توئی سرتاپ سبانی محمدؐ یا رسول اللہ  
کاش زمانہ حیرانی محمدؐ یا رسول اللہ

امیدیں عرض داروں کی نظر تیری سخاوت کی  
رحم کر نور رحمانی محمدؐ یا رسول اللہ

محبت میں تری محو ہیں لکھن فقیہوں کے  
کئی دیں سر کی قربانی محمدؐ یا رسول اللہ

توئی دریا مناعت کا محبت کا سخاوت کا  
کہے کیا حال زندانی محمدؐ یا رسول اللہ

تمہارے سامنے ہر پُہ ہے میرا حال جو روشن  
مرا ہر دکھ ہوا کافی محمدؐ یا رسول اللہ

ہوا دیر در پیر کا یقین آیا ہے پھر ”گل“ کو  
نہیں دل کوئی ارمانی محمدؐ یا رسول اللہ

☆☆☆☆

مرزا فتح علی بیگ فتح  
سندھی سے ترجمہ: فہیم شناس کاظمی

کس درجہ یہ ہشیار ہیں رندانِ محمدؐ  
بچے ہیں غطا ہائے عرفانِ محمدؐ

کیا نشہ ہے دہشتِ حق نے جب نبیؐ کا  
پی کر ہوئے ذی ہوش یہ مستانِ محمدؐ

مقدور کہاں ہے کہ نکسوں نوجِ نبیؐ نہیں  
خلاقِ محمدؐ ہے ثناءِ ثوانِ محمدؐ

کونین کے بدلے نہ خرچہ وہ کوئی سایہ  
کافی ہے مجھے سایہِ دامانِ محمدؐ

شیدا بھی زرخ پر بھی گیسو پہ مصدق  
کیا دل کہ میں ہوں جان سے قربانِ محمدؐ

☆☆☆☆

## کوثری تخلیق و ترجمہ: برانا غلام سرور

معاشرہ کی حالت بگڑ چکی تھی  
 علم و ستم کا دور دورہ تھا  
 لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک مصلح کی ضرورت تھی  
 ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا عالم تھا  
 غریب کا مینا دو بھر ہو چکا تھا  
 انسانوں نے اپنی عزت کو گروی رکھا ہوا تھا  
 برائیوں کو مٹانے کے لیے  
 رب کی رحمت جوش میں آئی  
 چار سو کفر کے اندھیرے پھیلے ہوئے تھے  
 آنکھوں کے ہوتے ہوئے لوگ اندھے تھے  
 ایسے میں جب غفلت اپنی اجنبی کو پہچانی ہوئی تھی  
 شرافت کی ابدی قدروں کو ختم کر دیا گیا تھا  
 اُس وقت ایک ہادی کی ضرورت تھی  
 توحید کے پیغام کو عام کرنا خاصا مشکل تھا  
 اپنی غرض کے بندوں کو سیدھے راستے پر لانا ضروری تھا  
 لوگوں کی ہدایت کے لیے رب نے اپنی رحمت کو عام کر دیا  
 قارون کی چوٹیوں سے نور محمد کا ظہور ہوا  
 کریم آقا نے پسے طبقوں کو بالا دستوں کے ہم پلہ کر دیا  
 انسانی قدروں کو فروغ دیا  
 محبوب خدا نے معاشرتی مافصائیوں کو ختم کر دیا  
 سب کو نیک عمل کی ترغیب دی  
 اسی درجہ ہدایت کا مقصد لوگوں کو برائیوں سے دور کرنا تھا  
 اسے دوران تعلیمات کے سبب  
 عربی، عجمی ہوں یا کالے گورے سب بھائی بھائی بن گئے

## کوثری تخلیق ترجمہ برائے فضل حسین

اہلِ حق کے شہیدوں کی رسم وفا ہے  
 پروڑی کوثر اہلِ راجوی میں بھی ایک شہید مکی ہے  
 اس رسم وفا کے سچے جذبے کو  
 بدروا اہلِ حق کو بلا اور اس کے معرکہ حق و باطل میں  
 کوئی شکست نہیں دے سکا  
 معوڑا اور معاڈ نے اپنی شجاعت سے  
 ابو جہل کو باطلِ جہنم کر کے خود کو امر کر لیا ہے  
 ان معصوموں کے جذبہ شہادت نے  
 ہوجہلوں پر خوف طاری کر دیا ہے  
 فضل کے دل میں بھی بہت رسولِ مشعل کی مانند روشن ہے  
 اسی جذبہ نے ہر ایک دل میں شوقِ شہادت کی  
 جوت چگائی ہے  
 اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے  
 یہ کوئی بھولنے والی بات نہیں  
 ماؤں بہنوں کی قربانیاں کسی سے کم نہیں  
 بدروا اہلِ حق کے شہیدوں کی تہذیب میں  
 پروڑی کوثر اہلِ حق کے نوٹج عن چونی کے قتل میں اترے  
 صدیوں بعد یہ معرکہ بھی ایک طرح سے  
 کرلی ہی کی بجائے جج کا تھا  
 پاک رسول کے عاشق  
 بارگاہِ ایزدی سے اسی طرح کے شوقِ شہادت سے  
 اہلِ زندگی کا عزا پاتے ہیں

☆☆☆☆

## چوہدری شاہ محمد شہباز کوہری سے ترجمہ پروفیسر نازش عیا

نبی کریمؐ ہمارے شہر بناو ہیں  
آپؐ کی قلیات کو بھلانے کے سبب  
ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں  
ہم کشمیری آق کل مجبور ہیں  
حکمت کی آندھی نے امت کو دکھایا کر دیا ہے  
اوکھت کما سوروں نے رجون لیا ہے  
امت کی کشتی مصائب میں بھنسی ہوئی ہے  
افسوس امت مسلمہ کے دشمن بن گئے ہیں  
کوئی ساتھی نہیں  
امیدوں کے سارے گل بیتارے پتلا ہو گئے ہیں  
پیارے آقاؐ امت کی بگڑی مائیں گے  
ہماری لاق رکھیں گے  
آپؐ کی نظرِ ستائش سے رب کوئی نہ کوئی  
سبب ضرور کرے گا۔

☆☆☆☆

## منیر حسین چوہدری کوٹری سے ترجمہ: پردیس مہوش منیر

آپ کی شان سب سے بلی دارِ فح ہے  
کوئی بھی آپ کا نام نہیں  
آپ بلاشبہ لامانی ہیں کیونکہ  
نہ کوئی آپ جیسا ہونا ہے نہ ہوگا  
آپ نورِ ہدایت بن کر دنیا میں آئے  
اسلام کی نورانی ہدایت سے کفر کے اندھیرے بھاگ گئے  
آپ نے شرک کو مٹا کر دنیا میں نورانیت کو عام کر دیا  
درسِ ہدایت سے گمراہوں کو سیدھے راستے پر لائے  
بھائی چارے کا درس دے کر باہمی یگانگت کھڑی کر دیا  
پاک محمد سرورِ عارف ہیں آپ خدا کی رحمت ہیں  
لالہ کے پیغام سے سب کو توحید کے راستے پر لائے  
اللہ کا بیٹھا فقر سب کو آ کر سنایا  
کفر و شرک کے قتل نوٹنے سے بانگِ بلائی چار سو گونگی  
کفر و اندھیرے دور ہونے سے ظلم کے سیاہ بادل چھٹ گئے  
امیدوں کے چراغوں کی روشنی سے خود کو روشن کر رہا ہوں  
منیر کو بھی آپ کے سہارے کا سہارا ہے  
کیونکہ حشر میں یہی سہارا میرا مددگار ہوگا

☆☆☆☆

## احمد علی سائیں

حضورِ مژو رکا دستِ مبارک چوم کر اور اس پر بیٹھ کر کے  
اصحابِ رسولِ جنت کے حق دار ہو گئے  
حضور کی زبانِ رفیع الخطاب چوم کر  
حضرت علیؑ نے مہرِ علم کا دروازہ ہونے کا شرف حاصل کیا  
حضورِ والا جناب کا قدم مبارک چوم کر  
عرشِ معلیٰ کا رتبہ روچند ہو گیا  
کعب نے حضورؐ کی رکابِ عوم کر  
اے سائیں قابِ قوسین کی سیر کی

☆☆☆☆

ہند کو تخلیق و ترجمہ: احمد حسین مجاہد

میرا کسی اور سے کوئی تعلق نہیں، میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں  
میں نے ساری خدائی کو تہ تیہ دیا ہے، میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

میرے سر پر گناہوں کی گھنٹی ہے، میں بجز خس و خاشاک، ہاکیاں اور کچھ بھی نہیں  
میں اپنی صفائی میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ہوں میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

خود و شاہوں کا بادشاہ ہے اور میں ایک دنیا دار کینہ  
دنیا میں تیرے در سے بڑی کوئی اور جگہ نہیں، میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

یہ وہ مقام ہے جہاں میر ہونا نہیں جتا، نہ مجھے یہ پتہ ہے کہ میراہ کا کیا ہے  
میں نے آج تک کبھی تیرے حضور لب نہیں کھولے بس میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

یہاں آ کر میں نے سکھ کا سانس لیا ہے، میں نے یہیں اپنا پورا بچا لیا ہے  
مجھ سے تیری جدائی اب اور برداشت نہیں ہوتی تھی، میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

میں نے اپنی تختی پہ کبھی کچھ لکھا ہے نہ لکھ کے مٹایا ہے، نہ میں نے کبھی اپنی کتاب کھول کے دیکھی ہے  
میں نے تو بس درس عشق ہی لیا ہے، میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

زندگی تیرے در سے دور ہے، معنویت کے اندھیروں میں گز رہی تھی  
میں نے رورو کے جب یہ نعت کائی تو میں تیرے ذر پہ آ کر بیٹھ گیا ہوں

☆☆☆☆



## ہند کو تخلیق وترجمہ: ارشاد شا کر اعوان

حضور کی بشت کو منوں پر اپنا حسان فرما کر  
اللہ تعالیٰ نے خود آپ کی شان بیان کر دی

اہل جہاں (سارے زمانے) جانتے ہیں قرآن میں  
واضح طور پر لکھا ہے۔ اَنْتَکَ لَعَلٰی خَلْقِ عَظِیْمٍ  
آپ بلاشبہ بلند ترین اخلاق کے مالک ہیں

جس مالک ملک نے حضرت موسیٰ سے فرمایا تو نہیں دیکھ سکے گا مجھے۔  
اُسی نے سندوی میرے بندے کی آنکھ تک نہ پہنچی

مجزاؤں میں اتر دیکھو، آسمان کی بلندیوں پر  
آپ کی نبوت کا ثبوت لکھا تھا

جس نے بھی محمدؐ کا حمد لکھا، اس نے اس  
محبوب کی مدح لکھ ڈالی

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّبْکُمُ اللّٰهَ  
محبت ایمان ہے اور ایمان کی شرط اطاعت ہے اسی سے  
انسان محبوب خدا بنتا ہے

دنیا کی ہر ہر رگ شخصیت اور اللہ والوں (ولیوں، قلمیوں، غوثوں) نے  
حضرت حسان کی نعت کو حقیقی نعت تسلیم کیا

سبحان اللہ شا کر اعوان نے بھی خوب  
نعت کی۔ صلی علی۔ صلی علی

☆☆☆☆

پروفیسر بشیر احمد سوز  
ہندکو سے ترجمہ: نوشین اختر

تیری ذات سے نور وہ بھونکا، سارے جگ اُجالے  
یوں لگتا ہے، چاند اور سورج تیرے خاص حوالے

کون ہے ایسا جو کہ سمندر کو خالی کر پائے  
سیرت یا تقریریں لکھیں، لکھے لاکھ مقالے

تیرے خمی سے نور وہ بھونکا فرش و عرش سب چمکے  
تیری ذات کے چار پھیرے مہر و مہ کے ہالے

کیا غاروں کے اندھیرے ہیں اور کیا نورانی چہرے  
یار غار بھی ساتھ ہیں بیٹھے مکاری نے مانے جانے

پھوم پھوم کے خاک آس در کی آنکھوں سے ہے لگائی  
کیسی قسمت مولا اُن کی، کیسے بختوں والے

☆☆☆☆

## سلطان سکون ہند کو سے ترجمہ: انجم جاوید

جب عرب کا چاند طلوع ہوا، عالم میں نور ظہور ہوا  
جب عرب کے باغ کا پھول کھلا، جگ خوشبو سے غور ہوا

پھر اپنا لرزے باطل کے، مہار وہ کفر کے محل ہوئے  
جب پرچم پیار کے لہرائے، سب کفر اندھیرا دور ہوا

میں قرباں روئے کی جاں پر، روئے کی شان زانی ہے  
اس نام پر، میں بس جاؤں گا، جب عشق مرا منکور ہوا

قرباں اس خلق عظیم پر ہوں، آقا کی طبع سلیم پر ہوں  
وہ جن کے عشق سلوکوں سے، ہر غمگین دل سرور ہوا

کیا حال سکون کی راتوں کا، اشکوں کی جھل برساتوں کا  
یہ اثر دروہوں نعتوں کا، ہر دکھ صدمہ کا فور ہوا

☆☆☆☆



Encyclopedia  
World Literature

# انسائیکلو پیڈیا ادبیات عالم

(دنیا اور پاکستان)

شعرا اور ادبی ہولیات کا جامع فی کردار  
ادبیاتی اور ادبیاتی اور ادبیاتی

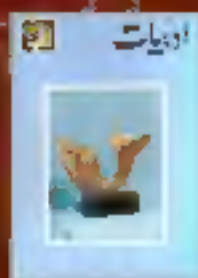
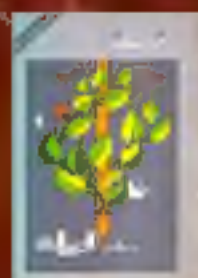
والیٹر پیچہ

اکادمی ادبیات پاکستان

Quarterly **Adabiyaat** Islamabad

January to June 2014

## ادبیات کے خصوصی شمارے



## PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

Patras Bukhari Road, Sector H-8/I,  
Islamabad, Pakistan

Phone: +92-51-9250582, 9235729 Fax: +92-51-9250590

Website: [www.pal.gov.pk](http://www.pal.gov.pk) - email: [adbiyaat@gmail.com](mailto:adbiyaat@gmail.com)

Price Rs.200